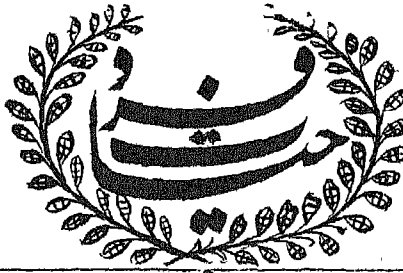


سید سعید احمد شاہ

قادی محلی محمی

گوکھوڑی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شاعری دنیا میں تصوف کو دلفریب انداز کے موجد میں اعلیٰ پایہ تہجد کی حافظہ خسرو جامی ہوئے ہیں اسی پایہ پر حافظہ کے درباہانہ اندازِ نظر کی پیروی کرنے والے اور اعلیٰ مشق بہم پہنچا کر حافظہ کے رنگ میں رنگ ملائیت والے سرزمین ہند میں پوربک کے اعلیٰ طبیعت دار میر و متبرک قصبہ بھلواری کے مقدس بزرگ حضرت فروہین۔ یہ وہ نام جو جس سے ہندوستان خصوصاً صوبہ بہار کے کم ایسے لوگ نکلیں گے جنہیں واقفیت نہوگی اور کم ایسی جگہ ہوگی جہاں یہ متبرک نام عزت کے ساتھ لیا نجاتا ہو۔ بلکہ جن وقت کے زنی لفظوں میں حافظہ جامی خسرو زیاد کی جاتے ہیں انہیں لفظونہین فروالا ولسا کا متبرک نام بھی لیا جاتا ہے اور سطح شعرا کی جماعت میں فروالا ولسا کی پاک ذات قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے جو اس سطح صوفیوں میں بلکہ اس سو کہیں زیادہ آپکا اعزاز کیا جاتا ہے۔ اور یہ اس لیے کہ جو پایہ آپ اعلیٰ طبیعت داری کے سبب شاعری میں کھڑے تھے اس سے کہیں بڑھ کر تصوف میں ذاتی و خاندانی حیثیت سے آپ کو حاصل تھا۔ خاندانی حیثیت تو یہ تھی کہ آپ حضرت امام الشہداء سید الشہداء ذوالجناہین سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے بہترین احفاد سے تھے۔ اور سونے پر چھٹا گا یہ کہ آپ کتاب طریقت تاج العارفین مجدد و مشاہد محمد مجیب اللہ قادری قلندر جعفری زہبی پھلواری قدس سرہ کے پوتے تھے۔

ذاتی بزرگی یہ تھی کہ خدائے فطرتی سلیم صاحب خلق عظیم جامع علوم و فنون اور باطنی کمالات میں اپنی آپ ہی نظیر کیا فرور زمانہ پیدا کیا تھا اور علم کے طرفِ فطری مناسب عطا فرمائی تھی۔ غرض ہر طرح پر آپ کی ذات پاک قدر و عزت کی نگاہ سے دیکھی جانے کے قابل تھی۔

فروالا ولسا کا سلسلہ نسب

حضرت سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ تک حسبِ میل منتهی ہوتا ہے۔

حضرت مولانا شاہ محمد ابوالحسن بن شیخ العالمین شاہ محمد نعمت اللہ ولی بن تاج العارفین شاہ محمد مجیب اللہ بن شاہ ظہور اللہ بن کبیر الدین بن رکن الدین بن محمد سلیمان بن امیر عظام اللہ جعفری زہبی پھلواری بن سعد اللہ شہید

بن فتح اللہ بن محمد بن ہدایت اللہ بن محمد سین بن محمد امین بن محمد ابراہیم بن محمد دراز بن عبید بن محمد
بن محمد اسماعیل بن محمد الرئیس بن علی الرئیس بن عبد اللہ ابجد بن محمد طیار رضی اللہ عنہم اجمین یہ عبد اللہ
ابجد ازوج تھے زینب بنت امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الشریف کے

فرد الاولیاء کی ولادت

۹۱۱ھ گیارہ سو اکانوے میں رجب کی دسویں تاریخ پنج شنبہ کی شب کو ہوئی محمد نام اور اللہ بن کتبہ سے خطاب کیے گئے بڑے ناز و نعم سے پلے پرورش پائی جب کچھ سمجھ آئی تو ۹۲۳ھ گیارہ سو چورانوے ہجری میں حوصلے کو ساتھ لے کر خواتی کرانی گئی اور ابتدائی تعلیم شیخ العالمین نے اپنے ذمہ لی طبیعت تو بلا کی ذکی ذہین پائی تھی ابتدا کی مختصرات چند ہی دن میں پڑھ گئے۔ جب کچھ علم نے مزہ دیا تو فارسی کا شوق پیدا ہوا اس سے پہلے قواعد سیکھے پھر مطولات کی طرقت توجہ فرمائی فارسی کی بیشتر کتابیں فرد الاولیاء نے شیخ العالمین ہی سے پڑھیں عبارت آئی و انشا پر داری پڑھیں شیخ العالمین کی توجہ و تعلیم کی برکت سے آئی۔ عربی کی ابتدائی کتابیں شرح ملا جامی تک اپنے شیخ العالمین ہی سے ختم کیں۔

دستیات بالاستیعاب اپنے اپنے بھو بھی زاد بھائی علامہ اجل سید العلماء مولانا احمد قادری ٹھیلو ری تہہ سنہ سے میں سال کی عمر میں تمام کیں۔ جب فرد الاولیاء بقیہ کتب درسیہ کی تحصیل کے خیال سے سید العلماء کی خدمت شریف میں پہنچے تو قبل اسکے کہ سید العلماء انکو اپنے حلقہ تہذیب میں لین جو کچھ صرف و نحو آئے اپنے والد سے پڑھ چکے تھے ان میں امتحان کی طرح پرستعداد کی طرقت نشانی کر نی کے بعد مطولات کا سبب شروع کر لیا اور نہایت لمبائی و محنت کے ساتھ انکی تعلیم میں مصروف ہوئے۔

قوت مطالعہ انکو ہر قدر حاصل تھی کہ قہم اور مشکل میں مشکل مقام کو ادنی غور کے بعد حل کر لیا کرتے۔ سید العلماء پڑھانے میں عبارت سننے کے بعد خود فرد الاولیاء ہی سے نفس کتاب کا مطلب ادا کرتے تھے اسکے بعد خود اس مضمون کو متعلقہ مالوم علیہ سکے دیگر شرح و حواشی و اختلافات علماء نے فن کو ایک مبسوط تقریر میں بیان فرمایا کرتے نفس کتاب کا مطلب عادہ کرنے کی ضرورت انکو نہ پڑتی غرض انکی کتب درسیہ کا آپق لیا کرتے۔

فرد الاولیاء کی عمر شریف میں بیسویں سال کی ابتدا ہی ہوئی تھی کہ تمامی کتب درسیہ فقہ تفسیر

اصول حدیث منقول فلسفہ ریاضی ہیئت ہندسہ کی ورق گردانی سے فراغت پا کر سید العلماء کے مایہ ناز شاگرد و شاگردین داخل ہو گئے۔

سید العلماء گورنمنٹ کی طرف سے ۱۲۰۰ بارہ سو اٹھ ہجری میں محکمہ افتاء پر ممتاز تھے اور تین ضلع شاہ آباد گورنمنٹ کے مفتی عدالت تھو جیسا ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیلی ہوا کرتی فروالا لیا برابر آپ کے ساتھ رہا کرتے دو سال کامل سید العلماء کے شاگرد آپ کو آ رہے ہیں بھی قیام کا اتفاق ہوا۔ مگر دستار بندی اور فاتحہ فرائض آپ کا پہلا امر ہی ۱۲۰۰ بارہ سو گیارہ ہجری میں ہوا۔

فروالا لیا کو فاتحہ فرائض علوم دینی کی مجلس میں عظیم آباد و دیگر اطراف کے علماء و فضلاء و طلبہ علم کا بہت بڑا مجمع ہوا تھا آپ کے اس روز حسن بیان کی علماء حاضرین نے تحسین فرمائی۔

علوم ضروریہ و رسمہ کے علاوہ علم رمل جفر تکسیر میں بھی فروالا لیا کو کمال دست رس حاصل تھا۔ اور یہ فنون آپ نے سبقاً سبقاً کسی سے حاصل نہیں کیے تھے بلکہ مصطلحات فنون مذکورہ بکثرت مطالعہ فرماتے کے بعد محض اپنی ذہانت سے خود ان فنون کو مستنبط کیا تھا۔

آپ کو زیادہ کام لینے کی حاجت پڑتی خاندان مجیبہ میں شانی کا نقش زمانہ قدیم سے کتابوں میں لکھا ہوا تھا جو کاغذ پر لکھ کر نقل کیا گیا اور مریض کے گھر میں چھوٹی چراغ کے بدلوں روشن کرنے سے تمامی امراض کے حق میں مفید ثابت ہوا ہی میں بھی اسکے نفع کا قائل ہوں۔ اس وقت تک میری یاد میں ایسا کوئی مریض نہ آیا جسکی صحت کو لیے وہ نقش صحیح لکھا دیا گیا ہو اور صحت نہ ہوئی ہو اور میرے اس بیان کی تائید میں بہت سے لوگ ہمزبان ہیں قبل میں نقش محض نقل کر کے عمل میں لایا جاتا تھا اور اسکے قواعد مضبوط ہونے کو سبب اسکو لکھنے میں لوگوں سے اکثر غلطی ہو جاتی فروالا لیا نے اسکے قواعد کو رسالہ میں اکٹھا کر دیا اور نقش بھرنے کا نہایت آسان طریقہ قلم بند کر دیا ہے جسکے دیکھنے سے ہر حساب جاننے والا آسانی اس نقش کا خانہ بھر سکتا جو۔

فروالا لیا کے زمانہ

فروالا لیا کو تحصیل علوم کے زمانہ سے عہد سجادگی تک برابر پڑھانے کا اتفاق ہوا مگر بالاستیاء کسی ایک شخص کو کل کتابین پڑھانے کی نوبت نہ آئی۔ اور یہ اس لیے کہ آپ حضرت شیخ العالمین کی طرف سے خانقاہ عالم پناہ مجیبی کے منتظم اور کل امور کے نگہبان تھے۔ مہاتون کی خاطر دست انکی مدارات و ضروریات کا بہم پونچانا اعراس کا کل نظم آپ کے ذمہ تھا اس لیے تبدیلی کا وقت کم ملتا تھا

مگر اسکا یہ مطلب نہیں کہ آپکو ایک مرتبہ بھی کتابین پڑھانے کی نوبت نہ آئی۔ ایسا نہیں بلکہ پھر اسی طور پر مختلف علوم و فنون پڑھنے والے طلباء کو ذریعہ سے دو ایک مرتبہ آپکو تمامی درسیات پڑھانے کی نوبت آئی جو آپکے تلامذہ میں مختصرات کو پڑھنے والوں کی تعداد زیادہ ہو۔ مگر مطولات کے پڑھنے والوں میں چند آدمی وہ ہیں جنہیں سے کسی نے نصف اول سے زیادہ کتابیں آپ سے پڑھیں کسی نے نصف آخر پڑھی۔ درستیہ آپکو سنایا مگر دستار بندی سب لوگوں کی **سید العلام** سے ہوئی۔ ازاں جملہ فرد الاولیا کے خاص قرابت مندوں میں مولوی شاہ محمد **الواقف** پھلواری و مولوی شاہ و صلی احمد پھلواری ہیں ان دونوں ہی بزرگوں نے ابتداء کی کل کتابیں آپ ہی سے پڑھیں غیر قرابت مندوں سے مولوی مفتی غلام قادر ساکن دھائی و مولوی غلام مجیب و مولوی اظہار الدین و مولوی لطف علی منیری مولوی شاہ کمال الدین علیہ الرحمۃ شاہسراہی و مولوی سلیمان محمد جوین تھے سب ہی فرد الاولیا کے چشمہ علم سے بقدر نصیب جو حصے لے کر سید العلماء کے فیضِ علم سے تمام و کمال مستفیض ہوئے۔

فرد الاولیا کو تحصیل فراغِ علوم و درستیہ کو بعد یکایک فنِ حدیث کا شوق پیدا ہوا۔ اس زمانہ میں حضرت خاتم المحدثین مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اس فن میں شہرہ آفاق ہو رہے تھے مخلوق اس سعادت کے حصول کے لیے آپکی خدمت شریف میں جوق جوق جا رہے تھے فرد الاولیا کو بھی وہی جانے کا خیال پیدا ہوا۔ مگر تعلقات خانقاہ نو قدم نکالنے ندیا فرد الاولیا کو اپنی شدید پابندی کے سبب پہلی بنجانے کی سخت حسرت ہوئی اور ایک خط بنام شاہ صاحب بطلسیہ حدیث اپنی بعض نگریشا یقین قصبہ کے طرف سے لکھ کر رکھا تھا کہ کسی جانے والے کے معرفت روانہ کر دیا مگر اتفاق وقت ایک عرصہ تک اس طرف کا کوئی جانے والا نہ نکلا۔ اور وہ خط یوں ہی پڑا رہ گیا۔ اسی خط میں آپ نے تحفہ اثنا عشریہ کی تعریف لکھی تھی اور اسکا صحیح نسخہ تعلیقات کے ساتھ طلب کیا تھا اور قصبہ کو بعض دو برس بزرگوں کی سند حاصل کرنے کی بھی خبر دی تھی اس خط کے لکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو تکمیل فن حدیث کا کتنا شوق تھا اور اس کے ہر لفظ سے اس فن کے ساتھ کیا ذوق و شوق شکیتا ہے۔

اصح شعور و عقوان شباب سوائے تحصیل علوم عربیہ و درستیہ یہ دستم علی الخدوص شوق سعادت اندوزی از علم حدیث کہ اجل العلوم و اہم المقاصد الاسلامیہ بہت ہر ساعت بر سر آن می آورد کہ حضور و افاضہ حاضر شدہ بہرہ وری و سعادت اندوزی نماید و چندے بشرق مجلس شریف

مشرف گشتہ مستفیض شو و وفایہ مطلوب گردد۔ لیکن از مقتضای آیام اتفاق نیفتاد
 ناچار تصد اکتساب علوم فرودجہ بہین دیار نمود بعد از امتداد زمان از فضل و کرم آن مشرف
 حضرت حجت سبحانہ و تعالیٰ جل شانہ و علم احسانہ از جزو کوشی دورق گردانی فراغت حاصل نمود
 انجمن شد علی ذلک الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ و حبیبہ محمد بن المصطفیٰ وآلہ و صحبہ اجمعین الحال باز بہان
 شوق کسب سند علم حدیث شریف در سرشوریدہ ام شورش پیدا کرد و بران بر آنکسیت کہ جسد
 استفاضہ از خدمت کلا بکرت نماید لیکن بچند وجہ مجبوری دست دادہ و الحی ارادۃ اللہ تعالیٰ
 علی ارادۃ الناس، ناچار مطلق و دخول درین زمرہ را عنایت انکاشتمہ و سعادت پنداشتہ
 بعرض میرساند کہ تا حصول شرف ملازمت آنجناب افاضت مآب سند حدیثی باسناد
 اجازت بسم کتابت کہ مرتجع علما سے محدثین سلف بود عنایت شود کہ درین زمرہ حساب
 کردہ شوم کہ وسیلہ نجات افروزی است۔ و چه عجب کہ تشنگان وادی شوق را با آب لال
 مقصود آن حساب کرم سیراب فرمایند کہ سستی کرامت گناہنگار نماند +
 و چون ثقات و ورع دولت مشروط است بنا بر رجوع ول بدگیران نشدہ و عزم آن پیدا شد
 کہ بلا واسطہ کسی اجازت از خدمت عالی گیرد۔ و بعضی بزرگان این قصبہ را نیز ارادۃ تحصیل
 این شرف تبصیم است و اغلب کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب بوقوع آید۔

جب اس خط کو بھیجے کی نوبت نہ آئی تو فروالا اولیائے نے طرفاً اجازت کے مطابق کتب حدیث سے
 بخاری و مسلم کا مطالعہ شروع کیا اور آخر عمر تک حدیث شریف کا مشغلہ جاری رکھا اکتب من تحریر
 مولوی ابو الحیوۃ الفلہاوی۔

در عمر نسبت ساکنی تحصیل علوم فقہ و اصول علم ظاہر و دیگر از علوم فلسفہ مروجہ نجدت عالی سید العلماء
 و امت برکاتہ فراغ حاصل فرمودہ بمطالعہ مشکوٰۃ شریف صحیح بخاری و مسلم از کتب اثبات اشتغال شدہ
 انتہی بعبارتہ

فروالا اولیاء کی تصانیف

کسی خاص فن کے متعلق کوئی مستقل رسالہ دیکھا نہیں جاتا۔ وریات سے چند کتاب حمد اللہ شرح و تالیف
 اور بعض ان رسالوں پر تجویز تحصیل علوم کے زمانہ میں آپ کے زیر دس تھو آپ نے جا بجا تعلیم حل مطلب کیا ہے
 لیکن مختلف ذیہ مسائل کی تحقیقات میں چند تحریریں موجود ہیں جو مضمون کے بسبب طہو نے کے لحاظ سے

بطور رسالہ کے ہو گئی ہیں۔

اذا نجا ایک سالہ جواز سماع مع مزامیر میں ہو، شاید آپ کے دیگر رسالوں سے زیادہ بسیط ہو گا کیونکہ اسکے بعض اوراق میری نظر سے گزرے ہیں انکا عنوان تحریر و طرز بیان مبسوط ہونے کا پتہ دے رہا ہے۔

اسی ضمن میں ایک عربی تحریر بھی موجود ہے جو مختصر ہے مگر بہت مدلل عنوان تحریر سے یہ بات ترشح ہوتی ہے کہ کسی نے عدم جواز سماع کا مذہبی ہو کر اپنے دعویٰ کی دلیل میں امام عظیم رضی اللہ عنہ کا یہ قول ابتلیت بھذا مرة فصبرت پیش کیا تھا اور اسکی تائید میں شرح و تالیف باب غنما کی چند عبارتیں نقل کر کے اپنی دعویٰ کو دلیل کی مستحکم تجربہ میں مضبوط کرنا چاہتا تھا، فروال اولیاء نے انہیں عبارتوں سے جواز ثابت کر دکھایا۔ اس تحریر میں ساکل استدلال کا جواب منطقی اصول سے دیا گیا ہے اور پر لطف بھی ہے۔ دل نہیں چاہتا کہ ناظرین جن تحریر کے لطف محروم رہ جائیں اسلئے ذیل میں درج کر دیتا ہوں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَحَمْدُ الْمَنْ هُوَ الْحَبِيبُ لِكُلِّ مَسْئَلٍ + وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ أَرْسَلَ + وَالَّذِينَ هُمْ مَعَهُ وَاضِحِ السَّبِيلِ أَمَا بَعْدُ أَعْلَمُوا أَيُّهَا السَّائِلُ أَنْ الْأَحْتِجَابَ بِعِبَارَةٍ صَاحِبِ شَرْحِ الْوَقَايَةِ مِنْ بَابِ الْأَكْلِ عَلَى حُرْمَةِ الْغَنَاءِ كَمَا تَكَلَّمَ بِهِ بَعْضُ النَّاسِ وَقَرَعَ سَمْعَكَ كَلَامَهُمْ مِمَّا لَا يَجِبُ عَلَيْهِ وَلَا يَصِحُّ بَلْ تَدُلُّ عَلَى حَالَةِ الْغَنَاءِ مَا قَالِ صَاحِبُ شَرْحِ الْوَقَايَةِ وَهُوَ هَذِهِ قَوْلُهُ مَقْتَدَى دَعَى إِلَى وَليمة فوجدت لعلباً أو غنماً لا يقدر على منعه فيخرج البتة وغيره وان تعدوا كل جائز أقول قد ثبت ان غير مقتدى اذا دعى إلى وليمة فيها غناء وجلس في مجلس الغناء وكل يجوز فلو كان الغناء حراماً لكان في حق غير المقتدى أيضاً محرماً۔ والفرق في المحرمات بين المقتدى وغيره مما لم يحكم به الشرع قوله ولا يحضرن علم من قبل أقول هذا المنع ليس تحريماً لما سبق ذكر الجواز لقوله جائز قوله قال ابو حنيفة ابتليت بھذا مرة فصبرت أقول ای علی ما ظہر لی من الغناء جلست في ذلك المجلس فظاهر ان الامام لا يصابر قط على الجلوس في مجلس لفتاق والخمار وقت فسقمه وشرههم الخ فلو كان الغناء حراماً لم يجلس في ذلك المجلس لبتة قوله ودل قوله على حرمة كل للملاهي لان الابتلاء يكون بالحرم أقول انحصاراً واطلاقاً الابتلاء في الحرمة كلية وعلى الإطلاق ليس بثابت حتى يصح ان يقال الابتلاء لا يكون الا بالحرم او يقال كل ابتلاء منحصراً في الحرمة فلا يصلح هذه المقدمة الا يكون كبرى لعدم كليته فالقياس لا يفيد الانتاج كما قلت الغناء من الابتلاء والابتلاء لا يكون

الا بالحرم فثبت ان الغناء حرم واذا لم يكن الكبرى كلمة لم يثبت المطلوب واما
 عدم صدق الكهوى وهو قولنا الابتلاء لا يكون الا بالحرم فلان الابتلاء يستعمل في كل
 زمان مكلا لا يلايح حراما كان او حلالا كما في قوله تعالى اذ ابتلى ابراهيم ربه
 وفي الحديث المشهور اذ ابتليتم ببلتين وفي قول هذا الامام الاعظم ابن حنيفة
 ابتليت بالقضاء فاعرضت كما نقله الامام برهان الدين صاحب شرح المفصل
 فان القضاء ليس بحرام بل من اهم امور الشرع وقد اقبل عليه القاضي شريحه
 اعراضا بيجنيفة وكان قاضي شريحه افقه واورع من الامام الاعظم وذهب اكثر
 الى كونه صحابيا ومن تأمل في قول الامام الاعظم يظهر له ما يظهر فانه رحمه الله صدر
 على الابتلاء بالغناء وقال صدرت واعرض عن الابتلاء بالقضاء قال فاعرضت
 فيما وقع في الاعراض اولى بالحرمه مما ظهر فيه الصبر ولما لم يحكم على موضع
 الاعراض بالحرمه كيف يحكم بالحرمه فيما ثبت اختياره واصطبارا فلما لم يثبت
 اختصاص الابتلاء بالحرمه فالاختيار بالابتلاء على الحرمه مما لا سبيل ليه قوله اعلم
 انه لا يخلو انه ان علم قبل الحضور ان هناك لهو الا يجوز الحضور ان لو علم قبل
 الحضور ولكن يعلم بعدة فان كان قادرا على المنع يمنع وان لو كان قادرا فان كان
 الرجل مقتدي يخرج له لا يقتدى الناس به وان لو كان مقتدي فان قعد واكل
 جاز لان اجابة الدعوه سنة فلا تترك بسبب بدعة صلوة الجنائز في حضرها
 النياحة اقول اختلف في كون الدعوه سنة ذهب البعض الى انه مباح وذهب البعض
 الى استحبابها وقال بعضهم انها سنة غير مؤكده حتى ان لا ياتوا ركعها واختار
 بعضهم طريق السنة المؤكده وقالوا الاولى ان ياكل من بيته شيئا وياكل من
 الدعوه قليلا اهل شعبه مثلا يقع في فتن السم وامثاله فان هذا الزمان
 لا يخلو عن الفساد والقابوب خلت عن خلوص لنيات فمنع الخلاف في كونها
 مؤكده عدم تركها بسبب بدعة محل تأمل ولا يحصى عنها الاجكام اباحة الغناء
 وعلى تقدير الحكم كونها بدعة فالخلاص في غاية الصعوبة والقياس على صلوة
 الجنائز قياسي مع الفارق لان صلوة الجنائز فرض فلا يترك بوجود بدعة
 بخلاف امثال هذه السنن فان ضيق الوقت يوجب اداء الفروض وترك السنن

قوله قال ابو حنیفة ابتلیت بوضوح مرة فصبرت قالوا قوله ابتلیت يدل علی الحرمة
 اقول قوله قالوا علی ضعف القول وقوله يدل علی الحرمة حال الدلالة كما ترى و
 تبین لك ان الایاتلا اعلیس مختصاً بالحرمة فكيف يدل علی الحرمة فی كل واحد من
 ان یقال الصبر علی الحرام لا إقامة السنة یجوز اقول هذا هو الذي ذكرنا بالقیاس
 مع الفارق فقولنا الضبط الذي قال ابو حنیفة ان ینكون جالساً مع ضامن ذلك
 اللغو منكره غیر مشتغل ولا منلذ ذبه اقول الجولوس فی ذلك المجلس الحرام
 ولو مع اعراض لثقل الانتكار وعدم الاشتغال والتلذذ به منهي عنه لقوله تعالى
 وَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الطَّلَاقِ كُرْهُيْكُمْ الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ وَلَا الْحَاظِلِينَ لصلحاء فی مجلس
 الفسقاء والصحبة فيما بینهم مع الاعراض وليس كذلك فلو ثبت الاكراه مع
 الامام الاعظم فی الجولوس واضطرارة فی ذلك بسبب جلال الداعي وجوزة فعله
 یحتمل ان ینكون وجهاً للجواز الجولوس ولم یثبت الی الان فعلم بما ذكرنا ان لم یحرم
 وكان قوله «ابتلیت» بالنظر الی ترك الاولی فان الاولی للمقتدی ان لا یشتغل
 بما دون الاولی فان العوام لجهلهم عما فیہ من ذكر الله تعالى ومحبتة یشتغلون
 به لهواً ولعباً وفسقاً متحاجین بسماع المجتهد المقتدی كما ذكر صاحب المفصل
 فی شرحه فی شرح قول بی حنیفة رحمة الله ابتلیت «فانهم وقد برؤ الله علم بالصواب
 ان یضمون كما خلاصه یہ کہ معترض کا بیان ہوگا اگر بیشواے قوم کسی ایسی دعوت ولیمہ میں مدعو ہو
 جہاں گانا بجانا اور دیگر امور کے اسباب بنتا کیے گئے ہوں۔ اور اسے روکنے کا بھی اختیار ہو
 تو اس دعوت کی شرکت نہ کرے چلا آوے۔ اور جو لوگ مقتداے قوم سے نہیں ہیں انکے لیے شرکت میں
 کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر مقتدا کو اس دعوت ولیمہ میں اور ولعب کا پہلے سے علم ہے تو اسکو اسکی مطلباً
 شرکت نہ چاہیے۔

فروا الاولیاء فرماؤ ہین کہ شرکت کا کوئی ایسا حکم بناؤ جو ہمیشہ اور مقتداے قوم کے لیے ممنوع
 غیر مقتداے کے لیے مباح ہو جب ثابت ہو تو فیصلہ حکمت التزلزلی کے اعتبار سے ہوئی
 نہ حرمت کی وجہ سے۔

معترض کہتا ہوگا کہ غیر مقتدا کو شرکت کا حکم اسلئے دیا جاتا ہو تاکہ سنت ترک نہو کیونکہ دعوت
 قبول کرنا سنوں ہو جو بدعت کو سب سے ترک نکلیا گئے کی جس طرح صلوة جنازہ کی شرکت نوحہ

کرنے والیوں کے آنے سے ترک نہیں کی جاتی ہو۔

فرد الاولیا فرماتے ہیں کہ اول تو دعوت کو سنت ہونے میں علماء کو اختلاف ہو۔ کوئی مباح کہتا ہو کوئی مستحب نے کا قائل ہو۔ کوئی سنت غیر مؤکدہ ماننا ہو اسلئے تارک گنہگار نہیں کہا جاتا کسی کے خیال میں سنت مؤکدہ ہو۔ غرض اس بارہ میں علماء کو مختلف خیالات ہیں پس ممنوعات کے ساتھ ایسے مختلف فیہ امر کے کرنیکی اجازت بہت ہی قابل غور ہے اور صلوة جنازہ پر دعوت کا قیاس مع الفارق ہو۔ کیونکہ صلوة جنازہ بالاتفاق فرض ہو۔ جو دیگر فرائض کی طرح کسی بدعت کے سبب تک نہیں کی جاتی۔ اور ادا سے فرض کی اس قدر تاکید ہو کہ کسی وقت کی فرض نماز سے تنگی وقت کی شرکت کافی نہیں ہوتی صرف فرض ہی ادا کر لینے کا حکم دیا جاتا ہو۔ بخلاف ان سنتوں کے کہ نہ یہ فرض کے برابر مؤکدہ ہیں اور نہ کسی ممنوع کے ساتھ انکو ادا کی اجازت بلکہ اہم مجبور یوں میں اکثر ترک بھی کی جاتی ہیں۔

اوپر مسئلہ ہے کہ ممنوعات شرعی سے بجز فرض ہو اور دعوت کا سنون ہونا امر مختلف فیہ ہے اور فرض چھوڑ کر مختلف فیہ امر کا اختیار کرنا شریعت سے ثابت نہیں۔ ممنوعات کا حکم مقتدا اور غیر مقتدا و نون کے حق میں یکساں ہو اسلئے ان دلائل و نظروا لئنی سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ غیر مقتدا کو غنا کی شرکت کی اجازت جہاز ہونے کے سبب دیکھی اور مقتدا یا پیشولے قوم کو بچنے کا حکم کسی شرعی مصلحت سے ہوا فتبنا لطلوبہ صحیح، میرا مدعا ثابت ہو گیا۔

مفسرین کہتا ہو کہ غنا اسلئے حرام ہو کہ امام عظیم رحمہ اللہ نے اسکے عدم جواز کے متعلق کسی کے جواب میں ابتلیت بھونقہ منقہ فصلاوت، فرمایا ہے۔ یعنی ایک بار میں غنا میں مبتلا ہوا مگر میں نے صبر کیا (یعنی سن لیا) امام صاحب نے، ابتلیت، فرمایا کوئی دوسرا لفظ نہ فرمایا اور لفظ ابتلا کا استعمال محرمات و ممنوعات کو سوا مباحات میں نہیں ہوتا۔ چونکہ غنا حرام تھا اسلئے امام عظیم رحمہ اللہ نے اسکے مقابلہ میں ابتلیت فرمایا۔ اور اسی لفظ سے ہر لوہو و لعب کی حرمت کو قیاس کر لینا چاہیے۔ فرد الاولیا فرماتے ہیں کہ یہ کلیہ غلط ہو۔ ابتلا کا استعمال مباحات میں بکثرت ہوتا ہے۔ جیسا میری دعویٰ کے ثبوت میں خدا کا پاک قول اذ ابتلی ابراہیم ذبیۃ اور حدیث شریف اذ ابتلیتو ببلینین اور خود امام عظیم رحمہ اللہ علیہ کا دوسرا قول ابتلیت بالقتضاء فاعتق موجود ہو جیسا کہ اسی قول کو امام رب العالمین شارح مفصل نے اپنی کتاب میں لکھا ہو۔

ان اقوال سے ابتلا کا انحصار محرمات و ممنوعات پر باطل ہوا معلوم ہوا کہ مباحات میں بھی بکثرت اسکا

استعمال ہو۔ پس امام صاحب کے اس قول کا مطلب یہ ہوا کہ میں غنا سے پرہیز کرتا تھا اور نہیں سنتا تھا مگر ایک بار بوجہ پوری جب میں غنا کے جلسہ میں جا پڑا تو اس لیے سن لیا چونکہ مباح تھا۔ اگر مباح یا جائز نہ ہوتا تو امام صاحب کا درع و تقویٰ کے کپا سکو جائز رکھ سکتا تھا کہ باوجود اختیار تام و قدرت کے دیدہ و دانستہ ممنوعات کی شرکت کرتے اور فحشاق و حمار کی ناپسندیدہ صحبت پر صبر کرتے۔

بالفرض اگر ابتداء کا مطلقاً استعمال ممنوعات ہی کی نسبت مان لیا جائز تو قضا بھی حرام ہونا چاہیے حالانکہ قضا کے جواز بلکہ اہم اور شرع ہونے پر ایک عالم کو اتفاق ہے۔ اور اگلے بڑے بڑے فقہا محکمہ و قضا پر مامور و ممتاز ہونے میں (خود امام صاحب رحمہ اللہ کے جلیل القدر شاگرد امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ مدتوں قاضی رہے ہیں) امام صاحب رحمہ اللہ کے انکار کو بعد قاضی شیعہ بھی (جو اپنے درع و تقویٰ و فقہ میں یکاثر روزگار تھے بلکہ لوگ انھیں امام عظیم رحمہ اللہ سے بڑھ کر سمجھتے ہیں کوئی تابعی کتاب کوئی انکی نسبت صحابی ہونے کا مقرب) منصب قضا کو قبول کر کے مدتوں اس عہدہ پر ممتاز رہے۔

اور اگر لفظ "عرضت" پر نظر ڈالی جاوے تو اعراض بدرجہا حرمت و عدم جواز کا سبب واقع ہو سکتا ہے۔ بخلاف صبر و کمال اس لفظ سے صریح پتا چلتا ہے۔

معترض کہتا ہو کہ یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ممنوعات پر صبر اقامت سنت کی عرض سے جاتو ہے اس لیے امام صاحب نے صبر کیا اور ٹھہرے ہیں لیکن دل سے مستکبر تھے اور سننے کی طرف مشغول نہ تھے اس سوا انکو کسی قسم کی لذت حاصل ہوئی۔

قر و الا ولیا فرماتے ہیں کہ اقامت سنت کی عرض سے ممنوعات پر صبر کرنے کے متعلق جس قدر مجھے کہنا تھا اور کہہ دیا۔ رہی اعراض قلب کے ساتھ بہت خیر حرام مجلس کی شرکت یہ بھی قرآن شریفی آیت کریمہ وَلَا تَقْعُدُوا بَعْدَ الذِّكْرِ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ سے ممنوع ہے۔ ورنہ صلحاء کے لیے فاسقوں کی مجالس کی شرکت اور انکو ساتھ صحبت بہ نسبت خیر بلا کلف جائز ہو جاتی بہر تقدیر جواز کے سوا حرمت کا تو احتمال ہی نہیں ہوتا۔

ہاں یہ مان سکتا ہوں کہ امام صاحب کا یہ قول ابتلیت اس خیال سے ہو گا کہ عوام بجاے خدا کی یاد کے اور سبکی صحبت حاصل کرنے کے اغواں نفس سے ہو و اس میں مشغول ہو جائینگے اور اپنے فعل کی محبت پیشواؤ کو فعل سے پکڑینگے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ دراصل غنا سے مقتداؤں کا مقصد کیا ہوتا ہے

اور وہ کن اہم امور کو اس میں مد نظر رکھ کر سنتے ہیں۔
اسی کے قریب قریب شرح مفصل نے بھی امام صاحب کے اس قول ابتلیت بهذا امرۃ فصبرت
کی شرح میں لکھا ہے سمجھو اور غور کرو۔

اس پر زور تحریر سے میری انصاف پسند ناظرین کو اچھی طرح فریاد اولیاء کے زور قابلیت پتا چل گیا
ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کچھ فریاد اولیاء ہی کی قابلیت تھی جسے مقررہ کے انھیں لفظوں سے
جواز سماع ثابت کر دکھایا۔

اسی مضمون میں فریاد اولیاء کی ایک نیا ہی تحریر بھی موجود ہے جس میں بکثرت فقہاء و محدثین کا سماع
اور مزامیر سننا اور ائمہ مجتہدین سے بہتوں کا سماع بتو تکلیف ہو کر وجہ کرنا صحیح ہوا تو ان سے ثابت کیا کہ
از انجملہ امام شافعی و مالک جمہما اللہ تعالیٰ کے وجہ و نقص تک ثبوت مستدر و اتون سے دیا ہے۔
مگر اسکے ساتھ قول فیصل یہ لکھ دیا ہے کہ اگر کوئی علی الاطلاق حرمت سماع و مزامیر کا مدعی ہو تو وہ ان روایتوں
کے مقابل میں قابل سماع نہیں کیونکہ متعدد حدیثیں اس بارہ میں آئی ہیں جو خود جواز سماع کے لیے
کھلی دلیلین ہیں۔ ان کے علاوہ فقہاء و محدثین کا سننا ثابت ہے اور یہ امر مسلم ہے کہ فقہاء یا محدثین
محرمات و ممنوعات کا ارتکاب نہیں کر سکتے۔ ہاں مزامیر کا مختلف فیہ ہونا ماننا ہوں۔ اس لیے اس
مسئلہ میں کہ وہ تشدد و بیجا ہی بہتر ہے کہ سنیے والا منع نکلیا جائے اور ضرر کو سننے پر جبر نہ دیا جائے۔
یہ تحریر کسی مستفتی کے جواب میں لکھی گئی تھی اور اسکے ساتھ دو مضامین غیر ایک حرمت متعہ اور
دوسرا امامت ائمہ اثنا عشر کی تحقیق میں بھی ملتی تھی (جو آگے انشاء اللہ تعالیٰ موقع سے یکجا
دیگرے درج کیے جائیں گے)۔ یہاں صرف سماع و مزامیر کے متعلق جو مضمون ہو اسکو درج کرتا ہوں کہ
گذشتہ مضمون (جس میں فقط جواز سماع ہے) اور اس مضمون میں (جس میں سماع و مزامیر دونوں کے
جواز کا ثبوت ہے) باہم تطبیق ہو جائے۔

واٹچو در بارہ مزامیر استفسار رفته است ز مزار معنی الگ سرد دست امام نووی بجز آن
رفته است و امام غزالی رحمہ اللہ بجز آن کذا فی جامع البرکات۔ و معلوم نیست کہ در کدام
تصنیف غزالی حرجش نوشته است، بلکہ جائے نوشته است کہ ہجو کدے و دیگر آلات فخر حال
مزار ہے کہ ہمراہی شراب حرام شدہ بود در بدو حرمت فخر۔ چون حرمت فخر شائع شد
و تمام احترام و مسلمانان چنانکہ ہی بایست بطور آمدہ بسبب ضرورت ظروف کد و غیر صحیح
برائے استعمالش عرض داشتند کہ بیشتر عادات ہمیں ظروف در آنجا بود آنحضرت صلی اللہ علیہ

اجازت با استعمالش فرمود. چاین چیز با بذاتاً حرام نبود مگر بسبب اختلاط با خمر و چون خمر موقوف
 و مفقود شد این چیز با بحالت اصلی خود که حلت بود عود کرد و مذکوره اصل در اشیا با اجابت
 پس اجازت در یکی از آنها خصصت در همه شد پس در مزایر هم حلت و تأتیه عود کرد. و نویسنده
 می نگارد که پوشیدن قبا و امثال آن در دیار کیه لباس فساق سنت بار باب تقی ناجا
 خواهد شد و در دیار کیه لباس مخصوص نیست اهل تقی را هم هرگز با استعمال آن کراهتی نیست.
 پس چیز کیه حرام یا مکروه به سبب باشد هرگاه علیحده از سبب محرم استعمال شود مکروه یا
 حرام نباید گفت و همچنین درین معنی بیان دارد در ذکر این محل تفصیلات نیست و اگر فقهاء
 محققش رفته اند و میگویند که در مذاهب اربعه حرام است. این کلام با حمت باشد و معروف است
 ورنه هیچ یکی از آنها را بر روایت حرمت شنیده نشد و کسی جا مذکور نیست چنانچه اکثر اکابر علماء
 و طائفه فقهاء یا با حمت آن رفته اند چنانکه ابن طاهر مقدسی و غزالی و رافعی و رومانی و شیخ
 عزالدین عبدالسلام و تقی الدین و وقتین العید و بدرالدین و غیر اکثر علماء و حلت
 عود را مقیس علیه ساخته جمیع مزایر را حلال کرده اند باین دلیل که با سناده صحیح ثابت است
 شنیدن حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہما عود را در زمان خلافت عم خود امیر المؤمنین
 علی کرم اللہ و ہدیہ الشریف. بکثرت می شنیدی و دوست نزدیقتی سماع را و این عسکر
 و این دبیر کو حستان بن ثابت و آذتابعین زہری و سعید بن مسیب و عطار بن ابی رباح
 و آذتابعین و اکثر فقہاء مدینہ و خود از امام مالک شنیدن آن بر روایت صحیح نقل کرده اند
 کذا فی جامع البرکات و در رسالہ تصنیف جمال الدین محدث و غیرہ
 من الکتب. و نیز اکثر علماء از حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کہ در شگوہ شریف است
 و در صحیحین نیز سند می آید بر اباحت سرودن آلات. و شیخ محقق در قول آن نوشته
 و انصاف آنست کہ نفس قطعی بر حرمت آن علی الاطلاق بجمیع وجوہ چنانکہ بر حرمت زنا و
 خمر است ثابت نشدہ است و تحقیق تصریح کرده اند بعضی از متأخرین محدثین کہ حدیث
 و حرمت غنا صحیح نشدہ. و بعضی علماء گفته اند کہ یافته نشدہ است و دلیل قطعی نہ بر
 حرمت نہ بر اباحت آن و اصل در اشیا با اجابت است ہذا کلام علماء
 و در آلات غنا و مزایر عود و فلنبر و دف و آوتار و غیر ہمہ داخل است. و خارج کردن بعضی
 از حکم حرمت و ادخال بعضی در حرمت عملاً دلیل علیہ بل خلافت مذکورہ المحققین

و تیز در سن ابی داؤد که از صحاح ست حدیث عمرو بن شعیب که زنی نذر کرده بود که چون حضرت
 صلی الله علیه وسلم فرج نموده بخیریت مدینه جلوه افروزی فرمایند سرود باوت بحضور حضرت
 عرض دارم و بعد حصول این دولت آنده عرض کرد. حضرت فرمودند آوی بند دلک و آن
 کتب فقه و احادیث ثابت است که نذر معصیتی جائز نیست پس نذر بحرام ناجائز تر است
 پس اگر سماع باوت که از جمله مزامیر است حرام بودی با نیافای نذر امر نشدی کن اذکروا
 و تیز شجاعت پیوسته شنیدن قاضی شیح با اینکه افقه الفقها و عظم الصلحا و از تابعین
 است بلکه بعضی بصحابتی رفته اند و قاضی بود از طرف حضرت امیر المؤمنین علی علیه السلام
 که اول آنحضرت امیر علیه السلام او را قاضی کرده بود. و تادرت مدید بر بن خدمت قضا و مانده
 و سعید بن جبیر و عبد الملک بن جریج که فضل و کمال و عدل و علم و تفقه و حدیث وی اجماع است
 و شیخ تاج الدین عبد الرحمن شیخ مفتی و مفتی و ابن قتیبه و عبد الرحمن و فارح بن زید که
 از فقهای سبعمدینه اند و عبد الله بن عقیق و ابراهیم بن سعید قزوینی باباحت غنای
 و عود داده. و صاحب امتاع همین را اصل اعتبار کرده و دیگر مزامیر بران تیس نمود
 و در تاریخ خطیب بغدادی (که محدث است) مذکور است که امام مالک بزبان خود سرود
 میگفت و ابن حرون در تذکره گفته که اگر معنی خطب میگردد امام مالک تسلیم میفرمود
 و درست می نمود و فی الذخیرة من مذہب لشنا فعی سماع الغنای و سماع الذن
 و انکان فیہ جلاجل لیس بحرام و امام نووی که عظیم محدثین است گفته امام ^{نحوه}
 و سماع و دیگر دو پارچه بقوال واد و ابو الوفار عقیل در کتاب فصول نوشته که بر دو پارچه
 ثابت است شنیدن امام احمد و سماع را بلکه از صحاح پر امام احمد و سماع و وجه
 امام احمد و در او بالا بام و من در سبل پیچیده و شیخ عقیق و لوی در شرح سفر السعاده
 گفته ابن حنبل غنای که از علمای متأخرین محدثین است) قائل است باباحت غنای
 مزامیر گفته آنچه و باب منع نقل میکند به ثبوت فرسیده و در مدایح است که گفت میگوید
 بن معین که از اعظم علمای محدثین است) که می آید بن یوسف بن باحوی را جواری او میزند
 مفرط و رفاه و دیگر و ایشان از ثقات علمای هستند که آنهم حدیث از او ایتمادارند. و
 در صحیحین تخریج از او شان می نمایند. و در بدائع گفت بفریب قصص و فباک
 نیست پس ازین همه بیان واضح گشت که حرمت مزامیر علی الاطلاق نیست مثل دیگر مسائل

مختلف فیہ بین العلماء است وغایہ مافی الباب نیست کہ بشنودہ منکرہ شود و محرز را بر
 شنیدن نموده شود و الله اعلم بحقیقۃ الحال ولما الحمد اولاً و الاخر اولاً
 و باطننا و الصلوٰۃ و السلام علی خیر خلقه و حبیبہ سید الانبیاء محمد
 و آلہ الذی لا نبی بعدک و علی الہ و اهل بیتہ صحبہ اللهم ان اصبت فزد
 فی صوابی و ان عصیت اخطأت فتحاً و رخصۃ فی جوابی بنا حفظنا من بشر و انفسنا
 و مستیئات اعمالنا و لا تنزع فی قلوبنا بعدا ذہدیتنا و ثبتت اقدامنا علی الصدق و الصواب
 یا مفتح الابواب السلام علی من اتبع الهدی و هو خیر ختام الکلام۔

اگرچہ اس تحریر کے علاوہ ایک بسوڑ رسالہ سماع میں دوسرا بھی لکھا تھا جس میں جائز اور مباح
 رکھنے والے فقہاء و محدثین کے واقعات کو ذبح فرمایا تھا اور ایک دوسرا رسالہ ہدایات
 کے نام سے تالیف فرمایا تھا جس میں مختلف فیہ مسائل سماع و زیارت قبور و ایصال ثواب و سماع
 مولیٰ و تلقین میت وغیرہ کو ایک ہی جگہ جمع فرمایا تھا اب یہ دونوں ہی رسالے نہیں ملے ہیں۔
 لیکن اثبات مدعا کے لیے میرے خیال میں یہ دو تحریریں کافی ہیں اور جس قدر فرس و الاولیاء
 نے اپنی اس مختصر تحریر میں لکھا یا ہو غالباً وہ یکے کے مصنفین نے اپنی رسالوں میں اس سے زیادہ نہیں لکھا
 ہوگا۔ اس زمانہ میں جو اسماع میں اردو رسالہ بکثرت شائع ہوئے ہیں اور اکثر میرے مطالبہ سے
 گذری ہیں ان میں انھیں فقہاء اور محدثین و صحابہ و تابعین سے (جسکے اسماء مذکورہ تحریر میں گذر
 چکے ہیں) سے لائی گئی ہو۔ دوسری تحریر امامت ائمہ اثنا عشریہ کی تحقیق میں
 ہندوستان کے اہل سنت و جماعتہ میں شیعوں کی باہمی اختلاف اور انکو ساتھ روزمرہ کی بکثرت
 صحبتوں سے انکو بہت کچھ عقائد فاسدہ کا اثر پیدا ہو گیا تھا اور یہی سبب ہندوستان کے اہل سنت و جماعت
 کی طرف مائل ہو گئے تھے اور آج تک دیکھو جاتے ہیں اسی کے ساتھ یہ خیال بھی آگیا تھا کہ خلافت
 راشدہ و خلافت امامت انھیں بارہ ذوا میں منحصر تھی فرس و الاولیاء نے ان بے بنیاد خیالات
 کو اپنی ذیل کی تحریر سے مٹایا اور شیعوں کی یہ وضعی حدیث "الائمة من بعدی اثنا عشر حسبوا
 وہ اپنے دعوائے کثرت میں پیش کرتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت ثابت کر کے خیالات کی بخوبی اصلاح
 فرمادی اور بجائے اس حدیث کو کتب اہل سنت و جماعت میں حدیث جو ائمہ میں مناقب قریش میں ہے
 لکھ کر یہ دکھا دیا کہ امامت خلافت و منصب قضاة و محتسب شیخ الاسلام و امامت جموعہ اعیانہ و کلا
 حد و در و قصاص بہا کرتی ہو وہ ان ائمہ صحفونین کے زمانہ میں ثابت نہیں۔

خلفائے راشدین کو زمانہ میں جس قدر رونق اسلام کو ہوئی اور فتوحات بکثرت ہو گئے انکا ثبوت ان مقدس حضرات کے زمانہ میں پایا نہیں جاتا اس لیے خلافت راشدہ کا بھی انحصار ان نفوس الہیہ میں محض اعتقاداً ہے۔ ہاں خلافت و نیابت باطنی پر جس طرح دیگر اولیاء اللہ ممتاز و مفضل ہو کر آتے ہیں اسی طرح آئسے فی الجملہ زائد ان حضرات کا ممتاز و معزز ہونا ماننا ہون جس میں کوئی جاسے شبہ نہیں۔

اس مسئلہ کے متعلق فرود الاولیا کے زمانہ میں اکثر علماء پوچھ کر پوچھ کر چنانچہ علامہ محقق حضرت مولوی شاہ محمد نصیر الحق عسکری قادری پھلواری عم العظیم آبادی و مولوی ابراہیم علی علیہ الرحمۃ نگر ہمسوی کے پاس چند دیگر سوالات کے ساتھ امامت ائمہ اثنا عشر کے متعلق بھی سوال آیا تھا۔ ان دونوں بزرگوں نے بھی جواب میں فرود الاولیا کی تائید کی ہے اور بہت تحقیقاً جواب لکھا ہے۔ وہ دونوں جوابات بھی میری نظر سے گزرے ہیں لیکن فرود الاولیا نے ان جوابات کو مقابلہ میں فی الجملہ تفصیل سے کام لیا ہے اور دلائل زیادہ پیش کی ہیں۔ تاہم اختصار کا پہلو لیے ہوئے ہے اور حتی المقدور جواب میں ایجازت کام لیا ہے۔

تحریر مذکور بہت لطیف اور مدلل ہے اس لیے ذیل میں درج کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

و انچاز معنی حدیث الائمة من بعدی اثنا عشر استتار رفته است صورت اینست
 کہ این حدیث از کتاب اہل سنت نیست کہ معنیش بیان کردہ شود۔ و در کتاب اہل سنت باین عبارت
 نزد اکثر علماء محدثین در مناقب قریش واقع است۔ عن جابر بن سمرة قال سمعت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا ینزال الا اسلام عن ربنا الا اثنی
 عشر خلیفۃ کلہم من قریش و فی روایۃ اخوی لا ینزال الا من الناس
 ما ضیبا ما و لہم اثنی عشر خلیفۃ کلہم من قریش و فی روایۃ اخوی
 لا ینزال الدین قائما حتی تقوم الساعة و تكون علیہم اثنا عشر خلیفۃ کلہم
 من قریش و در بعضی طرق این حدیث بلفظ قریش آمدہ است و ابو بکر لا یلبث الا قلیلا
 و در بعضی طرق صحیحہ این حدیث واقع است کلہم یجتمع علیہ اہل الناس و ہذا مردہ فرست
 میان ہر دو حدیث فریقین مع قطع النظر از ہمہ وجوہ و لافا ہرست کہ حدیث شیعہ دلالت بر
 انحصار عدد خلفاء دار و کما زعمہ الشیعہ و حدیث اہل سنت دلالت بر این معنی کہ عزت و
 بزرگی اسلام از نصب تقنا و محتب و شیخ الاسلام و اقامت جمعہ و اعیاد و نکاح و
 حدود و تقاضی غیرہ احکام و ہیبت و شوکت و رونق آن در انام و اطاعت اقتدا سے

ہر خاص و عام پرے طوعاً و کرہاً در عہد و ازوہ خلیفہ است۔ و در عہد دیگران این امر نیست یا
 آنکہ من بعد آثار قیامت پیدا شدنی است۔ پس باید فهمید کہ در حدیث شیعہ ہم ذکر اسامی
 نیست کہ محبت بر امامت این حضرات علیہم السلام تواند شد و اگر تفصیل اسامی زرین حدیث
 بہ ثبوت میرسد اختلاف و فرقی را بنہاد در بارہ حضرت امام زید شہید در ان قرب ایام
 نمی شد۔ و همچنین مشاہرہ حضرت محمد حنفیہ با حضرت امام زین العابدین علیہ السلام
 در ام خلافت بعد امام ہمام شہید علیہ السلام واقع نمی شد چنانچہ از بعضی مصنفات ایشان
 آشکارا است کہ تخصیص اسامی از احادیث ائمہ علیہم السلام مفہوم عیش و ولع ہے بر آنند کہ
 اسامی از وصایت ائمہ بفرزند خود همچنین واحد بودا حد این معنی متحقق گشت و با اینہم
 ازین حدیث التمثال تسلسل و رعمو و ائمہ منصوص نیست بلکہ باضعف ہم ثابت نیست مگر
 اوعار بلا دلیل۔ حال حجۃ بودن روایت خود ایشان چون این معنیست حجت از قول اہل سنت
 حجتی را وضع صحت حجتیست چنانچہ بیان کنم کہ این احادیث مذکورہ بروایت اہل سنت
 بحسب ظاہر مخالف مذہب شیعہ است۔ چاکہ خلافت عبارتست از اطاعت تمام ناس
 بیعت ہمہ بخصی و اجرے احکام شرعیہ و نصب قضاة و اقامت جماعات و تکلیف وحدود و قصاص
 و حراست دار السلام و تعین عمال برکے تحصیل مال و صرف و حراست بیت المال ہمہ بیت
 او باشد پس این معنی و رخلیفہ عفت شرط نیست فاسق و فکب کبیرہ و جاہل نیز خلیفہ شایسته
 می تواند کہ بذات خود شریک جناب المعاصی و در اجرے احکام شرط نیست چنانکہ از
 اطلاق بجمیع "در روایت" کلہم یجتمعون علیہ احوال الناس" واضحست کہ اجتماع عام
 است از طوع و کرہ مگر در فضیلت شخص عقیق البتہ شیعہ نیست و معلوم باد کہ این خلافت
 حقیقت کبرئیت کہ حدیث الخلافة من بعدی ثلاثون سنة دال برینست و بعد
 انقضای بیسی سالین خلافت مجازیست بلکہ امارت باعتبار اجرے احکام ظاہر شرع
 و نظام مراسم اسلامیہ۔ و پوشیدہ نیست کہ بعد از خلع خلافت حضرت امام ہمام شہید
 عام سیدنا حسن مجتبیٰ علیہ السلام زین ہمہ امور شرعیہ نصب قضاة و اوقات
 حدود و قصاص و تحصیل مال و حراست و دار السلام و بیت المال خواه بسبب علم اہل خلافت
 برارگان دین خواه بسبب بیکریم امر ہم بدست حق پرست ائمہ ہدایہ دین نمازہ تا این زمان کہ
 بدترین از منہ ہست۔ و در عہد حضرات زمان پر از انواع فتن بود چنانچہ از احادیث صحیحہ

ایمان آن از منہ و مملو بپوشش از فتنہ و فساد و ہم از کتب سیر ہو یا است۔ پس با اینہم این
 خلافت متنازع فیہا لافسوس بحضرت نمودن و با این کثرت فتن آن زمانہ راعزت اسلام
 شمرن بعید ترست از اہل عقول پس معلوم شد کہ از خلفائے اثنا عشر حضرت ائمہ را ویستند
 و ہرگز مطالبقت حدیث با از منہ این حضرت نیست۔ و بعد تنزل و اعراض از معنی حدیث
 نیز ظاہرست کہ این حدیث ہم متصل بودن از منہ خلفا کیے بعد دیگرے بلا فصل خواہد بود
 دلالت مینماید کہ مصداق و مبنای حدیث از عزت دین اسلام ست و رعمد دوازده و خلفا
 نہ بر این معنی کہ این عورت اسلام بعد از زمانہ نقیض نشانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 علی السویہ متصلاً بدون فرق و فصل تا زمان اثنا عشر خلفا خواہد ماند۔ بلکہ از کتب سیر
 ظاہرست کہ بعد از مدتی اعزاز اسلام در دن و در عہد عمر بن عبدالعزیز زیادہ شدہ بود
 پس محتاج شیخہ را نمی شاید و او عاے این معنی کہ اگر چه اجراء احکام و تنظیم ہمہ امور
 شرعیہ بدست دیگری باشد اما خلافت ظاہریہ ہم ہمین حضرت را بود اعتقاد نیست
 بلا دلیل کہ محتاج بجواب نیست و نزد اہل سنت این حدیث را از معنی ست اگر بنا قلیش
 است چنانچہ اکثر محدثان با آن رفتہ اند پس مراد خلفائے اثنا عشر اند کہ بعد امام محمدی
 علیہ السلام و شرفنا اللہ تعالی برو بیتہ جمالہ و نصرتہ دوازده خلیفہ خواہند بود
 من بعد آن عورت اسلام خواہد ماند و زمان کفر محض خواہد شد و عنقریب آن قیامت
 قائم خواہد گردید۔ چنانچہ در حدیث دیگر بیان این معنی تفصیل ست کہ چون بمیرد محمدی
 مالک میشوند امر را پنج مرد از اولاد سبط اصغر یعنی امام حسن شہید پسر وصیت
 میکند آخر ایشان مردی از اولاد حسن پسر مالک میشود بعد از آن ولد وے و چہنمین
 تا کہ عدد دوازده کس در عرصہ حد و پنجاہ سال خواہد رسید و اگر این حدیث در مناقب
 قریش نباشد صرف مبنای آن بر بقای عورت اسلام باشد کہ بعد از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 تا کہ زمانہ اسلام خواہد ماند و بعد از آن قیامت ساعت خواہد بود چنانچہ بعضی اصحاب حدیث
 گفتہ اند پس معنی نیست کہ این عہد اسلام ہمیشہ خواہد ماند تا زمانے کہ در یک وقت
 و یک زمان دوازده کس خلیفہ باشند یعنی خلافت مسلمانان ہر یکس نمادند و دوازده
 شوند یعنی کثیر شوند خلیفہ در یک زمانہ پس زہان عین و زمان اختلال پذیرد اسلام
 و بر خیزد عورت و زمانہ نظام در امر دین ہند اما کہ طعن خون حالی نیک اندیشید

که گویا معنی حدیث و گویا مطلب شیعه یعنی اثبات خلافت طاهره این حضرات طاهره و گویا آنچنان
 زمان نسا و گویا ثبوت عزت اسلام و خلافت این همه پیشوایان ذوالمنن این هفتاد و
 ذاک اگر از حدیث ائمه من بعدی اثنا عشر انحصار خلافت در اثنا عشر قطع خلافت
 بعد از آن مراد و دلایل باشد که از علم شیعه پس قباحت چند دارد می شود چرا که در وجود حضرت
 امام دوازدهم حضرت مهدی علیه السلام نزد فرقه امامیه اختلاف بسیارست بعضی گویند
 که پیدا خواهند شد و بعضی بر آنند که بعد از وجود در عمر صبا غیبت اختیاری فرمودند و بعضی
 گمان برند که بعمر شباب بعد تا بل و تولد و تناسل غیبت فرمودند و بعضی بر آنند که رحلت
 فرمودند و باز بوقت موعود خواهد فرمود - هر تقدیر باید اندیشید که غیبت حضرت مهدی
 از جهت یار ما مقتدیان و پیروان بیرون است پس ما مردم اموال تحصیل ملی پیش کریم
 و احکام حدود و قصاص آن که جوئیم و خصومات خود با با که گوئیم یا که آنچه خواهیم کنیم و خود را از
 محاسبات شرعی که تعلق از خلیفه دار و پاک و انیم و بیباک مانیم و امور شرع معطل است
 چرا که خلیفه بسبب عمرت گزیده و دیگر خلیفه از شرع ممنوع است و اگر حکم شرع نصب
 امام کنیم پس اگر آن امام نایب امام آخر زمان باشد نیابت بلا انابت منیب لازم آید که منیب
 خود نایب نگردد و ما بیان از زبان خود بگمانی نایب و انیم و گوئیم - و اگر خلافت کتاب گوید
 پس عزل کنیم بی اطلاع منیب و نیابت بلا انابت نزد فریقین ناجائز - و اگر آن
 خلیفه از آن خود باشد بلا نیابت پس اگر بخت باشد ضرورت قائل بودن خلیفه سیزدهم
 لازم شد و همچنین بعد از دیگرے تاریخ قیام سو اگر خلیفه بغیر حق باشد پس تکلیف مالا یرطاق
 که خلاف نص است لازم آید که خلیفه کردن برای اجراء احکام تا زمان غیبت امام حکم
 شرع ضرر و زیارت شدن آن بسبب غیبت منیب محال پس خلیفه بغیر حق مقرر کرده
 رجوع با حکام پیشین و نمودن ضرور و این همه باطل و لغو است بغیر حق و دور از حق خواهد بود
 پس باقی رقاب این است موجود چه طور ظهور آید پس یا تعطیل احکام شرع یا نیابت بلا انابت
 یا تکلیف مالا یرطاق لازم خواهد و ازین سه قیامت چاره نمانده و فائز از اینجا توان فهمید
 که بقدر صحت ائمه من بعد اثنا عشر معینش چرا که بیان کرده شد خواهد بود و محمل حدیث
 فریقین صحیح همین خواهد شد فائز آخرت و تخصیص خلافت بظواهر آنست که نزاع در
 همین است و الا در مقام قرینگی است که نیابت و خلافت باطنی حضرت رسالت است شکی نیست که محال است

اسی کے ساتھ ایک سوال متعہ کی بارہ میں بھی آیا تھا فروالا اولیا نے اسکا جواب آیات قرآنی و احادیث اور نحو انھیں شیون کے اصول سے مختصر اور مدلل پیرایہ میں دیا جو اس مسئلہ کے تعلق جسطہ را کے علمائے اہل سنت و اثنا عشریہ سے گفتگو ہوئی ہے اور تحفہ اثنا عشریہ میں جو بات مذکور ہیں اُسے علیحدہ ہو کر آپسی آیہ کریمہ **فَمَا اسْتَمَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَانصتوا لهنَّ** سے بہت عمدہ طرز پر جواب دیا ہے اور حرمت متعہ ثابت کیا ہے۔

بیان پر اس مفید تحریر کو بھی درج کر دیتا ہوں تاکہ اہل انصاف و تحقیق فروالا اولیا کے اس قابل و وثوق و دلائل سوجق و باطل کی تیز کر لین۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَلِکِ الْمُبِیْنِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَحْدَهٗ الْکَرِیْمِ الرَّهْمٰبِ وَالصّٰدِقِ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَاحِبِ الْکِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ النَّبِیِّ الْاَمْرِ الَّذِیْ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ اَهْلِ بَیْتِهٖ وَ اصْحَابِهٖ وَ رِبَابِ مَعْقَدِ التَّرْسَمِ جَوَابِ تَحْرِیْرِ مَقُولِ وَعْمَرَانَ ثَانِثَهٗ دَرِ اثْنَا عَشْرَهٗ مَذْکُورَتِ حَاجَتِ بَکَرِ اَزْمِیْتِ۔ بَعْضِ سَخْنِ بَارِکِ وَ دَقِیْقِ دَرِ مَطَوَّلَاتِ عِلْمِ کَلَامِ سَبُو طَاسْتِ۔ وَ اَنْجِبِهٖ دَرِ اثْنَا عَشْرَهٗ مَرْقُومَتِ کَفَا یْتِ سِتِ۔ وَ یَکِ سَخْنِ عِلَاوَهٗ اِزْ اَنْ اِیْسِتِ کَرِ سُوْرَهٗ نَسَا۔ اَیْ حَمَّتِ عَلَیْکُمْ اِلٰی قَوْلِهٖ فَانْکَحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِیْنَ وَاَنْتُمْ هُنَّ اَجْرُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ مَلَاخِطَ فَرَمَیْنِدِ۔ پَسِ مَعْلُومِ خَوَاطِشِ کَرِ اَوَّلِ عَنِ تَعَالٰی لَعَزَّ وَجَلَّ ذِکْرِ زَنَانِ مَحْرَمَاتِ فَرَمُوْهٖ بَعْدَ اِزْ اَنْ ذِکْرِ مَحَلَّاتِ فَرَمُوْهٖ بِقَوْلِهٖ اَحِلَّ لَکُمْ مَا وَاَسْرَءُ لَکُمْ اِنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ مَّحْصِنِیْنَ غَیْرِهٖ سَافِخِیْنَ لِیَعْنٰی حِلَّالِ کَرِ وَ شَرِّ بَرِّ شَمَاسِ وَاِیْنَ مَحْرَمَاتِ بَا یَنْ طَرِ کَرِ تَخَوَانِ اِذَا اَمْرَ اِزْ اَمْوَالِ خُودِ۔ مَرَادِ اِزْ مَحْرَمَاتِ اَنْ زَنَانِ اَنْذِ کَرِ نِکَاحِ بَا اِیْشَانِ حَرَامِ سِتِ وَ بَعْدَ اِزْ اَنْ ذِکْرِ مَحَلَّاتِ یَعْنٰی زَنَانِ کَرِ حِلَّالِ سِتِ نِکَاحِ بَا اِیْشَانِ۔ وَ تَفْسِیْرِ نِکَاحِ فَرَمُوْا بِاِنْ لِقَطِ اِنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ یَعْنٰی وَ نِکَاحِ تَقَابِلِ بِالْمَالِ ضَرُورَتِ کَرِ اَنْ رَا مَرِ سَیْکُوْنِیْدِ۔ وَ بَعْدَ هٰی فَرَمَیْدِ بَیْرُوتِ تَعْقِیْبِ کَرِ فَا یَسْتِ فَمَا اسْتَمَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَانصتوا لهنَّ اَجْرُهُنَّ فَرِیْضَهٗ یَعْنٰی اَنْجِبِهٖ بَرَّ اَنْ مَنَعْتُمْ شَرِّهٖ اَیْ اِزْ زَنَانِ پَسِ بَدِیْدِ اَنْزَارِ اَجْرَتِ یَعْنٰی مَکْرَمِ کَرِ کَرِ مَفْرُوضِ مَحْصِنِ شَرِّهٖ سِتِ وَ بَعْدَ هٰی فَرَمَیْدِ وَ لَا اِجْتِمَاعِ عَلَیْکُمْ فِیْهَا تَرَضِیْعَتُهُ اِلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی حَکَمِ کَرِ یَعْنٰی اِذَا بَعْدَ مَقْرُورَتِ مَرِیْطِ کَرِ کَرِ یَعْنٰی اِذَا بَعْدَ مَرِیْطِ کَرِ وَ زِنِیْتِ وَ بَعْدَ هٰی فَرَمَیْدِ وَ اِنْ لَقِیْتُمْ مَنَکُوطًا اِنْ یَنْکِحِ الْحَصْنَتِ فَمِنْ مَآمَلِکَتِ

ایمانکم الح یعنی اگر کسی از شما استماع نکاح محسنات ندارد پس از زنان مملوکه
و بظاہر است که معنی فما استمتعتم متعه باشد چنانچه شیخه احتجاج می نماید - نظم آیت
که بیک طور مسلسل است باطل میشود و فای تعقیب است نمی آید و نیز بسبب انقطاع
احکام زوجیت از متوعه بود است که زن ممتوعه از منکوه محسنه نیست - که دیگر جاها آنچه از
احکام زوجت منکوه وارد است نزد شیخه در ممتوعه جاری نیست پس این قسم ثالث یعنی
متعه هرگز منصوص علیها نشد - و در تعلیقات کافی کلینی پاره از متعلقات این معنی
بخوبی نوشته ام - باقیما نکلام در حدیث پس نزد اهل سنت چنانکه اجازت در جنگ
خبر در نسخ مکمل ثابت است منع آن بعد سه روز نیز ثابت است - و از روایات و فقین
و قوع متعه از احدی از اصحاب بعد از معاودت از جنگ مذکور در شهر مکه معظمه مدینه و
ثابت نشده و جریان این امر در عهد حضرت امیر المومنین علی علیه السلام نیز ثابت نشد -
و خود عمل حضرات ائمه علیهم السلام نیز ثابت نشده بلکه درین عموم و نزد عامه اهل سنت منع
ثابت شده و نزد اکثر شیخه نیز چنانچه در استنبصار از حدیث امیر علیه السلام منع و حرمت
مذکور است - و از دیگر کتب ایشان واضح است در قول حضرات که گنما شرمه اینچنین میکنیم
و حدیث منع و حرمت که اهل سنت میگویند متعده است - از آنچه است ان لبا حها نشد
اصح یقول یا ایها الناس ان کنتم امرتکم بالکاستمتاع من هذه النساء
ایمان الله حرم ذلك الی یوم القيمة کذا فی البیضاوی و عن علی رضی الله
عنه ان رسول الله صلی الله علیه و آله و صحابه و سلمو نهی عن متعة النساء
یوم خیبر عن اکل لحوم الحمر الانسیة و عن سلمة بن الاکوع قال خص رسول
الله صلی الله علیه و سلم عام او طاس و المنعة ثلثا ثم نهی عنها کذا فی مشکوٰۃ
پس از احادیث معلوم شد که آنچه احادیث جواز است در همان حدیث ذکر منع هم هست -
پس نصف حدیث اهل سنت اعتبار کرده حجت جواز آوردن و نصف حدیث از اعتبار
ساقط کردن بعد از خود مندی است که اینچنین سوره در اندک ملاحظه حدیث بودی اشد است
و آنچه حدیث قدوم مکه مذکور است مؤید سبب اهل سنت است که قوله علیه السلام فشکی
اصحابا لوسول طول العزوبة و لیل بین است بر اینکه از توقف اقامت در غزوه
و امتداد ایام مفارقت اهل خود شکایت اصحاب خود پیش حضرت نمودند صلی الله علیه و سلم

و بعلت عدم طاقت صبر تا زمان دراز غزوه حکم شد استمتاعوا من هن لانه النساء پس
 هرگاه علت حکم استمتاع سبب دخول خانها و وصول اهل آنها باشد پس تصویب حکم بطور صورت
 بند و وصل که ضرورتی بقیح المخطوطات وصل دیگر که الحکم علی خلاف القیاس
 بقصر علی موهده وصل پیشا اذ ادر الامن بین الحلة و الهمة فالحکم للحمة
 متفق علیه یقین است معین فیه اهل سنت است و از اصل اول جواز اکل محرّمات و مخصمه
 و امثال آن مستخرج از اصل دوم ناقض وضو بودن قهقهه در نماز و نظائر آن و از اصل
 ثالث اکثر امور مستنبط است پس از همه اصل در گذشتن از راه تقلید شرع گشتن است
 و نیز در میان همین حدیث شکایت ذکر منع هم موجود است که آنرا گذشته نصیحت حدیث
 بخت خود شیعه ذکر می نمایند - امام رازی ازین کوتاه بیانی هرگز راضی نیست پس
 با نیمه رافع یقینی جستن و عند الشهاده چشم از رافع یقینی بستن خلاف منکره است
 و دراز جاده صواب شستن است -

و آیه فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلث و راجع الی قوله فانکحوا
 ان لا تعد لولا فواحدا او ما مکلت ایما نکو دلالت دارد بر این معنی که نکاح
 بر اے شما تا چهار زن درست و بیش از چهار جایز نیست بعهده او تعالی فرموده ان
 خفتوا ان لا تعد لولا یعنی اگر عدالت در حقوق چهار زن نماند فواحدا یعنی پس با یک
 زن نکاح کنید که یک زن منکوحه نسبت چهار زن سبکبار است او ما مکلت ایما نکم
 یعنی تفصل حاجت از ملک همین خود کنید که آن هم سبکبار است بلکه از منکوحه
 سبکبار تر است پس حاصل معنی این آیه آنست که اگر خواهمید و طاقت ادا سه حقوق
 دارید پس تا چهار زن منکوحه بر اے شما اجازت است و اگر ادا سه حقوق نماند پس یکی
 نکاح کنید یا کار از مملکت گیرید پس باید دانست که ازین آیه کریمه حضرت ثابت شد که نخستین
 تا چهار زن است و اگر در حقوق عجز شود پس یک زن یا جاریه و گنایه هم ذکر متعنه نیست
 و حال اینست که زن منکوحه از جاریه هم سبکبار تر است که قدس دین یکبار داده شد
 نفقه و کسوت نیست و در جاری نفقه و کسوت دائمی است و یقین است که در سبکبار
 بودنش از زن منکوحه شبهه نیست پس درین تخفیف که از آیه مبین شد ذکر متعنه در
 صورت جواز البته می شد که حصه در یک منکوحه یا جاریه فرموده می شد و در دین است

از لفظ نا تکلیفی عام از متعہ شدن نمی تواند و ادخال متعہ زیر حکم نکاح صورت نمی بندد چسبندگی لاجاب است
 این نکاح مختص است در چهار زن و جواز نکاح متعہ نزد بیجان و محلا تشش معدود بعد و
 مخصوص بحیطه جنسیت و نام است که حصه و عدد در متعہ ضیق خواهد بود و کثایشی که از جواز اش
 مطمح نظر است نخواهد ماز حیث آنکه تعمیر افی شدتم شاهد مدعا کثا و وہ بالی است۔

فروالاولیا نے اپنی مذکورہ بالا تحریر میں حرمت متعہ کے متعلق جس قدر لکھا ہے بہت زیادہ سنگت
 خصم ہے۔ اسی متعہ کے عدم جواز کی نسبت علامہ سہبانی ماسیہ کی سنت کتاب کافی کلینی کے اس مقام
 پر جہاں متعہ کا ذکر ہے آپ نے عمر کی کے ساتھ مدلل خلاف میں شیخون کے تعلق کی ہے اور بہت بڑا
 تخریر میں حرمت متعہ انھیں شیخون کے اقوال ثابت کیا ہے اور اولیاء نے اس تعلق کا پتہ
 خود اپنی مذکورہ بالا تحریر میں باہین عبارت: "وہ تعلقات کافی کلینی بارہ تعلقات ہیں جنہوں نے" "وہ یا جو
 قبیلہ قبیل الاظفار نے الاذان عند شہادۃ اشہدان محمد رسول اللہ جو اب نکاح میں
 علامہ محقق ملا شاہ فتح محمد ظہور الحق عمادی مجیبی پھلواری قدس سرہ کے لکھا گیا ہے
 علامہ مذکور اس فعل کو بدعت قبیحہ بلکہ قریب بکفر جانتے تھے اور فروالاولیا جابر و مستحسن فرماتے
 تھے۔ اس رسالہ میں آپ نے قبیل الاظفار بعنوان شایستہ بعض روایتوں سے ثابت کیا ہے اور جابجا
 اکابر صحابہ مثل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بہتوں کی سندیں پیش کی ہیں۔ اگرچہ روایات
 کل ضعیف ہیں لیکن فضائل اعمال یا مناقب میں موافق اصول مقررہ کو مقبول ہیں کیونکہ بیان پر
 بحث اسکی جواز سے ہے نہ یہ کہ فرض یا واجب یا سنت ہونے سے۔

اور نہ نقطہ اس مسئلہ کے جواز میں فروالاولیا ہی کی ذات پاک منفرد تھی بلکہ خود مولانا شاہ
 عبدالعزیز محدث دہلوی رضی اللہ عنہ کی خاص تخریر اس مسئلہ کے متعلق میری نظر سے
 گذری ہے جو ہمیں نہایت مدلل بحث اسکی جواز میں خود شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے کی ہے
 اور قریب قریب ہی روایتیں اس میں درج ہیں جنکو فروالاولیا نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے۔

پھر حریہ خطبہ میں رسالہ مذکورہ کے کئی کئی قبیل ابہا میں کا نام درج نہیں ہے مگر کاتب ناقل نے آخر
 رسالہ میں لکھ دیا ہے کہ اس رسالہ کی تصنیف کا سبب علامہ حضرت شاہ محمد ظہور الحق مجیبی
 قدس سرہ کا انکار اور اس فعل کو قریب بکفر جانتا ہوا ہے کچھ دنوں تک فروالاولیا اور
 علامہ مذکورہ کے باہمی اس مسئلہ میں تحریری سلسلہ جاری رہا آخر اس رسالہ کے بعد یہ
 سلسلہ موقوف ہو گیا

یہ رسالہ کچھ بیل پر اسلئے اسکو نقل نہیں کر سکتا مگر صرف خطبہ اس غرض سے نقل کر دیتا ہوں تاکہ ناظرین کو
اسی سے سبب ایف کا یہ لگ جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْعَمَ عَلَیْنَا بِاَنْوَاعِ النِّعَمِ لَا سِوَا
حَبِیْبِهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِمَّا بَعْدُ سَمِعْتُ نِقَوْلَ مَنْ اَطْنَه
مِنَ الْكِبَرَاءِ الْاَبْرَارِ فِي مَوْضِعِ الْاَبْوَابِیْنَ عَلَی الْعِیْنِیْنَ ، وَتَقْبِیْلِ الْاَلْفَاكِرِ
فِی الْاِذَانِ عِنْدَ سَمِ النَّجْمِ الْعَرَبِیِّ قَرَّةَ عَیْنِ الْاَعْيَانِ **حَبِیْبِ الْبُحُوْنِ**
عَلِیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الْاَتَمَّ الْاَكْمَلَّانِ ، مِنْ جِهَاتٍ كَرِهَتْهَا بَدْعُ قَبِیْحَةٍ
عِنْدَهُ بَلْ قَرِیْبًا مِنْ الْكُفْرِ فَجَعِبْتُ وَطَنَنْتُ مِنَ الْاَلْفَاكَاتِ جَرَتْ عَلَیْهَا لَانَهُ
مِنَ الْكِبَرِ وَالْعُدْمِ وَالْقَرْمِ اَوْ جَعَلَ عَدَمَ الْعِلْمِ دَلِیْلَ الْعَدَمِ فَلَمَّا بَلَغْتُهُ اَصْوَابَ
عَلِیٍّ عَوَّیْتُ الْكُفْرَ حَرَّتْ اَسْتَحْزَابُ سُنْدِ الْجَوَازِلِ الْمُنَى بِتَبْلُوكِ كَوْنِ سَنَةِ سَنَةٍ مِنْ
الْكَتْمِ اَمَّا مَعْتَبَرَاتِ اَنْ یُقَرِّبَ بَعْدَ فَلَاحِی دَفْعِهِ وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَشَاءُ
اِلَی صَوَابٍ مُسْتَقِیْمٍ ، حَبِیْبِ النَّبِیِّ الْكَرِیْمِ الْاَحْقِ بِجَمِیْعِ الْاَنْوَاعِ
التَّغْطُرِ فَوَاللّٰهُ نَعُوْ مَا قَالِ مِنْ قَالٍ فِی غَايَةِ مَدْحِهِ وَتَعْظِیْمِهِ

دَعِ مَا ادْعَتْهُمْ مَصَاحِفُ وَتَنْبِیْهِمْ
وَاحْكُمْ بِمَا شَدَّدْتَ مَعْدَانِيَهْ وَاخْكُمْ

وبه الاستعانۃ فی نصرۃ دین القوم فیسبطلہ اللہ الرحمن الرحیم

حلت بقرہ من ذورہ میں آپکا ارادہ تھا کہ ایک مبسوط رسالہ لکھیں چنانچہ بطور
یادداشت جا بجا کتب تفسیر اچھا دیشا و اقوال فقہا سے مضامین بھی اکٹھا کیا تھا مگر کثرت مشاغل و
ضروریات خانقاہ کے سبب اسکی ترتیب کا موقع ملا۔ آپ کے چھوٹے بیٹائی مولوی معنوی شاہ صاحب
قدس سرہ کے ارشد ثلاثہ مولوی آل حسین پھلواری علیہ الرحمۃ نے فی الجملہ اضافہ کے بعد انہیں
مضامین کی عمدہ ترتیب یک ایک سالہ کی صورت میں تالیف کر کے ، اتمام الحجت ، کے نام سے نومبر ۱۹۰۸
اسلئے اس مضمون میں غلط شہرت کے مطابق کوئی رسالہ نہیں رہا ان تفسیر عزیزی کے اس مقام پر جان لانا
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حرمت بقرہ من ذورہ کے متعلق بحث کی جو فرم والیوں
نے اسکی خلاف میں ملا جیوں ایٹھوی و ملا علی شکر سیالکوٹی کے مساکک مطابق تطبیق کی جو
رسالہ تجویذ یہ رسالہ اگرچہ مختصر ہے مگر اتمام قواعد خارج و تجویذ کو جاوی ہے اور
متعلمین فن تجویذ کے لیے ہی ایک سالہ کافی و کافی ہے۔

رسالہ مہجور و اوزان اشعار۔ فروالولیا نے اس رسالہ میں تمامی اوزان عربی کو جمع کیا ہے اور موقع سے ہر بحر کی تعریف بھی زبان ہی میں نہایت تین تین جملوں میں مثال کے ساتھ کرتے گئے ہیں۔ رسالہ درحلت جہاد اس رسالہ کے تالیف کا سبب یہ ہوا کہ ۱۲۲۵ھ ہجری کے ماہ رمضان میں پھلواری میں یکایک ٹڈیوں کی آمد اس کثرت سے ہوئی کہ لوگوں کا راہ چلنا بند ہو گیا اور اطراف و جوار کے غریب کاشتکاروں کے تیار اور کاٹنے کے قابل کھیت اس ناگمانی آفت کے سبب رانگھان گئے اور ایک خوشہ بھی غریبوں کے ہاتھ نہ لگا۔ اسی زمانہ میں پھلواری کے علما میں یہ مسئلہ چھڑا کہ ٹڈی کے حلال ہونے میں تو کوئی شبہ نہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کھانا ثابت ہو یا نہیں؟ اور اگر کوئی شخص اپنی کراہت طہمی کے سبب نکھارے تو گنہگار ہو گا یا نہیں؟ فروالولیا کو خیال پیدا ہوا کہ کتب حدیث سے اسکی تحقیق آئندہ کرونگا اسوقت اپنے استاد سید العلماء مولانا احمدی قدس سترہ سے دریافت کروں سید العلماء کے حضور میں تشریف لاکر اپنے سوال کیا سید العلماء نے اسکے جواز و عدم جواز کو متعلق اپنی تحقیق ظاہر فرمائی کے بعد فرمایا کہ میں نے بھی اپنے والد و استاد ملا محمد وحید راجح ابدال قدس سرہ سے اس بارہ میں جیسا آپ سوال کرتے ہیں پوچھا تھا اپنے فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کھانا ثابت نہیں۔ اور ایسا ہی اپنے خال معظم و مرشد حضرت شیخ العالمین مجدد و مشاہد محمد نعمت اللہ قدس سرہ سے پوچھا تھا آپ بھی والد علی علیہ الرحمۃ کی روایت سے عدم کھانے کا ثبوت پوچھے میرے نزدیک بھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کھانا ثابت نہیں اسی سبب سے خود شیخ العالمین نہ والد علیہ الرحمۃ نہ کسی گھر والے نہ میں نے کھایا۔ اور جو حدیث نبوت اکمل میں پیش کی جاتی ہے وہ ضعیف و رواۃ اسکے مجروح ہیں اسلیئے بایعہت باہر ساقط ہے اسکے بعد سید العلماء نے ایک مختصر تقریر صحت و یقین حدیث کے متعلق فروالولیا اس تقریر پر چابجا شبہ فرمانے کے بعد جواب پاکر وہیں تشریف لائے۔ اور کتب حدیث و فقہ سے اسکی تائید میں مضامین منتخب کر کے سید العلماء کی تقریر کے ساتھ مختصر رسالہ ترتیب کیا کہ آخر میں قول فیصل یہ لکھ دیا کہ ”باوجود حلت کے ہفتھنا سے کراہت طہمی اگر کوئی کھائے تو گنہگار نہ ہوگا۔“

اس جگہ پر مزید تصدیق کے خیال سے اخیر رسالہ کی وہ عبارت جس میں مذکورہ بالا مضمون کی طرف فروالولیا نے اشارہ کیا جو لکھ دیا ہوں وہ وہی ہے۔

آنکون چون محقق گشت حلال بودن مخ و سنت بودنش ثابت نشد پس اگر

بمقتضای کراہت طبع کے خورد و گناہ گار نخواستہ ہو کہ در چہیزہ حلال کراہت شرعی نامی باید۔ اما
 طبعاً پس موجب اثر نیست کہ سایدل علیہ صریحاً ایتہ الضمیر بی عافہ کما عاقل الضمیر
 و نیز بسبب چہیزہ است کہ حلال است و عقل حکم شرع و عدلت آن ترویج نمیکند و گوارای طبع
 بعضی مردم نیست علی الخصوص و چہیزہ با نمیکند و گوارای طبع آن زیار نباشد۔ بلکہ تا خوردن ملخ را
 مطلقاً خلاف سنت ہم نتوان گفت کہ حدیث لا اکلہ و لا احمصہ ناظر بوردن عدم
 اکل است ہذا۔ اما تحقق عندی و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال و انکان احد
 فی سبب ہما بینا کہ و چہیزہ فلینجم الی لکتاب و لمطلب عما نقلناہ و اینست
 بر رد علی ما قلنا و ذکرنا۔ و قد وقع تالیف ہذا الرسالۃ فی العشر الاول
 من شہر رمضان فی سنۃ الف و مائتین و خمسۃ و عشرين من ہجرت النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم و قد بدأ حدوث العجز اد فی ہذا الشہر المذكور
 بعد انقضاء ثمانینۃ ايام منہ بکمال الوفور حتی یدرے کان۔ سبحانہ
 السماء و اصطادہ اکثر الناس و اخرج عنہ ان الحمد لله رب العالمین و
 الصلوٰۃ والسلام علی ختم المرسلین محمد و آلہ و صحابہ اجمعین
 اسمی محمد ابوالحسن الفلاحی بصری مولد او مولدنا

بہن سید قدر فروال اولیا کی تالیفات کا ذخیرہ مشتمل نمونہ از خرواے آئی کی اعلا قابلیت
 و زور علم و تحقیقات علمی کا پتہ دینے کو موجود ہے اسکے سوا کوئی مستقل تالیف خاص کسی فن میں
 زمین نے دیکھی ہے اور نہ بزرگوں سے سنی ہو واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

فروال اولیاء کی خوشنہانی و علمی مضامین

فروال اولیاء کے زمانہ مبارک میں صوبہ بہار و اووہ و بنگال میں علماء و مشائخ کی ایک کثیر تعداد
 جماعت موجود تھی جنہیں سو اکثر ایسے تھے جنہے فروال اولیاء سے سلسلہ رسل و رسائل جاری تھا
 اور صوبہ بہار کے نامی مشائخ و اکثر کے ساتھ نہایت خلوص کی صحبتیں گرم رہا کرتی تھیں۔
 حضرت خواجہ سید شاہ ابوالبرکات ابوالعلائی و حضرت میر شاہ قاسم الدین حسین ابوالعلائی و حضرت
 شاہ قطب الدین فردوسی منیری و حضرت شاہ امیر الدین فردوسی بہاری قدس سرہ و
 اسرار ہم بہت زیادہ مخلصانہ برتاؤ رہا کرتا تھا پھلوار کی عمر سو تین ترقیبیب شکل بزرگان شریک

ہوا کرتے تھے اور اکثر فر و الا اولیا سے باہم مفید گفتگو ہوا کرتی تھی۔ ان سب لوگوں کو اعتبار سے حضرت خواجہ سید شاہ ابوالبرکات عظیم آبادی قدس سرہ کو آپ کے خاص صحبت تھی یہ بزرگ غیر زمانہ عرس میں بھی جب کبھی آپ کا دل گھبراتا تو بظرف تفریح طبع پھلوا ری ملاقات کے لیے تشریف لاتے اور فر و الا اولیا سے تھوڑی دیر تک ملاقات کر کے واپس تشریف لیجاتے۔

آپ کو فر و الا اولیا کی خوش بیانی و تاثیر تقریر کا اس قدر اقرار تھا کہ آپ اپنے لوگوں سے تذکرہ میں تعریف فرمایا کرتے تھے بیان تک کہ آپ کا قول تھا کہ اگر کوئی شخص اپنے کسی خاص تعلقات و ترددات کے سبب پریشان خاطر ہو اور وہ فر و الا اولیا کے حضور میں آ کر تھوڑی دیر انکی باتیں سنا کر اسکی دل گرفتگی دفع ہو جائے خدا نے انکی تقریر میں دفع دل گرفتگی کی پوری تاثیر بخش ہے۔ دیکھو میں اسوقت اُسنے ملنے جا رہا ہوں اسوقت میرا دل خوش نہیں لیکن مجھ کو یقین ہے کہ جبوقت اُسنے ملو گا اور دو باتیں کر دوں گا یہ دل گرفتگی دفع ہو جائیگی۔

چنانچہ اس واقعہ کو مولوی معنوی شاہ ابوالحیو پھلوا ری قدس سرہ ایک مقام پر طبع لکھتے ہیں۔

نقل است شاہ ابوالبرکات سلمہ اللہ تعالیٰ کہ نسبت ابوالعلائیہ میداشتند و صاحب یاران بودند مشہور دیارند اکثر در مجلس عراس گاہے بدون مجلس تشریف سے آوردند روزی آمدند و از جناب ایشان ملاقات کردہ تقریبات ہر جلس میکردند کہ اثر اہناسطے پریشہ شاہ مدوح ظاہر شد و متوجہ بیاران شدہ فرمودند کہ چون صاحب ! انچہ در اختیارہ گفتہ بودم راست آمد یازہ ہمہ با قصد بق فرمودند جناب ایشان یعنی مولانا شاہ ابوالحسن صاحب دامت برکاتہ فرمودند پیر سید مدجھن ست ؟ ما ہم مطلع شویم اگر مضائقہ نداشتہ باشد۔ فرمودند حضرت ایشان کسی امر مضائقہ در گفتن ندارم امروز بس منقبض الحال بودم در آنتاہ زیادہ تر خاطر منقبض بود و بیاران گفتہ کہ سببے معلوم نمی شود لیکن خوب میدانم کہ چون ملاقات ہوا مولانا شاہ ابوالحسن صاحب خواہم کہ دفع انقباض خواہد شد کہ حق تعالیٰ در کلام شان تاثیر بخشنیدہ کہ جو انان را چو گویم در پیران ہم ندیدم خصوصاً در حق من کہ مجھ و مواجہہ بر رخ انقباض کافی سے شود ہمان سخن یاد آوردم کہ کہینید حالاً آن انقباض چہ شد۔

دوسری مرتبہ خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ خانقاہ میں پھر تشریف لائے اس دفعہ خواجہ صاحب کو تصوف کو ایک مسئلہ میں سوال پیدا ہوا۔

کہ جب طلب مطلوب تک پہنچا یعنی ذات صفات سب کو مطلوب کی ذات و صفات میں فانی

کہ تیار ہو تو پھر اُسکو ایسی اعلیٰ حالت تک اپنے وجود و ذات کی طرف کون پلٹا لاتا ہو۔
 دیر تک اسکا جواب غور کرتے رہو مگر اتفاق وقت اسکا جواب بخود ذہن سے نہ دیکھے جب خلوت میں
 حضرت شیخ العالمین سے ملنے کو تو آپ اس سوال کا جواب چاہا شیخ العالمین نے فرمایا کہ
 جو ارادہ اُسکو ذاتِ مطلوب میں فانی کر لے وہی پلٹا بھی لاتا ہو۔

خواجہ صاحب کو اس جواب سے تشفی نہ ہوئی جب خلوت سے باہر سردہ والو مکان میں (جہاں
 فرد والا اولیا اپنے دیگر اخوان و اکابر بکھلا روی کی نشست رہا کرتی تھی) تشریف لائے تو
 فرد والا اولیا سے فرمایا کہ میں نے ابھی حضرت سے ایک سوال کیا تھا لیکن جواب تشفی بخش نہ ملا
 اسے فرمایا کہ میں بھی سن سکتا ہوں؛ خواجہ صاحب نے سوال کا احوال فرمایا اور فرمایا کہ
 فرمایا اگر مرضی ہو تو اس مختصر جواب کی شرح عرض کروں؛ خواجہ صاحب نے فرمایا ضرور بیان کیجئے
 فرد والا اولیا نے فرمایا کہ

طالب کو مطلوب تک پہنچانے والا اور اُسکی ذات میں فانی کر دینے والا ارادہ ہے۔ اور یہی ارادہ
 مقتضی اس بات کا ہے کہ طالب کو جلد یا دیر میں اپنی پہلی خودی کی حالت میں پلٹا لائے اگر چاہے
 کئی ذات و صفاتِ مطلوب کی ذرا سی مقدار میں فانی ہو گئی ہو کہ مطلق اُسے اپنا شعور باقی نہ رہا ہو پھر بھی جلد یا دیر
 میں اسی کا وہی ارادہ جسے مطلوب کی ذات میں فانی کر دیا تھا شعور کی حالت میں پلٹا لائے گا۔
 اور جو کیفیت فنا و عدم شعور کی طالب پر اُسکے ارادہ اور قصد کے بغیر پیدا ہوگی یا وہ ہلاک کر دے گی
 یا تاراج اُسکو اپنی ذات و صفات کا فاقہ ہی نہوگا۔ اسکی مثال یوں ملاحظہ ہو کہ جیسے کوئی سونے کے
 پے لیٹے اور ارادہ کرے کہ سونے۔ اور سو جائے پھر جلد یا دیر پر اُٹھے تو اُسکو نیند کی حالت سے وہی ارادہ
 (کہ سونے) بیداری کی حالت میں نے آیا ہوگی طالب کے فنا و شعور کا حال ہے۔

خواجہ صاحب فرمایا کہ تو اس بیانی سن کر پوچھو کہ گویا اور فرمایا بات ذہن میں آگئی و اللہ
 آپ تو حضرت سے بڑھکے۔ جبر و اختیار

میں یہ چاہتا تھا کہ اسکے متعلق اپنی خیالات بھی جو خزانہ خیال میں جمع ہیں ظاہر کروں اُس کے
 بعد فرد والا اولیا کے مضمون کو دیکھ کر وہ عقائد کا ایک اہم مسئلہ ہے جسکی نسبت
 ہر شخص کا کام نہیں کرتا اُنھانے اپنے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ پوری طرح پراہل سنت و ابجاعت
 کی تائید میں ہے اور فرد والا اولیا ہی جیسے لوگوں کا کام ہے کہ ایسے ایسے اہم مسئلہ پر تسلط اٹھائیں اسلیے
 اس مضمون پر کچھ اضافہ کرنا اُس سب سے بھی تفصیلی صورت میں اپنی خیالات کا ظاہر کرنا گویا سع

سورج کو چراغ ہو دکھانا عین بیان بعینہ عبارت ہی نقل کر دیتا ہوں ناظرین خود ہی اپنی خیال و سمجھ کے مطابق اندازہ کر لیں۔

انچہ در بارہ جو بہرہ اختیار و استحقاق ثواب عقاب استفسار فرمودہ اند نوشتہ میشود کہ حال ہشیار نسبت بہ علم ازلی و قدیم عالم تقدیر گویند۔ و نسبت بطور و خلق عالم اسباب تدبیر مند حضرت حق تعالیٰ ہزار ہا کار را بہرہ و عالم توادہ چنانچہ تقدیر اکل و ثواب را در عالم ظہور و اسباب تدبیر ہمایا کردن سبب و بزاہدین ماکولات با ہم کرد و تقدیر لباس را در کسوت ظہور بہرہ پر ایہ جمع ساختن تار و پود فراہم ساخت۔ و ہر کاریکہ تقدیر شش یا تدبیر معین اور برابر افتاد آن کار جوید اشد و علم شد کہ باین اسباب تقدیر شدنش بود و ہر کاریکہ جلوہ گرفتند یا تقدیر شدنش نبود یا تقدیرت بلکن نہ ازین اسباب و بدین وجہ کہ خلق را نظر از مسیبت برگشتہ بر معرفت اسباب و وختہ نشود گاہ بہرہم فرقی عادت جنت انظار قدرت بے وسیلہ اسباب ہم بعضا مراد عالم تکوین می آرند۔ چنانچہ ظہور تار از شمشیر ہو علی بنیما و علیہ الصلوٰۃ والسلام و نزول مادہ از سما جاسے علی بنیما و علیہ الصلوٰۃ والسلام و امثال آن چرا کہ ہر آسمان نہ غلہ بود نہ شمد نہ مرغ و نہ گاہی و نہ شختہ پزانیدن بقوم علی علیہ السلام افتاد خود تیار و پختہ از آسمان فرود آمدہ انجہ اصل انچہ در علم قدیم ازل مقرر شدہ است در عالم ظہور سبب ہر امر ارفاق آن مقرر علی ما کردہ ظاہر می سازند کسی را کہ در علم ازلی شقی کردہ اند در عالم تکوین ہم علامت شقاوت از جویدا میکند و در سعید ازلی آثار سعادت باقی ماند کلام درین کہ چنانکہ را سعید کرد و دیگر را شقی این محض از تقاضا سے حکمت است کہ عمل کل از او کشش امی حیران و بظاہر مثالی توان گفت کہ باغ آرا سے نصب کنندہ اشجار بعضے درخت را بر سے سوختن نصب می کنند و از دیگر گاہ آب رسائی مثل درختان دیگر بجا و سرسبز می کشند۔ چون آن درخت بکمال خود میرسد آترا قطع میکند و آراہ بہر سرش میراند۔ و بسا درخت را کہ قابل قطع باشند میگرد و باغبان را چسبہ کہ مالک باغ کدام درخت بر سے چہمی پرورد و مدار ثواب و عقاب بر ہمین عالم تکوین و اسباب است نہ عالم تقدیر ازلی چرا کہ بعالم تقدیر فعل از کسے واقع نمی شود کہ ثمرہ آن ثواب و عقاب پیدا آید تا مسیبت حضرت او ہو علیہ السلام در علم بودند ہو علیہ السلام چون بعالم تکوین آمدند نامور شدند و ثمرہ اش کہ بر آمدن از جنت بود و جوید اشد و در عالم تقدیر بر آوردن از بہشت معنی ہزارا مگر ہمین کر اوہ بیرون آوردن و در ظہور شش جوید ایہ بہشت ہو علیہ السلام

از حضرت ابوالبشر و همین عالم اسباب را عالم تکلیف میگویند که امروز متناجمی اسباب
خیرست و سعی اسباب شرخلافات حکم و رضا اگر چه در تقدیر ازلی اراده عدم تئیه اسباب
خیر متعلق شده باشد و آن را امراد گویند و این راه اطاعت را مرضی بود و عرفنا عام که مراد مرضی
را امراد و می انکارند و یکے را بجای دیگرے باستعمال می آرند ضمن محاوره و هم مطلق است
و گرنه تحقیقت در آنچه اراده کردنش باشد مراد است. اگر چه خلاف طبع خود باشد. و آنچه
موجب رضای طبع خود باشد مرضی است. اگر چه خوب تا مل کافی است مگر معذرا برای تصریح
نکاشته که باعتبار حق تعالی ظهور مرضی اش بے اراده نیست. و هر چه که اراده با و
متعلق شد ضرورت نیست که موافق رضا باشد و مستوجب آفرین و تحسین بنده و انعام گردد
و در عالم تکلیف حکم برضا جرمی است نه بر دریافت مراد حق چه دریافت مراد بر این آثار
ظاهری و سبب دیگر نیست. باقی ماند سخن درین که ظهور مراد حق ضرورت پس درین صورت
بنده هم در اختیارش مجبور جوابش آنکه چون همه صفات در بنده ظاهر گردند اراده
که صفتی است قوی نیز با او دادند پس هر فعل خیر و شر را نسبت بنجو کردن گرفت
چنانکه میگوید که من کردم و من گفتم و من شنیدم و من رفتم. و نسبت فعل حضرت حق هرگز
نمی کند خود را مختار میدانند چرا که معنی اختیار نیست که بعد اراده کار تمیلش کوشد
لذا عرشه مقربش را که بے اراده می شود و فعل اختیاری نمی شمارند. و اگر کسی نقل عرشه نماید
چون باراده است حرکت اختیاری انکارند پس معنی اختیار نیست که فعل باراده کرده
و بر خلاف و مقابل نیست چنانچه موت که بے اراده انسان می آید پس انسان درین مجبور
است و آنکه بندی در راه اطاعت را در عرف عام جبر میگویند این جبر مجازی است و مطلقا
چنانچه پادشاه کسی را کاری بفرماید که بزاج آن ملازم گران باشد و بسبب اطاعت فرمانبرداری
بجا آورندش ضرور باشد پس جبر حقیقت نیست چرا که آن محکوم انجام این امر شاق
باراده میکند لیکن اراده اش در اراده سلطان مندج گشت نه اینکه اصلا اراده ندارد
حتی که درین فعل او را مجبور دانند حرکت مقربش خوانند پس این جبر حقیقی است -
و حال اینکه بظاہر در سمع اختیار خود نیست حتی که اگر خواهد که بعضی لفظ بشنوم و بعضی
نشنوم ممکن نیست و بیرون از وسع است چنانکه در گفتگو که هر لفظی که خواهد گوید و هر چه
خواهد گوید باین همه خلق سمع را نسبت بنجو میکند و میگوید که من بقصد می شنوم و در شنیدن

اختیاری بجز این نیست که فستیل را مشتمل سازند و در نور افشانی چسراغ و انعکاس شعاع مدخله نمانند با این همه میگویند که من خانه را روشن کردم و در پنجتن طعام بارای غیر ازین نه که غلبه و آب یکجا کرده آتش هندا ماتیاری آن دلزد بود و نش از وسع خود نسبت با این میگویند که من طعام را بهتر درست کردم پس معلوم شد که بخله صفت اراده همه چیز را باختیار خود نسبت میکنند و مختلف حقیقی را صاف سهواً میکنند پس انذارین عالم استکلیف کس بر فعل را باختیار خود می دانند پس لاجرم مورد ثواب و عقاب شدند اگر خود را تا متر بری از کس اختیار دانند درین ورطه گرفتند که از مجانبین باز پرس نیست و همین معنی چون سائل حضور پیغمبر اصلی الله علیه و سلم عرض کرده بود که چون همه چیز از خواست خداست کفر ما همه از شیتاوست پس چرا مورد عقاب باشم وحی آمد یعنی این سخن زبانی میگویند و اذعان و ایتقان باین امر ندارند چه اگر حقیقت میدانستند که هر چیز از طرف خداست و هر چیزی از طرف خدای نمی داند بصیرت و شکر گردان می نهادند و هر آنست که مسلمان میشوند و کافر نمی مانند ب عقیدت اول این سخن می رسند در راستاست هر که اشتیاق هر چیز بحضرت حق دارد و لابد مسلمان است و در بجا آوری فرمان ساعی بحاجت خلاصه آنست که حال تقدیر ازلی نامعلوم و در عالم کسب که دعوائی اختیار داریم در باز پرس افتادیم و سزاوار عقاب و توبه شدیم و این دعوی اختیاریم از عطا اوست لیکن خوارق عادات و عقل و هوش و قرآن شریف را بر این ساخته که اختیار خود را بسندج باختیار حق دانند و باین راه کم کرده بچاه دعوی اختیار افتادیم و بخت و برهان نکریم و در صورت دعوی اختیار لازم بود که محبت اسبابی همین فکر هیچ و بر این همراه ما کرده اند حال اختیار خود می فهمیدیم پس گرفتار شدیم و در وقت حجت میگویم که ما را چه اختیار است و در وقت برآمد کار میگویم که من چنین کردم - و پس نیز که بے اراده ظاهر است و جاسی که سبقت از او شد جز مانند گو آن اراده بسبب گفتن دیگری باشد -

فردا و لیس و علما و مشایخ عصمت که با همی مرسلات

فردا و لیس و علما و مشایخ سوزن سوزن تر ایسے لوگوں سے مخلصانہ برتاؤ رکھتے تھے جسکا کہ شمار علما میں بھی

اہل علم صوفی آپ کے نزدیک جاہل صوفی سے زیادہ قدر کو قابل تھے یہی سبب تھا کہ بزرگان سلون سے علاوہ اس کے ساتھ اس سلسلہ طریقت بھی تھا علم نے زیادہ اس خلوص کو بڑھا دیا تھا۔ زین العابدین حضرت شاہ عطاء عرف جی میانصاحب قدس سرہ کے اخلاص نامے برابر آیا کرتے تھے جس میں زیادہ تر خلوص و اتحاد کے مضامین ہوا کرتے تھے۔ آپ کو فروالا اولیا کے ساتھ اس قدر خلوص تھا کہ اکثر خانگی امور مثل نظم خانقاہ وغیرہ میں بذریعہ خط آپ سے ایک مشورہ لیتے تھے۔ چنانچہ ایک سال بعض خانگی تعلقات و تفکرات کو سبب پکا ارادہ ہوا کہ منہدایت و سجادہ خلافت حضرت شاہ محمد حسین عطا قدس سرہ کو تفویض کر کے خود ہجرت کر جائیں اور سلون کی اقامت سے ایک قلم دست بردار ہو جائیں۔ ایک خط جس میں یہی امور مشورہ طلب تھے۔ فروالا اولیا کے حضور میں روانہ فرمایا آپ نے اس نیک خیال کے متعلق بہت کچھ اپنی مفید رائے لکھ کر روانہ فرمایا اور بعض خانگی تعلقات و تفکرات کو سبب ہجرت کو پسند نہ فرمایا۔

حضرت شاہ خلد بخش قدس سرہ ساکن پھنچنا کے ساتھ (جو حضرت مولانا رسول خاقدس سرہ کے خلیفہ حضرت شاہ غلام امام قدس سرہ کے جانشین تھے) فروالا اولیا نے اس چھوڑے ہوئے قدم تعلق کو (جو تاج العارفین) حضرت شاہ غلام امام قدس سرہ کے باہمی تھے) از سر نو زندہ کیا صوبہ بہار میں جس قدر مشائخ و علماء تھے انکی تعداد تو بکثرت ہے ہر ایک کے ساتھ فروالا اولیا بہت کچھ خلوص رہتے تھے۔ اور اکثر لوگ تقریباً اس میں تشریف بھی لایا کرتے تھے۔

صوبہ بنگال میں ڈھاکہ کے سربراہ اور وہ بزرگ حضرت صوفی شاہ داؤد امام قدس سرہ کو جانشین حضرت صوفی شاہ بقیۃ اللہ و صوفی شاہ حفیظ اللہ و صوفی شاہ نور اللہ قدس سرہ تعالیٰ امر اسہم سے برابر سلسلہ رسل و رسائل جاری تھا۔ اور اکثر بزرگوں کو اسی خلوص نے فروالا اولیا کی ملاقات کو پھلواری تک پہنچایا۔

علمائے مولوی مفتی شرف الدین رامپوری و مولوی شجاع الدین حیدر آبادی مولوی حیدر علی لکھنوی سے برابر ملاقات تھے بلکہ مفتی شرف الدین رامپوری ایک بار اپنی غائبانہ تعریف میں منکر پھلواری تشریف لائے اور آپ کی ملاقات سے بہت محظوظ ہو کر اپنی تصنیفات سے چند رسالہ بھی فروالا اولیا کو بذریعہ عطا فرمائے۔

مذکورہ بالا علماء و مشائخ کے نام جو خطوط فروالا اولیا کے طرف سے گئے تھے ضرورت تھی کہ انکی منتخب کے سلسلہ وار درج کر دیے جاتے مگر چونکہ مجھے فروالا اولیا کی انشا پر داری کے متعلق

اپنی رائے لکھنی ہے اور اسکے ثبوت میں خطوط ہی پیش کرنے کی ضرورت پڑے گی اس لیے مناسب سمجھتا ہوں کہ اس جگہ قلم انداز کے انشا پر دازی کے بیان میں موقع سے درج کروں۔

فرد الاولیا کی انشا پر دازی

و بلاغت و فصاحت و مستحق ہمارا ہرگز یہ دعویٰ نہیں کہ آپ عربی نظم و نثر لکھنے میں امر القیس و کبید و فرزدق کے ہم پلہ تھے۔ یا آپ کی فارسی نظم نظامی و خاقانی کی نظم سے کم لکھاتی تھی۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ دنیا کے ہر ذی فہم کے نزدیک یہ مسلم ہے کہ غیر ملک کی حامل کردہ زبان ہرگز اپنی مادری زبان کے برابر نہیں کہتی ایک اتنی عربی و ہفانی جس سانی کے ساتھ اپنی مادری عربی زبان میں اپنے مطلب کا ادا کر سکتا ہو وہ عجمی اعلیٰ لیاقت کے عالم ہی ہوتا ہے اور ادا ہوگا میری محدود عقل خود اپنی اردو زبان سے نہایت عمدگی کے ساتھ نکالنا فیصلہ کرتی ہے بلکہ ایسی نظریں ہر روز اسکے پیش نظر رہا کرتی ہیں کہ جو عربی النسل یا فارسی نژاد اشخاص علم کی حیثیت سے اس اردو زبان کو حاصل کرتے ہیں وہ کس قدر وقت سے ہمارا آپکار و نوسہ ادا کرتے ہیں بلکہ بعض وقت ایسے الفاظ ان کے زبان سے نکل آتے ہیں جو اس محل کے لائق استعمال نہ تھے اس لیے میری حاصل کردہ عربی یا فارسی یا انگریزی زبان کا بھی حال ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہر زمانہ وقت کے اعتبار سے کسی ایک علم کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے موجودہ زمانہ کی علمی ترقی کو ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ فلسفہ جدید کی دلربا بیاہ صورت کی دلدادہ ہے یہی سبب ہے کہ ہر عام خاص کے دماغ میں فلسفہ جدید کی ایسی تیز روشنی پڑ رہی ہے جو جس سبب سے ان کی آنکھیں سوائے فلسفہ جدید کے کسی دوسرے علم کی خوبیاں محسوس نہیں کرتیں اسی طرح فرد الاولیا کا مقدس زمانہ بھی تھا جو علوم و فنون کے اعتبار سے علم منطق کا دلدادہ تھا اور ہر شخص میں علم منطق کا ایسا تیز اثر تھا کہ جب کوئی نیا مستعلم مدرسہ سے نکلتا تھا وہ اپنی زور تقریر سے مٹی کی دیوار کو یقینی سونے کی دیوار ثابت کر دیتا تھا چنانچہ خود فرد الاولیا کے تیسرے بھائی مولوی معنوی مولانا شاہ محمد امام پھلواڑی قدس سرہ کو اپنے اعلیٰ تہذیبی کے سبب دیکھ کر منہ منقطع ایسی سمجھی اور سیکھی ہے کہ اگر چاہوں تو گالوں میں کے رہنے والے امیر و چوڑے ہو سکتے نہایت آسانی کے ساتھ یہ علم سمجھا دوں۔

و حقیقت اس زمانہ میں منطق ترقی کے ایسے ہی اعلیٰ زمین پر پہنچی ہوئی تھی کہ اگر اس وقت اس فن کا کوئی بھی اس سے بھی زیادہ دعویٰ کرتا تو صحیح ہوتا۔ اور اسکے وجوہات جہاں تک غور کیے جاتے ہیں تو یہی ثابت ہوتے ہیں کہ جس زمانہ میں فلسفہ قدیم کی تردید کے خیال سے علماء اسلام کلام ایجاب کیا

اسی زمانہ میں اسلامی علوم و فنون بھی مخالفین کے شبہات رفع کرنے کے لیے منطق و فلسفہ کے محتاج کر دیے گئے اور جو اصول ان اسلامی علوم و فنون کے قائم کیے گئے وہ منطق و فلسفہ ہی مستند کر دیے گئے۔ اسے پہلے کے علماء اسلام تحصیل علم منطق کے طرف ضرورت سے زیادہ مائل تھے اور انکی ساری ہمتیں اسی ایک ضروری علم کے سیکھنے کی طرف مبذول رہتی تھیں اس لیے علم ادب کا پورا مذاق اس میں پیدا نہ ہو سکتا تھا۔ صرف تفہیم و تفہیم کے لیے سلیس اور آسان عبارت میں اپنا عندیہ اور مطلب ادا کر لیا کیے۔ پھر جب علم ادب کی ترقی کا یہ عالم تھا تو میں ایسا ناقابل تسلیم دعویٰ کیونکر کر سکتا اس جگہ فرد الاولیا کی عربی انتشار دازی کے متعلق جو کچھ دکھانا ہو وہ صرف اس قدر کہ باوجود ایسی تحریریں کم ہونے کے آپ کی عربی تحریریں کس درجہ سلاست و سعت کا پہلو لیے ہوئے ہیں بھائے اس عوی کا ثبوت فرد الاولیا کی بعض مذکورہ بالا تحریروں کو میری ناظرین کو اگر چہ مل گیا ہو گا مگر خصوصیت کے ساتھ اس جگہ فرد الاولیا کے دو عربی خط جو سید اولیں مغربی علیٰ الرحمۃ کے نام گئے تھے درج کرتا ہوں۔

مکتبہ اول

قد ذاب من الفراق لحمی ودمی
 کم اکتب قصۃ الیکہ بدمی
 وانزداد من الشوق الیکہ المی
 کم اصبر یا لیت وجودی علی

صاحب الجود والکرم۔ جملع الحسنات والشیو۔ معدن الانشفاق
 العظیمة۔ مخزن الاخلاق الکریمیة۔ العالم المجلد لمفخر الفاضل
 الافضل الاعظم۔ عین اعیان الانسان۔ وانسان عین الاعیان
 بقیة السلف۔ زینة الخلف الجوهر الفرح النفس والفقیہ الاوساع
 النذیر محمد وحمی مولائی السین محمد دریں اکرمہ اللہ بکرامتہ
 ورفہم درجاتہ وبارک فی حسناتہ وابلغکم السلام خیرہدایا الاسلام
 مع کمال لتعظیم ولا اکرام حکم اللہ وبارک لکم ما حال قلبی من
 الاشتیاق ضبطہ بالکتابۃ لا یطاق لا یحمله القریاس ولا یبعث
 الزمان ولو تمق القلوب نبد امن اشواقی و تمق مشردمة من اسباقی
 لا حارق بنا لالفراق واشتعل کالحطب لحرار و معہذا اما لکتب لا ینبدا

على مقدار ذرة من سعة الارض ولا يكون في جنب قطرة من البحر
 مداد التهرير ما في ضميري لنفد البحر قبل ان تنفد كلمات شوق
 ولوجي بمثله مدادا فخطفت عنان القلم الى مضمار بيان المحم
 نيا عجبا من امثال هذا الشفيق بل الاشفق ان يقيوم من مدى الزمان
 في بلد كما نفور ولا تطلعني من احواله الشريفة واقامته المنيفة
 ولا تخبرني عن اخبار الانبياء وهو يعاود فرط محبة بحضرتة
 وخلص مودتي لخدمته يا ليت شعري تمكنته في كنفور من بد الزمان
 لاستكثر الكتابة على حسب ما يمتناه قلبي من شكاية الهجران
 وكيف اطمن قلبكم يا مولانا ان نسيتم الخلان والمخلصين من الاحباب
 ام نظرتو على عيوب التي تجاوزت من الحسنا يا محمدي قد بلغت
 الكتاب من تلقاء اجه واعزى وانسى الذي تد مع عيني بفراقه
 دموعا تجري الدمع في هجرة من مقلتي عيونك كاني ذقت بفراقه
 كأس داء الادواء له ونشربت في بعد لا شربة صرض لا شفاء له
 اعني صاحبي مولوي احمد علي ابو الفضل الذي اقرب رحما وقرابة
 مني الان القاه الزمان بعيد الهمة وكان مذكورا في مكتوبه
 خير ذكركم واكرمكم على الحاضرين فتعجبت وحمدت الله على
 ما وجدت ما فقدت وكاني وصلت الي من كنت في تجسسه
 وصرفت العمر في تفصه فشكرت الله شكرا كثيرا فله الحمد
 على نعمائه والشكر على الاثمة فارجت ان اكتب في حضرتكم
 شرح شوق قلبي ونشكيات نسيانكم عن المحبين وعدم
 مكاتبة المكاتب وارقام الرقاير فلتبت هذا الكتاب
 راجيا اليكم بارقام الجواب لتطمئن قلبي وما مضى علي من
 الهموم والغمرة في هذه الامنة والمددة لا يتحمل القلب بذكره

اصبت على مصائب لوانها / صبت على الايام صر لياليا

وما اصابتني من مصيبة لا يضيظها التهرير ويزوب الكبد بتذكره

ما دار الفلك على مرادى ساعة الا وقد اذارة القضاء على خلاف
 زماننا ومذة لاسيما ما نزل من هائل عظيم ولعله قد سمعك
 ايضاً ارتحال ابي موسى وشيخنا نعمة الله القادر رضي الله عنه
 وافاض علينا فيوض روحه وانتقال اوستاذي ومولا ابي سيدي
 مولوي احمدى قدس سره كما انما انظر في السراج ووقعت دفعة في
 غيابت الجبلين فيها نبراس ولا ضياء الشمس واقعى الدهر في
 ظلمة لا يورى فيها سنا برق نجم ولا نور نيد ولا ضوء النهار

دموعاً مثل قطار الغمام

ايا عيننا فيضه كالسحاب

ولا تمعل ضحوة ولا تنقض ليلة الا قد بيك دما على توحدي وتفردى
 وارجو من الطافكم السابقة ان تذكرني بخيل الدعوات وان
 تكتبوا الى كتابا متضمنا بجميع الحالات يكون لي حزن الدافع الام
 الفرقة وعود الدافع او جاع الحجرة ابقاكم الله تعالى ما دارت
 الافلاك وعمرت الاملاك وفركت الاغصان واهتز النسيم
 في بستان والسلام عليكم وعلى من لديكم-

مكتوبات

يا من ذاب كعبه بفراقه واحترق قلبه بنا رشتياقه
 سائل الله وعصاه عما لا يرضاه وراقاه الى متمناه ووزاد الطافه واكرم الله
 الكريم بكرامته وخصصه برافته بيلقسه في حضرة تكو العلية
 ويكتب تسليماً متكاثراً متوافراً في خدتك السنوية محببكم المخلص
 الصمد ابو الحسن بقلبي سليم في البيت قبلتموه لقبول حسن مضم
 الدهر في الفراق ولم يصل اليك كتابك وصر على قرن وما تشرفت
 بخط ابك حتى يطمئن قلبي بدراية اخيار اخياركم وما تبين لي
 محل اقامتكم الان والاشتر وعجلت باكتتابه من عندي و
 كلفتمو بارقام الجواب وما كنت للغييب بظنين ولا من موضع

مقامکم علی یقین و اللہ علی ذلک لشہید امین و لافما تہدنت و ما
توقفت فی اسأل الرقاہ و ایصال لکانتیب اللہ یعلم حال قلبی
و ما بلعنما من ہمد و غم من ارتحال سیدی و شیخی و ابی موسندی
رضی اللہ عنہ لا یطاق قلبی بأرقامہ و لعلہ قمع سمعک الشریفا یضاً
و قعت علی واقعہ بل قامت قیامتہ لا یتحمل لغلم و القرطاس
بضبطہا لان ارجوا من الطافکم ان تشرفونی بأرقام کوائفکم
لیطمئن قلبی کنت بالعجالة بسبب استعجال حاملہ لکتاب
و حال قلبی فی محبتکم و احوال لسانی فی ذکر شفقتکم لان کما کان
و السلام خیر ختم السلام و جمیع اخواننا و احبابنا و اطفالنا یعرضون
علیکم سلاماً و تسلیماً و تکریماً و یتمسون غایۃ الاستواق و نہایۃ
الاستقیاق لخیر بقائکم و طول بقائکم اللہم امین

اب رہی فارسی انشا پر وادی اسکے متعلق کوئی رائے دنیا فضول ہو کیونکہ ہندوستان میں جمہور
ہماری ملکی زبان اردو کی ترقی دیگر زبان کے اعتبار سے خاص امتیاز رکھتی ہے اس سیرج
ہندوستان کے سلاطین اسلامیہ کے عہد سے لیکر آج سے سوچا اس برس پہلے تک فارسی
زبان کو بھی ملکی زبان ہو جانے کی حیثیت سے اردو زبان سے کہیں زیادہ امتیاز حاصل تھا
بلکہ اپنے اعلیٰ عروج کے سبب ملکی ہی زبان سمجھی جاتی تھی اور ہر شخص اپنی تحریروں و تقریروں
میں فارسی ہی زبان سے مدد لیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ انگریزی و فرائز میں بھی ہی زبان اردو سارے تھی
اس لیے اس وقت اور شخص بھی فارسی میں پوری لیاقت رکھتا تھا فرو والا لیا کہ تو اس زبان
فطری مناسبت تھی پس اس اعتبار سے آج کی فارسی کو اہل زبان کی فارسی کہیں تو مبالغہ نہوگا۔
میں بخیر و عود کے ثبوت میں فرو والا لیا کے وہ مکاتیب جو ہم عصر علماء شیخ کے نام جایا
کرتے تھے ورج کرتا ہوں۔

مکبر اول

بنام نامی حضرت زبدہ ارباب طریقت کاشف رموز حقیقت قدوة السالکین شاہ امیر الدین فرد
بہاری زینب فراسے سجادہ حضرت شیخ الاسلام و المسلمین مخدوم شرف الحق و اللہ والہ

قدس سرهما یہ مکتوب دستار بھیجینا شکر یہ بین حضرت فروال اولیائے ردا فرمایا تھا
 شاہ صاحب شیخ دودمان شرف و کرامت و اثرات خاندان مفرح عظام کے مدد
 نواز شرف الطاف و کرم کے محزون اشتقاقی موصوفہ و مکرم ذات اشتقاقی تم بعد اہلے ہدیہ
 سلام مسنون اسلام و اکرام تمام و تقطیع تام و ابلاغ تحفہ آمتاد آرزوے شرف مشافہتہ
 کہ اہم انیت ست مشہود خدمت با برکت و لایح رائے عطوفت پیرائے می سازد
 نامہ تکین طراز و صحیفہ تسلیہ اعجاز مبدول و کمرت شمول بغیروائی و تکلیبائی مہربون
 لطف و کرم نمود۔ بہر چند بموجب نحو گری طبیعت الحال ہر امر کیہ پیش می آید و ہر ساعتہ
 کہ روی نماید غایت کہ بدل میخلد۔ و نشتر است کہ برگ جان میرسد و ہر نفسی کہ از
 دل می آید آہستہ کہ از سینہ تازبان می سوزد۔ لیکن تاوسع بصبر می پردازد۔
 و از سیل اشک بر ناز و غم گام می ریزد و از راہ کرم و الطاف و برنگانگی و اتحاد تبرک و نگاه
 اقدس را انتباہ آنحضرت مطہ منزلت سرفتر اسلات کرام و مفرح اولیائے ذوی الاہتمام
 جناب محذوم الملک شرف العالمین قدس سرہ العزیز و رضی اللہ عنہ و افاض علیہنا
 فیوض روح کہ رحمت شدہ بود بہرہ بخشیمہا فرمود۔ و بر سر چشم داشت۔ جانی کہ
 تالیے از البسہ آنجا موجب اعتراف و غفران ست۔ دستار کہ راس اللباس و
 سر ملہوسات ست لاریب پاز ہزار برکات ست۔ لیکن خاکسار امید داری ما اسم الطاف
 خاصہ از خدمت درویشان آن دار و کہ گاہ گاہے از راہ کرم بر مزار فیض آثار آن چارہ
 بیچارگان و سرمایہ بے مانگان وارث انبیا سر طلقہ اولیا حضرت محمد و موم
 رضی اللہ عنہ بعد استیلام پائین فخر صدق بالین در بارہ استقامت بر این چارہ مؤان
 و سجادہ پاکان و حفظ از مکروہات جہت خاکسار بالتجائے تمام دعا فرمایند کہ انجینین
 و کرم از نوازشات دلی و خصوصیات قلبی ست۔ و دعائے عافیت با حضور دل
 در اجابت اثر تمام دارد و التسلام و الاکرام

مکتوبات

بنا م نامی حضرت سرفتر ارباب فقر و فنا حضرت شاہ عطا معرفت بھی صاحب
 چشمی سجادہ نشین سلون پاتم پرسی وفات سرفتر و درویشان خدا پرست سر طلقہ سرستان

جام الست حضرت شاہ کرم عطا سلونی جیستی قدس سرہ۔ اس مکتوب میں کلمات صہطبار
بے ثبات و بیابانی کیفیت اور اس سے تعرض کس پر اثر جملوں میں تحریر فرمایا ہے۔

شاہ صاحب رونق بزم کرامت شمع انجمن لطف و لطافت مورد فیض قدس فروغ
مجلس انس متخلق باحسناق رحمانی مجمع کمالات انسانی۔ ابقا کلم اللہ تعالیٰ علی سید
الہدایۃ و الارشاد ما بقی العالم علی نبی السداد۔ سلام مسنون اسلام۔ با اکرام تمام و تکریم
کہ ہدیہ ارباب کرم رساند۔ و متناسے و آرزوے کمال گرامی مواسلت و تعظیم کہ تحفہ
اصحاب فضل را زید مقرون قبول باد۔ لیل و نهار خود بدستور مصروف یاد الطاف
فرمایا و کوائف احوال مفصل گزارش نمودن بیرون از وسع خود دست نامحکم
ابنای این نشا اولی بر بہر وان جاوہ سرمدی و مقیمان حرم سراے ابدی نیک
ظاہر و ہویا است کہ ساخت اینجا برای شکست ست۔ و ہستی و فنا این دار دنیا بر
تا جوران ملک بقا و شہر یاران اقلیم وحدت سرا پر آشکارا و پدید کہ کاشتن اینجا
برائے درست و نگاہداشتن گویا این دار صفت نفاست و بنیاد بے ثبات کہ ہمہ
مرئیات او بباد ست۔ ایجاد متضمن اعدام و خلق بنی افسا و انہدام سبحان
الحی القیوم الذی لا یموت و لا یتقی لا اوجہ ربک شے
الحلال و الاکرام و کل شئی ہا لک الا وجہ فتباک من بیدہ
ملکوت کل شئی بلکہ انگشتان این حال و انطباع این نقش بے زوال کہ
کل نفس خائفة الموت بکہ قلوب ہمہ ہمانا متحقق و متیقن ست ہر ذی روح
دست حسرت بر سر و انگشت حسرت بد بان ست ناچار ہر جاندار و صاحب حیات یا
بملاحظہ حکمت و صنعت ایجاد کہ موجب و مودی با فساد ست بنظر منظور و رضائے صانع
پر و حسرتی متحتم شد۔ و بدرک این معنی کہ ہر کسے آمادہ وجود برائے ہمین روز عدم
شدہ بود و این روز عدم را پیشین نما و زمان وجود اندیشیدہ بشکیبائی ساختن
لازم گردید۔ و مالک و کارندہ چون دست و دواز آستین بے نیازی بر استجار
برار و بیچارہ در تحت را با ہر از زبان برگ جز خموشی چہ پار او با چندین دستہای
شاخ در مرغ چہ خستیار و چہ چارہ۔ اگر نالہ پیشس کہ نالہ۔ و فریاد پیشس کہ بر آرد۔
از استماع بر پاشدن ہنگامہ حشر از ارتحال جناب خفران مآب حضرت بابرت

شمع و دودمان مسجد و کرامت و رونق خاندان عز و ولایت سرد و فتور و نیشان خدا پرست
 سر حلقہ تبرستان جام البنت مبرج علو و اعتلا حضرت شاہ کرم عطار فی اللہ و حیدر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ از دار فنا بدار بقا واقع شد۔ و انتقال مکانے کہ ازین سرخانی
 بملک جاودانی شد آسمان اندوہ و الم و غم و کوه غم و ہم پر دل شکست و افتاد این جزن
 نہ بحدیست کہ توان نگاشت۔ و از انزو و فرمودن آنحضرت از اہل دنیا و پابندان
 علائق این فانی سردار و روضہ رضوان و سردار پرده جان انچہ بر فیضیا بان قدرت
 و طالبان صحبت رسیدہ کی ہتھیر تو ان آورد افسوس صد افسوس اناللہ وانا الیہ
 راجعون نہ ول را چارہ صبر نہ جائز ابارے شکیبائی و اسفا و اسفا چون آہ و نالہ را
 بجائے نمی برد فرماید گرہ بگلوشت لاجرم تسلیل پے پرہ شد و آن محسن کمالات
 کہ صطبار ادنی کمالات ایشان است۔ و رضار با تقضاعین شان یقین کہ تسکین الم
 خود پر دست بر سر پستی خوردان و باقیمانندگان و منتسبان و متوسلان تشفی بنیان
 سہمی فرمودہ و غمزہ آہیا نمودہ صبر و شکیبائی بخشیدہ باشند اللہ تعالیٰ آن معدن
 اشفاق را بسند ہدایت سر پرست متوسلان و ارادہ مستفیض عالم گرواناد و فر فرغ و
 رہنمائی روز افزون کناد۔

مکتبہ تبرکات

بنام نامی قدوہ آرباب صدق و صفا حضرت شاہ خدیج بخش قدس سرہ ساکن مجتھنا
 جانشین مبرج خاص عام حضرت شاہ غلام امام کی از خلفائے سیدی و مولائی
 مولانا سید محمد و ارشاد رسول نما بارسی کہ فی اللہ تعالیٰ عنہما اس مکتوب میں بجز مضمون
 اظہار مودت و خلوص کے کوئی دوسرے مضامین نہیں ہیں۔

شاہ صاحب معدن کمالات انسانیدہ مخزن اخلاق رحمانیہ۔ انبساط بخش بزم طریقت
 بزم آراے بساط حقیقت۔ سراپا نوازش و کرم۔ منظر الطابت اتم۔ زاد لطف کم و ازاد کم
 سلام مسنون اسلام با تکریم و اکرام و آرزوے و تمناے تمام مواصلت گرامی و شافقیہ سامی
 کہ زیادہ از زیادہ و بیش از بیش است پذیرای خدمت آن بزم آراے حقیقت باور
 پیش ازین بیشتر نوازشنا سجات تلافی آیات جانشینا صاحب حضرت شاہ

غلام امام رضی اللہ عنہ یوں دولت و لطف آموخہ ہوں تمہارے یاد فرمائی میفرمود و باطلاع
 خیرات و دیگر کوائف آنجا تسکین و طمانیت خاطر می افزود و الحال کہ از مدتے و راز دواز
 عرصہ بعد کسے نامہ نامی و صحیفہ نگرامی تسکین افزایے خاطر منتظران شدہ است پیشتر
 موجب تر و تعلق خاطر فاتر و سبب انتشار دل تباہ منزل سے باشد اکثر بخیال آمد کہ
 بار سال نیاز نامہ رابطہ سابقہ رتازہ نماید مگر سبب عدم میسر قاصدا زین ہم محبوب و
 مقصر ماند و زین و لاکہ شاہ صاحب شاہ رضا شاہ صاحب تشریف فرمایے
 خانقاہ بودند عند التذکرہ معلوم شد کہ ساکن ہماند یا زہمت آثار اندر و اکثر تذکرہ اخیر
 آنجا بدریان آمدہ و دریافت صحت و خیریت آنجا موجب تسکین دل و داد منزل و سبب اولیٰ علی
 ایزدی گشت۔ احمد سد و المنہ و از آنجا کہ از مدتے تلاش قاصدمی بود رسیدن شاہ صاحب
 و راجح و باز از آنجا عزم وطن شریف شان غنیمت شمرده با مقام این اخلاص نامہ پر وختہ
 چشم از اخلاق و کرم قدیمی آنست کہ از جواب باصواب و خصاص نامہ ہذا و ارقام خیریت
 مزاج شریف و صحت و اعتدال عنصر لطیف و اطلاع دیگر کوائف آنجا طمانیت و تسکین بخشی
 فرمائید و رابطہ سابقہ مستحکم نمایند والسلام۔

مکتوب تلخ

بنام نامی حضرت صوفی شاہ محفوظ اللہ قدس سرہ در بلدہ جاہگام شہیل برانگسار
 و اطہار ناقابلیت خود در بارہ تعلیم و تعلم علوم ظاہری و تربیت باطنی کہ مدوح شخصے برابر
 تحصیل علوم ظاہری و تعلیم باطنی بتجدد و اصلاح و ایما فرستادہ بودند
 شاہ صاحب مجمع فطنانک انسانانی۔ واقف معارف ربانی مخزن محامد و اخلاق معدن لطف
 اشفاق حاوی علوم ظاہریہ و باطنیہ زاد الطاف ہم خاکسار ابو الحسن بعد اسلام و آرزوی
 تمام گرامی موصلت و اکرام و تعظیم تام و متناسے کمال سامی مشافقتہ کہ زیادہ از زیادہ و بیش
 از بیش است مشہور در اسے شفقت پیرے میا زور از استماع محامد و مکارم آن
 خجستہ صفات چند انکم شتیاق دارد بیرون از انست کہ بہ تحریر آرد و شکر اللہ تعالیٰ
 کہ انجمنین بار در این زمان موجب بقایے اسلام و اجراءے طرق اسلاف اند و بکرت بخش
 انبایے روزگار اند۔ اللہ تعالیٰ تادیر سلامت با کرامت دارا در دو قطع نامہ نامی

یکی کسره سابق بسبیل ذاک بتاریخ بست و ششم شوال ۱۳۰۰ هجری و دیگری محرره
 دهم ماه مبارک رمضان سنه صدر مع سعادتمند اقبال نشان میان احمد اللہ
 صاحب مملکت عالی پور و مسعود مہون یاد فرمائیں فرمود۔ ہر چند من تا کارہ و
 در ماندہ را چه صلاح و یا لے تربیت علوم ظاہری کہ بکسے تعلیم نماید و علوم باطنیہ کہ
 بالاتر از ظاہر است خود ہم آن ہم ندارد و چه جای افانہ چہ جائیکہ سعادت
 علیہ الرحمۃ فرماید

سوس تو بیج طبع نہ پزد کہ سہر نہ باز د	ز پے تو ہیسع مرغ نہ پرد کہ پر نہ زید
---------------------------------------	--------------------------------------

این گاہ مردان راہ است از من خاکساری راست آید اما بر طرفین سلوک پیران شکست پائی
 و نشست یکجائی اختیار کردہ انچہ از بزرگان گوش زدہ بموجب رسم ادای نماید و رفع باب
 بید مفتح الابواب۔ معہذا با طاعت او شریف گوش کردہ بدل کوشش مہر کو ز خاطر شد
 لکین چونکہ سعادتمند مہر و ج بس لطف و سفر ناکردہ و رنج مفارقت ناکشیدہ از بنا بر ہت قرار
 مزاج و ثبات برارادہ متوز شد بر خاستگی ہر روز بطرز دیگرے شد لکین انجہ سد کہ بیاد
 حقوق آن بیگانہ حق پرست ہم از خود ہم از تقریبات از بر خاستگی وارادہ ہلے دیگر
 باز ماندند۔ ترجیح ارادہ مکان بر دل مستولی شد و عدم وطن فرمودند و ہر ای شان
 بعضے ذکر حج و بعضے ذکر تحصیل علم بد یا مغرب از فازی پور و دہلی و از بعضے بیان تربیت
 پذیری از کسانیکہ بنا م فضیلت در زمرہ مذہب جدید مشہور اند نمودہ با شخصیکہ
 عازم حج بودند روانہ شدند و میان حاجی و ائمہ از قریب دو سال از بیخار فتنہ
 بعد سیر شہر دیار این صوب چند ماہ در چھپرہ ماندہ پیش از ورود الطاف نامہ یاری
 کانپور شدند رقم شریفی واپس میرود و سولے دو قطعہ مکتوب کرم سلوٹ گیرے
 کہ حوالہ تفصیل بران بود ہنوز نرسیدہ و در امور منشی صاحب مخزن لطف و کرم منشی
 حیدر علی صاحب اوصلہ السد کے متمناہ تا وسیع بدعباقاصر نخوا ہد شد
 آئندہ رجا کہ گاہ گاہے از ارقام الطاف نامہ دعائے خیر در مبلغ نخواستہ فرمود۔
 و بسبب ہمین تذبذب مزاج سعادتمند در اقامت و مراجعت و ارسال و داد نامہ
 توقف رودادہ بود ورنہ باستجال جواب نگاشتنہ می شد۔ و بنا نامی مولوی صاحب
 کرم گستر مولوی عبد الکریم صاحب خطی میرود نزد او نشان فرستادہ شود۔

و خدمت شریف حاجی صاحب کرم گستر و مجمع خوبیا و لطف و سراپا محمود و الصفات حاجی
سید حسن علی صاحب سلام و تمنا سے اشواق مشہود با دور یافت خیریت موجب
گردید از بلکان خاکساز نیز مولوی صاحب جناب لوی احمدی صاحب سسرہ و ہارم مولوی

محرر امام صاحب روح القدس و ہما چند سال است کہ عنایت افروز شدند والسلام
ان بزرگوں کے علاوہ جن جن لوگوں کے نام کے مکاتیب میں انکو بخوف طوالت تم انداز کر کے
صرف بعض علماء کے نام کے مکاتیب صرف مولوی شجاع الدین حیدر آبادی علیہ الرحمۃ کا
نام سے جو مکتوب گیا تھا اس جگہ درج کر کے انشاء پر دازی کے مضمرین کو تمام کتابتین - ناظرین
غور فرمائیں کہ فر و الاولیا نے ان لوگوں سے باوجود اس کے کہ آپ کے معاصر تھے کن بڑی اذیت
لفظوں میں مخاطبت کی ہے۔

مکتوبہ جناب

بنام نامی جامع العلوم حاوی الفروع والاصول المشتملہ فی الشرق والصدیق مولوی شجاع الدین
حیدر آبادی۔ یہ مکتوب طلب میں مولوی آل محمد بن مولوی معنوی شاہ محمد امام قدس سرہما
کے گیا تھا ہر وقت کہ عمر تھے جب یہاں سے چلے گئے تھے چند مدت کے بعد واپس کر پھر فرار ہو گئے تو حیدر آباد
پہنچ کر مولوی صاحب کو ر کے مدرسہ میں کتب حدیث و دیگر کتب درسیہ پڑھتے فر و الاولیا
کو خبر ملی تو ہندوی روپیہ بھیج کر وہاں سے انکو طلب کیا مولوی صاحب مدوح نے بہت فمائش
و تاکید کر و انکو وہاں سے روانہ کیا بعد بھیجے مدوح کے فر و الاولیا نے یہ مکتوب شکر یہ میں
مولوی صاحب مدوح کی خدمت میں بھیجا۔

افضل الفواضل جامع الفضائل مہر المعقول حاوی الفروع والاصول مستقیم علی شریعت
صاحب الحقیقہ زاد محمد ہم و علوم وازاد عند اللہ تعالیٰ ورسولہ الکریم قرہم و دونہم و مع اللہ
المسلمین بقیانہم و من علیہم باعطا و متمنا ہم کما من علی بانصار عینی بلقاء و ثمرۃ نوادی آل محمد
سلام اللہ تعالیٰ اکھبر اللہ علی حسنہ و الشکر بوسیلۃ اجابۃ الدعوات سیدنا محمد
اکنات و علی آکرم صابہ و ازواجہ و عمرتہ و عشرتہ و اجابۃ افضل الصلوٰۃ و اکمل التسلیمات
تسلیم و تکریم و سلام باکرام و تمنا و آرزوی تمام گرامی موصلت و شرف مشافقتہ کہ فوق
از ضبط ارتقام و برتر از یدری و اقلام است مشہود خدمت با مکرمت صاحب خیرت

سکاکتہ و جماع برکات متوافرہ باد خاکسار بروز شامی عمر بعبادت مسمودہ طوعاً و کرہاً
 وقات بصرمی برد و بہر حال و ہر شان موجب شکرست و روزانہ بیاد الطاف گرامی مصروف
 بودہ است دعا بقیہ و وجود پیر خود و نیاضی سامی بسوی سما فروار المہم آمین ثم آمین
 محامد و مکارم ذاتی و صفاتی و خلقی گرامی کہ مخصوص خاصگان الہی است و بذل انواع
 الطاف و اشفاق نامتناہی سامی بحال خاکسار مجبور بر قدر کہ از زبان نور چشم مشارالہ
 و بیان ثمرہ نواذ موعی الہی بسبع رسیدہ و ممنون منتہاے گردانیدہ صحت و پایانے نذارد
 کہ این چشم التفات، بچو تقیہ اخیر و نجیہ ابرار مقبول بارگاہ حق جل جلالہ و مشمول غنایت
 رسوال کسب شفیق بحق صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ کرام من گندگیا بکار را بدعا رساندہ

احساناً لکم لعلکم تتقون و لست محمداً
 لعلکم تتقون صلوات

تاریخ ششم ماہ جمادی الاخری ۱۱۵۰ ہجری نبوی قدسی نور چشم آل محمد صلی اللہ
 تعالیٰ و رفاہ بخیریت تمام و باصلاح و سعادت کہ متمنا بود در پنج صبیہ رسیدہ باصرہ
 افزون چشمان منتظران و سرور افزای دل مترددان شدہ مصروف حمد و سپاس
 اوتعالی شدہ و عم احسانہ نمودہ ع پیشک گویمیت سلسلے کار ساز بندہ نواذ
 اجر جزیل یاد فرمائی مجبوران بانواع عاطفت و بردارسانی نامرادان دور افتادگان
 از فرط شفقت مضاعفہ بیاد الیوم التواد - ہزاران نزار شکر حضرت خالق عرفیہ
 کہ درین زمانہ همچون من ناکارہ ہم آہنچنین سعادت و صلحی ہستند کہ برکت انفس شان
 سلسلہ امید عفران عاصیان ہنوز مستحکم و درازست اوتعالی دیرگاہ باافاضت
 سلامت وارد - و بر ایاز وجود پر جو دشمنی و برکت سامی منتفع سازاد -
 امید وارم کہ گاہ گاہے بارقام رفت کم گرام از یاد فرمائیہ ممنون الطاف فرمودہ باشند
 وانچہ از استماع خبر حادثہ ارتحال شایع امید مولوی عبداللہ رحمہ اللہ در ملہ
 بغفرانہ و اگر مہترقی در جاتہ شکرگی دل فرنگی خاطر نمودہ چہ نگارد و یاد کشن زخم نشتر
 غم تازہ میکند عفر اللہ و اعطاکم اجر الصابین زیادہ ازین تاب نگارش نیافتہ امید
 باقی ماندگان را ہمیشہ از سایہ عاطفت گرامی مستقل مع انجیر وارد و السلام خیر ختم الکلام

اسکے علاوہ چند مکاتیب جو بنام نامی مفتی شرف الدین رامپوری و مولوی حمید علی لکھنوی
 کے بھیجے گئے تھے وہ بخوف طوالت چھوڑ دیے جاتے ہیں۔

ہمعصر علماء و اولیاء کی علمی مناقب

فرد الاولیا کا عزیز وقت جب طرح درس میں تدریس تالیف و تصنیف ریاضات مجاہدات نفس نظم خانقاہ وغیرہ میں مشغول ہوا کرتا تھا اسے طرح علماء عصر سے اکثر بحث و مناظرہ میں بھی بسر ہوتا تھا۔

پھلوار کی حکایت جلیل القدر عالم علامہ اجل بلا شاہ محمد ظہور الحق مجیبی قدس سرہ سے جو فرد الاولیاء کے شخص قرار پائے تھے (از رفع السبابہ فی الصلوٰۃ عند الشہادۃ میں ایک

غیبتیں زمانہ تک تحریری سلسلہ جاری رہا تھا علامہ قدس سرہ کا مسلک اس بارہ میں علماء سرہند یہ کا تھا اور فرد الاولیاء محدثین کے مسلک پر تھو۔ چونکہ یہ مسئلہ خود فقہان

حنفی کے نزدیک مختلف اور بعض متاخرین کے نزدیک ثابت ہے اور کتب حدیث و فتاویٰ کے ثبوت میں روایات صحیحہ اور بیانات قویہ سے مملو ہیں اس لیے فرد الاولیاء اس نعل سنت

مؤکدہ کو قریب جانتے تھے۔ علامہ قدس سرہ کے سوا قصبہ کو دیگر علماء سے بھی اکثر علمی مذاکرہ بحث و مباحثے ہوا کرتے تھے پھلوار کی رسم عزاداری عشرہ محرم میں نہایت اہتمام کے

ساتھ کی جاتی تھی اور تعزیر نہایت تکلف کا بنایا جاتا تھا جس کے مہتمم قصبہ کے اکثر رؤسا اور بعض ذی علم بھی ہوتے تھے۔ بیچاے جہلا تو اس رسم کو مسلمانوں کا ایک کن جانتے ہیں۔ انکو تو نہ پوچھیے

بعض اہل علم کا انہماک بھی اس رسم کے برتنے میں نہایت افسوسناک دیکھا جاتا تھا۔ فرد الاولیاء اکثر ان علماء کو اس غیر مشروع رسم کے کرنے سے روکتے تھے ہی سبب تھا کہ اس رسم

پابند بعض اہل علم سے گفتگو ہو جایا کرتی تھی فرد الاولیاء اس غیر مشروع رسم کو کبھی جان نہین دیکھتے اور علامہ اسکے عدم جواز کا فتوے دیا کرتے تھے۔ چنانچہ خطبہ ماہ محرم میں آپ لکھتے ہیں کہ

ماہ محرم بڑی حنات و برکات کا مہینہ ہے مسلمانوں سے جب قدر رکمن ہو خیرات و عبادات کریں اور ہر صغائر و کبائر سے علی العموم پرہیز کریں اور لو عبا و ہر بڑی باتوں سے بچتے رہیں۔ مہینہ اگلون کے لیے عید کا تھا وہ لوگ اس مہرک مہینہ میں کثرت سے عبادات کرتے تھے۔ مگر تازہ میں امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ایک عظیم الشان مصیبت کا دن ہو گیا اس لیے بدرجہ اولیٰ عبادات و طاعات و استغفار میں بسر کرنا چاہیے اور بدعتیوں اور نفس پرستوں کی طرح غم حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نوحہ و مین و دیگر غیر مشروع امر کی طرف مائل نہونا چاہیے۔ کیونکہ شریعت نے اسکی اجازت نہیں دی ہے لہذا مقالہ آخر عبارتہ

ولا تميلوا الى السدبة والنياحة كما يفعل اهل البدعة والاهواء
فانه لا رخصة فيها۔

بلکہ اسکے عوض کثرت خیرات و صدقات و اطعام طعام ایسا لکھا ہے ثواب فتح قرآن و فتح درود و نوازل
کی تاکید فرماتے تھے۔ جیسا اسی خطبہ میں جس جگہ عشرہ کے فضائل لکھے ہیں لکھتی ہیں۔

ایہا الاخوان انہ قد اظلالہ علیکم شہد اللہ الطھر الحرام فاجتنبوا
من الذنوب والا نمام وعلیکم بالصلوۃ والصیام۔

ہاں مصاب شدت کے پہلو پر رونا انکو مصیبتوں کو صحیح واقعات کو گرن میں بیان کرنا ضرور جائز
رکھتے تھے۔ کیونکہ بعض صحیح خبریں ثابت ہو کہ قیامت کے روز سیدنا امام حسین و علی حدیث علیہ الصلوۃ و
السلام خدا کے حضور میں حاضر ہو کر فرمائیں گے کہ اے رب میری مصیبت پر رونے والوں کے حق میں میری
شفاعت قبول فرما چنانچہ اسکو فرمادیا کہ اپنے اسی خطبہ میں چند عبارت فضائل صوم و صیام لکھتی
کے بعد لکھا ہو۔

واعلم ان فی ذلك الیوم قتل سبط الرسول وقرۃ عینہ البتول
السید الشہید الامام الہمام ابو عبد اللہ الحسین علیہ السلام
مہموما مغموما جائعا عطشانا مہروما علی شط الفرات مع اثنتین
وسبعین رفقاء من الاخوان والا قارب والا حباب والوندان
ذوی الجحد والکرامات۔

ایا عینہ فیضہ کالسحاب	دموعا مثل قطر العمام
علی شہداء طفان فیہم	حسینا عقلا جیاد الکرام

نکما شربتم الماء البارد وبللتم الشفتین اسکيو الدموع عن
العیون فانہ جاع فی بعض الاخبار ان الامام الحسین علیہ السلام
بیخی فی عوصات القیمۃ ویقول بہب شفعہ فیہن بکی علی مصیبتی۔

اور چونکہ شاعری کا مذاق ایک طبیعت میں بہت غالب تھا اسلئے دلی جذبے اور غم حسین کا اظہار اکثر
مراثی و سلام کے ذریعہ سے کر کے رو لیا کرتے تھے کیونکہ بعض صحابہ و صحابیہ کامرثیہ کہنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ثابت ہے۔ اور محدثین کے دستور کے مطابق عاشورہ کے روز
کر بلا کو مختصر واقعات کا سن لینا آپ کے خاندانی معمولات سے تھا اسکے پابند تھے۔ آپ کی خانقاہ میں

تاج العارفین کے زمانہ سی اسقدر مستور چلا آتا ہے کہ عاشورہ کے روز شہادت کے وقت قل خوانی ہوتی ہے اور اسے شہدائے کربلا فاتحہ اور دعائے ایصال کو وقت پڑھو جاتی ہیں فردا اولیا منجھادیکر خاندانی معمولات کو اسکا بھی حسن عقیدت ہو کرتے تھے۔ یہاں عوام کا قول ہے کہ **فردا اولیا تقریب داری** و تعظیم جو بڑے کو جابر رکھتے تھے میری تحقیقات و معلومات کو مطابق اسکی نسبت **فردا اولیا کی طرف محض ہمتان** ہے۔ اہل حق کا ہرگز یہ مسکت نہیں کہ قول کچھ اور عمل کچھ ہو۔ یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں وہی کرتے ہیں۔ اگر درحقیقت آپ اس کو جابر رکھتے تو اپنے خطبہ میں **ولا تقبلوا الا للذات والنیاحۃ کما یفعل اہل البعدۃ ولا ہوا فان لا حصۃ فیہا** تحریر فرماتے بلکہ بجائے اسکی تعزیہ داری و تعظیم جو بڑے کی ہدایت فرماتے اور مولوی اسمعیل شہید علیہ الرحمۃ سے مناظرہ کے وقت تعزیہ کو جواز کی نسبت انکار نہ فرماتے۔ اسکے علاوہ پھلوار سی کے اگلے بزرگان کا یہ معمول تھا کہ ہرام میں دینی ہو یا دنیاوی اپنی شیخ و مرشد کی پیروی کرتے تھے اور سوت بھی جو لوگ اگلے بزرگان کی روش پر ہیں اب تک ہاں کی باہند ہیں مولوی ابوالحیو پھلوار سی نے اپنی کتاب تذکرۃ الکرام میں ایک جگہ اپنے والد حضرت شیخ العالمین قدس سرہ کے احوال میں لکھا ہے۔

ایک شخص نے آپ تعزیہ داری کے نسبت بار دیگر بنانے کی اجازت چاہی آپ اسکو منع کیا اور فرمایا کہ اسکے بدلے محتاجوں کو کھانا کھلاؤ کہ اچھی نیکی اس مہینہ میں ہی ہے۔ نوزائ پڑھو درود بکثرت درو میں رکھو قحطی نیکیوں کا تحفہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کی روح پاک پر ہدیہ کرو اور جو اعم و عزامین غیر مشروع ہے نہ کرو کیونکہ شریعت اسکی اجازت نہیں دی ہے۔ اس مہینہ میں بدعات خاصہ پر ہنر ضرور ہے۔ تعزیہ داری کو یا رخص کا پہلا قدم ہے کوئی منبر رکھتا ہے کوئی سیاہ کپڑا پہنتا ہے مکان سیاہ رنگتا ہے کوئی اسپ نام **علیہ السلام** بناتا ہے کوئی نوحہ۔ ہیں۔ اور سینہ کوئی کرتا ہے عرض مختلف غیر مشروع و ناپسندیدہ عنوان سے عم حسین علیہ السلام کا اظہار کرتا ہے یہ کمال فعال بدعت قبیلہ ہیں ہرگز اسکو درج نہ کیا جائے ہر حال ان غیر مشروع افعال سے پرہیز کرو۔ اسکے بعد لکھتے ہیں کہ **شیخ العالمین** تاعمر تعزیہ خانہ میں گویا۔ شب عاشورہ میں خود بھی تمام شب عبادت و طاعات کرتے اور محتاجوں کو بھی عبادت کی تاکید فرماتے دولت مندوں سے عبادت و اطعام طعام و کثرت خیرات کی ہدایت فرماتے مگر تعظیم جو بڑے کی اجازت نہی ہے۔

شعب کو کس قدر ضرورت تھی کہ مزید تصدیق کے خیال سے اس جگہ تذکرہ الکرام کی عبارت نقل کرتا
مگر بخوفِ قلم انداز کر کے صرف مضمون ہی پر اکتفا کرتا ہے جس کا دل چاہے تذکرہ الکرام مطبوعہ
انوار مجھری لکھنؤ صفحہ ۳۳۵ اٹھا کر دیکھے۔

آقابل غور یہ بات ہے کہ شیخ العالمین کا یہ قابل تصدیق قول یقین ہے کہ مولوی ابوالخیرؒ قدس سرہ
ہی تک محدود نہ رہا ہوگا بلکہ فرو والا ولیمائے گوش مبارک تک ضرور پہنچا ہوگا۔ کیا کوئی انصاف
پسند طبیعت اسکو قبول کر سکتی ہے کہ فرو والا ولیمائے کام جسکے کرنے کے شیخ العالمین مانع
ہوں وہ کہیں اور اسکے خلاف میں جواز کا فتوے دین نہ کہ نہیں فرو والا ولیمائے اپنے عقیدہ میں
نہایت پختہ تھے اور کم علم صوفیوں کی طرح نہ تھے۔

حضرت سیدنا امیر المؤمنین علیؑ کرم اللہ وجہہ الشریفؑ جو ملی محبت اور قلبی شفقت رکھتے تھے لیکن یہ
اس طرح پر جیسا تفضیل رکھتے ہیں آپس بارہ میں بھی بہت مشتد تھے اور صحابہ کی نسبت آپکا عقیدہ پورا
اہل سنت والجماعہ کا ساتھ رکھنے والی میں اس خیال کے بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے عقیدہ اور
خیال کو لال اور مستند کر نیکی عرض سے چھوٹ اور بے بنیاد روایتوں کی سند فرو والا ولیمائے
تک پہنچا دیتے ہیں۔ میں انکو قول دروایت کی تردید نہیں کرتا۔ لیکن تعجب یہ ہے کہ فرو والا ولیمائے
تحریر میں انواہ و بیان کے خلاف کیوں ہیں۔ کیا عقل سلیم اس بات کو تسلیم کر سکتی ہے کہ جس کے
خیالات جسکا عقیدہ ایسا ہو وہ خطبوں میں علانیہ علیؑ رسولؐ و اشہاد افضل الکمالات بالتحقیق
امیر المؤمنین سیدنا علیؑ کے خلاف لڑنے کی تڑپ سے کبھی اپنے بعض تحریروں
میں خلافت کی نسبت یہ لکھے۔

بظاہر ہے کہ اگر خلافت باطنیہ منحصر باولاد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باشد و
کسانی کہ صلاً یا فرعاً علاقہ خیریت داشته باشند مخصوص باہم امر طویل باشد نہیں منجر
بانظار گو نہ تردید در خلافت امیر علیؑ السلام می شود چرا کہ اخوت امر دیگر و اہلیت و فرعیات
و انساب لا درت امر دیگر۔ و اگر از مصاہرت خیریت ولادت ثابت باشد پس ذی النورین رضی
اللہ عنہما حق زیادہ تر باہم خیریت باشند۔

تحقیقاً ان عترتہ کی تقریب میں فرو والا ولیمائے نے جو خط حضرت خاتم الطہینؑ مولوی شاہ عبدالعزیز
محدث دہلوی کے جناب میں بھیجا تھا اسکے مسودہ میں تحفہ کی نسبت

سب جان اللہ نے نسخہ جامع جمع رموزات و اشارات و حاوی ہمہ لطائف و نکات قاطع

شہادت و دفاع او ہام باطلہ، رفضہ و شیعہ و تفضیلیہ و مثبت مذہب حقہ شیعری از مخالفان کفرہ
 بہدایت این کتاب رو بہ آوردند۔ و نظر از کتاب مذہب خود باز داشتند کہ جاء الحق و زهق
 الباطل ان الباطل کان نه و قافی الی واقع بیچ شبہہ و در خاطر مخالفی و بیچ جوابے در دل
 سلیم احمدی از اہل ملت حقہ نگریستہ کہ در ان کتاب موجود نیست و این صحیفہ مہترکہ حاوی آن است
 علی سنیہ کتاب اللہ کہ لا یرطب و لا یابس الا فی کتاب مبین سبحان اللہ صرحتہ خوش
 تقریرے و بیچ خوب تحریری عظیم المثل و معدوم النظیر۔ تحفہ ایست نا در برائے کافہ اہل سلام و
 بہدایت عجیب لطیف ہمت علما سے اعلام۔ و فی نفس الامر دیگرے مثل این کتاب کج شہ
 عدیدہ باشد۔ و نہ گوش شنیدہ۔ تصنیف و تالیف را کہ گوید زبان این ثنا خوان از حدش
 عاجز و قاصر و مدد کہ از فهم دور کہ سن نظم و خوبی بیانش کوتاہ۔ حقا کہ در فریدیت و گوہر کتابا
 و لعل بے بہا۔ در معرض مقابلہ نقطہ از نقطہ ہا سے عرض کمتر از زرہ برہوا۔

اس قدر شان جارا القاظ لکھکر دو دفع او ہام باطلہ، رفضہ و شیعہ و تفضیلیہ سے اپنے عقیدہ کا
 اظہار کر دین تو بھی لوگوں میں تفضیلیہ ہی کے خطاب سے یاد کیے جائیں تعجب بالائے تعجب ہے۔
 عرض سیرح اہل تصبیہ و وقتاً فوقتاً اس قسم کو مختلف فیہ مسائل میں گفتگو ہوتی رہتی تھی۔
 اسکے علاوہ ایک عظیم الشان مناظرہ ۱۳۳۲ھ ہجری میں مولوی اسمعیل شہید علیہ الرحمۃ سے سنت
 خروی کے متعلق آٹھ ہزار آدمیوں کے مجمع میں ہوا۔ شہید صاحب سنت خروی کو شرک
 فرماتے تھے اور شرک اس سے فعل کا شرک ہونا ثابت کرنا چاہتے تھے جس میں کامیاب ہونے کے بعد
 اصل بحث ہو گریز کر کے۔ توسل۔ زیارت قبور۔ لائندہ والرجال۔ کا مسئلہ درمیان لا کر مناظرہ کا رخ
 بدلنا چاہا مگر فروالا ولیا نے محقق طور پر تینوں سوالات کا جواب دیکر پھر شہید صاحب کو اصل
 بحث کی طرف متوجہ کیا اور کئی گھنٹہ تک اس مسئلہ میں گفتگو ہوتی رہی۔ میں اپنی طبیعت و قیاس
 سے یہ تو کہہ نہیں سکتا کہ میدان کسکے ہاتھ رہا مگر سالہ مناظرہ کے دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہو کہ غالباً کیا یقیناً
 شہید صاحب بنا دعویٰ ثابت نہ کر سکے اور یہ کہ لکھکر " احمد مدین نے اس خانقاہ کو ہر طور
 بدعات سے پاک پایا۔ میرے مقصد و کسکی امتحان لینا نہ تھا محض ہاتھ کو آگیا فرما لکھکر مجلس مناظرہ پر خاست ہوئی۔
 فروالا ولیا شہید صاحب کو انکو دیکر پھر ہی علما کے ساتھ اپنے قیام گاہ لینے مکان سے درہ میں لے آئے
 اور دیر تک علمی صحبت گرم رہی اور خاص طور پر دعوت و مدارات کا اہتمام لکھکر خانہ سے علیحدہ کیا گیا
 اور قصبہ ممتاز علما انکی مدارات میں شریک کیے گئے۔ شام کو شہید صاحب اپنے دیکر ہمراہی علما

مثل مولوی عبدالحق وغیرہ کو اپنے فرودگاہ پر دانا پورا واپس تشریف لے گئے۔ اور اپنے ان ساتھیوں سے جو سید احمد صاحب یلوی کی وجہ سے مناظرہ کے دن نہ آسکے تھے یہ کہا کہ اسپین کوئی شک نہیں کہ وہ لوگ خلیق اور اہل علم سے ہیں اور عقیدہ کے اچھے ہیں۔ میں نے سمجھا تھا کہ عام طرح کے مشائخ ہونگے مگر نہیں میں نے ان لوگوں کو اپنے زعم و گمان کے بالکل خلاف پایا اسکو جواب میں مولوی عبدالحق صاحب نے کہا کہ میں نے تو پہلا ہی کہہ دیا تھا کہ یہ لوگ غنیمت ہیں ملاقات کے قابل ہیں بحث و مناظرہ سے بہتر کرنا۔

اسکے ایک وزیر پہلے جناب سید احمد صاحب اور مولوی عبدالحق علیہما الرحمۃ اپنے دیگر رفقاء کے ساتھ خانقاہ پھلوا ری میں تشریف لائے تھے اور جناب سید احمد صاحب علیہ الرحمۃ نے شیخ العالمین مخدوم شاہ محمد نعمت اللہ قادری قدس سرہ سے خانقاہ میں ملاقات کرنے کے بعد درخواست کر کے تخلیہ کی ملاقات خلوت مجیبی میں بھی حاصل کی تھی لیکن یہ نہیں معلوم کہ سید صاحب نے تنہائی کی ملاقات شیخ العالمین سے کس غرض سے کی اور باہم کیا مفید گفتگو ہوئی۔

ان حضرات کی دعوت و مدارات کا اہتمام فرودالاولیا کے ذمہ کیا گیا تھا سید صاحب اور مولوی عبدالحق علیہما الرحمۃ اپنی سادگی و بے تکلفی کے سبب باور چنانہ میں تشریف لائے۔ دعوت کا بڑا تکلف اہتمام دیکھ کر سید صاحب نے فرمایا کہ فقیر کے واسطے اسقدر تکلف کی ضرورت نہ تھی۔ فرودالاولیا نے فرمایا کہ تکلف تو سبب تکلیف ہے ایسا کوئی کام نہیں کیا گیا ہے فقط آپ کے واسطے شخصی ذمہ کیا گیا ہے جس میں تکلف کی کوئی بات نہیں۔

ان لوگوں کے تشریف لیجانے کے بعد شہس صاحب فرودالاولیا کی معیت میں نہ آئے تھے بیان کا حال سنا تو دوسرے دن شہس صاحب مع چند دیگر علما کے تشریف لائے اور قبل اسکے کہ اہل خانقاہ سے لطف ملاقات اٹھائیں فرودالاولیا مناظرہ برائے گھر ساتھ ہی ساتھ شیخ العالمین و فرودالاولیا کی برکت سے ملاقات سے محفوظ اور انکی عملی قابلیت کا اقرار کرے گئے۔

اس مفید مناظرہ کی تقریر کو فرودالاولیا کے شاگرد مولوی محمد حنفی پھلواوی نے جمع کیا ہے جو موجود ہے۔ اگرچہ مناظرہ بہت لطیف اور تقریر اسکی بہت ہی زبردست ہے لیکن چونکہ جامع اسکو خود فرودالاولیا نہیں ہیں اسلئے اسکی عبارت کا درج کرنا فضول سمجھتا ہوں۔ اور تذکرہ کی

ضمیمہ سے بھی ڈرتا ہوں۔

شیخ جو ادسا باطلمیتی جن مانہ میں طینہ میں قیام پذیر تھا اور مفتی محمدی عظیم آبادی علیہ الرحمۃ سے اکثر ملنے آیا کرتا تھا۔ اتفاق سے دو تین دن تک مفتی صاحب کے مکان میں فرد الاولیا وسید العلماء مولانا اسمحوی قدس سرہا سے بھی ملاقات ہو گئی تھی۔ عن التذکرہ توحید و رسالت و ختم نبوت میں فرد الاولیا و جواد ساما ط سے کچھ گفتگو ہو گئی تھی فرد الاولیا وسید العلماء کی قابلیت و خوش بیانی سے کئی نیا ملاقات کا مشتاق ہو کر پھلپوری پہونچا اور وہ ایک روز قیام کے بعد اہیں گیا۔ اس مانہ میں وہ اپنے جدید مذہب نصرانیت سے تائب ہو کر پھر یہودی ہو گیا تھا اور یہ وہ نصاب میں ایک کتاب مسیٰ ہے۔ برابر میں ساما طیہ تالیف کر کے فرد الاولیا وسید العلماء کو دکھا کر ان بزرگوں سے مہربان کرانی یقین وہ رسالہ کلاکتہ کا چھاپا ہو امیر سے ایک ناک کو گفت خانہ میں موجود ہے۔

جو او نے علماء و ہند کی ایک تاریخ مدون کی ہے حسین فرد الاولیا وسید العلماء کا بھی تذکرہ بہت شان دار و معزز لفظوں میں کیا ہے۔ عرض اس سطر فرد الاولیا کو علمی گفتگو و علما سے بیشتر صحبتوں کا اتفاق ہوا کرتا تھا۔

فرد الاولیا سے افن طب میں بھی کامل دست نگاہ رکھتے تھے

علوم و ہنر سے ذرا غافل نہ رہنے کے پانے کو بعد بلاستیاب کتب طب بخال معظم حکیم علامہ حملائی حکیم آبادی علیہ الرحمۃ سے تمام کر کے بہت دنوں تک حکیم صاحب کے ساتھ طب میں بیٹھ کر اور افن کی تکمیل کرنے کے بعد تا عمر خدمت تعلق میں مصروف رہے۔ عیس برس کامل مریضوں کو دوا دیتے تھے۔ فرد الاولیا نے علاج و معالجہ کا سلسلہ اپنے ساتھ محض حسبہ سدر رکھا تھا۔ کسی سے صلہ کو خواہان نہوتے۔ جو حاجت مند بیمار دعا کی عرض سے شیخ العالمین کی جناب میں آیا کرتا آپ اسے علاج کے لیے فرد الاولیا کی حضور میں بھیج دیا کرتے تھے۔ فرد الاولیا اپنے پاس کی دوا سے اسکا علاج کرتے کبھی دوا نہ رہنے پر کم قیمت چند جزو کا نسخہ لکھا کر دیتے۔ نسخہ نویسی میں ایسے اجزا کا ضرور کحاظر ہوتا تھا جو ہر ہات میں ادنی تلاش سے دستیاب ہوتے۔ فرد الاولیا اپنی خالص نیک نیتی کے سبب دست شفا ایسا رکھتے تھے کہ کبھی اور مایوس علاج مریض بھی آپ کی صاحب تدبیر سے شفا یا ہوجاتی پھلپوری کے مشاہیر طبیبوں حکیم محمد وصی صاحب پون فن میں یکتا اور غیور طبیب تھے اپنی تجویز و

تشخیص کے برابر کسی تشخیص کی حقیقت نہیں سمجھتے تھے لیکن فردا اولیا کی صائب تجویز و درست شفایا ہونے کا انھیں بھی اقرار تھا۔ فردا اولیا کی انتقال ذمہی و صائب تجویز کے بکثرت واقعات و حکایات زبان زدہین میں انکو بخوبی طوالت تذکرہ قلم انداز کرتا ہوں۔ فردا اولیا کی خدمت میں ایک خانہ زاد و اگر تاملی بطور عطا کے تھا و اسازی و تقسیم ووا کی خدمت اسی کے سرپرستی تھی۔ ایک پرفیض و بابرکت صحبت سے اس میں اتنی لیاقت و صلاحیت پیدا کر دی کہ نامی اور فنی لیاقت اطباء کی بلا تکلف غلطیوں کی گرفت کرنے لگا۔

فردا اولیا کے چھوٹے بھائی مولوی منوی شاہ محمد حسین قدس سرہ ایک زحیم و عظیم صاحب مذکور کے مطب میں کسی مریض کا حال کہنی تشریف لے گئے تھے ڈاکٹر مرحوم اس وقت مطب میں موجود تھا حکیم صاحب نے مریض کی موجودہ حالت کو موافق صرفاوی بخار کا نسخہ لکھ کر مولوی صاحب قدس سرہ کو دیا کہ اپنے نسخہ ڈاکٹر مرحوم کو تیار کرنے کے لیے دیا ڈاکٹر نے ان اجزا پر غور کرنے کے بعد کہا کہ حضرت اس نسخہ میں قمر مندی ہی کھانسی کو نقصان پہونچائے گی۔ حکیم صاحب اس لفظ کو سنتے ہی خفا ہو گئے اور ڈاکٹر مرحوم کو بہت کچھ نالامہ الفاظ کہ گئے۔ چھوٹے مولوی صاحب نے فرمایا کہ حکیم صاحب اس قدر ناخوشی کی بات نہیں انصاف نظر ہو آخر میں بھی علاج کرتا ہوں ڈاکٹر کی گرفت غلط نہیں جو مجھے بھی اس کا خیال نہ آیا تھا فردا اولیا کے وفات کے بعد ڈاکٹر مرحوم نے طبابت ہی کو اپنی رزق کا ذریعہ بنایا تھا اور مختلف قسم کی مفرد مرکب و دوائوں کا ایک عطار خانہ کھول کر غربا و نیاز بعض ہی مقدرت لوگوں کا علاج کیا کرتا تھا۔ اسباب علامات مرض کی اسکو استفادہ تھی کہ بڑی بڑی فاضلوں کے مقابلہ میں گفتگو کرتے بند نہیں ہوتا۔ اپنی اختراع و طبیعت سے جو نسخہ تجویز کرتا تھا دوسرے اطباء اس پر قلم نہیں اٹھاتے گویا عجوبہ روزگار تھا اور محض فیض صحبت سے فردا اولیا کے اس درجہ پہونچا تھا۔

آنا تکہ خاک را بنظر کمب کنند
آیا بود کہ گوشه پر چشمه با کند
اگر چه فردا اولیا کے مہربان نسخے اور آپکا مطب بیک موجود ہو اور ”معالجات الاسقام کے نام سے مشہور ہو مگر جن تشخیز پر آپکا عمل درآمد تھا وہ ڈاکٹر مرحوم کے ساتھ گیا۔

فردا اولیا کی شاعری

آپکی مقدس تریز طبیعت میں شاعری کی لطف لڑکپن ہی سے ایک خاص مناسبت دیکھی جاتی تھی اور

اکثر متقدمین کے دواوین بے شعوری کے زمانہ میں ولستگی کے خیال سے دیکھتے رہنا لوگ معائنہ کرتے تھے۔ اس وقت قصبہ کے اکثر ذی علم شاعری کا مذاق دلچسپی کے ساتھ رکھتے تھے اور بیشتر مشاعرہ کی صحبتیں بھی گرم ہوا کرتی تھیں۔ فردا اولیا اگرچہ کسنی کے سبب شعر موزون نہ کر سکتے تھے مگر ان صحبتوں کے اکثر شریک رہا کرتے ساتھ ہی اسکے کہ وہ زمانہ آپکو شعر فہمی کا نہ تھا مگر فطری مناسبت خواہ مخواہ شرکت پر مجبور کرتی تھی۔ کیونکہ یہ مسلم ہو کہ جس ملک میں علوم و فنون یا صنعت و حرفت کے اعتبار سے جس علم یا فن کا چرچا زیادہ ہوتا ہو وہاں کے بچوں تک کو اس سے مناسبت پیدا ہو جاتی ہو اسی کے ساتھ یہ بھی مانی ہونی چاہئے کہ ہر نوع انسان سے اگر کوئی فرد اپنی آئندہ زندگی میں کسی خاص فن میں اپنے دیگر ہمتیوں میں ممتاز ہونے والا ہوتا ہو تو اسکو اس فن کے ساتھ بچپن ہی سے دلچسپی ہونی چاہئے۔

اگرچہ اس زمانہ میں قصبہ کے عام چھوٹے بڑے شاعری کا مذاق رکھتے تھے مگر فردا اولیا کو خصوصیت کے ساتھ شاعری سے دلچسپی تھی کہ ایک زمانہ میں آپکو شاعرانہ دنیا میں دیگر ہمتیوں کے مقابلہ میں خاص امتیاز حاصل ہونے والا تھا۔

جب فردا اولیا کی ابتدائی تعلیم ہو چکی اور فارسی کی درسیہ کتابوں سے فراغت پا چکے تو رفتہ رفتہ شاعری کی لذت دل نے محسوس کرنی شروع کی اور شعر فہمی کی صلاحیت بھی پیدا ہوتی گئی یہاں تک کہ خود بھی ہشتعار موزون کرنے لگے۔ مگر چونکہ وہ زمانہ آپکے علوم متداولہ درسیہ عربی کی تکمیل کا تھا اسلئے شاعری کی طرف کامل توجہ نہ تھی۔

جب تمامی کتب درسیہ کی تکمیل سے فراغت پا چکا تو ہمہ تن شاعری کی طرف مشغول ہو گئے اور علم عربی کے متعدد رسالے قواعد و کور داوازان کے ملاحظہ فرمانا شروع کیا۔ اور خود بھی مشاعروں کے جلسوں میں غزلیں لکھ کر لیجانے لگے اور اس طرح مشق بڑھانا شروع کی سب سے پہلی غزل فردا اولیا نے جو لکھی تھی وہ حضرت خواجہ حافظ شیراز علیہ الرحمۃ کی اس غزل کی طرح ہیں

مطلع

آنا لکہ خاک را بنظر کیبا کند	آیا بود کہ گوشہ شبی بما کند
دوسری غزل زمین خاص میں جس کا مطلع	
یا رسول عربی تم سبہ حاجات روا	استغیث آندہ ام چارہ کارم فرما
ان دونوں غزلوں کو یکے بعد دیگرے فردا اولیا کی پہلی طبیعت کی ایک مضمون کا پتہ لگانے کو	

درج کرتا ہوں

انہا نکاح سے رسول خدا کفند
 جان را بجاک بای سگانت فدا کنند
 ای آنکہ خاکیا بے ترا تو میا کنند
 کاین جرہمانے من چلم از خدا کنند
 ترسم پیش حضرت ایزد و ہا کنند
 باشد کہ لطفہا سے تو کا ہمہ دان کنند
 ای ہیجرہ بردت ہمہ شاہ گرا کنند
 ای آرزوی خاک دیت انہا کنند
 چشمے نازدہ است کہ پیش تو دا کنند
 رونے نازدہ تاکہ ترا التجا کنند
 انانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
 ہر مو شو و زبان و زہر موادا کنند
 آیا بود کہ گوشہ چشمی بیا کنند

روزیکہ عاصیان ام را اندا کنند
 گوید ان شہی تو کہ شاہان برے فخر
 ہان وقت عاجزیت خدا را شفا عتی
 دستم بگیر طاعت و جرم مرا میرس
 رحمی بحال خستہ دلان کن جرہما
 دارم لے گناہ ندا ایم طاعتی
 ما داد خواه آمدہ ایم عذر ما پذیر
 دستم بگیر پیش خدا عذر ما پذیر
 از عاصیان حالت عاصیان شان برس
 لطفے تو کار ہا بکند ورنہ از گناہ
 از بر پاس خاطر اولاد فاطمہ
 رحمی بعاصیان کہ بشکر شفاعت
 آنا کہ حل عقدہ مشکل کنند کاش

باشد کہ از عنایت و الطاف فرور
 از دام شرمساری و تجلت راع کنند

مستغنیف آمدہ ہم چارہ کارم نہرما
 چارہ سازا کہ مہنت بہ مرض دوا
 لے نسیر کرم عقدہ کشاے دلہا
 زیر دستے اطمہستہ ای دست خدا
 اسے رہائی دہ ہر نامہ سیہ و زجزا
 عاجزان را کہ کذا غم ایام رہا
 نظر لطف بحالم بکن اسے عقدہ کشا

یا رسول عربی قبلہ حاجات روا
 در دستم جگر ریش مرا مرہم نہ
 دل پرازا آبلہ دارم ز هجوم صد سوخ
 ہست تعبیر بدایت از دست کرم
 چند باشیم بدست غم ایام سیر
 بندہ عاجز و دور گمہ تو بندہ نواز
 ہرز ہرا و علی و حسن و بر حسین

جز درت نیست مرا جا سے پناہ دیگر
 کیست تا حال ہر سوز من فرو گدا

ان دونوں غزلوں کی بندش مضامین پر نظر ڈالنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ محض ابتدائے مشق کے زمانہ کی نظم کی ہوئی ہیں۔

اگرچہ پوشیدہ طور پر نگاہ گاہ فرد والا اولیا نظم کیا کرتے تھے مگر چونکہ آپکی مقدس طبیعت میں ستر حال کا مادہ زیادہ تھا اسلئے ایک تک آپکی موزونیت کا طبع کسی بظاہر نہ ہوئی یہاں تک کہ آپکی ہم عمر اور ہم نیم احباب بھی اس سے مطلع نہ تھے کہ فرد والا اولیا کو شاعری کا بھی مذاق ہے؛ مگر جب شاعری کی طرف کچھ زیادہ مشغولیت پیدا ہوئی تو آخر احباب پر بھی ظاہر ہوا۔

اسکے ہدایت حال میں جب آپکو ہماری احباب اس سے مطلع نہ تھے تو شیخ العالمین کو بظاہر خبر ہونے کی کیا صورت تھی۔ اتفاق سے مذکورہ بالا غزل پر آپکی کئی دست کی نظر پڑ گئی انھوں نے قوال کو یاد کرادی تھوڑے دن کے بعد ایک عرس کے موقع پر غزل جسکا مطلع ہے

اروز یکہ عاصیان اہم را اندا کند | آہنا نگاہ سوے رسول خدا کند

قوال کا یا شیخ العالمین کا وقت بہت خوش تھا آپکو تو ذرا کیفیت پیدا ہوئی تھی فیضین اپنی استعداد کے مطابق بہرہ یاب ہوئے مجلسین فاست ہونیکو پور شیخ العالمین نے فرد والا اولیا کو بلا کر فرمایا کہ آج جو غزل تو دل نے گائی تھی اسکی نقل مجھے بھی لا دو اور اس سے شاعر کا نام بھی پوچھ لینا فرد والا اولیا نے فرمایا کہ غزل میں ہی نے تھی تھی لیکن معلوم نہیں کہ کس نے یاد کرادی ہے فرد والا اولیا باہر تشریف لا کر ایک پرزہ پر نقل کر کے شیخ العالمین کے حضور میں حاضر لائے آپ نے پوری غزل مجموعہ عزلیات میں نقل کر لی فرد والا اولیا کے غزل کا یہ مقطع ہے

اشعار فردو کردہ نقل بیاض خویش | ای من فدائے خاطر نازک سپند

اسی واقعہ کی خبر ہے۔ انفرض شیخ العالمین کو آپکی طبیعت واری دیکھا بہت مسرت ہوئی اور بہت کچھ دعائیں دین جسکا اثر یہ ہوا کہ آج فرد والا اولیا کو آپکی دعا کی بدولت شاعری دنیا میں حافظ سعدی خسرو جامی کے برابر مقبولیت و امتیاز حاصل ہو۔ اور نہ یہ مقبولیت آپکی شاعری کی عام طور پر لوگوں میں محدود رہی بلکہ آپکے ذوق و شوق کے وقت کی غزلیں بارگاہ رسالت میں مقبولیت کو درجہ پہنچے کہ ممتاز ہوئیں چنانچہ ۱۲۳۹ھ ہجری کے عرس ربیع الاول میں حسین مجلس کے وقت سیدالعلما مولانا احمد علی قدس سرہ نے مراقبہ میں بکثرت مجموعہ روح طیبہ دیکھا اور اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس جگہ جلوہ افروز ہا کہ ایک بزرگ کی زبانی اس غزل کے متعلق جو اسوقت گائی جا رہی تھی یہ کہتے تھے کہ غزل بہت زیادہ مزاج

جو شخص اسکو لکھ کر اپنے بازو پر پانڈھو گا بارگاہ رسالت میں اسکو نیاز مندی حاصل ہوگی جیسا کہ مولوی
معنوی شاہ محمد ابوالحسن قدس سرہ فرد والا ولیا کے احوال میں اس واقعہ کو باین
عبارت لکھتے ہیں۔

بروز دوازدھم ماہ بیچ الاول ۱۲۶۹ھ ہجری در عین مجلس عرس توالی منزل
جناب متطاب می سراید سید العلیا ہجوم ارواح طیبہ نیند و مجلس شریف
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بزرگی فرمود کہ این غزل بس نیاز مندانہ است ہر کسے کہ وی را
نوشتمہ برابر و در نیاز مندی حضرت رسالت اورا پیدا شود۔

فرد والا ولیا کو شیخ العالمین کی پسندیدگی مد نظر رکھ کر شاعری کی طرف بہت زیادہ
توجہ ہوئی اور کسی ماہ فروری ۱۹۰۰ء میں شیخ کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ فرد والا ولیا خود فرماتے تھے کہ قبل بھی
اگرچہ میں شاعری کرتا تھا مگر اسقدر شغولیت تھی کہ شاعری نہ تھی جب شیخ العالمین نے
اسی پسندیدگی و خوشنودی کا ظاہر فرمائی تو میں حضرت شیخ کی خوشنودی و ریحہ نجات سمجھ کر
شاعری کی طرف دل سے مشغول ہو گیا۔

فرد از غزل سرائی مانیست ماسلی خیر از شنیدتس کہ بود دعای ما

تحصیل علوم میں داخلہ و درسیہ کو بعد فرد والا ولیا کو جب تکمیل فن حدیث کا خیال پیدا ہوا تھا ہی شاعری
بھی سفر کے لیے ہوئی۔ اپنے شیخ العالمین سے عرض کیا کہ میں ان فنون کی تکمیل کی عرض سے
دہلی کا قصد رکھتا ہوں۔ شیخ العالمین نے چونکہ انکی ذات بابرکات پر کمال مور خانقاہ کو متعلق
کر دیا تھا اسلئے ایک خط بھی جبرائیل نے چاہتے تھے کیونکہ جس خوبی اور حسن اسلوبی کے ساتھ
خانقاہ کا نظم فرد والا ولیا کرتے تھے دوسرا اس عمر کی کے ساتھ نہیں کر سکتا تھا۔ دوسری بات
یہ تھی کہ شیخ العالمین کی عمر نسبتاً بڑھ چکی تھی اسلئے نہیں چاہتے تھے کہ آخر عمر میں آپکو
نظر سے جدا کریں۔ اور یہ بھی دل نہیں چاہتا تھا کہ ایسے قابل قدر فن سے جسکے نہیں حاصل کرنے
سے جامعیت میں آگ کو نقص کا خوف ہو اور روکین۔ اپنے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ دولت گھر بیٹھے
میرا جائے تو ناسخ کی مشقت و تکلیف سفر اٹھانی کیا ضرور۔ ہر گون کی ارواح طیبہ سے
استفادہ کا خاص طریقہ ہے۔ جسکے ذریعہ سوائی مناسب صلاحیت والا شخص بہت کچھ کام
کر لے سکتا ہے۔ میر و خیال میں تم حضرت خواجہ حافظ شیراز علیہ الرحمۃ کی روح پاک سے استفادہ
کرو اور بغا ہر حضرت حافظ کا دیوان فرصت کا وقت مقرر کر کے حضرت تاج العارفین

کے ذرا شریف پر ہوا ہمہ مین بھیج کر بغور دیکھا کرو۔ اور حضرت حافظ کے مصرعہ پر اپنی طبیعت سے مصرعہ لگاؤ اور خود ہی اسکے حسن قبیح پر غور کر کے اُس سے بہتر لفظ اُٹھا کر رکھو۔ فارسی کے قواعد سے واقف ہو جاؤ اور مصطلحات شعر پیشتر زیر مطالعہ رکھو کچھ دن یون ہی کوشش کرنے سے خود ہی شعر گوئی کا ناز مل جائیگا فرد والا ولیا نے شیخ العالمین کا ارشاد بطیب خاطر قبول کیا اور ایسا ہی کرتے رہے۔

چنانچہ دیوان کی غزلوں سے چند غزلیں ایسی ہیں جن سے اس عنوان پر مشق کا پتہ چلتا ہے۔ ہر دو دیوان مین حضرت حافظ کی اس غزل پر جبکا مطلع ہے

الایا ایھا الساقا در کاسا و نا ولھا | کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکھا

ہے فرد والا ولیا نے دو غزلیں لکھی ہیں جنکے اکثر شعر حضرت حافظ کے مصرعہ سے لگا کر گو ہیں اس طرح ہر کہ حافظ کا مصرعہ ثانی لیا اور اپنا مصرعہ اول لگا دیا۔ اور حضرت حافظ کا مصرعہ اول لیا اور اپنا مصرعہ ثانی لگا دیا۔ حتیٰ یہ ہو کہ جبکہ فرد والا ولیا نے زور طبیعت دکھایا ہو بہت زیادہ قابل آفرین ہو۔ اس جگہ پر فرد والا ولیا کی وہ غزل جن مین حضرت حافظ کے مصرعہ سے زیادہ درد لیکھی ہو اپنے دعوے کے ثبوت مین مدنیہ ناظرین کو تاہون۔ ناظرین غور فرمائیں کہ فرد والا ولیا کی مقدس طبیعت کمان تک حافظ کے مضمون کے ساتھ اپنا مضمون چسپان کیا ہو اور خیالات کی بلند پروازی دکھائی ہے

فرد

حافظ

الایا ایھا الساقا در کاسا و نا ولھا
کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکھا

فرد والا ولیا نے ان دونوں مصرعون پر مصرعہ لگایا ہے مگر ایسا کچھ چسپان ہوا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مصرعہ اسی مصرعہ کا محتاج تھا

قدوم موسم گل سنون انگیرت در دلھا
الایا ایھا الساقا در کاسا و نا ولھا
بجائے می تو اپنی کرد و حل صد چندت مشکھا
الایا ایھا الساقا در کاسا و نا ولھا

اسی مصرعہ پر دوسرا مصرعہ فرماتے ہیں

ز جام بخودی سرشار ہمت کن مغان مارا
کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکھا

حافظ کو دوسرے مصرعہ پر مصرعہ فرماتے ہیں



عشق کی مشکل دفع ہونے کے لیے کس بیخودی کی طلب ہے۔ سبحان اللہ! شہادتِ اہمیت کیسا معنی خیز جواب ہے اور ترکیب بھی کیا ہی پیاری رہی۔ درحقیقت عشق جیسے اہم اور وشوار اہم کے لیے ہمت ہی جیسے مشکلگشا کی ضرورت ہو ورنہ خلق کو انسان ضعیفاً کمان حضرت انسان اور کمان شش

حافظ

میں نے سجادہ رنگین کن گرت پیر معوان کو یہ کہ سالک بختیروز راہ و رسم منزلہا اس شعر میں حافظ نے نصیحت فرماتے ہیں کہ حکم معان سے شراب میں سجادہ تک نلگنا چاہیے کیونکہ وہ اس کے نیک بھری بختیروز نہیں۔

فردا اولیا

فرماتے ہیں کہ میں نے حافظ کے نصیحت کی تعمیل کی و سجادہ تقویٰ حکم معان سے تم میں ڈال چکا رگو یا میں کامیاب ہو چکا اس لیے اس شعر کے مصرعہ ثانی پر اس طرح مصرعہ لگاتے ہیں

بچم آنگندم از حکم معان سجادہ تقویٰ کہ سالک بختیروز راہ و رسم منزلہا اسکے بعد والے شعر میں حضرت حافظ جس کو فریاد کی شکایت فرماتے ہیں

مرا در منزل جانان چہ میں عیش چون ہر دم جس فریاد بیدار د کہ بر بندگی گھاسا

اس شعر میں جس مضمون کو اعلیٰ لطافت کے ساتھ حضرت حافظ نے نظم فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ عاشق منزل جانان تک اپنی بار بار پہنچنے کی بچپنی بیان کرنا چاہتا ہے مگر معشوق کے جو رجحان اور اسکی بے اعتنائیاں مد نظر رکھ کر حیرت انگیز لہجہ میں جس کی تحریک فریاد پر اس طرح ٹالتا ہے کہ میں تو منزل جانان کے امن و عیش سے واقف ہوں مگر جس نے میری لیے وہاں کون سا عیش دیکھا کہ بار بار محل باندھنے کی فریاد کرتا ہے۔ حق یہ ہے کہ جس لطافت کے ساتھ اس قافیہ میں یہ مضمون نظم ہوا ہے ہر شخص کا کام نہیں کہ نظم کرے اس لیے فردا اولیا نے اس مضمون سے فوجلہ اعلیٰ ہو کر اسی قافیہ میں اسی مضمون کو دو عنوان کے نظم فرمایا جو انصاف یہ ہے کہ اسکی لذت بھی حافظ کے نظم کی چاشنی سے کم نہیں ہے

چہ فسون درمندی ای ساربان خواندی کہ من مستم جس نالان وابستہم و میر قصند مٹلہا

اس شعر میں فردا اولیا نے اس مضمون کو جس طرح نظم فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ عاشق اپنے

معتشوق تک پہنچنے کی تمنا میں زور پھیر ڈھونڈ پڑھتا۔ اور ساربان سے بصد منت منزل یار تک پہنچا دینے کی درخواست کر رہا تھا لیکن اسکا سوت یا انکار اسکو مایوسی کا سواد کھا رہا تھا کہ ساربان نے اپنی مہربانی سے منزل یار تک پہنچا دینے کی امید دلائی۔ اس جانفزا فرد نے بیکارگی سے تک پہنچا اسکی ناامیدی کو امید سے جو بدل دیا تو غایت خوشی میں متعجب ہو کر یہ کہہ اٹھا کہ ابھی ساربان نے مجھے ناامید کر دیا تھا پھر محمدی میں وہ کون سی امید کا افسون پڑھ دیا کہ میں بھی مست ہو گیا اور جس دھمیل میں مسرت و خوشی کی حالت پیدا ہو گئی۔

دوسرے شعر میں اس واقعہ کو اس نے بھی کہیں زیادہ لطیف اور اعلیٰ مضمون کر کے اس طرح نظم فرماتے ہیں۔

جس نالان و ما سقیم و میرقصند محملا	جہ راہ است انیکہ تجو و ساربان اندھنی
------------------------------------	--------------------------------------

یعنی آج وہ وقت پہنچ گیا کہ منزل یار تک پہنچانے کو ساربان نے محل باز ہلکا کر دیا ہے مگر یہ کیسی بچھڑ دل باراہ ہو کہ فقط میں ہی نہیں بلکہ ساربان بھی از خود رفتہ ہو کر چھڑی کے جاتا ہے اور جس جہنی وقت عشوق میں فریاد کرتا جاتا ہو محل بھی قس میں ان دونوں شعریں حضرت حافظ کے مضمون سے جو فرق ہو یہ ہے کہ عاشق اپنی غایت ذوق و عشوق کے سبب محل عشوق کی تمنا میں ایسا کچھ از خود رفتہ ہو کہ اسکو منزل یار کی دشواریاں بالکل راحت معلوم ہوتی ہیں اور کہ یہ طرح منزل یار کی دشواریاں اس کے خیال میں نہیں آتیں بخلاف حضرت حافظ کے مضمون کے کہ ان میں اسکا بھی شائبہ پایا جاتا ہے ورنہ منزل یار کی طلب دونوں ہی کے مضمون سے مترشح ہوتی ہے۔

اس قابل غور یہ بات ہے کہ فر و الا اولیا کی نظم میں جس قدر خیالات کی بلند پروازی پائی گئی ہے اسکی جاشنی حافظ کے نظم کی جاشنی سے کم ہے۔ حافظ

آہمہ کارم ز خود کامی بہد نامی شیدا خرا	انمان کی ماڈان ازنی کو و سازند محملا
--	--------------------------------------

محل کے قافیہ میں جس مضمون کو حضرت حافظ نے اس شعر میں جس خوبی سے نظم فرمایا ہے اسکی لطافت اور عمدگی کا کیا کہنا حق یہ ہے کہ حضرت حافظ ہی کا حصہ تھا مگر فر و الا اولیا نے بھی اس مضمون سے علیحدہ ہو کر جس خوبی سے دو شعر میں اس قافیہ کو دو اعلیٰ مضمون کے ساتھ نظم فرمایا اس کو بھی ابراہیم ذوق سلیم حافظ کی نظم سے کم لڑتے نہ اٹھائیں گے۔ فر و

زوی اشکس رخ درخمن ہستی پروانہ	کہ خواہد زست با این جلوہ است او سمع محملا
-------------------------------	---

ناظرین انصاف فرمائیں کہ اس شعر میں مستشوق کے حسن دل آویزی کی اہمیت کو تین لفظوں میں

بیان فرما کر "مخفلا" کے قافیہ کو کس خوبی سے نظم فرمایا ہو۔
 دوسرے شعر میں عاشق کی بے قراری اور جھپٹنی کو اس حالت میں جب وہ معشوق کے
 وصل کی اُس میں انواع سامان عیش و طرب مہیا کر کے منتظر بیٹھا ہو اور معشوق کے
 طرف سے اور بھی انتظار کرایا جا رہا ہو۔ اس وقت غایت سے بے قراری میں انتظار کھینچنے کے بعد
 جس منت سے وصل کی درخواست کرتا ہے۔ اس مضمون کو ناظرین غور فرمائیں کہ کس عمدگی سے
 اس قافیہ میں نظم فرمایا ہو۔

سترگرم فرغے آیت نبیؐ تو در زخم
 باد و عیب پر و انہماکے شمع محفلا

انصاف یہ ہے کہ یہ قافیہ ان دونوں شعر میں کچھ عجیبیگی سے نظم ہوا ہے۔ اور کیوں نہ
 اس لیے کہ فردا اولیٰ کی مقدس طبیعت میں خدا نے اسکا حاصل نملکہ عطا فرمایا تھا کہ قافیہ
 کے حساباً اعلیٰ مضمون لاکر عمدگی سے نظم فرمادیا کرتے
 غرض ابتدا و مشق کو زمانہ میں اسے طبع حضرت حافظ کے طرح طبیعت آزمائی کیا کرتے اس غزل کے
 علاوہ فردا اولیٰ کے دیوان میں اسی عنوان کی کثرت ہر دلیت و قافیہ میں غزلیں موجود ہیں
 جن سے بخوبی اسی عنوان پر مشق کا پتہ چلتا ہو۔

حافظ کے علاوہ دیگر شعراء سعدی خسرو جامی عرفی عراقی قتیل ہلالی نظامی خاقانی
 انوری قبضی کل شعرا کے طرح پر دیوان میں غزلیں پائی جاتی ہیں۔
 غرض شیخ العالمین کے ارشاد کے مطابق اس کے سفر کا خیال دل سے اٹھا دیا اور ہر روز
 ایک وقت مقررہ پر تاج العارفین کے مزار پر انوار پر شہ پہنچا کرتا اور دیوان حافظ کا
 مطالعہ کرتے کچھ دن اسے طبع کی مدد سے شاعر بن گیا اس کی مشق کے اعلیٰ ترین پہنچ گئی
 اور اس پایہ کی شاعری کرنے لگے جیسا کوئی اہل زبان کرتا ہو۔ فردا اولیٰ کے نسبت ہمارا یہ کہنا
 ہرگز مبالغہ نہ ہوگا کہ ہندوستان خصوصاً پوربے سرزمین میں حافظ کے دل فریب طرز کی
 شاعری میں فردا اولیٰ کی پاک ذات منفرد تھی بلکہ اگر میں "لسان الغیب ہند"
 کہوں تو ہرگز تازہ سبنا ہوگا

شاعری میں فردا اولیٰ کی تلمذ کے نسبت شدید تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ ابتدا و مشق
 کے زمانہ میں آئیے اپنی غزلیں ایک یاد و بار اپنے چچا زاد بھائی مولوی معنوی شاہ مہر پور اکنھ
 قدس سرہ کو دکھائی تھیں اگرچہ مولوی وصی احمد علیہ الرحمۃ کی تحریر سے تو تلمذ کا قطعی انکار ثابت

ہوتا ہے چنانچہ ایک شاعری کے متعلق لکھتے ہیں

باجملہ حال شعر گوئی بالا جمال برین منوال ست کہ در او ان عنفوان شباب کہ ذوق شعر
سخن در خاطر عاطر جا گرفت محض و رشخ العالمین چنانکہ ما ذون بعرض ہر طیب یابیں
بودند عرض فرمودند۔ بر طبق آن ارشاد شد کہ اگر شوق این فن داری مطالعہ دیوان
حضرت حافظ شیرازی مواظبت نمائی بر طبق آن دیوان حافظ لسان النیب قدس
بیشتر مطالعہ فرمودی و مصرعی از عربی و بیٹی بر آورده مصرعہ دیگر بقدر خود ملحق نموشے
و با مصرعہ ثانیہ حضرت حافظ مقابل گردانیدی و ہر دورا با ہم سنجیدی و قبح و نقص مصرعہ
خود انجید و دریافتی با صلاحتش پر داختی و همچنین دیگر اشعار انجید فکر فرمودی خود
حک و اصلاح و تغیر و تبدیل آن نمودی تا آنکہ بحدت طبع سلیم و ہجرت فکر مستقیم
با علیا پایہ فصاحت و بلاغت رسید و بر آرد شعر اے زمان بل رنگ تقدمان گردید
و فی الحقیقہ درین فن لطیف تلہذا کسی نہ پذیر نیست و حق احدے درین باب بر خود نگرفتہ
مض ہمین دعایے حضرت شیخ العالمین رضی اللہ عنہ بنایت بلاغت رسید۔

اور ایسا ہی میں نے اپنے پیرو مشاغل مظالم سے آسنے شیخ حضرت فخر قدس سرہ اور والد حضرت
مولوی معنوی شاہ محمد شرف الدین قدس سرہ کی روایت سے سنا جو کہ یہ بزرگان
بھی مولوی وصی احمد علیہ رحمۃ کی تائید میں بیان فرماتے تھے لیکن فرموا اولیایا نے اپنے
چچا زاد بھائی حضرت شاہ نور الحق المتخلص بہ تیان قدس سرہ کو اسی فقرہ لکھائی ہے حضرت تیان
لوگوں نے بعض تبدلے و نامہ کی ترمیم درست خاص کی لکھی ہوئی دکھائی ہے جس سے مجھے انکار کی
وجہ معلوم نہیں ہوتی ہو سکتا ہے کہ اس واقعہ کی عام شہرت ہا سبیلے وہ حضرات واقف ہو سکے ہوں
با اینہم شاعری کے متعلق عام طور پر تلہذا کے نسبت میر و خیالات علیحدہ ہیں۔ وہ یہ کہ ہر ذی عقل
اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ شاعری یا موزونیت طبع کسبھی طور سے حاصل نہیں ہوتی اسکا حصول
محض خدا داد ہے۔ یہی نوع انسان کی کوئی بھی ایسی طبیعتیں پیدا نہیں ہوتیں جو موزونیت کسے
ذرا بہ سے حاصل کر سکیں بقواعد علم و فن سے ہر شخص واقف ہو سکتا ہے لیکن موزونیت طبع ہرگز سلک
سیکھ نہیں سکتا۔ اسلئے نفس شاعری یا موزونیت طبع سرے سے اپنی حصول میں
کسی کے تلہذا کی محتاج نہیں۔

حقیقت یہی ہے کہ شاعری ایک ایسا فن ہے جسکے حصول کے لیے صرف اہل علم کو موزون طبیعت شرط ہے۔

جو فطری طور پر بعض طبیعتوں میں ہوتی ہے اور آئندہ اسکی ادنیٰ توجہ سے اسکو اس فن کا کمال حاصل ہو جاتا ہے۔

ابتدائی تعلیم کے وقت لڑکے علی العموم عروض و قوافی و بلاغت و معانی کی کتابیں پڑھا دیے جاتے ہیں انہیں سے جسکی طبیعت رسا اور فکر سلیم ہوتی ہے وہ خود اپنے زور طبیعت سے اس فن کو حاصل کر لیتا ہے اسلئے میری نزدیک ذی علم و طبیعتاً شخص کو محض ترکیب بندش ادا نہ کرنا سیکھنے کے لیے کسی شخص کے حلقہ تلمذ میں آنے کی ضرورت نہیں۔

اگر اگلے شعراء کے تلمذ کے نسبت سوال کیا جائے تو غالباً یہی سبب انکو اساتذہ کے متعلق بھی ظاہر ہوگا اور ہرگز اسکا تحقیقی پتہ نہ لگو گا کہ سعدی حافظ خسرو جامی کو فن شاعری میں کس کس سے تلمذ تھا۔ ایسا ہی متاخرین میں بھی بہت دن کا حال ہے۔ ہاں اس فن میں حضرت حافظ کے روحانی فیض کا ثبوت مذکورہ بالا عبارت سے تو مل ہی چکا۔ خود فرد والا اولیاء نے بھی اپنے دیوان کی ایک غزل کے مقطع میں قطعہ بنیاداً سطح دیا ہے۔

اے فرد گر حضرت حافظ گذر کنی	از من بگو کہ گشتہ ام آن خاکِ اہل تو
گر سنگ تفرقہ بچبان چرخ افگند	ما نمیم و ستانہ دولت پناہ تو

فرد الا اولیاء کو دیوان کے متعلق

اہل مذاق کا بیان ہے کہ جب قدر غزلیں دیوان میں پائی جاتی ہیں انہیں سے دیوان اول کی غزلیں ابتداء کے زمانہ مشق کی ہیں اور دیوان ثانی کی غزلیں مشق و پختگی و خوشنما بندش الفاظ و محاورات کے لحاظ سے خاص امتیاز رکھتی ہیں کہا جاتا ہے کہ زمانہ وسط و آخر کی ہونگی لیکن اس فرق کو اسلئے بتا نہیں سکتا کہ کسی غزل کا سنہ میری نظر سے نہیں گذرا اور یہ تمیز چونکہ اہل مذاق کے ذوق سلیم پر موقوف ہے اسلئے بیان کی چندان ضرورت بھی نہیں جس وجہ یا مرتبہ کی غزلیں ہوں۔ کجلد اول میں چھ سو اٹھ اور جلد ثانی میں نو سو چھبیس ہیں جنہیں سے زیادہ تراساتذہ کی طرح پر غزلیں پائی جاتی ہیں۔

اور اسکی وجہ یہ ہے کہ فرد والا اولیاء کو ابتداء کے مشق کے زمانہ میں اعلیٰ مضمون آوری اور خیالات میں بلند پروازی پیدا کرنے کی اس سے بڑھ کر کوئی تدبیر معلوم نہ ہوئی کہ آپ متقدمین کی طرح پر زور لگائیں اور انہیں کی پیش کے مطابق مضمون پیدا کیا کرتے چنانچہ ایک کتابت تک تفرقہ کا یہی انداز

درحقیقت یہی صورت فردالاولیا کی شاعری کے حق میں مفید ٹھہری کیونکہ آپ کو کھیلواری میں کسی بالکمال و ماہر فن شاعری کی صحبت نصیب کمان کہ آپ اپنی طبیعت کی کمزوریوں میں مصرعون میں الفاظ کے اعتبار سے (جا بجا دکھا کر ترقی کے الفاظ مناسب جگہ پر رکھنا چاہتے۔ ایسی صورت میں اساتذہ کو کلام سوا بہتر اوستا و کون ہو سکتا تھا۔ جب قدر غزلیں نظم کرنا اٹھتی ہوا وہ اسی طرز پر ہوا۔ کما نسبتاً من تحریر موقوف و حسی اس میں قدس سدرہ۔

یہی سبب کہ دیوان میں بکثرت سعدی حافظ نظامی خسرو جامی عرفی عراقی ہلالی حرمین وغیرہم کی طرح میں غزلیں و قصائد و مثنویات و رباعیات پائی جاتی ہیں۔ اول تو یہ کہ آپ کی طبیعت خدا داد آخذہ تھی ہی مزید برآں ابتداءے مشق کے زمانہ میں تغزل کے وقت اساتذہ کی غزلوں پر طبیعت آزمائی کرتے رہنے سے ایسا قابل قدر ملکہ پیدا ہو گیا کہ جس شاعر کے طرز پر قلم اٹھاتے اسی انداز کی غزل ایسی نظم کر دیتے کہ اگر شاعر کی غزل میں فردالاولیا کی غزل کا کوئی شعر ملا کر پڑھ دیکھتے تو صحنے والا ہرگز تمیز نہ کر سکے باوجودیکہ فردالاولیا کی مقدس طبیعت میں ہر رنگ کی غزلیں باسانی نظم کر لینے کا ملکہ پیدا ہو چکا تھا تو ہی حضرت حافظ کے طرز نظم کے حسرت سے زیادہ و لدادہ تھے۔

ان مذکورہ بالا اساتذہ کی غزلوں کے اعتبار سے جبکہ طرز نظم آپ کو زیادہ فائدہ پہنچا وہ لسان الغیب“ حضرت حافظ شیرازی ہیں کہ انھیں کے اشعار و غزلوں پر زور ڈال کر کہنے سے آپ کی شاعری میں بختگی پیدا ہوئی۔ دیوان فرد کی قریب قریب کل غزلیں حضرت حافظ کے باطنی فیض کا اقرار کر رہی ہیں۔ جو لوگ ذوق سلیم رکھتے ہیں انھیں دیوان دیکھنے کے بعد خود ہی اسکی تصدیق ہو جائے گی۔ میرا خیال تھا کہ دیوان پر تفسیری ریویو لکھوں اور اسکے غزلوں اور قصائد و مثنویات پر مختلف عنوان سے خیالات ظاہر کروں مگر تذکرہ کہ بائیں ضناست (دیوان کے ساتھ بطور ضمیمہ کے طبع ہونے والا ہے) اسے قید پس کرنے پر مجبور کیا یہی قصد ہے کہ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سے علیحدہ فی الجملہ تفصیل کے ساتھ عرض کروں گا

فردالاولیا کی نسبت شعرانے ماننے کی رائے

ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ یوں دو عام علوم و فنون کے اعتبار سے فردالاولیا کی ذات پاک اپنی جامعیت میں اپنے تمام بچہ شومین میں فوقیت رکھتی تھی مگر شاعری کے اعتبار سے خصوصیت کرتا تھا

اس مذاق کے لوگ آپ کو معزز الفاظ سے یاد کرتے تھے اور شعرا زمانہ کو مقابلہ میں آپ کو ممتاز ٹکا ہوں سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ آپ کو قرابت کے ایک بزرگ مولوی امان علی جعفری بھلو اووی متخلص بہ ترقی نے (جو اس قصبہ کے طبیعت دار شاعر تھے) ایک فارسی مثنوی لکھی جو بہین بھلواری کے خاندان جعفریہ کے نامور مشائخ و علمائے مختصر حالت زندگی نظم کی ہے ایک جگہ فرد والا اولیا کے احوال میں دیگر علوم و فنون کو بیان کرتے ہوئے شاعری کے متعلق لکھتے ہیں۔

ابو الحسن سے عالم ہم سخن سنج کلام تازہ اش مقبول دہماست بفن شاعری اور اکمال ست شادان فکر سامشہور عالم	زلف شوق اور اہست صد گنج برابر باب حقیقت شوق افزاست مضامین تازہ یا پے خوش خیال ست سخنمایش شدہ منظور عالم
---	--

مولوی سید امجد علی بھلو اووی جو حضرت شاہ امان علی ترقی علیہما الرحمۃ کے شاگرد تھے اس مشاعرہ کی صحبت بہین فرد والا اولیا وآ کے دیگر اخوان و قصبہ کے بعض دیگر طبیعت دار شعرا طبیعت آزمائیاں کیا کرتے تھے اکثر شریک رہا کرتے مولوی صاحب معدوم نے مجلس مشاعرہ کا ایک تذکرہ ہی ترتیب دیا جو بہین زیادہ فرد والا اولیا وآ کے دیگر اخوان کی اردو و فارسی غزلیں شاعری مختصر حالت کے ساتھ درج کیا ہے آپ کے تحصیل علوم و شاعری کے متعلق لکھتے ہیں۔

سدا آمد دانشوان سے حلقہ ہوشمندان بزرگ بزرگ ادہ عالی خاندان نسیرہ
حضرت پیر دستگیر کوئین حضرت تاج العارفین قطب العالمین شاہ محمد محبوب اللہ
طاب ثراہ کثرہ آفاق اندہ استیاج تشرق نثار و جوان چہ مائی بلے و تدبیر زیبا
افزائے مستفضل و کمال زینت بخش مجلس عروا جلال راحت سارسان بزم انبساط فرغ و مدہ
اہل انجمن مولوی ابو الحسن متخلص بہ ”فرد“ کہ از جویت طبع رسا و رسن بست سا لکلی از
جمع علوم ظاہری چہ نفع چہ حدیث چہ اصول چہ منلق چہ فلسفہ چہ ریاضی چہ حکمت چہ قلبی
چہ تاریخ چہ سیر چہ جغرافیہ چہ رمل چہ نجوم سیر در ہمہ علوم مہرہ دانی افزوستہ و در فن طب
اعجاز عیسوی بہم رسانیدہ در پایہ توکل کہ از ابا و اجداد آمدہ غیات ستد سے و زیدہ
وسعی جمیلہ کسب علوم باطنی بکار بردہ و در عرصہ قلیل کہ حال اسن شریفش سی سا لگی رسیدہ
تکلیل کہیل کردہ حکم شرع رخصت نہی دہد کہ بشرح آن پردازد۔ و شکفتنی حنا طر

و موزونی طبع میلان طبیعت بطن شاعری که دارد اگر غبطه انظار گویم نار و انبوسه فی الحقیقه

در بلاغت فصاحت گوی از سخنوران زبان برده -

فردالاولیایا کے جوئے حقیقی بھائی حضرت مولوی مسزوی شاہ محمد ابوالحیوة پھلواروی قدس سرہ لکھتی ہیں۔

مولانا شاہ محمد ابوالحسن صاحب دامت برکاتہ و فیوضاتہ۔ ایشان اول اولاد حضرت
شیخ العالمین اندو محبوب ترین اکبادہ مہمچنان کہ نظر شفقت برایشان مبذول میداشتند
بدیگران نبود۔ ایشان برادر حضرت وی رضی اللہ عنہ قبولی تام بود هر چه خواسته کرشے و آنچه
طلباشته یافتے۔ اہل حاجات ازین سبب ایشان را وسیلہ حاجات خود میکردند۔ و

تمامی کارخانہ و خانقاہ داری و ارقام مکاتیب جواب عرائض و عرض و معروض متعلق
با ایشان بود در عمر سبب سالگی از تحصیل علوم فقہ و اصول و علم کلام و دیگر از علوم مرویہ فلسفہ
بخودت عالی سیدالعلماء و سند العرفاء دامت برکاتہ و فیوضاتہ حاصل فرمودہ بمطالعہ شکوہ شریف
و صحیح بخاری و سلم از کتب احادیث چندی اشتغال داشتند و یکسبب لو کہ باطن کہ طریقہ

آبا سے کرام بود بجان مصروف گردیدند۔ عنایت ازلی حضرت شیخ العالمین

رضی اللہ عنہ چنان مبذول حال ایشان مانندی کہ با وجود عدم فرصت از جمیع
امور خانقاہ داری در ممول مقصود آن قدر ہروی بود کہ دیگران را از ریاضتہاے شاقہ
ہم در مقصود بدست نہ آمدی در فن شعر و شاعری یگانہ روزگار بود و مشہور عالم و پرکے
از غزلیات حضرت ایشان حرز جان کردی۔ صاحب دیوان شدند کلام شریف
بہ منتہاے درجہ بلاغت و فصاحت رسیدہ بود۔ شرحہ از کلام معجز بیان ایشان

نوشته می آید تا ہر کہ بہرہ ازان بر دارد مطلع اول

چنین کہ پیش زلف خویش گرشانہ خواہد کرد / و اسود اے زلف و گرد لیوانہ خواہد کرد

مطلع دیگر

سبادا ہندو زلفت دل زاید بچشم گیرد / مدہ محبت کہ این کافر و بیت الحرم گیرد

دیگر

عشق را طشت ز فراید دل از بام افتاد / کار من آہ بدست دل نا کام افتاد

سایہ برپاسے من رفتہ بہر گام افتاد	چیزد از خانہ چو بر خاستم آلودہ دل
نار سیدہ چو من اندر طمع خام افتاد	ہر کہ در دل ہوں سیت بخدا کنت بخت

ان عبارتوں کے نقل کرنے سے مجھ کو صرف یہ دکھانا ہے کہ فردا اولیا اپنے تمام کمالات کی حیثیت سے اپنی مجلسوں میں کس قدر ممتاز تھے۔ اور آپ کو معاصر آگے علی جامعیت کو کس وقعت کی نگاہ سے دیکھتے تھے نہ صرف گھر ہی تک اس مقبولیت کا انحصار رہا بلکہ تمام شعراء آپ کے کلام کو نہایت قدر کے ساتھ سنتے تھے۔

مولوی شاہ محمد سعید حسرت عظیم آبادی قدس سرہ فردا اولیا کو اپنی زبانہ کا خسر و ثانی مانتے تھے چنانچہ اپنے ایک غزل کے مقطع میں لکھتے ہیں

در زمین ہند حسرت بن خسر و ہجو فرد
در گمان ما نشد پید اغزل خوانے دگر

حضرت حسرت کے جس ترتیب سے یہ مقطع لکھا اور اسکی ترتیب منجیل ہے

دوین زمین اول غزل حضرت خسر و علی الرحمۃ بعد از ان غزل حضرت شاہ ابو الحسن فرد چلو اوی

قدس سہ است خسر و

لے ترا در زیر ہر لب شکر ستانے دگر	جز لبست مارانک ندہ نمک دانے دگر
کشتیات رانا کی تو سیدہ جانے دگر فرد	کون نہا پیر سکھ کا دم ذوق بیکانے دگر

غلام علی راسخ مرحوم بیٹہ کے نامی شاعر تھے فردا اولیا کی تعریف علانیہ کرنے تھے جب بھی انکے سامنے آگے غزل پڑھی جاتی تھی تو نہایت غور سے سنا کرتے تھے فردا اولیا کی قادر الکلامی اور بامحاورہ شاعری کا انداز تھا۔ اور طرز ادا اور رنگ اس درجہ پستیدہ تھا کہ اگر کسی کوئی شعر نا سچھ پڑھنے والے سے سنا کر غلطی یا تو تو کہہ دیتے کہ انھوں نے ایسا نہ کہا ہوگا۔ چنانچہ ایک روز کسی نے راسخ مرحوم کے سامنے فردا اولیا کی غزل کا یہ مطلع

لطف تو لے کاش دوا میشدے
ہر مضم ر و ب شفا میشدے

تکرار لفظ اگر و کاش کے ساتھ

را سخ مرحوم نے کہا کہ فرد جیسا قادر الکلام شاعر زاد لفظ نہ لاسیکا۔ غالباً یوں ہوگا۔

لطف تو لے کاش دوا می شدی
اگر و کاش ذہون ہم معنی لفظ ہیں ایک معنی

کے دو لفظ لانے کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔

اکثر بیٹہ کے مشاعرہ کی صحبت میں فردا اولیا بھی غزلین بھیجا کرتے تھے بسا اوقات ایسا ہوتا

کہ فروالا اولیا کے مقابلہ میں معزز شعرا اپنی عزیزین نہیں پڑھتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ بیٹہ میں مشاعرہ کی صحبت ہوئی اور ذیل کی زمین میں جس کا مصرعہ طرح تھا
 روشن شود پیش تو گر حال داغ ماہ را سنج مرحوم نے بھی غزل لکھی تھی اتفاق سے اس
 زمین میں تمامی شعرا کے مقابل میں فروالا اولیا کی غزل سب سے عمدہ ٹھہری اور سنج مرحوم
 نے اس ن اپنی غزل نہ پڑھی۔

نواب مولوی صدیق حسن خان مرحوم والی ریاست بھوپال نے فروالا اولیا کی تعریف سنی
 اور آٹے کے کلمات سے ملاحظہ ہو کر اپنی کتاب تذکرۃ الشعراء میں لکھا ہے۔
 فرو کی از شایع بھلوا ریاست و فردی فریاد بگرنیدگان باری سے

برجی گزمن وقت دریونکن خط پیشانیم تحریر یونکن

مطلع حضرت فرد کا ہے۔
 مولوی محمد مظفر حسین صاحب ”بھوپالی اپنی کتاب“، تذکرہ روز روشن“ صفحہ ۵۱۸ میں
 فروالا اولیا کی نسبت لکھتے ہیں۔

فرو سید شاہ محمد ابوالحسن قادری خلیفہ جانشین سیر شاہ محمد محمد صاحب
 از مشایخ قصبہ بھلوا ریاست متصل عظیم آباد بود۔ و در احوال و فضائل صوری و معنوی و تحلیلی تصنیف
 باطن و ازشاد و تلقین طالبان حق لیسیتین نظیر نداشت۔ (فرد مص)

دل جو گرد و صاف منزل گاہ جانان سے شود آئینہ بزرگ چون تندردنایان سے شود

ولیکر (فرد مص)

نقاب از مردے خویش بکشا براسے دامنے نفس یونکن

ایرانی سیاح شاعر ایک سال بیٹہ میں آیا ہوا تھا۔ اول تو یہ کہ و خوجو بان دان تھا
 دوسرے یہ کہ فن شاعری میں کامل دستگاہ رکھتا تھا قصیدہ گوئی میں بے نظیر تھا۔ کسی
 اہل مذاق نے فروالا اولیا کا دیوان لٹ دکھا یا اسنے آپ کے کلام کو بہت پسند کیا اور یہ
 غزل جس کا مطلع ہے

ازجان خیال آن فت در عنانی اود نقش چال او ز دل مانی رود

ہے اسکو بہت پسند آئی اس غزل کے ہر شعر پر اسکو وجد کی حالت پیدا ہوئی۔ اور بچپن ہو کر
 بار بار یہ کہہ لکھتا تھا در خوش گفتم، یہاں تک کہ اس غزل کی نقل خیلے خوش بچوں مال اٹرون در ایران آچر

ساتھ لے گیا مذکرہ سخن شہرامین مولوی عبدالغفور خان بہادر فساخ نے فروالا اولیا کی نسبت لکھا ہے "فرد، تخلص شاہ ابوحسن نعمتی سجادہ نشین پھلوری صاحب باطن تھے بیشتر فارسی کہتے تھے دیوان فارسی آپ کا نظریے گزرا ہے

انکا ہست تیری کس قدر غور زہا لم ہے	عبث آنکھوں نگر تیری نگیں بجا رکھتے ہیں
------------------------------------	--

عشق نے سوا کیا یا نیک مجھے	نام سے میری حیا کو ننگ سے
----------------------------	---------------------------

غرض سیرح اک عالم فروالا اولیا کے کلام کو پسند کیا اور عام مقبولیت حاصل ہوئی

بلبل آمد بفغان گل زگر میان بگر شست	فرد شور نسبت بگلشن زغز سخا ہی من
------------------------------------	----------------------------------

فردالاولیا کا خلاق

ایسا وسیع اور ہر شخص کو ساتھ کیساں ہوتا تھا کہ عام طور پر لوگ اپنی ذہن میں یہ سمجھتے کہ اپنی نظر عنایت مجھ اوروں سے زیادہ ہے۔ شیخ العالمین کے زمانہ میں اعراض میں تقسیم طعام کی خدمت فروالا اولیا ہی کے متعلق تھی اور جانشینی سے پہلے مہانوں کی فرودگا ہوں پر آپ ہی کھاتا ہونا چاہیے تھے۔ جلد اور تحمل اس قدر تھی کہ لوگ برطلاء کی گرد و بر سخت و سست کہہ جاتے مگر آپ سب کو سن لیتے اور کچھ برا کہنا نہ بلکہ آپ کے عوض مدارات و اخلاص سے پیش آتا اسکے متعلق مولوی ابوالحیوہ پھلوری قدس سرہ لکھتے ہیں کہ ایک سال بیچ الادب عرس کی تقریب میں فروالا اولیا مہانوں و مسافروں کو کھانا تقسیم کر رہے تھے۔ اتنے بڑے عظیم الشان مجمع میں ایک شخص تنہا ہر شخص کو جلد کھانا کیونکر پہنچا سکتا تھا کچھ لوگ باقی تھے اسی سبب آزاد و فقرا کی جماعت تک کھانا پہنچو میں تعویق ہوئی۔ انہیں سے ایک شخص شدید انتظار کرنے کے بعد فروالا اولیا کے قریب آکر بڑی لفظ سے آپ کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ یہ عجیب و غریب عرس ہے کہ اتنا اس قدر شب گذر گئی اور فقرا کی جماعت تک کھانا نہیں پہنچا۔ فروالا اولیا نے معذرت سے کہا کہ میں تنہا شخص دیکھ کر کھانا تقسیم کر رہا ہوں اور آپ ہی لوگوں کی جماعت میں آتا۔ آپ غور کر سکتے ہیں کہ اتنی بڑی جماعت میں کھانا جلد کیونکر تقسیم ہو سکتا ہے اور ہر شخص کو بیک وقت کیونکر پہنچا سکتا ہے۔ یہ سن کر فقیر اور بھی برا فروختہ ہوا اور کچھ زیادہ سخت کلامی سے پیش آیا۔ فروالا اولیا ساکت ٹھہرے جب وہ انچو دل کا بخار نکال چکا تو اپنے فرمایا کہ مطلب کسی فقیر نے کہا مطلب یہ ہے

کہ جلد کھانا لاکر مجھ کو دو فدو الاولیا باور چیچا نہ میں تشریف لے گئے اور دُور کا بیان کھانے کی لاکر دین اور فرمایا کہ ایک رکابی جھک کی جو اور دوسری تعویذ و تاخیر کے جرمانہ کی آزاد فقیر نے اپنی اس یادتی و سخت کلامی کے ساتھ فدو الاولیا کا یہ علم دیکھا تو فوراً آپ کے قدم پر گر پڑا اور دست بستہ معذرت خواہ ہوا کہ معاف فرمائیں میں آپ کو مدراج علیا اور عالی ظرفی سے واقف نہ تھا۔ فدو الاولیا نے اسکی خطا کو معاف فرما دیا آپ کے علم نے اس فقیر کو ایسا شرمندہ کیا کہ جب تک وہ بھلواوری میں رہا جب فدو الاولیا سے ملاقات ہوئی تو نہ امت سزا نکھ برہنہ میں کرتا اور اپنے فعل پر نادم ہو کر لوگوں سے کہتا تھا کہ میں نے ایسا حلیم و بردبار شخص دوسرا نہیں دیکھا۔ اس سطرغ غیبر زمانہ عرس میں ایک فقیر کمل پوش آزاد و روش بڑا مارتا ہوا خانقاہ میں پہنچا فدو الاولیا اسوقت جانشین ہو چکے تھے خانقاہ کے وار دین و صا دین و حمان کی مدارات و خدمت کے لیے آپ کے دیگر اخوان عظام مستعین کیے گئے تھے۔ جسوقت وہ فقیر پہنچا مولوی معنوی شاہ محمد امام قدس سرہ سے ملاقات ہوئی آپ فقیر صورت دیکھ کر سرور و قد تعظیم کے لیے کھڑے ہوئے اور خاطر خواہ مدارات و اخلاق میں مصروف ہوئے جب خلوت کھلی اپنے ساتھ فدو الاولیا کے حضور میں لے آئے۔ آپ نے بھی فقیر صورت دیکھا اسکی تعظیم کی اور معانقہ کے بعد ممتاز جگہ پر بیٹھایا دستور زمانہ کے مطابق نام و وطن پوچھا فقیر نے نہایت گستاخانہ لہجہ میں کہا جب تک موتی بھی خبر نہیں کہ کون ہوا کس درجہ کا آدمی ہے تو فقیر کا نام کیوں لیتے ہو۔ فدو الاولیا نے فرمایا بیشک ہم تو کچھ نہیں جانتے اور نہ کچھ ہیں صرف آ بار و اجداد کا نام بھیجتے ہیں۔ فقیر کی گستاخانہ اور بے ادبانہ گفتگو مولانا محمد امام قدس سرہ کو بہت بُری معلوم ہوئی اور غصہ میں آ کر فرمایا کہ کیا ہوتو ہو دیکھ لیا خالی کمال ہے اور کچھ نہیں۔ فدو الاولیا نے مولانا محمد امام قدس سرہ کو بہت نرمی کے ساتھ روکا اور فرمایا نہیں نہیں امام مہمان ہیں اخلاق کے خلاف ہر بُری جات جانے وو۔ وہ مہمان ہیں جو کچھ کہیں بجا ہو۔ فدو الاولیا سے دعا و تعویذ کے طالبین ہر طبقہ اور ہر مذہب و مشرب کے آتے اور فیضیاب ہو کر جاتے اہل تشیع امامیہ مذہب کے اہل عظیم ابا و مثل مرزا جنک صاحب حرم اور میر علی صاحب حرم کے اولاد وغیر ہم اپنے اپنے مشکلات کے افسان ہونے کو اگر دعا وغیرہ کے خواستگار ہوتے تھے۔ ان لوگوں میں بعض ایسے متعصب بھی تھے جو آپ کے نام پر تبرکے کہنے کو مذہبی کام سمجھتے تھے۔ ایک بار فدو الاولیا کو خبر ہوئی کہ اس سال آٹھویں محرم کو حاضری کی نیاز کے وقت احتیاج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسلاف اہل سنت پر تبرکے کہنے کے بعد اس مجمع کے ایک شخص نے بلند آواز سے کہا کہ

شاہ ابوالحسن سجادہ نشین پھلواڑی پر۔ انکی دستار پر لکھتے تھے انکی اس جوتی پر جو کھیتلی ہینا کرتے ہین
یہ سنکر اپنے فرمایا کہ میں بہت خوش ہوں کہ ان لوگوں نے مجھے بھی ان بزرگوں کا ساتھی سمجھا۔
اللہ تعالیٰ میرا حشر انھین بزرگوں کے ساتھ کرے تو آج مجھ کو انکی لعنت کی کچھ پروا نہیں اور دیر تک
آکھو گریں اور فرماتے ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے انھین بزرگوں کے ساتھ قیامت میں اٹھائے۔
پھر بھی وہ لوگ بغیر حاجت آپکی ملاقات کو آیا کیے مگر اپنے ان لوگوں کے ساتھ اپنے اخلاق کرنا
میں کمی نہ فرمائی اور کبھی بے رنجی اور بے اعتنائی سے ان سے نہ ملے اسی خندہ روئی کو سنا کھیت گور
وہ جوئی فرماتے ہے۔

شہید کمردانِ مہ خدا	دل و شمنان ہم نکر دند تک
تراکی مسیر شو این مقام	کہ باد و ستانت غلامت و جنگ

فردا اولیا مشق سلوک

اپنے تحصیل علوم ظاہری ہی کے زمانہ سو کرتے تھے اور شب روز میں ایک وقت پوشیدہ آپکا ایسا
مقرر تھا جس میں اپنا ور معمول پورا کر لیا کرتے تھے۔ ظاہری وضع آپکی ایسی نہ تھی جس سے کوئی تمیز کر سکے
تسبیح تک ہاتھ میں نہیں کھتے تھے۔ اذکار و اشغال میں زیادہ تر اذکار خفیہ کے مداوم تھے صرف
استغفار تھا کہ شب کے وقت اکثر لوگ آپکو سوتے سے اٹھتے دیکھا کرتے تھے۔ مگر اسکا کوئی پتہ نہیں لگا کہ
اذکار و وظائف شبینہ آپس پوشیدہ جگہ میں کرتے ہین۔ یہاں تک کہ آپکے برادران والا شان سے
بھی سیکو آپکے مشق سلوک کی خبر نہ تھی۔ اور وہ لوگ سمجھتے تھے کہ فردا اولیا کو سلوک کی طرف
توجہ نہیں ہے۔ اور اذکار و اشغال سیکھا بھی نہوگا۔ ایک روز فردا اولیا آئے دو بھائی مولوی
معنوی شاہ محمد امام و مولوی معنوی شاہ محمد علی سجاد و قدس سرہما شیخ العالمین کے حسب ارشاد
شیخ العالمین کے کسی مرید کو نوکر یا مشغولی نکل کر رہے تھے کہ بھائی فردا اولیا کا اس طرف
سے گذر ہوا آپنے ان بزرگوں کے بتاؤں میں غلطی پا کر تصحیح فرمادی۔ ان بزرگوں نے پاس آتے کوئی
جواب تو دنیا مگر ناگوار طبع ہوا کہ فردا اولیا کو اس علم سے ناواقف سمجھتے تھے۔ شیخ العالمین
کے حضور میں پوچھی کشاکی ہو کر کہ لوگ اس طرح بتا رہے تھے اور بھائی صاحب اس طرح بتایا۔ جس کام میں
بھائی صاحب و خلی نہیں کھتے تھے اس میں ست اندازی کا کیا فائدہ۔ شیخ العالمین نے فرمایا کہ
ابوالحسن کی طرف تم لوگوں کا یہ گمان صحیح نہیں میں نے انکو کل اذکار و اشغال بتایا ہے اور

وہ ہر روز اسکی مشق کرتے ہیں جسکی کسی کو خیر نہیں اور یہ ذکر اسے طرح پر صبح سے جیسا اٹھون نے بتایا۔ آپ یہ بات گھلی کہ فروالاولیا مشق سلوک پوشیدہ کرتے ہیں اور انکی تعلیم میں خود شیخ العالمین کو کسی خاص صفت کو سبب استتار مد نظر ہو یہی سبب تھا کہ شیخ العالمین انکو اذکار و اشغال کی قسم سے کوئی چیز اپنے دیگر خلفاء یا اولاد کے ساتھ تعلیم نہ کرتے تھے مگر گاہ گاہ اپنے منجملہ صاحبزادوں مولوی معنوی شاہ محمد ابو تراب قدس سرہ کو شریک کر لیا کرتے تھے۔ اور اسی خیال سے آپ فروالاولیا کی طرف اپنے قلبی تاثرات زیادہ کرتے گئے ہونچا کرتے جو متنبہ کر کے آپکو بیدار کر دیا کرتی تھی چنانچہ بارہا دیکھا گیا کہ آپ شب کو سو تو ہوتے اٹھ گئے اور کچھ دیر تک تکلیف رہی پھر سو گئے۔

آپکی ریاضات شاقہ کے متعلق مولوی ابوالکھویفہ قدس سرہ نے ایک سوال میں لکھا ہے کہ فروالاولیا کو شاقہ ریاضت مثل یومین و صوم طے وغیرہ کا اتفاق اسلیئے ہوا کہ ابتدا میں طفولیت سے شباب تک کا زمانہ جسقدر گزارا وہ زیادہ تر عیال کا تھا صحت کی حالت میں جس قدر وقت ملجایا کرتا تھا اسمیں تحصیل علوم ظاہری کا مشغول رہا۔ سنہ ہجری میں آپکی شادی ملا علی المعنی بھلواوی قدس سرہ کی صاحبزادی حفیظہ سے کر دی گئی جس روز سے عروس گھر میں لائے طرح طرح کے اہرامن و مصائب کا سامنا کرنا پڑا تاہم عروس و اہم المرض رہیں جنکی بیماریاں جاری و عیان معالجہ ہو سکی نہ ان میں فرصت نہ ملی حلالے آئے ایک الاق اور صلح لڑو کا بھی عطا فرمایا جسکی صحت سن و ماہیت تک نہایت افسوسناک رہی بیٹے کی شادی کے چند ہی سال کے بعد نبی اور جوان بیٹے کی وفات کا ناقابل برداشت صدمہ اٹھانا پڑا شیخ العالمین کی خدمت خانقاہ عالم پناہ جمعی کا نظم و اردین و صادرین کی خاطر داشت انکی مدارات ضروریات سے تھی ان تعلقات کے ساتھ ایسا شخص جو ایک ساعت کے لیے بھی اتنا نہ بیٹھ سکتا ہو وہ جلون میں کیونکر بیٹھ سکتا تھا مگر باوجود اسکے اذکار خفیہ کے مداوم تھے روز بے کثرت رکھا کرتے اور صلوة نافلہ کے مداوم تھے۔

علاوہ اسکے باطنی ترقیات میں سالک کو جسقدر ریاضات و مجاہدات سے نفع پہنچتا ہو اس سے کہیں زیادہ شیخ کی نظر عنایت اور توہمات قلبی ترقیات مدارج و حصول مقصود کا سبب پڑتی ہے۔ فروالاولیا نے جو شیخ العالمین کے امورات ذاتیہ کا ذکر فرمایا ہے کونیا لیا تھا اور ہر فریاد میں مثل تحریر جواب عرائض و تعویذات و خدمت و اردین و صادرین میں آپکا ہاتھ ہدایت کرتے تھے۔

وہی ہے جو انکی خدمت میں

آپ پر شیخ العالمین کی نظر عنایت خاص طور پر پڑتی تھی اور آپ سے زیادہ فرد والا ولیا کو عزیز رکھتے تھے چنانچہ صاحب تذکرۃ اکرام لکھتے ہیں۔

ہی فرمودند شیخ العالمین کہ از ہر کسے گزیردام اما ازین فرد ندر ہمہ امر ناگزیریست۔

ہمہ بیمار ان بیمار از نم و در بیماری ایشان خود بیمار سے شوم و دل از اختیاری می رود۔

فرصت اوراد و اشغال مارا از ایشان است کہ ہمہ امور متعلقہ ذات ما تعلق بخود کردہ ورنہ

کجا مہلت یک نفس کہ صرف از کار و اشغال کر دے۔

یعنی شیخ العالمین اکثر فرماتے تھے کہ مجھے ابوالحسن کے سبب اوراد و اشغال کی

فرصت مل جاتی ہے ورنہ اس خانقاہ داری و عہدہ خلیفہ میں اوراد و اشغال کی فرصت کہاں سے

جس طرح پیر و کام کو جب خواہ کر دیتے ہیں میں بھی انکی مستحبی حالت میں یہ لحظہ خاص نظر رکھتا ہوں

یہی سبب تھا کہ فرد والا ولیا کو مشق سلوک میں آجکے اور گزشتہ کے مقابلہ میں زیادہ اور جلد ترقی محسوس ہوتا تھا اور فرد والا ولیا

کی تعلیم باطنی میں شیخ العالمین نے زیادہ تر نگاہ سے کام لیا اور حقیقتاً مشق سلوک میں انکو فوائد حاصل ہوئے اور شیخ

العالمین کی ایسی نگاہ فرد والا ولیا پر حاضر و غائب ہر حالت میں یکساں رہا کرتی تھی۔

حاضری کے وقت یہ تو عام طور پر دیکھا جاتا تھا کہ جب فرد والا ولیا اپنے سامنے سے گزرتے تھے

تو شیخ العالمین کی نگاہ پر قبضہ دیر تک انکی طرف دوختہ رہتی تھی جسکی تاثیر اور کیفیت

کو لوگ آجکے پڑا بشرہ بہ محسوس کرتے تھے اور انکی صورت حال از خود رفتہ ہو کر بے اختیار خود

کہہ اٹھتی تھی

انہیں ہم سے تکرار کردہ گئے سویم | تا عمر ز خود رفتہ پیمانہ چینین با پیر

حقیقت یہ ہے کہ شیخ العالمین نے انکی تمیل باطنی اپنی نظر کیمیاء اثر ہی سے کی تھی

چنانچہ مولوی ابو الحیوۃ قدس سرہ لکھتے ہیں کہ سید العیال مجھے مانتے تھے کہ شیخ العالمین

نے آجکے ایک ہی نگاہ میں تمامی مقامات سلوک کی سیر کراوی تھی جو دوسروں کو ریاضات شاقہ

کے بعد مدت مدید گزرنے پر یہ تہ حاصل ہوتا ہو مگر اسکی اطلاع کسیکو نہ تھی ایک دن میں بیٹھا

تھا کہ یکایک میں نے فرد والا ولیا سے ایک ایسی مقام کی تاثیر پائی جسکو منتہا سے مقام کناجا

میں نے نظر امتحان اس سوچھی بلند مقام کو طرف قصد کیا اور درجہ بدرجہ ترقی کرتا گیا بیان تک

کہ اسے طرح نہایت لہذا تک پہنچا اور برابر انہیں ہر مقام کی تاثیر پاتا گیا۔ سخت متعجب ہوا اور

یہ سمجھا کہ یقین ہے کہ شیخ العالمین نے ساری نعمتیں ایک ہی نگاہ میں عطا فرمائیں۔ جب خلوت

میں حاضر ہوا تو یہ اقمہ عرض کرنے کے بعد گزارش کی کہ شاید حضور نے ایک ہی نگاہ میں انھیں اپنی
تمام نعمتیں عطا فرمائیں شیخ العالمین سُنکر تبسم ہوئے اور ساکت رہے۔

میں فرمودند **سید العلماء** اداست برکاتہ کہ جناب ایشان شیخ العالمین بیک نگاہ
تماما ماسیکہ خواست آنحضرت بود رسانید در اول کسے ازین راز واقف نبود روز ۱۲
ایشان اثر مقامے یافتہ کہ منتہای مقام تو ان گفت بجزرت آدم باز ازان بالا تر مقامے
قاصد شدیم دیدم کہے تا بل استفاضہ می شود بچنین تا نہایت النہایہ و ایشان را
مطلق خبر نبود نہایت تعجب شدیم و بخدمت اقدس عرض کردم کہ مگر ایشان را ہمہ نعمت بیک
نگاہ عنایت شدہ کہ امر و زحمتن ترہ یافتہ آنحضرت تبسم شد و جوابی فرمود۔

فرد الا ولیا کے تذکرہ میں بھی شیخ العالمین خود بھی فرماتے تھے کہ مولوی احمدی بڑے بگاہین نے
ایکبار کی ابو الحسن پر ویسی نگاہیں ستر بار ڈالی ہیں بھی آپ فرماتے تھے کہ ابو الحسن کی قلبی
درستگی نہ کثرت ریاضت سے ہوئی اور نہ انھیں اسکی حاجت پڑی بلکہ فطری مناسبت کو ساتھ
مصائب و رنج پر قابل تحسین صبر نے اس درجہ پر پہنچایا جیسا صاحب تذکرۃ الکرام لکھتے ہیں۔
اکثر ذکر ریاضت ایشان آنحضرت فرمودی ایشان را حاجت بجا نہ نیست انچاز مجاہدہ
شدنی ست ایشان را صبر ببلای رنج بآن حلاوت قلبی رسانیدہ است

در حقیقت فرد الا ولیا کے علاج کی ترقی زیادہ تر مصائب و بیماری ہی کے ذریعہ سے ہوئی۔
چنانچہ بارہ سو ساٹھ سالہ ہجری میں جب آپکو فالج آیا اور تا عمر اسی عارضہ میں آپکو انواع مصیبت
و رنج برداشت کرنا پڑا وہ بھی اسی سبب سے کہ آپکو ایک مقام سے دوسرے مقام تک ترقی کرنا تھا۔
اسکا واقعہ یوں ہوا کہ حسین بن یہ مادہ آپکو آیا اسکے دو دن پہلے آپ حضرت سیدنا امیر المؤمنین
علی کرم اللہ وجہہ الشریف سے مشرف ہوئے حضرت امیر المؤمنین نے فرمایا "سال نو مبارک حال نو
مبارک" اس جملہ سے فرد الا ولیا نے اس قدر بجا کہ سال نو سے سنہ نو جو آ رہا جو اسکی
خیر و بچاتی ہی لیکن حال نو کی طرف خیال نگیا مگر حیرت ضرور ہوئی۔ یکم محرم کو نماز عصر کے بعد
جب آپ حسب معمول مزار شریف پر فاتحہ کو قشرین لے گئے تو یکایک اسقدر چھینکین آئین کہ
تعداد اسکی سو سو تجاوز کر گئی اور وہاں سے واپس آنے کو بعد تک برابر سلسلہ لگا رہا۔
نماز مغرب کے بعد ملوث میں بیکایک فالج آگیا اسکی شدید تکلیفیں اٹھانے کے بعد حسب قدر کشتہ بان
اسے اسل شاد کی تصدیق ہوئی ر دو سو واقعہ جسکو صاحب تذکرۃ الکرام لکھتے ہیں یہ ہے۔

۱۲۴۸ء بارہ سو اڑتالیس ہجری کے بجمع الاول میں یکایک شدید سرسام کے ہرج مین مبتلا ہوئے جس سے لوگوں کو آپ کی زندگی سے یاس ہو گئی اور جو شخص آپ کو پاس بغرض عبادت جاتا چشمہ برکت ٹھکانا فرودالاولیاء کو بچا اور عظام و سید العلامہ و اخوان طریق نے مراد شریف کے بھی دریافت حال کیا لیکن کچھ تحقیق نہ کھلی یہاں تک کہ یازدہم بجمع الاول کی مجلس سماع اسی سبب سے موقوف رہی کہ فرودالاولیاء کو تمام دن افاقہ نہ تھا۔ اور صرف قل ہی پر التکا کیا گیا اس دن دو پھر کونے اجماع آپ کو افاقہ شروع ہوا تو آپ نے پوچھا کہ مجلس کیوں نہیں ہوئی لوگوں نے نام سازی مزاج کا عذر کیا آپ نے فرمایا ہر حال اس کام کو چھوڑنا تھا خیر بازارہ تاریخ کو ناقہ نہونا چاہیے دوسرے دن صبح کی نماز کے پہلے سے فرودالاولیاء کو پورا افاقہ تھا لیکن ضوع کا یہ عالم کہ کر وٹ بدلنے کی طاقت نہیں لوگوں کے سہارے آپ سماع فائدہ تک تشریف لے گئے۔ قبل سے مناسب وقت تو ال کو ایک منزل سکھار لھی تھی فرودالاولیاء غلوت کے دروازہ سے جون ہی باہر ہوئے کہ تو ال نے گانا شروع کیا بس یکایک آپ پر ونور کے ساتھ کیفیت طاری ہوئی اور دیر تک صبح طریح کی طرح جوش کرتے رہے پھر یہ طبیعت بالکل صحیح ہو گئی۔

سید العلامہ نے شیخ العالمین کا روح پاک سوور یافتہ فرمایا تو اسکے جواب میں ارشاد ہوا کہ تکمیل میں ایک تیز بانی تھی جس مرض کے ذریعہ سے پوری کی گئی۔

عرض اس سیرت فرودالاولیاء نے طے منازل لوگ کیا اور اپنی عمر شریف کے ستائیسویں سال انیس مجاوی الاخرے ۱۲۴۸ء بارہ ہجری میں سلسلہ قادریہ وارثین اپنے والد ماجد حضرت شیخ العالمین قدس سرہ کے دست پر دست پرست ہویت کرنے کے پچھون بعد قلمی سلاسل جمہیریہ کے مجاز ارشاد و ہدایت ظن کے لیے کیے گئے۔

فرودالاولیاء کی جسمانی قوت

فرودالاولیاء کو خدا نے ریاضات و مجاہدات نفس و جسمانی اور جسمانی قوت عطا فرمائی تھی اس سیرت جسمانی قوت میں بھی فرو کیا تھا ابتدا سے جوانی میں ورزش و غیرہ کا شوق آپ کو بہت تھا۔ فن سپرگری میں بھی اچھا داخل رکھتے تھے تیر و نیزہ بازی میں آپ نہایت قدر انداز تھے۔ کمان آپ کی ۱۲۴۸ء ہجری تک موجود تھی جسکو بعض کارندوں نے توڑ کر چھری کا کام لیا مشہور ہے کہ کمان آپ کی اسپاٹے کو ہر کی چار اچھڑی اور ایک چھڑی دہری تھی آپ ایک

ہاتھ سے چڑھا لیا کرتے تھے۔

شعب کہتا جو کہ ایک وزمین خلوت شریف میں اپنے پیرو مشد مدظلہ العالی کے حضور میں فروالا ولیمیا کے بعض حالات زندگی کو دریافت کرنے گیا۔ منجانب دیگر ارشاد اُن کے آپنی مکان کا ذکر کیا ارشاد ہوا کہ ہم اور عمی مولوی ظہور محی الدین صاحب ہوم اسی خلوت میں اپنے پیرو مشد حضرت نصر قدس سرہ کے حضور میں شرف قدمبوسی کے لیے حاضر ہوئے اسوقت آپ کے آنے فروالا ولیمیا کی کمان رکھی تھی حضرت نصر قدس سرہ نے فرمایا کہ تم لوگوں سے کوئی ایسا ہو جو اس مکان کو دو ہاتھوں کی بھی زہ کر سکے مولوی ظہور صاحب جو مجھ سے قوی تھے زہ کرنے پر مستعد ہوئے اور دیر تک زور آزمائی کرتے رہے مگر نہ چڑھا سکے میں تو اُن سے بھی زیادہ کمر و تھا کمان چھو نے تک کی جرأت نہی۔ حضرت نصر قدس سرہ کو کمان اُن سے لے لی اور فرمایا کہ دیکھو میں دو ہاتھوں سے باسانی چڑھا دیتا ہوں قبلہ گاہا (یعنی فروالا ولیمیا) ایک ہاتھ سے چڑھا لیتے تھے۔ آخر عمر تک فروالا ولیمیا کی جسمانی قوت بہت اعتدال پر رہی۔ البتہ عارضۃً فالج نے آپ کو بہت مجبور کر دیا تھا۔

فروالا ولیمیا کی ظاہری قوت کے واقعات حکایات اور ایک قصہ بہت مستند اور ثقہ راویوں کے زبان زدِ حشک میں اس جگہ اپنے پیرو مشد مدظلہ العالی کی روایت سے نقل کرتا ہوں۔

حضرت شیخ العالمین کے مریدوں سے ایک شخص بڑی قوی پہل تھے مجلس سماع میں اُنکا جوش و وجد اُنکی قوت کے حسب حال ہوتا تھا۔ ایک بار مجلس میں بہت دیر تک اُنکی جوش سے لوگ کھڑے کھڑے تھک گئے اور خود انہیں دوسرے سے ایسی ٹکر لگی کہ خود بھی زخمی ہوئے اور دوسرا بھی۔ لیکن اُنکا جوش کم ہوا۔ اتفاق سے وہ دہر گرتے ہوئے فروالا ولیمیا کے قریب پہنچ گئے اُنہیں دو آنکھوں سے اُنکی ایک اُنکلی اسطرح تھام لی کہ وہ آگے نہ بڑھ سکے اور دیر تک اس جگہ تڑپتے رہے مگر فروالا ولیمیا نے اُنکی نہ چھوڑی آخر اُنکا جوش ٹھنڈا ہو گیا۔

حلیہ

فروالا ولیمیا کا قد میانہ مائل بطول تھا۔ جسم نہایت گول۔ اعضا کھیلے چہرہ گول مائل بطولانی آنکھیں بڑی خوبصورت تھیں کماندار موٹا ربار ایک ناک کھڑی مائل نچی گوش مبارک متوسط خمار

کم گوشت دار طہی گنجان اور گرد مائل بطول کب بار یک دندان مبارک چھوٹے چکدار بازو و پر گوشت کھت دست چوڑی انگلیان لمبی پر گوشت رنگ صاف گندمی نجس صفت تصفہ تو۔

فردا اولیاء کی جانشینی

دوسری رمضان روز یکشنبہ ۱۲۴۶ھ بارہ سو سینتالیس ہجری میں مولیٰ شیخ العالمین نے اپنی حیات میں جانشینی کے لیے فردا اولیاء کے بڑے صاحبزادے مولوی شاہ ابو محمد علی حسن قدس سرہ کو تجویز فرمایا تھا یہ بزرگ تلمسنی ہی پڑھے صاحب حالات رفیعہ تھے۔ تصوف و فقر کے طرف فطری مناسبت رکھتے تھے اس لیے شیخ العالمین نے آپ کی نظاہری و باطنی تعلیم میں بڑی سرگرمی فرمائی۔ آپ کی عمر شریف میں سترہ سو تین سال کی ابتدا ہوئی تھی کہ تکمیل ظاہری و باطنی کے فراغت پا چکا اور انکی رسم شادی سے بھی شیخ العالمین نے نصرت کر لی تھی اور یہ ارادہ تھا کہ آپ کو اجازت و خلافت دیکر جانشین کر دیں اور خود خلق سے انزوائے محض اختیار کریں مگر مشیت نے اسکا موقع نہ دیا تا دی کے چند مہینہ بعد حضرت مولوی شاہ ابو محمد علی حسن قدس سرہ نے رحلت فرمائی شیخ العالمین کے رنج و الم کا کیا پوچھنا ہے بہت سے حوصلوں اور تمناؤں کا خون ہو گیا وہ ہمیں یونہیں رہا جس میں ہمارے کو تھی۔ اس واقعہ کے بعد شیخ العالمین کا خیال جانشینی کے لیے فردا اولیاء کی طرف پلٹا اور اس روز سو آپ کو اپنا ولی عہد مقرر کر لیا۔ اگرچہ شیخ العالمین نے اپنا اس خیال کا اظہار خاص لوگوں سے بھی نہ کیا مگر اکثر مشکل موافقین اپنا کام فردا اولیاء ہی سے لینا اور اپنا نائب بنا کر بھیجا ہنزلہ اظہار ہی کے تھا۔ چنانچہ ایک روز پھلواری میں کسی دوسری مجلس میں مجلس کی تقریب میں سید العلماء مولانا احمد علی قدس سرہ کے چھوٹے بھائی مولوی معنی شاہ علی اکرم قدس سرہ پر نہایت وفور کے ساتھ کیفیت طاری ہوئی اور غلبہ کیفیت سے قریباً کر دو جسم سے مفارقت کر جا سید العلماء اس فضیلت شریف میں پہنچے اور شیخ العالمین کو اسکی اطلاع دی آپ نے فردا اولیاء کو بھیجا کہ ہر تجویزی مولوی صاحب کی حالت پلٹائی اور صحیح ہو سکے گا پوری ہو گا ایک بزرگ شیخ فریح الامان صاحب مخم شیخ العالمین کے مریدوں تھے ایک روز شیخ صاحبہ حرم کو مریدین کے گاردر ہوا کہ تو بہت عشتیاب پرستی اور بار بار بخشش اپنے رکا متعلقین کو گھرانے ہو شیخ العالمین کے حضور میں پہنچو یہاں بھی اپنے فردا اولیاء کی کو بھیجا الغرض ایسی موقع میں شیخ العالمین کا خود فردا اولیاء ہی کو اپنا نائب بنا کر بھیجے تھے تاکہ لوگوں پر اپنی

موصوف

ثابت ہے اور شیخ العالمین کے بعد لوگ آپ ہی کو جانشین کریں۔
 علاوہ اسکے کہ شیخ العالمین کی ولادت فروالا اولیاء سے پہلے تھی۔ اسکی طرفت میں شیخ
 سلوک کا فائدہ آپ پر جلد مترتب ہوتا تھا حال و وجہ کے وقت تعدی تاثیرات قلبی میں بھی
 زیادہ گراوان طرفت و ذوقیت رکھتے تھے۔ اور صاحب حالات کیفیات صاحب اسکو بڑی قدر کے
 ساتھ تیز کر کے متکلف ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک بار حضرت مرزا صاحب تخلص عیسیٰ قدس
 کے مکہ پر عظیم آباد میں کسی بزرگ کو عرس کی تقریب میں پھلوری سے حضرت فروالا اولیاء
 مع انجو برادران حقیقی و وہبی کے تشریف لگے اتفاقاً سواک غزل پر آپکو وجد آیا حضرت خواجہ سید شاہ
 ابوالبرکات ابوالعلانی قدس سدرہ آپکو وجد کو دیکھ کر بے اختیار کہہ اٹھے ”سبحان اللہ سستی
 اسکا نام ہے“ دیکھیے وجد اسکو کتو ہیں اور برابر بچانے کے اہتمام میں رہو تاکہ زمین پر گر کر
 چوٹ لکھا میں اور صدمہ نہ ہو۔

انھیں وجوہات و جانشینی کے لیے شیخ العالمین نے فروالا اولیاء ہی کو منتخب
 فرمایا تھا۔

شیخ العالمین کی حیات ہی میں آپکو اور صاحبزادوں نے اپنا ذریعہ کفایت ملازمت بنا لیا تھا
 مگر فروالا اولیاء سے فاصلہ اپنے معاہدہ لیا کہ تم ملازمت کا خیال نہ کرنا کیونکہ اپنے بعد فروالا اولیاء
 کو جانشین کرنا مراد خاطر تھا۔

غرض یہ صورت جانشینی کے لیے فروالا اولیاء ہی سوزوں تھے شیخ العالمین کی وفات
 کے بعد لوگوں کا خیال فروالا اولیاء کی طرف ہوتا تھا۔ انھوں نے سب آجکادوب و محاسن
 شیخ العالمین کی طرح کرنے لگے۔ یہاں تک کہ سید العالمی اول وقت کی نماز میں
 فروالا اولیاء کی نعلین جھاڑ کر اس مقام پر بارگاہی جہان شیخ العالمین کی نعلین رکھی جاتی
 تھی پھر جماعت کو وقت آپکا بازو پکڑ کے صفت اول میں شیخ العالمین کی جگہ پر کھڑا کر دیا۔
 اسکے پہلے فروالا اولیاء حقیقہ کے بھی عادی تھے جو بعد ان کو جانشینی کے واسطے چھوڑ دیا گئے
 اسی دن سو قطعاً اپنے حقیقہ پنا ترک کر دیا اور سب کے سبے بطحا و سجاد کی سوا وہ جانشین ہونے سے پہلے
 آپکو روبرو حقیقہ پنا چھوڑ دیا۔ چنانچہ شیخ طالب نقی مرحوم پھلوری شیخ العالمین کے
 احوال میں سید العالمی کا واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک دن سید العالمی اس دروہ میں
 فروالا اولیاء کی حضور میں تشریف لائے آپ نے قدم عادت کے مطابق خدمت گزار کو حقیقہ لانے

کے لیے آرازدگی سمیٹ کر فرمایا اور فرمایا کہ میں نے اپنے لیے کچھ نہیں چاہا اور نہ ہی کسی اور کو چاہی۔
راضی ہوئے۔

شیخ العالمین کے وفات کے دن سید العیاض نے آپ کے ساتھ شیخ العالمین کا آداب
برتا جا شہینی کا کوئی تذکرہ نہ فرمایا کیونکہ وہ دن ایک عظیم الشان مصیبت کا تھا۔ مگر اسکے
دوسرے روز آپ نے یہ بات فرموا لیا کہ حضور میں پیش کی آپ نے نہایت عاجزی کے ساتھ
معدرت چاہی اور فرمایا کہ خدا نے میرے بھائیوں کو بہت زیادہ اس کام کا اہل بنایا ہے وہ لوگ
شیخ العالمین کی زندگی ہی میں ارشاد و ہدایت خلق کے لیے مامور تھے اور طالبین و مستشرقین کی
تعلیم و تربیت بھی کرتے تھے آپ انہیں لوگوں کو جو جگہ چاہیں اس کام پر مامور کریں شیخ العالمین
نے اپنی زندگی میں جو خدمت چھوٹی سپرد فرمائی ہے تا عمر اسی کو انجام دیتے رہنا اپنی سعادت و ذریعہ
نجات سمجھتا ہوں۔ میں جس طرح خانقاہ کا انتظام چھانڈا رہا شیخ العالمین کی حیات
میں خلوص کے ساتھ کیا کرتا تھا تا عمر گزارا ہونگا اور جو شخص سے اسے شیخ العالمین جا شہینی ہوگا
میں اسے پیشوا سمجھتا ہوں ہونگا میری ہمت اسکو قبول نہیں کرتی کہ میں اسے شیخ کی
سپرد کردہ خدمت کو چھوڑ کر ایسے دشوار گزار بارگاہ پر قدم لوں۔ آپ انکار کے بعد سید العیاض
آگے بٹھلے بھائی مولوی شاہ محمد ابوبکر صاحب نے فرمایا کہ بڑے مولوی صاحب جا شہینی
پر راضی نہیں ہوتے آپ قبول کریں بٹھلے مولوی صاحب اور دوسرے بھائیوں نے
فرموا لیا کہ طوطا کی طرح ہو کر کہا کہ آپ کی موجودگی میں کوئی شخص جا شہینی قبول نہ کرے گا
بہر حال آپ ہی کو اس کام کے لیے جبروایا گیا مگر فرموا لیا اپنے خیال پر اے بھائیوں مجھ کو
پر راضی ہوئے۔ فرموا لیا کہ شاید یہ انکار اور اپنا احوال طریق سے معدرت تو اس بات کی خبر
دیتی ہے کہ شاید کسی طرح آپ جا شہینی قبول نہ کریں گے مگر جس مجبوری نے آپ کو اس کام پر مستعد کر دیا وہ
یہ تھی کہ جس ذریعہ تذکرہ پیش تھا اسی شب کو مولوی شاہ محمد ابوبکر صاحب مولوی شاہ محمد عالم قدس
نے خواب کیا کہ حضرت شیخ العالمین بہت شریف لائے ہیں۔ چونکہ زندگی میں آپ کی عادت
کے خلاف تھا ان دونوں بزرگوں نے باہر سے برہنہ سر کی وجہ دریافت فرمائی شیخ العالمین نے
فرمایا کہ میان ابوالحسن علی ہنذا قبول نہیں کرتے میں بھی ننگے سر ہوں۔

شیخ طالب علی مرحوم نے اسے سید لکھا ہے لیکن مولوی وصحی احمد علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ حضرت
شیخ العالمین نے یہ فرمایا کہ آپ کے سر تلخ ہونا دیا۔ صبح کے وقت یہ دونوں بزرگ خانقاہ شریف
لئے

اور مجمع عام میں فروالا اولیا و سید العلماء سے مخاطب ہو خواب کو بیان فرمایا اس وقت فروالا اولیا کو قبول کر لینے کے سوا انکار کی کوئی صورت بنائے نہ بنی۔
 شیخ طالب علی مرحوم لکھتے ہیں کہ جس روز سے فروالا اولیا جانشینی کے لیے مجبور کیے گئے اس روز سے آپ کا یہ معمول رہا کہ صبح کی نماز سے ظہر تک خلوت میں تشریف رکھتے اور تیس اشعبان تک دوپہر اور شب کا کھانا مہمانوں کے ساتھ سترہ درہ میں کھاتے اور سترہ تک بھی سترہ درہ ہی میں کرتے پھر رمضان شریف تک یوں ہی معمول رہا اور تاریخ کو فاتحہ تہیاریہ کے پہلو حضرت سید العلماء قدس سرہ نے شیخ اشرف علی صاحبی و مومنا کو فرمایا کہ خلوت میں شیخ العالمین کے عہد پاک کی طرح ضرورت کی سب چیزیں درست کر رکھیو۔ اور تلخ و خرقہ و دیگر تبرکات ایک خواجہ پر باضابطہ درست کر لیجئے شیخ صاحب مرحوم نے ان چیزوں کو درست کر رکھا۔

سجاوگی کی وقت اولیا کو جو تبرکات دی گئی

وہ کل حضرت مولانا تاج العارفین و شیخ العالمین کے ملبوسات تھی ازاجملہ مولانا کا وہ تاج جو ظاہر اور وقت تاج العارفین کو عطا ہوا تھا تاج العارفین کا چارخانہ کا وہ کراچو جسکو شیخ العالمین نے اپنی جانشینی کے وقت پہنا تھا شیخ العالمین کا پھندٹ کا وہ کراچو عدالت کو زمانہ میں زیب تن تھا شیخ العالمین کی وہ ستارہ و وفات سے کچھ دن پہلے زیب تن تھی شیخ العالمین کی وہ زعفرانی چادر جسکو شمعان کی یازدہم میں اپنے مبارک پر باندھ کر زیارت کی تھی تاج العارفین کی وہ فاختی رنگ کی شال جسکو شیخ العالمین نے اپنی سجاوگی کے روز زیبوش کیا تھا اور حضرت تاج العارفین جاوڑن میں اکثر مبارک پر باندھا کرتے تھے شیخ العالمین کا وہ رومال اور وہ صدی تسبیح جو وفات سے کچھ دن پہلے آپ کے دست حق پرست میں تھی عھصا سادانی یہ کمال سبب و برکت کیوں ہوئے باضابطہ رکھ ہوئے کھو فاتحہ چارم کے بعد سید العلماء و مولوی اکبر علی قدس سرہا و مولوی شاہ حیدر باوی و حاجی احمد علی برہمہ قدس سرہا خلوت میں تشریف لائے اور سید العلماء اس خواجہ کو مولوی معنوی شاہ حیدر علی سجاو قدس سرہا کے سر پر رکھا ان کے پیچھے پڑ جو شش ہفتہ درہ میں تشریف لائے اس وقت تک فروالا اولیا

قل پڑھنے والوں کی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ سید العلماء نے باب شیخ العالمین کی جگہ پر مسیحی مجسبی کو شمالی در پر دیوار سے ملصق بیٹھنے کو فرمایا آپ اٹھ کر اور شیخ العالمین کی جگہ پر تشریف لے گئے۔ سید العلماء نے تبرکات کا حوائج پسا منے رکھا اور پہلو تاج اٹھا کر بوسہ دیا اور فروالا ولیا کے سامنے پیش کیا آپ نے سچھکا کر اپنے ہاتھ کو سید العلماء کے ہاتھ کے نیچے رکھ کر ہین لیا۔ انحضرت اس طرح ترتیب وار کل تبرکات آپ کو ہیناتے گئے رسم سجادگی تمام ہونے کے بعد حضرت سید العلماء دست بوس ہوئے اور نذر گزارانی اسکے بعد فروالا ولیا کے دیگر انخوان پھر مولوی علی اکبر قدس سرہ و سید العلماء کے صاحبزادگان نے دست بوسی کی بعد ازاں حضرت شیخ العالمین کے کل مریدوں نے سعادت دست بوسی حاصل کی اور نذرین گزارائیں۔

مولوی معنوی شاہ محمد ابوالحیوة پھلواڑی و مولوی شاہ و صلی محمد پھلواڑی قدس سرہا و شیخ طالب علی مرحوم پھلواڑی لکھتے ہیں کہ جبوقت فروالا ولیا کو خرقہ پہنایا گیا علاوہ اسکے کہ عام اثر پھیلا ہوا تھا شیخ العالمین کی شبابہت اس قدر نمایاں ہو گئی کہ باوی النظرین عالم طرح پر صو نکھا ہو جاتا تھا بعض بے اختیار سبحان اللہ کہ اٹھے اور اکثر مشائخون نے کہا کہ نیامت و خلافت اسکا نام ہو کہ نائب و نسیب میں صدقہ و سیرۃ کوئی فرق باقی نہ رہے مجمع میں ہر قسم کے لوگ حاضر تھے بعض راقضیوں نے فروالا ولیا کی صورت ہی دیکھ کر اپنا عقیدہ باطلہ لکھ لیا اور دل سے منقاد ہو گئے۔

شیخ العالمین کے مریدوں سے ایک شخص فتح ارخان نامی اسی فاطمہ چہارم میں شریک ہو گیا ہے اے تھو چونکہ کثرت امراض کو سبب بنا تو ان اور ضعیف ہو گئے تھے اور فی الجملہ آنکھوں کی روشنی میں بھی ضعف آگیا تھا سجادگی کے دوسرے دن خلوت میں جا کر فروالا ولیا سے اپنی علالت و ضعف بصارت کا حال اس طرح ظاہر کرنے لگی کہ مجھے ضعف بصارت اس قدر آگیا ہے کہ اسوقت حضور کا چہرہ مبارک صلی نہیں معلوم ہوتا بالکل شبابہت شیخ العالمین کی معلوم ہوئی ہے اگر مجھے وفات کی خبر ہوتی اور یکایک جلا آتا تو شاید پہچان نہ سکتا۔ کوئی تو واعظا ہوتی جس سے میرے دور ہو جاتا۔ حاضرین انکی بات سن کر ہنس پڑے۔

اس جگہ میں اپنی اس تحریر کی تصدیق میں مولوی و صلی محمد و شیخ طالب علی علیہما الرحمۃ کی عبارت بخوبی طوالت چھوڑ کر صرف اپنے بزرگ مولوی معنوی شاہ محمد ابوالحیوة قدس سرہ کی عبارت

الکھ و تیا ہون -

اما طرقتہ ترین بود کہ پھر در پوشیدن خرقہ تبدیل صوت ظاہری بصوت حضرت شیخ العالین
 آنقدر شد کہ ہر کہو و مہو را حیرتہ بود و در آن مجلس قریب چہار ہزار مردم جمع بود
 ہر کسے ازین ماجراے شگرت بس متحیر بود۔ اکثرہ انھن را سیلہ نقیاد و اعتقاد ہرین آمدند
 و بعضی فقراء در گاہ شاہ از ان قدس سدرہ و سجادہ نشین شاہ پاقر با خود ہا یکدگر
 را میگو گفتند کہ ہمینا چہ خرقہ این را میگو بندہ ما چہ عین اثر تبدیل صوت در پوشیدن
 خرقہ جائے ندیدیم۔ و برابر ہم شیخ اللہ خان کہ بعد چند روز پرسم فاقم حاضر
 شد ہر چون اتفاق حضور را کہ فرمای شد از معائنہ این حال گمان ضعف بصر بدوہ زبان
 شکایت برکشاند و با امید عنایت ہم بر عرض حال خود آغاز کردند کہ اکثر بیماری باشم
 و از چندی خیرگی چشم ہم پیدا است۔ چنانچہ این وقت ہم چہرہ حضور صاف نظر نمی آید
 بلا فرق چہ شیخ العالمین علیہ السلام در روشن حال خیرگی چشم این است
 شب تار کہ ہر بار سدا چند آنکہ تامل سے کم نمی کم و کاست چہرہ شیخ العالمین
 صاف معلوم میشود شاہینہ اشغال ماست مندیہ ہی آدم ہرگز گمان جناب عالمی نمی آمد
 میخوام کہ دولے مجرب بل فرغ خیرگی چشم عنایت شود کہ چہرہ صاف متاثر شود حاضرین
 خلوت شریف بارگشتہ کے ایشان ہنسی بود ازین قبیل خلقے بود۔

اس وقت حضرت شاہ قمر الدین حسین عظیم آبادی قدس سرہ بھی موجود تھے بے اختیار
 کہ اٹھے "سبحان اللہ کیا نام خیرہ کو بصوت بھی بول دی۔"

الغرض مجلس منقضی ہونے کے بعد قمر والا اولیاء الکنیاء کے تھو کہ تہاج العارفین
 شیخ العالمین کے مزار پر انوار پر فاقم کے لیے شریف لے گئے وہ ان سے واپس آئے
 کے بعد قمر والا اولیاء نے خلوت میں چوتھو ان ملبوسات کو آرا کر کحفا طت تبرکات کے صندوق
 میں رکھوا دیا اور دوسرا کپڑا شیخ العالمین کا و جلا ہوا سینکڑو جماعت کو لیے باہر شریف لایا کیے
 شب کو نماز عشا و تراویح کے بعد ایک جماعت کراچی کے ساتھ حضرت مخدوم چمنید ثانی اولیاء پھلواوی و
 حضرت شاہ محمد مخدوم قدس سرہا کے مزار پر فاقم پڑھنے کے لیے وہاں پر حضرت محبوب عالمین
 خواجہ عماد الدین قلندر قدس سرہ کے مزار شریف پر فاقم پڑھنے کے بعد خانقاہ میں قترہ لائو
 سجادگی کو بعد کچھ دنوں تک ہجوم نیازات و ہمانی کے سبب شب کو تنہا رہی میں استراحت

فرماتے تھے اس کے بعد شب روز خاوت ہی میں رہنے لگو۔

جس وز فرود الاولیا مسند ہدایت پر جلوہ افروز ہوئے مردون اور عورتوں نے بکثرت آپ کے دست حق پرست بر جمعیت کی۔ مردون میں سب سے پہلے مرید فرد الاولیا کو ملک مہر لطیف صبا حسن کناری ضلع کیا ہن۔ یہ بزرگ بہت معمر تھے ۳۱۵ھ ہجری تک زندہ تھے۔

تقیب کتاہو کہ سین ذوالکوائف نے بچپن میں دیکھا تھا۔ معمولات کے بہت پابند تھے جو چیزیں اولاد و اشغال سے فرود الاولیا نے تعلیم فرمائی تھیں ہر زمانہ میں نہایت پابندی کے ساتھ کرتے تھے۔

نہایت راسخ العقیدہ و بلند ہمت تھے تمام عمر آنھوں نے اذکار و اشغال ترک نکلیا سڑی و گرمی ان کے لیے یکساں حکم رکھتی تھی فرود الاولیا کے مزار شریف کی روزانہ حاضری انہ پر فرض تھی شب کو بھی اکثر اذکار کے لیے فراہمی پر رہا کرتے تھے اولاد زینہ سے انکی کوئی نہیں ہو صرف اولاد کیان تھیں جنکی اولاد موجود ہے۔ مدوح نے کی عمر میں باہ ۳۱۵ھ ہجری میں مرض سڑی میں انتقال کیا اور بلخ مجیبی میں فرود الاولیا کے مزار سے کچھ دوچار چوبڑہ سے بائخل متصل مدفون ہوئے۔

شیخ العالمین کے میدان و خلفا سے کل لوگوں نے فرود الاولیا سے رجوع کیا بیان تک کہ سید العلماء مولوی احمدی قدس سرہ و فرود الاولیا کے اخوان ذوی الاحشام سے اپنے مہولات کو انکی اجازت سے شروع کیا ہر چند انھیں اسکی حاجت نہ تھی کہ آپ سے اجازت کی تجدید کرن کیونکہ شیخ العالمین سے ان کل بزرگوں کی تکمیل ہو چکی تھی مگر بغرض ستیر اک بلی از سجادگی سب نے رجوع کیا اور فرود الاولیا کی اجازت سے معمولات کے پابند ہوئے۔ چنانچہ سب سے پہلے سید العلماء مولانا احمدی قدس سرہ نے جو شیخ العالمین کے خلیفہ اعظم اور حقیقی بھائی تھے درخواست کی کہ آپ میری شیخ کی جگہ پر میں مجھے کچھ ارشاد فرمائیے تاکہ میں اسکو معمول کروں فرود الاولیا نے فرمایا کہ آپ کو اب اسکی کیا حاجت ہے شیخ العالمین کے زمانہ میں اور اسوقت بھی بطور خود اول حضرت شیخ العالمین کے حکم سے دوسروں کی تربیت و تعلیم فرماتے تھے۔ بالفرض اگر آپ کی تکمیل نہ ہوئی ہوتی تو مجھے کب زیا تھا کہ میں اپنے استاؤ کے تعلیم کی جرات کروں کل چیزیں آپ کو خود معلوم ہیں بلکہ انکو فوائد و آثار بھی آپ پر ظاہر ہو چکے۔ ان چک سرون کے سوا دوسری کیا چیز ہے جسکو میں بتاؤں سید العلماء نے فرمایا کہ بزرگوں کا قول جو من لا شیئہ فیہ فیہ الشیطان ساک جب تک اس عالم میں ہوا سکے لیے ایک شیخ کی ضرورت ہو ورنہ وہ شیطان کا دان گھات سے

امن میں نہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ کو اپنا شیخ سمجھوں اور آپ کے ارشاد کے مطابق کسی مشغولی کا التزام کروں اور مجھے شیخ کے سمجھوں یا میری معمولات ہی کو کسی چیز کو اپنی زبان سے فرما دیجئے تاکہ اسی کو ہمیشہ کیا کروں اسوقت فرد والا ولیا نے امتثالاً لامر سید العالی کے معلومات سے ایک چیز بتادی جسکے نام مد اوم ہے۔

سید العالی کے رجوع کر نیے بعد فرد والا ولیا کے اخوان ذو الہ الاحترام سے سنیے رجوع کیا اور نیا بیعت و تعلیم و تربیت کی اجازت لی مگر فرد والا ولیا کے چھٹے بھائی حضرت سید العاشقین مولوی معنوی شاہ محمد علی سیاح و قدس سرہ نے دوسرے بھائیوں کی طرح علانیہ رجوع نہ کیا اسکی وجہ میں نے اپنی پروردگار مدظلہ سے اور انھوں نے اپنی پروردگار علیہ السلام سے یہ سنی ہے کہ سید العاشقین خود فرماتے تھے کہ دوسرے اخوان کی طرح میرا بھی قصد تھا کہ علانیہ بھائی صاحب رجوع کروں مگر ایک دفعہ میں موضع حکیم آباد گھگھٹہ میں تھا اور مجلس سماع نہایت گرم تھی مجھ کو بھی زوق تھا اور عزیزوں کا وقت بھی بہت خوش تھا کہ دفعہ مجھ پر ایسے و فور کی حالت طاری ہوئی کہ جان بری اس سے مشکل ہوئی اسوقت شیخ العالمین نے شیخ کی مدد کی ضرورت تھی مبادا یہ حالت دیکھ کر کچھ دیر تک رہ جائے تو شاید زندگی کا خدشہ تھا کہ ناگہان اسی حالت میں میں نے اپنے پہلو میں بھائی صاحب کو پایا اسوقت مجھ کو بھائی صاحب نے گلے سے لگا لیا اور مملکت سے نجات بخشی بلا فرق بھائی صاحب کی یہ مدد ویسی ہی ہوئی جیسی شیخ العالمین اپنی دنیاوی زندگی میں فرمایا کرتے تھے۔ اس روز سے علانیہ رجوع کا خیال میں نے اپنے ذل سے اٹھا لیا اور یہ خیال کیا کہ جب بھائی صاحب کو خود میرا اس قدر خیال ہے تو میرا بھی دل سے رجوع ہونا کافی ہے۔

درحقیقت فرد والا ولیا کی ذات پاک اپنے ظاہری و باطنی مدارج میں شیخ العالمین کے برابر تھی کیونکہ شیخ العالمین نے آپ کی تعلیم و تربیت ایسی ہی دل سوزی و التفات سحر فرمائی کہ واقعی آپ کی ذات بابرکات تمامی کمالات میں شیخ العالمین کی نظیر ہو گئی۔ حضرت مخدوم عالم شاہ محمد مخدوم قادری جعفری پہلو اوی قدس سرہ نے خواب کے ذریعہ سے مولوی محمد امام قدس سرہ کو شیخ العالمین کی علالت میں اسکی خبر دی تھی جیسا مولوی معنوی شاہ محمد الواحیوۃ قدس سرہ نے کتاب تذکرۃ اکرام میں لکھا ہے نقل سے مولوی محمد امام صاحب نے استریکا تہ در عالم معاملات حضرت مخدوم عالم شاہ

محمد خردوم پھلادی قدس سرہ را دیدند بس پریشان خاطر عرض کردند صحت شیخ تمناؤم
اسد کردین کا رحمت فرمودہ آید۔ ورجواب فرمودند بالفرض اگر ہفت و ہشت سال دیگر ہم حیات
یاقتند تکلفی نیست من ورت کر آئم کہسے ہچو ایشان بجائے ایشان بنشیند کہ وجود پاک
شان کبریت اجرت۔

جب ذات پاک کو شیخ العالمین کی مثل و نظیر تصور کریں تو وہ مستغنیوں کی حاجت شیخ
العالمین جیسے شیخ کی طرح کیونکر پوری کر سکیگا۔

ان حضرات کے علاوہ وہ لوگ بھی جو شیخ العالمین کے صرف مرید تھے اور طریقت حاصل
کرنے کا وقت نکلا تھا فردا اولیا کی نظر کیا اور ان کے بدولت مراتب عالیہ پہنچنے اور یہ فیض
نہ صرف گھر ہی والوں کو سیراب کرتا رہا بلکہ غیر خاندان کے لوگ بھی دور و دراز کی دشوار گزار شہقت
سفر برداشت کر کے فردا اولیا کے حضور میں پہنچے۔ اور خاتم المرام گئے صفوی شاہ و اکھٹھا کو
قدس سرہ کے پوتے صفوی شاہ نور اللہ علیہ الرحمۃ نے سال ۱۲۲۷ ہجری میں بنظر تحصیل علوم ظاہری
ترک من کی کچھ کا قصد کیا تو صفوی صاحب نے اچھ سفر کی پہلی منزل پھلادی کے خانقاہ عالم پناہ
مجیدی میں کی۔ قطب کا وہ زمانہ کثرت علوم و فنون و مروج خیزی کے اعتبار سے شہرہ آفاق تھا۔

صفوی صاحب کو قصبہ کے دل کش سوانے کچھ ایسا گرویدہ کیا کہ آگے قدم نہ بڑھاسکے
آخر اپنے سفر کی آخری منزل اسی قصبہ میں کی اور فردا اولیا کے لائق برادر زادے و خلیفہ مولوی
معوی شاہ محمد کبھی علیہ الرحمۃ سے درسیات کا سبق شروع کیا چونکہ خاندان نہ صرف علم ظاہری
کے اعتبار سے ممتاز تھا بلکہ صفوی دنیا کے بھی لوگ وقعت کی نگاہ سے دیکھتے آئے اور دیکھتے ہیں
سیان کے ہر چھوٹے بڑے میں تصوف کا اعلیٰ مذاق پایا جاتا تھا صفوی صاحب چونکہ خود
بھی خاندانی پیرزادے تھے یہ قصبہ ہر طرح پر انکو مذاق کے مطابق ثابت ہوا مگر اس سبب سے کہ
صفوی صاحب کا مشربا بالعلمائے تھا جمیع حدیث کا غلبہ زیادہ ہوا اور خاندان توحید کے ساتھ
اوسیت کی ولفریب رنگ آمیزی کا ساد گھار ہا تھا صفوی صاحب کے لیے اللہ تعالیٰ دنیا
نظر آئی اور بے اختیار دل چاہا کہ فردا اولیا سے رجوع کریں چنانچہ ایک روز تخلص میں آپ نے
اسکی درخواست کی مگر فردا اولیا نے بمصلحت چند بجزاسکے کوئی جواب نہ دیا کہ ابھی آپ کم عمر ہیں
علم حاصل کیجئے علم فقیری ہی تحصیل ہو صفوی صاحب بہت مایوس ہوئے اور محسوس ہوا کہ
اٹھ کر اپنے فرد کاہ میں چلے آئے۔ مگر نیا ولولہ اور سچی طلب تھی رہ رہ کر بے قرار ہوتے اور بار بار

اسکی کوشش کرتے تھے چند ماہ تک فرد الاولیا یون ہی مانتے تھے اور ادھر صوفی صاحب کا
 ذوق و شوق بڑھتا گیا بیان تاک کہ ربیع الاول کی دو روزہ ہم کو صبح کی مجلس سماع میں صوفی صاحب
 پر از خود کیفیت طاری ہوئی اور بے اختیار گری اور دیر تک مرغ بسمل کی طرح تڑپتے رہے۔ جب
 فرد الاولیا نے صوفی صاحب کی از حد ثنا و آرزو دلچسپی تو شاہ و لا اور علی صاحب
 (جو صوفی شاہ بقیۃ اللہ علیہ الرحمۃ کے مرید تھے) کی تحریک سے چند اشغال و اذکار مناسب حال
 تعلیم فرمادیا۔ ازین قبل بہت لوگ دور دراز سے آئے اور خوانِ نعمت سے اپنا حصہ لے گئے
 از انجمن کٹھنوں میں محرم روز چھٹنبہ ۱۲۵۱ھ بارہ سوا کا دن ہجری میں ملا مظفر علی صاحب
 نبیرہ ملا محمد اللہ سندیل ری شاہ محمد ملتانی کی صحبت میں آئے اور فرد الاولیا کے حلقہ ارادت
 میں آکر کسب لوگ میں مصروف ہوئے۔

جمادی الاولیٰ ۱۲۵۱ھ بارہ سوا ط ۱۲۵۱ھ تالیس ہجری کے اخیر عشرہ میں شاہ شرف الدین صاحب کن
 پاکپٹن مرید حضرت خواجہ نور پاکپٹنی قدس سرہ جو خلیفہ حضرت مولانا فتح الدین دہلوی قدس
 سرہ کے تھے پھلواری میں پہنچے اور فرد الاولیا سے طریقہ درویشی میں رجوع کر کے کسب
 باطن میں مصروف ہوئے۔

آٹھویں رجب ۱۲۴۸ھ ہجری میں حافظ علی الرحمن ایدوانی و حافظ بدر الدین ایدوانی اپنے
 وطن سے بارادہ بیعت آئے اور فرد الاولیا کے حلقہ ارادت میں آکر مشق سلوک میں مشغول ہوئے
 اسی روز ایک دوسرے بزرگ موضع پبلی متصل رام پور کے رہنے والے شاہ محمود ریش نامی حضرت سید
 علی تقا و راجدای قدس سرہ کے مرید فرد الاولیا کے حضور میں پہنچے اور کچھ دن قیام کر کے بعد
 طریقہ درویشی میں آکر رجوع کیا اور پھر بغداد شریف واپس گئے۔

۱۲۶۰ھ بارہ سواٹھ ہجری میں حکیم محمد دہلوی بغرض طلب حق ایک بزرگ کی زبانی فرد الاولیا
 کے حامد و فضائل سے نواہنے لگا۔ فرستادہ آپ کے حضور میں پہنچے اور چند مدت تک صحبت و رک کرنے
 کے بعد ششم رجب ۱۲۶۳ھ ہجری میں کامل و مکمل اور تمامی طرق کے مجاز ہو کر وطن واپس گئے
 غرض سیرت دور دراز کے رہنے والے طالبین کثرت فرد الاولیا کے حضور میں
 پہنچے اور فائز المرام گئے۔

فرد الاولیا کا طریقہ اور مشرب اگرچہ بالکل قادر یہ تھا مگر چونکہ آپ کے جامعہ حضرت تاج العارفین
 تمامی سلاسل تھے جامع تھے فرد الاولیا کو بھی ان تمامی سلاسل کی اجازت اسکے اذکار و اشغال کے

سید
 محمد
 نور
 علی
 صاحب
 دہلوی
 صاحب
 کتب
 خانہ
 لاہور

ساتھ آپکو والد حضرت شیخ العالمین سے پہنچی تھی اور کل طرق میں طالب صادق کی اعلیٰ تعلیم فرماتے اور نہ صرف تعلیم ہی کی قدرت رکھتے بلکہ اسپر کامل طور سے قادر تھے کہ جس طریقہ بسلسلہ کارنگ چاہیں دوسرے سلسلہ کے مقابلہ میں غالب کر دیں۔

کاسٹ شاغل بنو مشق سلوک میں اگر تمامی طرق کی چیزیں بیک وقت مشق کرتا ہو اور اسپر ان چیزوں کی تاثیرات و کیفیات بھی پیدا ہو گئی ہوں یا ہوتی ہوں اگرچہ تمامی طرق انچرنگ میں ایک دوسرے سے خاص امتیاز رکھتے ہیں پھر بھی ان کیفیات کی تیز سطح مبتدی پر دشوار ہوتی ہے مثنیٰ پر بھی آسان نہیں۔ مثلاً یوں سمجھنا چاہیے کہ قادر بطریقہ میں مستلبی سوز و گداز و جستہ میں غلبہ ذوق و شوق نقش بندہ میں استعراق و انہماک۔ ابوالعلائیہ میں کثرت جویش و خروش یہ کل حالتیں اگرچہ باہم ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں بیک وقت اگر سوز و گداز یا غلبہ ذوق و شوق یا استعراق یا جویش و خروش کسی طالب میں پیدا ہو جائے تو تو اتر کیفیات کو سبب حیرت میں آکر ہرگز فرق و تمیز نہیں کر سکتا کہ یہ کس طریقہ کی تاثیر اس وقت مجھ میں پائی جاتی ہے مگر فرد الاولیا ان تمامی کیفیات کی تیز میں بھی فرد کامل تھے۔ غیر طریقہ کا وہ مرید جو اپنے طریقہ کی چیزیں مشق کرنے کے بعد گئے تاثیرات کو متکلیف ہو چکا ہو اپنے سیر کے وفات کے بعد فرد الاولیا کے حضور میں رجوع کرنے سے اپنے سیر کی صحبت و فیضان طریقہ کی پوری تاثیر پاتا تھا۔ کیونکہ آپ اسکے طرف انفاض میں پرخیاں و لحاظ رکھتے تھے کہ اسکے طریقہ ہی کی کیفیت اسکے دل میں پہنچتی رہے۔ اور اسی عنوان سے اسکی باطنی ترقی ہوتی ہے تاکہ اسکو اپنی شیخ و طریقہ سے چھوٹ کر دوسرے شیخ و طریقہ کے ذریعہ سے حصول مقصود کی حسرت نہ ہو۔ اور یہ نہ سمجھو کہ پہلے مجھ میں کچھ اور بات تھی اور اب دوسری تاثیر ہو بلکہ یہ سمجھتا رہو کہ میں اپنے سیر ہی کے حضور میں ہوں اور اسی طریقہ کا اثر ہے کہ رہا ہوں کیونکہ سالک کو لیے شیخ کے طریقہ و فیضان کے طرف سے اولیٰ بیداری بھی نقصان رساں ہے۔ چنانچہ ایسی تربیت کی مثال میں کیمپ نا پور کے ایک بزرگ سید شاہ محمد و حلیہ میں ابوالعلائی قدس سرہ کی حکایت میں نے اپنے پیر و مرشد سے یہ سنی کہ بزرگ ابتدا میں حضرت مولوی معنوی حافظ شاہ محمد ظہور الحق مجیبی بھلاوی تم العظیم آبادی قدس سرہ کے اخیر عمر میں انکو حلقہ ارادت میں ورنے اپنے سیر کا زمانہ بالکل پہنچا ہے۔ کس سلوک کا بھی اتفاق نہ ہو چونکہ سید صاحب کے کل بزرگان تعلیم ابوالعلائیہ تھے کہیں طریقہ کے لیے اپنی خاندانی طریقہ کے بزرگ حضرت خواجہ سید شاہ ابوالبرکات قدس سرہ کی طرف رجوع کیا اور تکمیل طریقہ کے بعد اجازت و خلافت سے

ممتاز بھی ہوئے۔ خواجہ صاحب کی وفات کے بعد سید صاحب نے فردا اولیا کو رجوع کیا اپنے انکی تربیت میں انکو طریقہ ابو العلامیہ ہی کا انداز کو ملحوظ رکھا۔ ایک دن خانقاہ میں مجلس سماع کے وقت وفور کے ساتھ لپیو طریقہ ابو العلامیہ کی کیفیات و تاثیرات سے متاثر ہو کر وجد کرنے والوں میں سید صاحب ہی تھے۔ فردا اولیا نے اس وقت آپکا وقت خوش دیکھ کر اپنے خاص طریقہ قادریہ دارشہ کی تاثیر و کیفیت پہنچانے کا قصد کیا سید صاحب پر کیا ایک جو ایک نئی کیفیت پہنچی تو بے اختیار یہ کہہ اٹھے سبحان اللہ یہ تو دوسری ہی چیز ہے کچھ اور ہی بات ہے۔ مجلس بہ خواست ہونے کو بعد فردا اولیا نے فرمایا کہ آپکو بہت جلد تبدیل کیفیت کی تمیز ہوگی آج میں نے اپنے خاص طریقہ قادریہ کی کیفیت پہنچانے کا قصد اسلئے کیا کہ آپکا ایک مدت سے اپنے طریقہ ابو العلامیہ کی تاثیرات و کیفیات کا لطف نے رہے تھے۔

مبتدی کو اسکی ریاضات و مجاہدات نفس کے سبب ظہور ثمرات پر بالیدگی نفس سے بچانے رہنے کو لیے فردا اولیا اپنی باطنی توجہات سے کام لیتے۔ اگر وہ ابتداء ریاضت و مجاہدات نفس میں خفیت ظہور ثمرات پر متوجہ ہو کر آپکو حضور میں شاکی ہوتا اور اپنی ریاضت و محنت کو مد نظر رکھ کر اپنے خیال کے مطابق ثمرات کا خود ہستگار ہوتا تو فردا اولیا اسکی دلہی کے ساتھ دل پذیر لفظوں میں اسکی نصیحت فرماتا اور اسکو اس نقصان رسان خیال کو کہ میری محنت و ریاضت کے برابر غمہ نما“ دل سے اٹھا دیجئے۔ کیونکہ سالک کو اپنی ریاضت و مجاہدات نفس پر نظر نقصان رسان ہے۔ اسکی محنت و مشقت کا جس قدر غمہ ملے گو اس کے نزدیک کم ہو مگر خدا سے غیور و بے نیاز وی اس نے اعطیہ کو مقابلہ میں اسکی وہ جان تو پر ریاضت کروردہ جسم سے جو یہی سبب ہے کہ جب سالک اپنی ہستی پر غائر نظر ڈالتا جو اس کے بعد اپنی محنت و ریاضت کو دیکھتا ہے پھر انصاف کی نظر سے خدا سے بے نیاز کے ادنیٰ عطیہ کا موازنہ کرنے بیٹھتا ہے تو درحقیقت اسکی نظر میں جس کے برابر بھی اسکو اپنی ریاضت نہیں چھٹی۔ سالک کو اپنی محنت و ریاضت اور اسکو نتائج کا وجود اسطرح سمجھنا چاہیے جسطرح بادشاہ کے مقابلہ میں ایک فقیر کی صمغ لباس و پوشاک کی زینت کہ جب وہ اپنی ظاہری وضع سے مغرور ہو کر دربار شاہی کی زینت پر نگاہ ڈالتا ہے تو اپنی زینت و شوکت بالکل بھول جاتا ہے اسطرح حاکم حقیقی کے مقابلہ میں سالک کو اپنی ہستی محض لاشے و معدوم سمجھنا چاہیے چنانچہ ایک مبتدی نے اپنی شدید ریاضت کو بے خفیت ترت اثر کو شکایت و حسرت آمیز جملوں میں فردا اولیا کو لکھا اپنے اسکا جواب ان لفظوں میں دیکر انکی شکایت و حسرت کو مٹایا۔

این قدر ظہور ثمرات جائے شکرست و اگر چه بالفعل کمتر باشد ولیکن آہستہ آہستہ ذوق و ذوقہ بہ سبب اثر مداومت آخر استقرار و استحکام ثمرات این محنت و مراقبات بخوبی میشود و اینک محض ابتداءست و آغاز این قدر ظہور ثمرہ ہمساز عنایات حضرت حق تعالیٰ نشانہ است۔
 کریمی است کہ از ناپ طاعت و چہ بندگی ولیکن از کم خود بعباسے ثمرہ ورنہی گذرد و نا اگر بجز
 خشوع و خضوع تمام عمر طاعت و یاد او گذرانیم در غور و عظمت و بی نیایدش بجا ہے نمی آرد و
 چہ ظاہرست کہ گداز سرمایہ تمام عمر خود کہ بدریوزہ حاصل نماید بیارگاہ سلطانی زانمی شاید کہ
 بقیمت کمتر کہ آن خزینہ جو اہرش نمی رسد بنا بر سالک این راہ را نظر بر عمل خود نیست بر آرزو کار
 محض از فضل و عنایات و مانند وقت حضور حکام مجازی کہ خیال حشم و وجود و آراشش خود
 ہر سچ نمی ماند و در حضور محبوب حقیقی اثر ہے از ہستی و اجر کار فرمانبرداری و اطاعت کی ماند

عجب نیست با وجودت کہ وجود من نماند	تو بگفتن اندر آئی و مرا سخن نماند
------------------------------------	-----------------------------------

و یاس و نامرادی از بارگاہ ہرچو کریمی سوراویست۔ طاعت خود قلمبیل باید دانست و امیدوار

کرم باید بود۔

فرد الا ولیا جن دن سو جانشین ہوئے نہایت پابندی کے ساتھ لوازمات سجادگی کو بہ تناثر شروع کیا۔
 جانشینی کے بعد شیخ العالمین جس طریقہ پر ایمانات و مجاہدات و حاجت روائی خلق کیا کرتے
 تھے اسی طریقہ پر فرد الا ولیا نے انجام دینا شروع کیا۔
 جب تک فرد الا ولیا عزت گزین نہوئے تھے اسوقت تک آپکے اوراد و وظائف کیا تھے اور
 عزوان ریاضت کیا تھا اسکا پتہ تو نہ لگا۔ مگر خلوت نشینی کو بعد حقدراؤ کار و اشغال و فوائل
 و اوراد شیخ العالمین پڑھا کرتے تھے فرد الا ولیا نے بھی سیکھنا و نیا وظیفہ بنایا اور اسی خیال سے
 شیخ العالمین نے اپنی وفات سے کچھ دن پہلے اپنے معمولات میلی و نہاری کو بطور دستور العمل کے
 ایک جڑو کاغذ پر لکھ کر جابے نماز کے نیچے رکھ دیا تھا اسہیں فرد الا ولیا نے اسقدر افزائش
 کی کہ شیخ العالمین روزانہ فاتحہ حضرت تاج العارفین و پیران سلسلہ قادریہ عماد
 و فاتحہ حضرت مخدوم ملک مخدوم شرف الدین بہاری قدس سرہ و فاتحہ حضرت مولانا رسول نما
 و فاتحہ حضرت خواجہ میان صاحب و فاتحہ جمیع بزرگان و فاتحہ حضرت سلطان ابو سعید و فاتحہ حضرت سلطان سید
 آصف جاناگ و فاتحہ حضرت شاہ غلام سرور پھلوار دی و فاتحہ اپنے بعض اہل کمال فقط پڑھا کرتے تھے فرد الا ولیا نے ان
 سب رتوں کے ساتھ ان بزرگوں کا بھی نسخہ معمول کیا جبکہ سلسلہ خاندان حمیدیہ میں ہر پنجواہے۔

انکی علاوہ حضرت مولانا حضرت خواجہ حضرت تاج العارفین و شیخ العالمین کے دوسرے
مریدوں کا اور دیگر بزرگوں کا فاتحہ بھی پڑھا کرتے تھے (جسکی تفصیل ذیل کی عبارت میں خود فرد
الاولیاء نے لکھی ہے)۔ آپ شیخ العالمین کے اسی معمولات لیلیٰ و نہاری کے
دوسرے صحیفہ پر تحریر فرماتے ہیں۔

خاکسار ابو الحسن زیادہ کرو فاتحہ بیران دیگر سلاسل کہ اجازت بیعت آہنادر بریخان
رسیدہ یا شغلی از طریقہ شان رسیدہ و نیز فاتحہ مریدین حضرت مولانا و حضرت
میانصاحب و حضرت تلج العارفین و حضرت مرشدی قدس اللہ تعالیٰ سرزم
و فاتحہ جمیع انبیاء و اولیاء و فاتحہ حضرت میانصاحب و فاتحہ آبا و اجداد پداری و
ماری و اساتذہ و فاتحہ بزرگان پھلوار می و عظیم آباد و اطراف قرب جو ر و فاتحہ اہمات
المؤمنین رضی اللہ عنہم و عنہم۔

شیخ العالمین اپنی زندگی میں حسب طرح فرد الاولیاء پر نظر شفقت و ملاحظت فرمایا کرتے تھے
وفات کے بعد بھی اس طرح روحانی تعلق آپ کے ساتھ قائم رکھا اور ہر جزئیات کی آگاہی
خواب کے ذریعہ سے کیا کرتے تھے۔

ایک سال شب دوازدهم ربیع الاول کو ماہذگی کے سبب فرد الاولیاء کو تھوڑی دیر ایسی
غٹو و گی آئی کہ صبح کے قتل کا وقت گزرنے لگا فرد الاولیاء نے دیکھا کہ شیخ العالمین تشریف
لائے اور فرماتے ہیں کہ تم اب تک سو تو ہو قتل کا وقت جاتا ہے۔ فوراً فرد الاولیاء بیدار ہوئے۔
اور جلد جلد وضو فرماتے کر کے باہر تشریف لائے۔

شیخ العالمین کے عہد یال میں تعویذ نویسی کی خدمت میر عباد اللہ علیہ الرحمۃ کے ذمہ تھی
فاتحہ حیارم کے بعد میر صاحب غایت حزن و ملال کی سبب برداشتہ خاطر ہو کر گھر چلے گئے
حدود کے رہنے سے حاجتمندوں کو تعویذ لکھ کر دینا خود فرد الاولیاء پر پڑ گیا اور ضروری کام
ہرح ہونے لگا شک کے وقت میر صاحب نے خواب دیکھا کہ شیخ العالمین تشریف لائے
اور فرماتے ہیں کہ تم بیان آکر بیٹھ گئے اور وہاں ابو الحسن کو تعویذ نویسی کی کنت تکلیف ہو رہی
حاجتمند آتے ہیں اور ٹھوم پھر جاتے ہیں۔ جلد جاؤ وہ تمہاری منتظر ہیں۔ میر صاحب علی الصباح
اٹھے اور افتان و خیزان شام تک پہنچے اس واقعہ کو بیان کیا۔ اور نہ یہ تو شیخ العالمین
کی فرد الاولیاء پر نظر خانقاہ و سیارہ کے متعلق تھی بلکہ آپ کے ذاتیات تک کا خیال حسب طرح

آپکو زندگی میں تھا اسی طرح وفات کے بعد بھی رہا۔ کتاب تذکرہ الکرام صفحہ ۵۷۳ میں لکھا ہے کہ شیخ العالمین کے وفات کے دو سو روز صبح کے وقت حسب دستور سید العلماء وقت میں سر نماز کے لیے مسجد میں تشریف لائے تو قبل اسکے کہ جماعت کھڑی ہو سید العیال کو دیکھ کر خیال آیا کہ شیخ العالمین کی زندگی میں آپکو ہر مزانج وضعف کے سبب نماز میں قرأت قصیر کیا کرتا تھا اب وہ عذر جاتا رہا اسلیو قرأت قصیر کی ضرورت باقی نہ رہی اسی تہتہ میں تھے کہ یکایک شیخ العالمین کی شیخ شریف سید العیال کے روبرو یہ کہتی نظر آئی کہ قرأت طویل آپتہ کیجئے گا لیکن سو وقت سردی کا وقت ہوا اور ابوالحسن بے پایتاہ کے نماز کے لیے آئے ہیں میں سردی کی تکلیف ہوگی نیز سید العیال نے نماز شروع کی اور قرأت قصیر ہی کر کے نماز تمام کی نماز کے بعد آیت فوالاولیا کو پلٹ کر دیکھا تو واقعی آپ بغیر پایتاہ کو تھے اسوقت سید العیال نے آیت فرمایا کہ جناب حضور (یعنی حضرت شیخ العالمین) سردی کے وقت موزہ پہن لیا کرتے تھے فوالاولیا نے فرمایا کہ سردی قابل برداشت تھی اسلیو نہ پہنا اسکی عبارت یہ ہے۔

روز دوم انتقال شیخ العالمین کہ جناب سید العیال ابراہی نماز جمعہ از مکان خود مسجد شریف اور ند مہوڑ تھرمیہ نہ بستہ بودند کہ در دل پاک شان خیال آمد کہ سابقہ نظر ہر مزانج وضعف حضرت شیخ العالمین در قرأت قصیر مکروم کنون الکتاب آیت قصیر زنی ندارد و دست بر تکلم برودتہ بودند کیبار دیدند آنحضرت را رضی اللہ عنہ کہ برہو تشریف آوردہ فرمودہ قرأت طویل خود سید العیال ابوالحسن را ایذا و تکلیف نخواہد شد کہ پابہنم بے موزہ و پوشستین و پیشی و سیامی نماز میخوانند وقت سرماست سید العیال را ازین حال از سابق خبر نمود و تخریمہ بستند اما قرأت قصیر کردند و بعد نماز پر سید نے کہ جناب حضور درین وقت سرما نظر آرام پاموزہ یا پایتاہ پوشیدہ اند جناب مستطاب و ام فیوضہ گفتند چندان تکلیف سردی نبود بنا بر پابہنم نماز اقدم بعد فراغ اوراد سید العیال مفصل حال در ذکر التفات تامہ سے رضی اللہ عنہ نسبت ہر جزئیات بیان فرمودند۔

غرض اسطرح شیخ العالمین کی روح پاک کو فوالاولیا کی طرف تعلق رہا کرتا اور عالم حیات کی طرح ہر امور میں مدد فرمایا کرتے۔

فوالاولیا کے مسند نشینی کے بعد مسجد کی امامت بستہ ہوئے مبارک لانے کی خدمت، قتل خوانی کی ابتدا جسطرح شیخ العالمین کے عہد پاک میں حضرت سید العیال کے ذمہ تھی فوالاولیا کو

ابتداءے زمانہ تک آپ ہی کے متعلق رہی۔ ہاں سفر کے موقع میں سید العلماء کے زہنی پروردگان
ذوی الاثر امیر مولوی قادری صاحب یا مولوی ابو الحیوۃ صاحب گاہ گاہ امامت کرتے تھے۔ آخر عمر
میں جب آپ کی بصارت ظاہری جاتی رہی تو نسبتہ مولی مبارک لانے کی خدمت آپے یازدہم محرم ۱۳۳۹ھ
ہجری میں مولوی ابو الحیوۃ قدس سرہ کو سپرد کیا مولوی ابو الحیوۃ قدس سرہ واقعات کی کتابیں لکھتے ہیں کہ،
جس وقت مجھ پر سچاوت نصیب ہوئی اور اس خدمت پر مامور کیا گیا اُس وقت کی تاثیر اور فیضان نبوی
کے اثر سے ہر شخص متاثر ہو رہا تھا یہاں تک کہ سید العلماء نے پر جوش ہو کر میرا دامن تھام لیا اور بلند
آواز سے صلوٰۃ و سلام پڑھنا شروع کیا اسی وقت آپ کو زبان پر فی البدیہہ یہ شعر جاری ہو گیا۔

اخذت ذیل رسول اللہ معتصماً | بالله خالقنا ذی الفضل الکرام

مفتدرہ تک پہنچتے پہنچتے ایک عجب عالم ہو گیا۔ اس شعر کے سننے ہی زائرین پر ایسی کیفیت
طاری ہوئی کہ تمام لوگ رونے لگے۔

یہ خدمت تمام عمر مولوی ابو الحیوۃ قدس سرہ کو ذمہ تھی سید العلماء کی وفات کے بعد قلعہ خوانی چنوبہ درباری
کی خدمت آپ کی بڑی صاحبزادے و جانشین مولوی شاہ محمد باوی قدس سرہ کو فرودال اولیا نے عطا فرمائی
اور امامت مسجد کی مولوی معنوی شاہ محمد قادری قدس سرہ و دیگر اخوان عظام کرتے رہے۔ اور
مہانوں کی تواضع و مدارات کیل بھائیوں ہی کے ذمہ رہی۔ باور چنانہ کا انتظام جس طرح حضرت
شیخ العالمین کے عہد میں جناب سید شاہ احمد اللہ منیری علیہ الرحمۃ و مولوی فضل علی پھلواری
و مولوی علی وارث پھلواری کیا کرتے تھے فرودال اولیا کے پورے زمانہ تک یہ لوگ اپنا فرض
منصوبہ ادا کرتے رہے شاہ منیری علیہ الرحمۃ صرف اسباب عرس غلہ و روغن زر و دوبریا و سامان
روشنی و دیگر لوازمات ضروریہ کو ذمہ سنبھالنے کے ذمہ دار تھے۔ لیکن نچت طعام تقسیم وغیرہ کی خدمت
مواخر الذکر دونوں بزرگوں کے متعلق تھی فرودال اولیا کی خدمت میں بطور خادم کے شیخ اشرف علی
مرحوم ابتدا میں چند سال تک متعین رہے ان کے بعد میان باقر مرحوم ان کے بعد میر کے رہنے والے میر
جعفر مرحوم مستقل اور ان کی معیت میں ان کے بھائی میر عثمان علی مرحوم و بعض دوسرے لوگ بھی
فرودال اولیا کی اخیر عمر تک ہی خدمت ادا کرتے رہے۔

مریدوں و مستشرقین کے عرضیوں کے جوابات و بعض دیگر تحریری امور ۱۲۵۹ھ ہجری تک
فرودال اولیا نے ہی متعلق رکھی تھی۔ چونکہ آپ کو لکھنے کی بہت عادت تھی اس لیے ہر جزئیات کو
لکھا کرتے چھوٹے بڑے مستشرقین و دست خاص کے لکھے ہوئے کتب خانہ مجیدی میں موجود ہیں اپنا قصیدہ

دیوان اپنی ہی ہاتھ سے تحریر فرمایا تھا وہ تبرک کا بیتخانہ میں یادگار موجود ہے۔ لیکن ۱۲۶۰ھ ہجری میں جب ایک عارضہ خالچ آیا اور ترقیم و تحریر سے مجبور ہو گئے تو اپنے حقیقی خواہر زادے مولوی شاہ صبی احمد بھلاووی علیہ الرحمۃ سے لکھنے کا کل کام لینے لگے۔ دفتر کا کل کام ہی بزرگ کرتے تھے۔

فرد والا ولیم کے عہد مسند نشینی میں خانقاہ کی عمارت میں کوئی نیا اضافہ نہ ہوا جس قطع و وضع پر شیخ العالمین کے عہد مبارک کو تعمیر کردہ مکانات بھی اُس قدر قائم رہے صرف حضرت شیخ العالمین کے مزار مبارک کا چوتراہ و باغ کا صد بچا تک ۱۲۸۰ھ ہجری میں وسیع و سنگی تعمیر کیا گیا جسکی تاریخ فرد والا ولیم نے نہایت بے نظیر کسی جو ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

در ہزار دو صد و پنجاہ و یک	بود از ہجرت کہ سنگین شد بنا
گفت ہائے سال تعمیرش ز اوج	با د باقی این بناے خوشنما
با کمال وسعت و سنگین بنا	شد جو این جا پورہ خلدستان
سال تعمیرش من رضوان بگفت	ولکشا تر گوئی از صحن جنان
این رشک فرے صحن حبت	از سنگ جو نایا بنا شد
فرمود ملک بگو ششم از اوج	سنگین شد و سبکہ ولکشا شد

فرد والا ولیم کے عہد میں خانقاہ کی عمارت میں نیا اضافہ اس لیے ہوا کہ اس زمانہ میں قصبہ کی آبادی ایک ممتاز پیمانہ پر تھی بستی کا ہر شخص ہی خانقاہ کا وابستہ تھا عراس میں زیادہ تر مہمان بستی ہی میں ٹھہرتے تھے اسی لیے فرد والا ولیم کو نئے مکانات تعمیر کرنے کی ضرورت نہ پڑی۔

خانقاہ میں ٹھہرنے والے فقر و دیگر معزز مہمان کے لیے جقدر قدیم تعمیر کردہ مکانات تھی مہمان کی تہہ دوسری وجہ یہ تھی کہ آپ کو زمانہ میں فتوحات کی بہت کمی تھی اور جقدر آمد تھی وہ لشکر سے زیادہ نہ تھی جو عمارت و تعمیر کے مدد میں صرف ہوتی اس لیے فرد والا ولیم کے زمانہ میں یادگار کوئی عمارت تعمیر نہ ہو سکی۔

جانشینی کے بعد فرد والا ولیم کا زمانہ نہایت عسرت و توکل بخت کی حالت میں بسر ہوا حضرت شیخ العالمین کا توکل ہے کہ تاج العارین کے جانشین کے لیے سجادگی کے بعد سات برس کا زمانہ عسرت و کمی فتوحات و ناقابل برداشت واردات کے سبب ایسا سخت گذرنا ہوا کہ اگر لوہے کا مگر بند بھی باندھو ہو تو ٹوٹ جائے۔ مگر اسکے ساتھ کچھ ایسی تائید غیبی ہوتی ہے کہ وہ کل بلائیں جھیل

التمنا ہو اور مصائب پر صابر و شاکر رہتا ہے وہ بیان تک کہ اسکی کل مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں۔ مگر فروالا ولیا کو تمام عمر تنگی و عسرت کی حالت میں بسر کرنی پڑی سات برس کی مدت تو آزانائش کے لیے مقرر ہی تھی۔ بقیہ گیارہ برس بھی آپکی مختصات ہی تھے جو آزانائش ہی میں گذر گئے ساتھ اسکے فروالا ولیا قدیم معمولات کو نہایت بلند جو صلگی سے کرتے رہے۔ اور وار دین و صادرین کی خدمت نہایت کشادہ دلی سے انجام دیتی رہے بشیر آپکے گھر والے و خانقاہ کو طلبا دو دو شام بھوکے دیکھتے ہیں اور آپ ہر حالت میں اپنے خدا کا شکر ہی ادا کرتے رہے۔ کبھی کسی نے آپکے چہرہ مبارک پر ان کلیفوں کے سبب تغیر نہ پایا۔

لوگ تعجب کرتے تھے کہ آپ اس توکل میں خانقاہ داری و اعراض کا نظم اتنی الو العزمی و بلند جو صلگی سے کیونکر کرتے ہیں میری خیال میں انکا یہ تعجب ہی فضول تھا کیونکہ اسکے خانوہ و میریسا مان سے آپ بکل راضی و خلتا بھروسا کرنے والوں کا کام رکا نہیں رہتا۔ گور و زانہ کی خوراک میں کبھی پھنسنے کبھی جوار۔ کبھی چاول ہی ملا کرتے ہوں۔ یا ناقون تک کا نوبت پہنچ جاتی ہو۔

فروالا ولیا کے ساتھ ایسے واقعات بہت گذرے ہیں۔ از انجملہ ایک واقعہ میں نے اپنی پوری مشد و نیز دوسرے بزرگوں سے سنا ہے۔ کہ ایک بار فروالا ولیا کے انارخانہ میں روزانہ خرچ کا غلہ تمام ہو گیا۔ زمانہ مکان سے کنیزہ نے آکر آپکی اسکی خبر دی۔ کچھ پاس موجود نہ تھا۔ چپ ہو گئے۔ تمام دن یوں ہی گذر گیا اور کہیں سے کچھ نہ آیا۔ زمانہ مکان میں غلوں کی کوٹھیاں جھاڑی جا رہی تھیں کہ کسی میں مدت کو پڑی جوار تھے نکل لے دن کا اخیر وقت ہو چکا تھا کہ کنیزہ نے آکر آپکو مطلع کیا۔ آپ نے فرمایا وقت بہت کم ہو بھونکر لے آ۔ غرض وہی لایا گیا آپ نے سب سے پہلے خانقاہ کے طلبہ کو دیا۔ بعد اسکے گھر والوں کے ساتھ پھوڑا خود بھی کھا یا راوی کا بیان ہے کہ میں نے اسوقت خود دیکھا تھا کہ آپ جوار اٹھا کر ہاتھ سے ملتے تھے۔ اور بھونسیاں بھونک کر کھاتے تھے۔

دوسرا واقعہ جسکو فروالا ولیا نے بطور یادداشت کے ایک پرزہ پر خود لکھا ہے وہ یہ ہے۔

ہر ماہ کی چند مقررہ تاریخوں میں شیخ العالمین کے زمانہ سے چند بزرگوں کے

فاتحہ اور قل خوانی کے لیے شیرینی اور بان کا بیڑا آیا کرتا تھا۔ عسرت و تنگدستی کے سبب طہائی

ذات اسکی تو فقط پان کر بیڑوں پر فاتحہ پڑھا گیا جب یہ کام شروع ہوا تو کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔

یہ نوبت میری شامت اعمال سے پہنچی کہ آج سوا پان کے شیرینی نہ منگائی جاسکی۔

مگر آپکے سچے توکل نے میں بھی باقی نہ کھا۔ خدا نے اس کام کو بھی آپ کی تازندگی آپکے حوصلے کے

مطابق پورا کیا۔ چنانچہ اسی مضمون کے نتیجے تحریر فرمائی ہیں۔

اللہ اللہ اللہ کے بے شمار کبھی ایسی نوبت نہ آئی

فرد والا ولیا اپنی زمانہ کی عسرت و توکل کو دوسری جگہ ایک مغربی سید صاحب کے خط میں تحریر فرمائی ہیں

حال تنگی زمانہ درین و بار بشتیر ازان ست کہ در بلا و مغرب باشد۔ ار باب معاش کہ بسبب فراخ حال خود دست کشادہ میباشند بسبب تنگی معاش۔ و بند و بست نوتنگدستی دارند و مشت کریم پستند۔ و در خاندان خاکسار کہ از امام سابق لے الاآن سرمایہ جز توکل و بضاعے جز ناداری گاہ با آتش و گاہ بانقر و فاقہ روز و شب بسر میشود ازین باعث از تحصیل سعادت و بجا آوری خدمت مقصد و محجوب۔

آپکا غایت توکل تھا کہ کسی طرح خانقاہ کو متعلق جاؤ اور وقت کرنا یا کسی مل و ملت کی طرف سے امداد و وظیفہ مقرر ہو نادل سے پسند نہیں کرتے تھے۔ تذکرۃ الکرام میں شیخ العالمین کی زندگی کا ایک واقعہ لکھا ہے۔ کہ مجھسٹریٹ شہر نے شیخ العالمین کی غائبانہ تقریریں سنکر ملاقات کی تمنا ظاہر کی شیخ العالمین نے کہا ابھی کہ فقیروں سے تمہیں کیا کام ہے۔ فقرا کے در پر آنا تمہاری لیے تنگ و عار کی بات ہے اس کے سوا مجھے اتنی فرصت کہاں کہ حکام مالوں اور اپنا عزیز وقت انکی صحبت میں ضائع کروں۔ مگر اسے ایک نہ سنا اور ایک نہ پہنچ ہی گیا اور حضرت شیخ العالمین کی صحبت کو مسرور و محظوظ اٹھا چلتے وقت سید العلماء مولانا احمدی پھلواری قدس سرہ و فرد والا ولیا کو خمیہ تک اپنی ساتھ لیتا گیا مولوی معنوی شاہ محمد ابوالخیر پھلواری قدس سرہ بھی ان دو تون بزرگوں کی معیت میں خمیہ تک گئے۔ فرد والا ولیا کی طرف مجھسٹریٹ نے مخاطب ہو کر کہا کہ توکل محض اور فقر کی حالت میں خانقاہ کے اس قدر اخراجات و لوازمی ساتھ مجھ دیکھ کر سخت حیرت ہو کر کیونکر پوری ہوتے ہوں گے؟ تا وقتیکہ کوئی معقول مدنی خانقاہ کو متعلق وقف نہ ہوگی آئندہ نسل کیونکر ایسا عظیم الشان کارخانہ انجام دے گی؟ میرے نزدیک مناسب ہے کہ آپ جوار میں کوئی موضع تجویز فرمائیں میں اسکو آپ کی خانقاہ کے متعلق وقف کروں فرد والا ولیا نے فرمایا۔ مجھے اس سے معاف کیجیو۔ میں جس کریم کے در پر اپہوں وہ آئندہ موجودہ ہر زمانہ میں میری رزق کا کفیل ہوے رازق مارزق بے منت و ہمد کس نے آید بخاندہ و رویش کہ خزان زمین و باغ بدہ

نہایت خوش زندگی بسر کرتا ہوں۔ خدا نے دیا تو کھا لیا۔ ورنہ اسکی رضا پر تسلیم فرم کر رہے

صبا روشا کر بیٹھا رہتا ہوں مویا وی فارغ البالی کے لیے معاش کی ناپسندیدہ تعلقات کے ساتھ دل لگانے رہنے سے بھوکھا خدا کے در پر سر گرٹے رہنا کہیں بہتر سمجھتا ہوں۔ زمانہ کی وہ ناگفتہ بہ حالت ہے کہ کوئی کسی کی پریشان حالی کے طرف خیال نہیں کرتا میں نے مانا کہ آپ اپنی موجودگی میں خانقاہ پر ہر طرح کی رعایت کریں گے۔ مگر آپ کے عوض میں دوسرا حاکم جب بدل کر آئیگا تو بسکو رعایت و مروت کی کیا وجہ ہوگی۔ لامحالہ استحقاق معاش کے لیے ہر دم دربارداری عاملوں کی خوشامدین کرنی پڑے گی جس میں تفسیح اوقات کے علاوہ فقر و تصوف کی بدنامی آبا و اجداد و روح مطہرت کے خلاف روش چلنے کا بھی خمیازہ بھگتنا ہوگا۔ میں نہیں چاہتا کہ میری عمر کا قابل قدر زمانہ حاکم مجازی کی دربارداری و خوشامدین صرف ہو۔ اگر یہ عمر میری مالک بنے تو کیا زکی بندگی میں تمام ہو گئی تو مجھے گویا ہفت امتیہ کی بادشاہت ملے گی مجسٹریٹ فرما اگرچہ میں اپنے عہدہ حکومت تک اسکا پورا وعدہ کر سکتا ہوں کہ میری ماتحت کسی قسم کی بے عزتانی نہ کریں گے۔ مگر قانون انگریزی کے عیشہ دو بدل ہو تو رہنے کی وجہ سے کسی بل کار کو انجو مقرر کردہ حکم پر آئندہ بحال رہنے پر اجازت نہیں ہوتا اس بنا پر البتہ آپکا فرمانا بجا ہے۔ فردالاولیا نے فرمایا کہ جب آپکو خود اپنے حکم کی نسبت عدم بحالی کا اقرار ہو تو چند روزہ راحت کے لیے فقیر کو زندگی بھر ناحق کے دروس میں کیوں مبتلا کیا جاتے ہیں میرا کریم مجھے بے منت زرق دیتا جو آج بھی وہی کفیل ہے اور آئندہ بھی اسی کی کفالت کی اُمید ہے مجسٹریٹ فردالاولیا کے استقلال و اعلیٰ توکل کی باتیں سن کر خاموش ہو رہا بیان تک کہ سب لوگ خمیہ سو مکان پر پلٹ آئے۔

فردالاولیا کے اقل مبارک میں عشق الہی و محبت نبوی کا غلبہ

ہر مسلمان کے دل میں بقتضا ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی محبت ضرور ہوتی ہے مگر فردالاولیا کے دل میں بہت زیادہ عشق کے درجہ میں خصوصیت کے ساتھ طفولیت ہی سے پائی جاتی تھی جیسا اپنی مثنوی "جوش جنون" میں لکھتے ہیں۔

عمر نسبت کہ آتش نہاخم صد شعلہ زنت تا با نغم

مگر نظر پر یہ کیفیت چند وجوہوں سے نمایاں تھی۔ اول تو وہ زمانہ آیکو بچنے کا تھا جس میں حرکات عجبہ کا صدور علی العموم لڑکپن پر معمول کیا جاتا ہے دوسری وجہ یہ تھی کہ آپکو ہر روزی امور میں اخلاص و استقامت نظر تھا تیسری وجہ یہ تھی کہ ابتداء شباب سے حدیث و تاریخ و مصیبت میں کچھ ایسے مبتلا ہے کہ اس عشق و محبت کا

سارا اثر رنج و الم ہی کی صورت میں ہو کر نمایاں ہوتا رہا۔ اس طرح وہ آگ دھبے دھبے سلگتی جاتی تھی اور آپ اُسکو بقدر طاقت چھیاتے تھے۔ اس واقعہ کو فرد والا اولیاء اپنی ایک نثر میں بطور نظم فرماتے ہیں۔

دوستان این قوتہ می باید شنید بود ما از دم صبح شعور از غم و اندوہ دل فارغ تمام بر رنج صبح جوانی چون رسید مدتے پابند نچے بودہ ام ہر بلائے آسمانی بے دریغ مشق تاہر جور خاطر خواہ کرد نے سرد ستارے نے بنِ قبا باچنین اندوہ و این افسردگی	جرعہ رزین بادہ می باید چشید نشہ در سر ز صہبایے سرور میگذشتے بادل خوش صبح و شام اگر سیار روز بلا بر من رسید رخسار ابکہ گنجے بودہ ام بر سر من می اندے از جور تیغ انچہ تا بایست ہم ناگاہ کرد نے خیال غمیر و فکر آشنا باچنین رنج و غم و آزر دگی
--	---

بود بہان در سر سودائے عشق
میرسیدی تا دم غوغایے عشق

ہر چند آپ اسکے چھیائے رہنے پر مصروف تھے مگر عشق و محبت ایسی چیز نہیں کہ چھیائے چھپ سکے۔ دنیا کی اس نے چیزوں کے ساتھ جب لالچ و مشغول ہو جاتا ہے تو اُسکا مخفی رکھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ چہ جائیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی الفت و محبت ہر لحظہ تحریک کے ساتھ کہ ہر اعلیٰ و ادنیٰ زبان پر آجکا ذکر شریف اذان میں آپ ہی کے اسم پاک کی تکرار۔ نماز میں درود شریف کا ورد۔ اس پوشیدہ آگ کا بھڑکانے والا کیونکر ہوتا۔ طریقت میں قدم رکھتی ہی کیا ایک آتش عشق نبوی آپ کے دل میں بھڑک اٹھی۔ اور روز بروز شرف زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متناہک پوچھیں کرنے لگی۔ گو غلبہ شوق کے وقت آپکی خیالی صورت شریف مد نظر رکھ کر بے قرار دل کی تسکین کے ناچاہتے تھے مگر

انچہ بر صفحہ اندیشہ کشد کلک خیال	شکل بطور ع تو زیبا تر از ان ساختہ اند
----------------------------------	---------------------------------------

انسان کی قوت تخیل کو اتنی طاقت کمان کہ وہ اس نور محض کی خیالی تصویر کا ارتسام خود خیال پر کر سکے۔ اگر فی الجملہ کوئی مومہومی صورت قائم بھی ہو تو خود اُسکو شبابت کمان اور یحییٰ بن دل کی تسکین کو کب کافی بلکہ یادش بدلم فرد دوتے یہ اسی درجہ شہتیاں بڑھانے والی ہو گئی۔

یہ کیفیت ایک مدت کو بعد یکایک جو تیزی کے ساتھ بڑھنے لگی تو فرد الاولیا کو ایک عالم حیرت نظر آیا اور یہ اس سبب سے

ہزار بار بشیوم زبان زمشک کلاب
 ہنوز نام تو بردن کمال بے ادبی ست
 سہمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور کمان یہ دل، چنانچہ مثنوی مذکورہ میں اپنا واقعہ تحریر مستی کے الفاظ میں اس طرح نظر فرماتے ہیں

مدتے ماندم در این اندیشہ	باز بر پایم کہ زد این تیشہ
من کجا و این خیال از من کجا	خود بخود ہشتگی چندین چرا
خلوت دل بارگاہ عشق کیست	بزم من آتشکہ از بہر چہیست
آتشے کہ شعلہ دیگر فروخت	باد سامان و متاع من کہ سوخت
میزوم از گریہ کہ آبے بدل	میگذشت از چشم سیلابے بدل
می نمودم گاہ بردل دست خویش	می رساندم نینبہ مریم بر پیش

یعنی میری وہ محبت کی آگ تو بچھین سو دبی دبا ہی آہستہ آہستہ سلاک ہی تھی۔ اب کس نے اسکو بھڑکا دیا۔ کیا واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک محبت میں میری یہ حالت ہے ؟ میں از خود رفتہ کیوں ہوا جاتا ہوں میری یہ خلوت دل کسے عشق کی بارگاہ ہو۔ میری سینی میں کسکی محبت کی آگ شعلہ زن ہو۔ کسکی محبت کی آگ نے دوسری دفعہ سلاک کر میری صبر و شکیبائی کی یونجیوں کو خاک سیاہ کر ڈالا۔ غرض غلبہ شوق میں کبھی روتے کبھی دل کو سمجھاتے۔ کبھی آپ کی خیالی صورت شریف مد نظر رکھ کر عرض حال کرتا لیکن قسمت یاوری نہیں کرتی اور شرف زیارت نصیب نہیں ہوتا۔ آپکو اپنی نارسائی قسمت و نایافت پر اسقدر رونا آیا کہ اپنے اختیار سے باہر ہو گیا۔ ایک دن انھیں انکار میں غلطان و بیجان تھے اور دل اضطراب و فلق کسی طرح کم نہیں ہوتا اور نہ کوئی تدبیر سوچنے کا موقع دیتا تھا خیر جبراً و تہراً کسی طرح دل کو سمجھا نا شروع کیا تاکہ اضطراب و فلق کم ہو تو ذہن کوئی راے قائم کرے۔ تمام دن اسے تشفی اور تسلی دینے میں گذر گیا شب کو وقت جب پوری تنہائی ہوئی تو خیالات کو افولج نہ ہر جہا طرف سے گھیر لیا مختلف عنوان مختلف صورتیں پیدا ہوئیں لیکن بھی بڑا مقلد و عا کو کافی تھی اسی حالت میں یکایک جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ حرمت و تہذیب و نوازی کا خیال آیا غلبہ شوق نے تانیا اتھا و عرض حال پر مجبور کیا۔ اپنے تمام مشق عورت میں بسر کی اور عرض حال فرمایا فرد الاولیا نے اس واقعہ کا پتہ اپنی جس مثنوی میں دیا جو اسکے منتخب شعراء قدیق کو خیال سے

شبھی در شکر کار خویش بودم
 کشو کار خود را چون ندیدم
 بکنج خلوت تنہا نشستم
 سر خود بر سر زانو نادہ
 گے بگرفتہ سر از دست حیرت
 نہ فکر غیب و نہ پوائے اغیار
 گے ز بر بچل دست تمنا
 گے بر دوختہ بر پائے دیدہ
 فروماندہ خرد از راہ تدبیر
 نشید انم کیم خود کیست من
 ز بود خود ندانم بیچ سوکے
 درین اندیشہ بودم ساعت چند
 کہ اے جولانگہ فکر تو تا عرض
 شدم بیدار چون از خواب غفلت
 با بجا و دو عالم حکمت ہست
 اگر بالفرض ہستم خار گلشن
 وجود من چو صنیع و سست او ہست
 اضافات من و تو تفرقہ داد
 و گردن خیر و شر التفرقہ نیست
 چہ اہیودہ سگر و م بہرور
 سرے گم کردہ در کوی گریبان
 با میدیکہ گرد و خاطر م جمع
 خرد از سنیہ ام ظلمت زداید
 ز جمعیت دے بر من کشاید

برنج از روزگار خویش بودم
 در بیت اکبرن بر خویش چیدم
 در خلوت برے غیر بستہ
 گے در گوشہ گم بر در فتادہ
 گے رفت ز خود در فکر و حسرت
 نہ با جنگ و نہ با صلح کسے کار
 گے بروا شتہ دست و عارا
 گے بر بستہ غم آرمیدہ
 سپردم کار خود در دست تقدیر
 گذشتہ از دو عالم چہستم من
 چہ خوش بودی کہ بود من نبوتکے
 کہ از عالم سگر بر من کشو و ند
 ہنوز آگے کہ تو از شہر ش
 عیان گردید بر من راز حکمت
 ہر زشتی و نیکی حسنت ہست
 گواہ ہستی آن صالح من
 زہر وجود پیدا ہست او ہست
 بہ نیک و بد جہان را نام بہناد
 بدم گرد و حقیقت نیک خود کیت
 دے بر آستان دل نہم سر
 ششم بر در دل چون غریبان
 بفیروز و خسرو در بزم من شمع
 پریشانی ز شکر من ربا بد
 بود تا شاہدم روئے تا بدید

<p>بستر از تماشای جان چشم دل من بود و من بودم و گرس درین فکر و غم و اندیشہ آخر سر خود را فرو بردیم و رجب چنین بہیودہ سرگردان چرایم</p>	<p>کشادہم بردل از عالم نہان چشم نبودہ جز من و دل ہر سچ یکس ندیدم چون رہ تسکین خاطر کشادہ شد بر مے ماور عیب جان بہ کز سر مطلب بر آیم</p>
--	---

چون سر من نہ بردہ رہ بجائے
نہم سر بردہ حاجت روا کے

اس تہمید کی بعد مدحیہ شاعر لکھ کر اپنا دل و لولہ و شوق و ذوق شرف زیارت کی تمنا اشتیاقانہ لفظوں میں نظم کر کے مشرف ہوئے گا واقعہ اشاروں میں بیان فرمایا جو اس واقعہ کی یہ تدبیر کا نام کرتی اور برآر مدعا کی صورت بہندھی مگر آپکا ذوق و شوق اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ ایک ساعت کا وقفہ بھی دل کو گوارا نہ تھا آخر مجبور ہو کر آچے اپنے ذوق و شوق و غلبہ عشق و محبت و شرف زیارت کی تمنا حضرت شیخ العالمین رضی اللہ عنہم و نہایت اشتیاقانہ لہجوں میں ظاہر کی ساتھ ہی اسکے اپنی آستان خانہ التجار سے ڈر کر (کہ کہیں خاطر شرف بر گران نہو) اس طرح معذرت خواہ ہوئے کہ میں اپنے ذوق و شوق و غلبہ محبت میں کچھ ایسا بے افاقہ ہوں کہ یاس ادب بھی ٹکر سکا میری گفتگو و عرض حال میں جو گستاخی یا خطا سرزد ہو وہ غلبہ حال پر محمول کر کے عفو کر دیجائے شیخ العالمین کی توجہ نے چند بار آپکو شرف زیارت جمال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف طرح پر کبھی خواب کے ذریعہ سے کبھی چشمہ مشرف کر دیا جبکہ بہتہ فرو والا لیا اپنے قصائد و مثنویات میں خفیہ طور پر دیکھ گئے ہیں۔

فرو والا لیا کی باطنی ترقی چونکہ ابتدائی سے مصیبت سرنج و الم و کثرت صدمات و عذاب کے ذریعے سوکھی گئی تھی اسلئے شرف زیارت بھی ایک اہم مصیبت کے زمانہ میں نصیب ہوا اسکا واقعہ یہ کہ فرو والا لیا کی پہلی الہخانہ حضرت بی بی و کبیرہ بنت مولوی عبدالعزیز جعفری ٹھیلواری قدس سرہما جسدن سے بیاہ کر آئین النوازع و اقسام کے امراض میں تازہ زندگی بیاہ رہیں ایک دفعہ درد پہلوا اس شدت کا انھیں اٹھا کہ جان تک نوبت پہنچی اطباء نے بالاتفاق قصد تجویز کی اس تدبیر سے فوری سکون ہوا لیکن تھوڑی دیر کو بعد پھر درد پیدا ہوا اور پھر قصد لیکھنی بیان تک کہ اس درد کی تکلیف کا مال و ماہ تک رہی اور اس اثنا میں قصد کی تعداد سو سے زیادہ تک پہنچ گئی مگر مرض کا استیصال نہوا اور ہر قصد کے بعد

فرو والا لیا کی باطنی ترقی مصیبت سے

سوار و اس کے خون کا ایک قطرہ بھی نہ نکلا۔ جب اس تدبیر سے کبھی لوگ عاجز آگئے تو ہر شخص کو انکی زندگی سے مایوسی ہوئی اور روکی وہ شدت کہ غش پر غش آنے لگا تاکہ ایک ایسا شدید دورہ ہو جس میں مریض کی نبض سا قط ہوگئی اور ہر اطراف کے ساتھ تمام اعضا میت کی طرح سخت ہو گئے۔ متعلقین اور فوری انھوں میں کی زبان پر فریاد و زاری بلند تھی اور ہر شخص اپنے سچے عقیدے کے مطابق عیسے دم روحی فدائے صلی علیہ وآلہ وسلم سے اعجاز عیسوی کا خواستگار تھا۔ جب صدمہ شور و غمان حد سے زیادہ بلند ہوئی تو یکایک دریائے رحمت جوش میں آیا اور فر و الا ولسا پر خاص عنایت یہ بذول ہوئی کہ علانیہ اس آفتاب حسن لم زلی نے جلوہ فرمایا اور بیمار کو قریب کر لیا۔ ان بخش ہی فرمایا "اٹھو۔ جو کھلی ہو بیان کرو" یہ فرمانا تھا کہ مریض کو جسم میں حس و حرکت شروع ہوئی اور وہ ساری تکلیفیں دور ہو کر کھلی جنگلی ہو گئیں۔ اس واقعہ کو مولوی معزی شاہ حجر الہی اجمیۃ بھلو اوی قادیں سرہ نے بھی کتاب تذکرۃ الکرام میں لکھا ہے اور خود فر و الا ولسا نے بھی اس حکایت کو ایک شہوی میں قسم کھا کر نظم فرمایا ہے۔

<p>گوش کن او سامع از سمیع قبول خود بچشم خویش تن من دیدہ ام گر غلط گوئیم او اہل جزاست مسلمان صادقان راجان فرست</p>	<p>یک حکایت میکنم من از رسول این حکایت از دیگر شنیدہ ام حق تعالیٰ شاہد اقوال ماست ماجرای این نبی ایمان فرست</p>
---	---

چند حکایت اشعار نظم فرمائے کے بعد واقعہ اس طرح نظم فرمائے ہیں ۵

<p>بتلا از چند سال و ما ہما تا شو و یک لمحہ تعدیل مزاج یہ نہ گشتے ساعتے احوال او فصد کردن در و مہ تا صدمہ رسید آب می آمد بجایے خون برون لاجرم ہمہ رگ زدن موقوف شد در و پہلو سخت استیلا نمود دوستان را یاس از جاننش شدہ اقرباؤ مونسان و حسنگسار جان پاکش از تنش قوت نمود</p>	<p>بود بیماری بہ مرض لا و او می نمودندی طبیبانش علاج یک سر موئے نہ گشتے حال او در و پہلو تا بجان نوبت کشید چون شدہ این رگ زدن از حد فزون آب ہم چون آمدن موقوف شد رگ زدن از عجز چون موقوف بود نوبت رنجور تا جان آمدہ گر یہ میکردند گردش از زار بعدیک ساعت و گر حالت نمود</p>
---	---

نہض ساکن گشت و یا ہم سر و شد دست و پا از حس و حرکت مانده بود دوستان را چشم حیرت مانده وا	دروازت رفت و جان پرورد شد اندکی در سینہ و سر می نمود بر زبان فریاد یا خیر الوری
--	---

فریاد وزاری و شو و فغان کے مضامین نظم فرمانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ افروزی کا واقعہ یوں نظم فرماتے ہیں

چون ز حد بگذشت فریاد و غروش جلوہ و چشم گد افرمود شاہ اللہ اللہ این چو نوری بودہ است جان عالم بود یا نور خدا اند زبان در فغان تمند ریز من بفریادت رسیدم عرض کن انچہ میخواست ہی بیان کن پیش من	یک بیک آن ابر حمت شد بچوش در شب تاریک بر آمد چو ماہ از ادائے جان من بر بودہ است یا رسول ما محمد مصطفیٰ باعلیل زار و مضطر گفتم خیز التجائے تو شنیدم عرض کن ہر چہ می جوئی بگو با من سخن
--	---

این پسین فرمود و وضع مرض کرد
جان تازہ داد و زائل گشت درد

شرح اس طرح بہتر ہے مصائب پنج کے ذریعے فریاد والیوں کو تروت زاریت نصیب ہوا اور ترقیات مدارج ہوئے لیکن وہ حقیقت قلب وہ غلبہ شوق وہ آتش محبت روز بروز بڑھتی ہی جاتی تھی اور ہر لمحہ اس قدر رہا کرتی تھی کہ معافہ کرنے والے ظاہری سینہ پر ایسا آپ کے قلب کی گرمی اس قدر محسوس کرتے تھے کہ محل سے باہر ہوتی تھی۔ وجد و شورش کے وقت بیشتر ایسا ہوتا تھا کہ مستفیض آپ کے سینے سے سینہ ملنے کے بعد شدید گرمی محسوس کر کے علیحدہ ہوا کرتا اس سوزش عشق الہی و غلبہ محبت نبوی نے اس قدر زیادتی پکڑی کہ صاحب حالات و کیفیات بزرگان اسکا اثر زور و ن کے ساتھ ایک بلبوسات تک میں محسوس کرتے تھے چنانچہ اس واقعہ کو ہمارے پیر و مرشد بزرگوار اپنے پیر و مرشد حضرت نصرت قدس سرہ کی روایت سے اور وہ حضرت مولوی معنوی شاہ محمد ابوتراب قدس سرہ کی زبانی خود انکا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ فریاد والیوں کے دو سر بھائی مولوی شاہ محمد ابوتراب قدس سرہ ایک سال ہجرت میں عسرت و تنگدستی کے سبب مانی خضیا و بھانڈی کی قسم سے نہ بناسکے فریاد والیوں کو اپنی تکلیف کی خبر ہو چکی اپنے رونی کی مستعمل عبا

فردو الاولیاء کی سوا

انکو پاس بھیج دی۔ ایک شہسپا کو بھیج دیا کہ اگر اللہ فرود الاولیاء کے حضور میں نہیں رہی اور کھلا بھیجا کہ مجھ کو اسکو پہننے کا تحمل نہیں ہے اس کے پہننے کو بعد سے شب بھر اسقدر زیادہ تیش اور نوزش عشق الہی کی دل میں رہی کہ ایک لمحہ بھی نہیں نہ آئی اور یوں ہی کروٹوں بدل بدل کر صبح کی۔

فردو الاولیاء کو عشق و محبت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ایضاً ان و مجاہدات نفس نے ذاتی نتیجہ و فائدہ جو کچھ بخشا وہ تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو اسکی بدولت اپنے بندگان خاص میں شمار کیا مابرج علیا پر پہنچا یا خطابات عالیہ سے ممتاز فرمایا۔ اپنے محبوب پاک کی مجال جہاں آرا سے بیداری میں اور خواب کے ذریعہ سے اکثر مشرف کر آیا اور دوسرے خوش قسمیوں کو اپنے محبوب کے جمال باکمال سے مشرف کر دینے تک کی غایت عطا فرمائی۔ خلق کو بھی آپکی مقیاس ذات سے ہزاروں فائدہ گراور منع بھی ہوئی۔ اور ہزار ہا مخلوق کی سخت سخت مشکلیں آپکی توجہات باطنی و روحانی قوت سے آسان ہوتی گئیں۔ سیکڑوں آرزو مند مشرف زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشتاق رسول نامی کی اس خدمت کو بدولت (جو آپکو فیضان اولیست کو ذریعہ سے پہنچتی تھی) جمال باکمال سے مشرف ہو گئے ہیں۔ حتیٰ کہ فردو الاولیاء کی یہ خدمت بھی اسی عنایات و نواذات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدولت تھی جو آپ کے ساتھ ابتدا سے خاص طور پر مبدول رہا کرتی تھی ورنہ یہین دولت و کرم سے کس راند ہند ہے، لیکن فردو الاولیاء کے پاک نفس نے کبھی سکو جائز نہ رکھا کہ چھوٹا منہ بڑی بات بولیں، ایما و اشارہ کبھی بھی اس خدمت کو ظاہر نہ فرمایا اللہ بارہ سوساٹھ ہجری میں جب حکیم سید محمد شہ صاحب بڑی ایک بزرگ کا بیعت کے لیے فردو الاولیاء کے حضور میں پہنچے تو ان سے یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ بزرگ آپکی رسول نامی کا پتہ دیتے تھے اسکی حکایت یہ جو کہ صاحب مذکور شاہجہاں آباد دہلی کے معزز خاندان سادات کی یادگار حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھے۔ آپکو دہلی کے ایک بزرگ و حسن عقیدت تھی۔ وہ ان اکثر لوگ ان بزرگ صاحب کی سوت کا قطب سمجھتے تھے سید صاحب نے انکو انکو حضور جان فر ہو کر بیعت کی درخواست کی بزرگ صاحب نے انکار کیا اور فرمایا کہ تم پورے پھل پوری میں موتی شاہ محمد ابوالحسن صاحب کی خدمت میں جاؤ تمہیں ان ہی سے فائدہ پہنچے گا سید صاحب نے پوچھا کہ وہ کسی بزرگ ہیں بزرگ صاحب نے فرمایا کہ میں انکی حقیقت کیا بتاؤں صرف اسقدر کہدیتا ہوں کہ انکو والد نے تو جاپا تھا کہ اپنی زندگی میں انکو حضرت حسن رسول نامی متقل بناؤں لیکن اسکا وقت نہ ملا پھر بھی اسوقت کے مشائخ ان میں انکی نظیر نہیں ہے اسکو بزرگ صاحب نے

بزرگ صاحب کے حکیم مطابق پھلواری کا قصد کیا اور سفر کی دشوار گزار مصیبت برداشت کر کے ذی الحجہ کے
 عشرہ اولیٰ میں ہونچے اور ۱۲ ذی الحجہ ۱۲۶۶ھ بارہ سو ساٹھ ہجری میں قادریہ دارشہ طریقیے میں بیعت کر فر
 ما اور دو برس فرودالاولیا کی صحبت میں رہ کر تکمیل حاصل کر کے ۱۲۶۷ھ بارہ سو ساٹھ ہجری میں قادیان سے
 مجیدیہ کے محاز ہو کر وطن تشریف لے گئے۔ اس حکایت کو تو صرف اسی قدر معلوم ہوا کہ فرودالاولیا حضرت
 حسن رسولنا کچھ نسبت رسولنما پر ممتاز ہونے کو تھے مگر نہوسکے لیکن فیضانِ ولایت کے بدولت
 آپ کو اللہ تعالیٰ نے مستقل خدمتِ رسولنما کی عنایت فرمائی اور اس سعادت سے محروم نہ رکھا
 جس کا ثبوت اس حکایت میں موجود ہے حکایت قصہ بہار کے معزز رئیس مولیٰ حاجی ابوالبرکات مرحوم کے
 منجھل بھائی مولیٰ عبدالوہاب مرحوم پھلواری میں مقیم تھے مگر حضرت مولانا شاہ عجل العینی جعفری
 قادری نعمی پھلواری قدس سرہ سے کرتے سیر پڑھتے تھے مولیٰ سید علی اعظم مرحوم پھلواری سے
 تصوف کی بعض مسئلہ میں اور شاخ و مانہ کی نسبت بحث کرتے تھے۔ اگرچہ یہ دونوں بزرگ ایک
 ہی مدرسہ کے متعلم تھے لیکن خیالات میں بہت کچھ اختلاف تھا مولیٰ عبدالوہاب صاحب مرحوم
 نے اس وقت تک تصوف کی صحبت نہ اٹھائی تھی اور مولیٰ سید علی اعظم مرحوم صحبت یافتہ
 ہونے کے علاوہ فرودالاولیا کے دست حق پرست پر بیعت کر چکے تھے اس لیے یہ تصوفیوں سے بہت خوش
 عقیدہ اور ان کی تصرفات و کلمات کو دل سے معتقد تھے ان کی نسیحین رسول ناقص سرکہ احوال میں
 مولیٰ علی اعظم صاحب مرحوم نے فرمایا کہ حضرت سید حسن رسول ناما پھلواری کو اتنا اختیار حاصل تھا کہ
 جس کی کو چاہتا حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال مبارک سے پورا یا نصف مشرف کرا دیتے
 مولیٰ عبدالوہاب مرحوم نے کہا کہ میں انھیں وہوں کو تصوفیوں کا مخالف ہوں۔ ایسا اختیار
 بارگاہ رسالت میں کسی کو نہیں ملتا یہ سب فرضی تھی ہیں۔ مریدان اپنی بیرون کی مدح سرائی میں
 ایسی لائینی باتیں کیا کرتے ہیں۔ پس ان نئی پرند مریدان می پر اشد۔ مولیٰ سید
 علی اعظم صاحب ذرا انکی بات کا کوئی جواب نہ دیا سید فرودالاولیا کے حضور میں حاضر ہوئے
 اور سارے واقعات گوش گزار کرنے کو بعد بیعت مہر ہوئے کہ حضور مولیٰ عبدالوہاب پر ایسی قوی فرمایا
 کہ جس سے اسکا عقیدہ تصوفیوں کو ساتھ درست ہو جائے فرودالاولیا نے فرمایا کہ حضرت سید حسن
 رسول ناما کی حکایت جیسی آپ نے مولیٰ صاحب سے بیان فرمائی صحیح ہے اور بیشک انھیں ایسا اختیار
 حاصل تھا اور انکا دعویٰ بھی صحیح تھا۔ پھلا میں کس شمار میں ہوں اور مجھ کو کیا اختیار ہے یہ کہہ
 چپ ہو گئے مگر فرودالاولیا کو اسکا خیال آ گیا اور درپردہ مولیٰ علی اعظم مرحوم کی درخواست پوری

کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اسی شب کو جب گذشتہ دن میں گفتگو ہو چکی تھی مولوی عبد الوہاب صاحب نومذخواب کی ایک ایک جگہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہیں اور فرد والا مولوی عبد الوہاب مرحوم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان اپنے دونوں ہاتھوں سے ایک چادر کو دونوں گوشے پکڑ کر کھڑے ہیں اور مولوی صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ ہاں صاحب اتنا اختیار تو ہوتا ہو کہ اگر چاہیں تو یہی طرح حال مبارک سے مشرف کر آویں اور اگر چاہیں تو نصف فرد والا مولیا اس جملہ کو فرما دیں تو کئی چادر اس طرح ٹھاسیے جس سے حیرت افزا ہو لیکن تمام جسم مبارک نصف حصہ تک اس چادر کو حجاب میں آجاتا اور کبھی کل چادر درمیان سے اس طرح ہٹا دیتے کہ تمام جسم نظر آئے لگتے۔ یہ متبرک منظر دیکھیے یہی مولوی صاحب خواب سے بیدار ہوئے اور اپنی گذشتہ خیالات پر زفرین کر کے بہت رونے اور صبح ہی مولوی سید علی اعظم مرحوم کے بیان سے چونکہ شب کا خواب بیان کر کے کہنے لگے کہ مجھے حضرت شیخ کینڈست میں نے چلو میں ہیلت کر دن اور اپنی خیالات باطلہ کو توبہ کروں۔ عرض مولوی صاحب مرحوم ابو عقاب نابینا سے توبہ کر کے ششم جب تک بارہ سو چونسٹھ چھری میں سلسلہ قادر یہ دار شیعہ میں بیعت کرنے کے بعد بڑے راسخ العقیدہ ہو گئے۔

فرد والا مولوی قوی الہمت ایسے تھے کہ مشائخ عصر کے مقابلہ میں بھی کئی بہت بڑی ہمت ادا سے پر غالب آجاتی تھی۔ چنانچہ ایک بزرگ جو اس وقت کو مشائخوں میں سرآمد و شہرت و قبولیت خلق میں بھی بہت یاد و ممتاز تھے ایک مرتبہ خانقاہ میں بتقریب عرس تشریف لائے۔ بزرگ صاحب کے بعض مستفیضوں کی کیفیت مجلس سماع کے وقت نقاہت کو بالکل خدات کچھ ایسی ناگفتہ بہ تھی جسکو دیکھ کر فرد والا اور سید العلماء بہت مستکرہ ہوئے اور اب مجلس کو پتہ چلا کہ وہ بزرگ اور اکثر ثقہ مجلس سے باہر چلے گئے اور مجلس برخاست ہونے کے بعد جب وہ بزرگ تشریف لے گئے تو فرد والا مولیا نے برادران والا شان کو طلب کیا کہ فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اب ایسی صحبت اللہ تعالیٰ پھر نہ کھائے بعد اسکی بزرگ صاحب پھلوا ری کو اکثر عرسوں کی شرکت چاہتے رہے لیکن کسی عرس کی شرکت نہ کر سکے بہت کچھ کوشش کرتے رہے یہاں تک کہ بظرف شرکت دو ایک روز قبل سے موضع دھنوت میں (جو پھلوا ری سے ایک میل کو فاصلہ پر ہے) آکر مقیم رہے اور دوسری مشاغل میں ایسے پھنسے رہے کہ عرس کا وقت بھی گذر گیا اور شرکت کا موقع نہ ملا۔

حکایت سید العلماء مولانا احمدی پھلوا ری قدس سرہ کے مرید و تالیف شیخ ولی احمد آری

فرد والا مولوی قوی الہمت

قدس سرہ انور شیخ کی حیات میں صاحب حلقہ ہو چکے اور ایسے رفیع الحال صاحب کیفیات عالمی تھو کہ حضرت شیخ العالمین رضی اللہ عنہم بھی انکو جویش کی تعریف کرتے تھے فرد والا اولیائے آرہ کے رہنے والوکل مریدوں اور ارادتمندوں کو ہدایت فرمائی تھی کہ وہ لوگ بغرض استفاضہ شیخ ولیی حلقہ قدس سرہ کے حلقہ میں بیٹھا کریں۔ اور شیخ صاحب سبھی اپنے ان لوگوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ارشاد فرمادیا تھا جب فرد والا اولیا کو عارضہ فلاج آیا اور کچھ دنوں تک مجالس راعراس کی شرکت نہ کر سکے تو شیخ صاحب نے اسی قدم اجازت کے مطابق جو (فقط آرہ ہی کے مریدوں کے لیے تھی) فرد والا اولیا کو دیگر ارادت مندوں کی طرف بھی بھلاہاری کی مجلس سماع میں مقصد کرنا شروع کیا۔ ایک دن جیکہ سید محمود علیہ الرحمۃ دہلوی پر (جنگا ذکر اور گزرجنگا) شیخ صاحب نے نعرہ کیا جس سے وہ نکل کر رخت رنج پہنچا۔ مجلس کے بعد شیخ صاحب نے غلطی میں حاضر ہو کر رونے عرض کیا کہ میں دور دراز شہر سے آئی جناب میں یہ سمجھا تھا حاضر ہوا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والی مجھے آپ ہو تو آپ ہی کے ظل حمایت و تربیت میں مقصد حاصل ہو گا نہ کہ بیان کی کل قوم کو مدد دینی ہوگی۔ آج شیخ ولیی صاحب نے مجلس میں مجھ پر نعرہ کیا جس سے میرے دل کو سخت ملال پہنچا اور یہ کہہ کر دیر تک شیخ صاحب روڑے فرد والا اولیا نے فرمایا اب اسکا غم نہ کریں اب آئیں وہ سوا ایسا نہوگا شیخ صاحب اس مرتبہ جو آہ گئی کہ کئی عرسوں میں باوجود مصمم ارادہ کے نہ آسکے اور عین وقت پر کوئی نہ کوئی ایسا امر مانع پیش آتا جس سے وہ عرس کی شرکت سے محروم ہو جاتا۔ چند مرتبہ ایسا واقعہ پیش آنے سے شیخ صاحب کو اس بات کا خیال پیدا ہوا اور نہایت گھبرا کر ایک خط بنام گرامی حضرت مولوی معنوی شاہ ابوالحیوؒ متاوردی پھلاہاری کے بھیجا کہ میں نہایت متحیر ہوں کہ اسطرح چند مہینوں سے عرسوں میں ہماری حاضری کیوں نہیں ہوتی باوجودیکہ تاریخ عرس و چندوں پہلوی ہی میں سامان سفر سمیا کر رکھتا ہوں اور عین روانگی کے وقت کسبوی مانع کے ایجاب پیدا ہوجانے سے روک جاتا ہوں۔ اسکے پہلے جب میں حاضری کا ارادہ کرتا تھا تو کوئی مانع بھی اگر سدراہ ہوتا تھا تو مجھ عین وقت حاضری پر اس سے تجارت لجاتی تھی اور ضرور حاضر ہونا پاتا تھا اس مرتبہ کو نہ ملنے والی موانع کے بروقت پیش آجاتے ہیں بہت پریشان ہوں کہ مجھ کو عرس کی شرکت و حضرت کی قدمبوسی کیوں باز رکھ رہے ہیں اسکو میں اپنی نامساعدت نسبت دیر کے سوا اور کیا سمجھوں۔

مولوی ابوالحیوؒ قدس سرہ اس کے جواب میں نے حاضر ہو سکے کہ فرد والا اولیا کی ناراضا مندی کو اسید محمود صاحب

علیہ الرحمۃ کے واقعہ کے سبب لکھ بھسی۔ اور یہ بھی لکھا کہ پہلو گون کو اس وقت سفارش کا بھی موقع نہیں ہے
شیخ صاحب کو عفوِ قصیر کرانے کی کوئی تدبیر نہ سوچھی بجز اسکے کہ بنارس حضرت مولانا کے
آستانہ پر حاضر ہو کر عذر خواہ ہوں۔ فوراً اہمیت سفر کیا اور بنارس روانہ ہو گئے اور پھلواری میں حضرت
مولوی معنوی شاہ ابوالکویۃ قدس سرہ کو یہ لکھا کہ میں بنارس حضرت مولانا رسول ناقص سرہ
کے آستانہ پر اپنے لیے شفاعت خواہ روانہ ہوتا ہوں مجھ اسکے سوا کوئی دوسرا ذریعہ عفوِ قصیر کا
معلوم نہیں ہوتا۔ آپ بھی میری معافی خطا کی کوشش فرمائیے۔ جب بنارس سے شیخ صاحب
نے مراجعت کی تو ایک پیروی ہی چلو گئے اور فردالاولیا سے اپنی خطا کا اعتراف کر کے عفوِ قصیر
خواستگار ہوئے۔ آپ نے درگزر فرمایا۔

فردالاولیا کا ارادہ اور آپ کی مہبت نہ فقط اپنی ہی جنس پر غالب آتی تھی بلکہ غیر جنس جن و سبب
وغیرہ کے مقابلہ میں بھی آپ کو ہمیشہ غلبہ رہا جو۔ اسکے متعلق حکم مصطفوی علیہ الرحمۃ ساکن
حکیم آباد لکھا کہ ضلع سارن کی حکایت یہ ہے کہ یہ بزرگ آپ کو حقیقی مامون زاد بھائی سمجھ کر حساب
کے مکان میں بالا خانہ پر ایک جن رہا کرتا تھا جسکو اکثر لوگ دن دہائے آنکھوں سے پھرتے جھکتے
اجنبی صورتوں میں دیکھا کرتے تھے۔ کچھ دنوں سے اسے مکان کے رہنوں والوں کو طرح طرح کی ناقابل شدت
ایذائیں دیکر نہایت عاجز کر رکھا تھا مکان میں آتشزدگی تو ایک معمولی بات تھی۔ صندوق میں بند
رکھو ہوئے کپڑے اندر ہی اندر جھلک خاک سیاہ ہو جاتے تھے۔ باورچی خانہ سے جو ٹھے پر چڑھے ہوئے
کھانے یا ترکاریاں غائب ہو جاتی تھیں کبھی کھانا رکابوں میں نکال کر رکھا گیا اور بجائے
کھانے کے غلیظ پانیاں اسکو وضع کرنے کی تدبیر میں جس قدر زیادہ کوشش کی جاتی تھی اس قدر
بھی تکلیفیں بڑھاتا جاتا تھا۔ اتفاق سے اس زمانہ میں حکیم صاحب علیہ الرحمۃ پھلواری ہی
میں موجود تھے گھر والوں نے بہت عاجز ہو کر اسکی خبر خط کے ذریعے حکیم صاحب کو پہنچائی
حکیم صاحب نے فردالاولیا کے حضور میں حاضر ہو کر بعینہ خط پیش کر دیا اور رو کر اپنی اس مصیبت کا
اظہار کرنے لگے فردالاولیا نے فرمایا کہ اسکو جواب میں کہیں کہیں لکھ بھیجیں کہ اسے نہ مکان کی کوئی
ایک ٹھری اسبابِ غیرہ سے خالی کر دی جائے اور باہر کی طرف سے اسکی کنڈی چڑھا دی جائے اور ہانگی
آمد و رفت کھول موند ہو لوگ منع کر دیے جائیں حکیم صاحب نے فردالاولیا کے حسب اہمیت
ایسا ہی لکھ بھیجا اسکو بعد ہی سے جن کی وہ شورش جاتی رہی۔ لیکن آپ نے تابا نہ اسکے دفع کی کیا
تدبیر کی تھی کسی پر ظاہر نہ تھی ایک دن ایک واقعہ شخص نے اس کو ٹھری کا گواڑ کھول دیا دیکھا کہ

فروالاولیا وہ ان مراقب طہر تھی۔ اس اثر کے تاثر دفع ہونے کو بعد ایک شخص نے آپے پوچھا کہ اسکے پہلے بہت کچھ تاثرین اسکو دفع کے لیے کیجا علی تھیں لیکن کوئی تدبیر کارآمد نہیں ہوتی تھی حضور نے کیا کام کیا جس سے اتنا جلد دفع ہو گیا آپ فرمایا کہ میں نے ایک وقت کا مراقبہ اسی مکان میں مقرر کر لیا تھا۔

وقت باقی

فروالاولیا کو کثرت ریاضات مجاہدات کے سبب شراق باطنی اس قدر پیدا ہو گیا تھا کہ بڑی بڑی مستور الحال بزرگان جنلی ظاہری وضع ہو انکی بزرگی کا پتہ کوئی کبھی نہیں لگا سکتا اور وہ تمام تر اپنے حالات کیفیات کے پوشیدہ رکھنے میں مصروف رہا کرتے ہوں فروالاولیا ایسے لوگوں کو اول ہی ملاقات میں پہچان لیا کرتے تھے مولوی معنوی شاہ محمد الوائیکوۃ قدس سرہ اسکو متعلق ایک قصہ لکھتے ہیں وہ یہ ہے

نقل مست روزی ماہمہ برداران دوستان
جب مستور نشستہ بودیم شخصے

بہا سئل ہنیا کہ ملاقات کردنشست کسی نہانت کہ از کدام جنس ست جناب ایشان نے

الفرد از مولوی محمد امام صاحب دامت برکاتہ گوش گوش فرمودند کہ متوجہ ایشان شوید صاحب باطن ہوں

ہی شونہد بالآخر معلوم شد کہ شاغل از تہو ہجین مرے از اہل ولایت مستور الحال دار خانقاہ شد

کسی اور خیال نہ کرد حضرت ایشان بچر دو و چار شدن فرمودند صاحب دل ست او خود بچر نہکسا

تاثر آراستہ میداشتند

ترجمہ ایک روز ہم سب بھائی اور دوسرا احباب جمع ل نشست گاہ میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص اہل دنیا کے لباس میں آکر فروالاولیا سے ملا انکی ظاہری وضع سے کوئی نہیں پہچان سکا کہ یہ اہل دل ہے مگر فروالاولیا نے دیکھتے ہی پہچان لیا اور اپنے تیسرے بھائی مولوی محمد امام قدس سرہ کے کان میں جھجک فرمایا کہ آپ بھی خیال کریں یہ نووارد صاحب باطن معلوم ہوتے ہیں انھوں نے بھی جو خیال کیا تو صاحب باطن ہی ٹھہرے اسپرچ ایک شخص اہل ولایت مستور الحال خانقاہ میں وارد ہوئے لوگ انکی ظاہری وضع سے انکو پہچان سکے مگر فروالاولیا انھیں دیکھتے ہی پہچان کر اور صبتک وہ بزرگ خانقاہ میں مقیم ہے اخلاق و مدارات انکی بزرگی کے مطابق فرماتے تھے۔

نشانہ

کشف ارواح کا یہ عالم تھا کہ اسلاف کی روحیں آپسے سلج ملتی تھیں جس طرح ایک زندہ دوسرے زندہ کی طرح ہر کلام ہوتا ہو۔ اسکے متعلق منشی سید امداد علی صاحب رحمہم ساکن کرانے برائے رجو فروالاولیا کے قریب رشتہ قرابت میں خسر زادے تھے انکا واقعہ یہ ہے کہ ان کے نسب نامہ متوجہ قدیم میں سو کاغذ کا کچھ حصہ نقصان ہو گیا تھا ان کم شدہ نام کی کمی پوری کرنے کے خیال سے

مذہب نے بہت کچھ کوششیں کیں اور اپنے ہم نسب گون سے بھی دریافت کیا مگر کمین بھی وہ کمی پوری
 نکر سکے ایک دن فرد والا اولیا کے ملازمت کو تشریف لائے تو عند التذکرہ منب نامہ کا بھی ذکر کیا
 اور اس خیال سے کہ خانقاہ میں بڑا کتابخانہ ہے جس میں ہر قسم کی کتابیں موجود ہونگی کیا عجیب ہے کہ کسی
 انساب کی کتاب میں یہ چند نام بھی نکل آدین (فرد والا اولیا سے کہنے لگے کہ کسی وقت
 فرصت پا کر حضور انساب کی کتابوں سے تحقیق کر کے ان چند نام شدہ ناموں کو مجھے لکھو اور
 تو ہمارے سب نامہ کی یہ کمی پوری ہو جائے، لیکن آپکو عدیم الفرستی کے سبب کسی کتاب کے
 دیکھنے کا اتفاق نہوا مگر ملاقات میں بار بار تقاضے کے بعد کسی ایک ملاقات میں آپ نے ان سے فرمایا کہ
 ضائع شدہ کاغذ میں فلان فلان بزرگوں کے آنسو اسما اس ترتیب سے تھے لکھے لیجئے مہر و ح نے
 اسی وقت لکھ لیا۔ تھوڑے دن کے بعد انکو اپنے ہم جہلو کو کون سے پورا انبنا منگوا کر فرد والا اولیا
 کے بتائے ہوئے ناموں کو اس سے ملایا تو کل مطابق تھے۔ دوسری ملاقات میں مہر و ح نے
 آپ سے باہر اس کتاب کے نام پوچھا جس میں مہر و ح کے خیال سے مطابق فرد والا اولیا کے کتاب نامہ کا حال
 وہ کمال صاحب نام کو روح سے دریافت کر کے آنسو بتائے تھے چنانچہ مہر و ح کے شدید اصرار سے
 بعد بھی آپ نے یہی فرمایا کہ ”میں نے کسی کتاب سے نہ لکھا کہ نہیں بتایا تھا بلکہ آپ ہی کے اجداد کے ارواح طلبیا
 سے پوچھ کر لکھا تھا“

سلسلہ انوار

سلسلہ انوار میں فرد والا اولیا کو خاص ملکہ حاصل تھا مشکل سے مشکل امراض کا ازالہ آپ کی ادنیٰ توجہ سے
 ہو جاتا تھا۔ حق یہ ہے کہ موت کا تو کوئی علاج نہیں اور نہ کوئی خذاریدہ اس سے نجات دے سکتا
 مگر مایوس علاج مریضوں کو بار بار دیکھا گیا ہے کہ وہ لوگ فرد والا اولیا کی تھوڑی بہت سے صحیح اور
 تندرست ہو کر مدتوں جیتے رہے پھر اسکو متعلق دو حکایتیں ایک حضرت مولوی شاہ محمد علی کہ بھلوار
 قدس سرہ کی دوسری مولوی شیخ بدیع الزمان بھلواروی علیہ الرحمۃ کی اور یکذریحی بن قیسری۔
 حکایت بھلواروی کے مشہور قول عموماً نامی کی یہ ہے کہ جب یہ قوال مرض موت میں مبتلا
 ہوا اور روز بروز اسکو مرض کی شدت مایوسی کا مہیت ناک ساد کھانے لگی اور نہایت ہی ضعیف
 و نزار ہو چکا تھا یہاں تک کہ روٹ تک بلا استعانت نہ بدل سکتا تھا تو اسی سال رمضان مبارک کے
 مہینہ میں انہوں نے سے دو دن پہلے زندگی سے نہایت ہی مایوس ہو کر سبت دیکھ کر شب کو حضرت
 سیدنا امیر المؤمنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الشریف کے فاتحہ مجلس سماع سے پہلے اپنے اپنے
 ساتھیوں سے کہا کہ اب میرا وقت آخر ہے اور دل کا تقاضا ہو رہا ہے کہ سپر ح عرس کی آخری ترگت

سعادت حاصل کر لیں پھر سالانہ سیدہ مین کمان اور یہ سعادت کمان ہیجیب جس طرح ممکن ہو مجھے خانقاہ تک پہنچاؤ اور آخر وقت کی یہ تمنا پوری کرو اور ساتھیوں نے کہا کہ تم فکر و طہ تک بدل نہیں سکتے خانقاہ تک کیونکر جاسکو گے اور پھر قتل کے وقت مجلس میں کس طرح بیٹھ سکو گے غموشن نے کہا کہ مین کمان ریلو ڈاکٹر لیاؤ اور مؤذن کی کوٹھری میں ڈال دینا مین بڑا بڑا وہیں سے شرکت کر لوں گا۔ عرض لوگوں نے اسکی خواہش کے مطابق غریب کو خانقاہ میں لا کر مؤذن کی کوٹھری میں لٹا دیا۔ نماز عشاء و تراویح کے بعد فاتحہ و قتل کا اہتمام شروع ہوا قتل سے فرار ہونے کے بعد راک شروع ہوئی جس قطعاً یار باغی یا غزل ہو غموشن گانے کی ابتدا کیا کرتا تھا اتفاقاً سہمی کو دوسرے تو سال نے شروع کیا مگر وہ اسکی دھن اور ترکیب کو بخوبی ادا نہ کر سکتا تھا اسلیئے سماع کارنگ بھیکا پڑ رہا تھا اور حاضرین مجالس کچھ خوشوقت اور محظوظ نہیں ہوئے تھے اس حالت کو غموشن نے محسوس کر کے اپنے پاس کو لوگوں سے کہا کہ مجھے کس طرح مجالس میں پہنچاؤ اس بے قرینہ گانے سے مجھے سخت اچھن ہو رہی ہو اگر خود گانے لگاؤ تو تیارا تو حباؤ نکا۔ عرض ہزار مشکل لوگ اسکو اٹھا کر مجلس میں لے گئے۔ غموشن نے قدمبوسی کر لیے تصدیکیا اور یا استعانت فروالا اولیا کے حضور میں حاضر ہو کر قدمبوس ہوا غموشن نے جسم قدمبوسی کر لیے اپنا سر جھکا کر فروالا اولیا کے زانوی مبارک پر رکھا تو آپ نے اپنا سر مبارک غموشن کے گنشت پر رکھ دیا نہیں معلوم کہ آپ کے اس پراسرار فعل نے اسکی قوت کے حق میں کیا مسیحائی کی کہ غموشن کو وہاں سے واپس آئے مین استعانت اور مدد کی بالکل حاجت نہ رہی اور صبح المزاج کی طرح تو انونکی جگہ پر آکر گانے والے کا شریک ہو گیا اور دیر تک گاتا رہا پھر تو مجالس کارنگ ہی دوسرا ہو گیا اور نعرہ ہاؤ ہو سے خانقاہ گونج اٹھی۔ گھر واپس جاؤ تو غموشن بہت اچھا رہا اور بلا استعانت شب تک بنا کل کام کرتا رہا لیکن صبح کے وقت پھر مزاج اسکا بدستور ہو گیا اور دفعۃً ایسا ضعیف آیا کہ دوپہر ہی خن اُسنے انتقال کیا۔

فروالا اولیا کی ایک سلی بھتیجی کسی مملکت عارضہ میں مبتلا ہو گئیں اور روز بروز مرض شدت پاتا گیا اور کسیدن بھی افادہ کی صورت پیدا نہیں ہوئی ایک دن غایت تجخیر اور نہدانی کیفیت کو یہاں تک نوبت پہنچی کہ نبض ڈوب گئی اور برد اطراف شروع ہو گیا کلمات غیر مربوط زبان سے نکلنے لگی یہ حالت دیکھ کر سب لوگ پریشان تھو اور چارہ کار کہیں سے نظر نہیں آ رہا تھا کہ کسی نے جا کر فروالا اولیا کو اسکی خبر کر دی آپ فوراً ہی چلے گئے چند لمحہ رضیہ کے پاس مراقب رکھ کر خلوت میں تشریف لے گئے چند منٹ کو احد رضیہ کو ہوش آ گیا اور تاملی حرکات طبعی

طور پر اس سے صادر ہونے لگی۔

قروال اولیا کے روحانی قوت کے واقعات اور عارضہ قلاج کے زمانہ میں جب قدر خرق عادات میں طور پر ظاہر ہوتے گئے اور مجمع عام میں بھی بعض کا وقوع سیکڑوں آدمی کے روپرو ہوا وہ اس قدر تیز اگر میں ایک ایک کر کے بیان کرنے کا ارادہ کروں تو یقین ہے کہ ہماری عمر تمام ہو جائے اور مجھ کو ہزاروں میں کامیابی نہوا سلیے میں چند مشہور واقعات لکھنے کے بعد تذکرہ کو تمام کرتا ہوں۔

اذا تجالہ ایک دن قروال اولیا نے خادم سے تاج طلب فرما کر زیب سر کیا اور قادر یہ کرتا ہنکر خادم کی استعانت سے اٹھ کھڑے ہوئے اور دو قدم چل کر تخت پوش کے کنارہ پہنچا کفش ہینا ہاتھ میں عصا لے کر چلے اور خادم سے فرمایا کہ تم ساتھ ہی رہنا شاید چلنے سے میری پانوں کو گتو لگیں تو مجھے ہتھام لینا خادم آپ کے ساتھ ہو لیے اور آپ بلا استعانت خانقاہ کے جنوبی دروازہ تک آبدار خانہ کے قریب پہنچ کر خلوت میں بیٹھ گئے تو کوئی ایک سبب برسمت حیرت ہوئی کیونکہ چند گھنٹہ پیشتر وہیں چلے تھے کہ آپ بلا استعانت کروٹ تک نہیں بدل سکتے تھے اور یکا یک جسم میں اتنی قوت کا آجانا جس سے آپ بلا سہارے آبدار خانہ تک چلے گئے کیونکہ ہوا اور پھر اپنی جگہ پر واپس آنے کے بعد حالت بدستور ہو گئی پھر روحانی قوت کے اور کیا سمجھا جائے گا۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک دن قروال اولیا نے اسی مجبوری کی حالت میں خود سے خلوت کا شمالی دروازہ بند کر کے کنڈی چڑھا دی تھی مگر یہ کہ اپنے ایسا بیخ و غصہ کے سبب سے کیا تھا چونکہ آپ کی اہلیانہ (جسکے متعلق برف ضرورت کر لیے یا خانہ لیجانے کی خدمت اور مسواک وغیرہ ضروریات ذاتیہ کے انجام دہی کا کام تھا) بوجہ ضرورت خانہ داری جلد نہ پہنچ سکی تھیں اور مکرر سے کر طلب پر بھی نہ پاسکی تھیں اس لیے ناراض ہو کر اپنے اس وقت اپنی روحی قوت سے کام لیا اور بلا تکلف ایک صحیح آدمی کی طرح اٹھ کر دروازہ بند کر کے چلے آئے مخدوم جب تشریف لائیں تو دروازہ بند دیکھ کر انھیں تعجب ہوا کہ کو کوڑا کسے بند کیا اور کیوں بند کیا گیا چند آواز دینے کے بعد جب کوڑا ٹکھلا تو سمجھ گئیں کہ میری تاخیر نے خاطر اقدس کو ملال پہنچایا اور ناراض ہو کر اسے دروازہ بند کر دیا ہو گا ورنہ تک معدرت کوڑا کھولنے کی درخواست کر رہی تھیں لیکن مسموع نہیں ہوتی تھی آخر مخدوم نے عزیزوں سے اپنی کسی ایک کو بلا کر فرمایا کہ کوڑا کے درمیان ہاتھ دیکھو کہ وہ کتنا تصور محاف کر لونی چنانچہ ایسا کیا گیا اور مخدوم نے حاضر ہو کر معافی چاہی دریافت سے معلوم ہوا کہ کوڑا قروال اولیا نے خود بند کر دیا تھا یہ نہوا مگر روحانی قوت سے۔

مجلس سماع میں جوشِ رستی کے وقت آپ تندرست آدمی کی طرح دور کرتے اور رقصِ صوفیہ میں آپ کو سیاری کی مجبوری ماننے نہیں ہوتی۔ چنانچہ ایک مجلس کا واقعہ یہ ہے کہ آپ کھٹولی پر چلوتے ہوئے سماع خانہ میں نشہ لینے لائے لوگ آپ کو صدر جگہ پر لے آئے سماع شروع ہوا چند ساعت کے بعد آپ کو و فوری کیفیت پیدا ہوئی اور ایک بارگی کھڑے ہو گئے اور دیر تک دور کرتے رہے مستفیدین تو جب ڈالتے رہے جب کیفیت کم ہو گئی تو جسم میں بے طاقتی محسوس ہونے لگی خادم باستعانتِ خاص جگہ پر لے آئے اسوقت ایک حکیم صاحب (جنگانہ ہب امامیہ تھا اور صوفیوں سے حسنِ ملن بھی نہیں رکھتے تھے اور فردِ الاولیا کے معالج بھی ہو چکے تھے) موجود تھے آپ کو پاس جا کر نبض دیکھنے کے خواہت گزار ہوئے اسے اپنا دست مبارک بڑھا دیا وہ نبض دیکھا اپنی جگہ پر چلے آئے مجلس تمام کے بعد حکیم صاحب نے فرمایا کہ آج میں انکی روجی قوت کا مقرر ہو گیا اور مجھ دل سے اقرار ہے کہ بیشک فردِ الاولیا بڑی صاحبِ قوت ہیں جسوقت آپ دور کرنے لگے تو مجھ عجیب حیرت ہو گئی کہ یہ کیا ایک صحیح کو یہ جگہ ہو گئے اسی لیے وہ جہاں کن ہونے کے بعد ہی میں نے نبض دیکھی اگر میں پہلے سے معالج نہ ہوتا اور یہ ایک مجلس سماع میں اس طرح بے طاقت اور چلنے سے مجبور ہو جاتا دیکھتا تو مجھ یقین نہ جاتا کہ فعلِ انھیں ابھی آگیا ہے۔

شعب کہتا ہے کہ نپڑہ سولہ برس کا واقعہ ہے کہ ایک سیاح (جسکی عمر تخمیناً تیسری یا اسی ہوگی) علاؤ اللہ غازی پور یا جو پور کا رہنے والا اور خانقاہ ہا اور مسجد میں ٹھہرا میں اسوقت بہت کم عمر ۱۲-۱۳ برس کا تھا اور مقتدرہ میں بیٹھ کر پڑھا کرتا تھا مجھے یہ سیاح پوچھنے لگا کہ ایک مدت ہوئی میں ایک خانقاہ میں آج پہاڑی پانچ لیکر وہاں کی آبادی میں عالی العموم اور اکابر میں خصوصیت کیساتھ کمی پاتا ہوں۔ اگلے بزرگان بیان بڑی بڑی صاحبِ قوت تھے چنانچہ میں نے ایک بزرگ کو دیکھا تھا کہ وہ عارضہٴ رفلان میں مبتلا تھے اور لوگ انھیں ایک مکان سے نماز پنجگانہ کے وقت کھٹولی پر بیٹھا کر لے آیا کرتے تھے ایک روز مجلس سماع میں آنکو تندرست اور طاقتور آدمی کی طرح وجد و رقصِ صوفیہ کرتے ہوئے دیکھا مجھ اُسے بڑی عقیدت ہوئی میں نے کہا کہ وہ بزرگ اس خانقاہ کو سجادہ نشین تھے پچاس برس آنکو وصال کو ہو گا۔

فردِ اولیا کی شاوی و اولاد

میں اور کچھ جگہ ہوں کہ فردِ اولیا کی پہلی شاوی حضرت بی بی ولیمہ بنت حضرت مولوی معنوی شاہ عبدالمنعم بن ملا محمد معین بن قاضی حیات مرید زینبی جعفری بھلاواری رحمہم اللہ سے ہوئی تھی

جنس صرف ایک صاحبزادہ مولوی شاہ ابو محمد علی حسن قدس سرہ پیدا ہوئی اور کم عمری میں تحصیل علوم ظاہری و باطنی سے فارغ ہو کر متاہل ہوئے اور سٹلہ جہری میں لا ولد قضا کر کے محل لے لے کر انتقال کو بعد فر و الا و لیا کی دوسری شادی اسی خاندان میں مولوی محمد علی بن ملا محمد مسین بن قاضی حیات مزید مذکور کی فرقیہ حقیقہ ہوئی جنس دو صاحبزادے ایک حضرت مولوی معنوی شاہ محمد نور العین اور دوسرے حضرت مصباح الطالبین مولانا شاہ محمد علی حبیب قادری قدس سرہ اور ایک خربنی بی بی ختمہ النساء رحمہما اللہ وجود میں آئیں حضرت بدیع العصر مولانا شاہ محمد نور العین قادری قدس سرہ فر و الا و لیا کی وفات کے بعد جاانشین کی گھر اور کل ڈھانی پسر ارشاد و ہدایت خلق میں مصروف رہنے کے بعد ۲۶ ربیع الآخر ۱۲۶۸ ھ جہری میں معشوق حقیقی سے جا ملو ایک شادی حضرت مولوی معنوی شاہ محمد مسین قادری پھلوروی قدس سرہ کی دختر عقیقہ ہوئی تھی جنس ایک صاحبزادہ شاہ فضل الرسول نامی پیدا ہوئے جو محض کم عمری میں قضا کر گئے سوا انکو کوئی دو بگڑا اولاد ذکر و انشا کر پیدا ہوئی جسکو باقی میں کہنا آئندہ نسل جہری تھی حضرت مصباح الطالبین مولانا شاہ محمد علی حبیب قادری قدس سرہ اپنی بھائی کے وفات کے بعد ۱۱ سال کی عمر میں جا نشین ہوئے علوم ظاہری کی پڑھائی پتے نبھا چھا مولوی معنوی شاہ محمد ابو تراب قدس سرہ پڑھا اور فاضلہ فرخ انجو چھوٹے چھا مولوی معنوی شاہ محمد حسین قدس سرہ کے ہاتھ پر پڑھا لیکن تکمیل باطنی ایکی حضرت مولانا شاہ محمد ابو تراب قدس سرہ ہی اور بیعت خلافت آیکو اپنے والد ماجد حضرت فر و الا و لیا سے تھی اور فن حدیث انجو حجاز د بھائی مولانا شاہ آل احمد بن مولانا شاہ محمد امام قادری پھلوروی مہاجرہ دنی قدس سرہ سے حاصل کیا تھا ایکی دو شادیاں ہوئیں اور دونوں ہی مولوی رعایت علی جعفری زینی بن مولوی عنایت علی بن مولوی عبد علی بن مولوی محمد مسین بن قاضی حیات مزید مذکور کی صاحبزادیوں سے یکے بعد دیگرے ہوئیں پہلی بی بی ختمہ سے بکثرت اولاد وجود میں آئی جنہیں سے بڑے حضرت مولوی شاہ محمد علی بن حق قادری قدس سرہ تھے اور چھوٹے حضرت مولوی شاہ محمد عین الحق صاحب مجددہ اب تک حی القائم موجود ہیں اور دو صاحبزادیاں تھیں جو صاحب اولاد ہو کر قضا کر گئیں حضرت شاہ محمد علی بن حق قدس سرہ کی شادی اگرچہ بہار میں شاہ عطا حسین صاحب موم کی دختر نیک ختر سے ہوئی لیکن اولاد ہونے کی نوبت نہ آئی چونکہ شادی کے چھٹے مہینہ بچا انتقال ہو گیا۔

دوسری اہلیہ سوچی ایکی اولاد بکثرت طور میں آئی لیکن صرف ایک صاحبزادی بی بی ختمہ النساء وجود میں آئی اور افسوس اولاد ہوئی۔

فروالا اولیا کی صاحبزادی بی بی رحمۃ اللہ کی شادی مولوی محمود علی بن مولوی محمد عیسیٰ بن مولوی عبد العلی بن ملا محمد مبین بن قاضی حیات مزید مذکور سے ہوئی ہو لاد لاد قضا کر گئیں۔

فرد الا اولیا کی زندگی

دنیا کو تمامی واقعات سے زیادہ عبرتناک واقعہ کسی مقتدا یا پیشوا سے قوم کا روی زمین سے گزر جانا ہے۔ اور یہی ایک ایسا واقعہ ہے جو خدا سے بے نیاز کے سچے قول کل نفس اذا لقیت الموت کو قطع ضروری الوقوع ماننے پر مجبور کرتا ہے۔ ہماری جیسی اگر ہزار جانین سے خاک ہو جائیں اور یوں علانیہ ہماری برباد خاک با مال ہو کر خلق کر پیش نظر ہو تو ہرگز ہماری اس پر آگندہ خاک پر عبرت کی وہ نگاہ جو ایک مقدس لودہ خاک پر کرتی ہے نہ بڑی بڑی حق سے یہ کہ دنیا میں سب سے بڑے مہلک قسمتی اور قابل قدر وہ زندگی ہے جو نبی نورع انسان کے لیے مفید ہو بتیک ایسی افراد کا دنیا سے محروم ہو جانا افسوس و عبرت کا سبب بنا چاہیے۔

فروالا اولیا کی وفات کا جس قدر غم ہوتا تھوڑا تھا۔ ہر چند ایک عشر شریف آٹھ بہتر سال سے تجاوز کر چکی تھی اور موجودہ عمر و قوی کے اعتبار سے سن بھی حد طبعی تک پہنچ چکا تھا لیکن فروالا اولیا نے جیسے مفید زندگی کے انحصار اگر ہزار سال کی عمر بھی پائیں تو بہت ہی کم ہے۔

۱۲۵۸ھ ہجری میں فروالا اولیا صاحب معمول عصر کی نماز کے بعد بغرض ناختم مزار پر تشریف لگے وہاں پہنچنے کے ساتھ یکایک چھیلکین آنا شروع ہوئیں اور ہم آہم آہم آہم بیان تک کہ چند منٹ میں سو بار سے زیادہ چھیلکین آئیں۔ مزار سے واپسی کو بعد تک یہی سلسلہ رہا جب تک نماز مغرب کے بعد خلوت میں تشریف لے کر تو باقیہ پانچوں میں ایک قسم کی بے طاقتی پیدا ہوئی اور معافاً آگیا۔ وقت تدبیر مناسب ہوئی اور ایسا تک تکلیف دہ نہ ہو گیا۔ بری تہہ بیدارہ ذی قعدہ شب جمعہ ۱۲۵۹ھ ہجری میں مادہ سابق نے پھر عود کیا اور کامل چھ سال تک انواع و اقسام کی تکالیف و مصائب کا نشانہ بنا تا رہا۔

فروالا اولیا خود بھی فن طبابت میں کامل دستگاہ رکھتے تھے خود بھی اور دیگر مریدان و معتقدان جیسے جنہیں فن طبابت میں مہارت تامہ حاصل تھی موالجہ میں مصروف ہوئے لیکن صحت کی کوئی صورت محدود نہ تھی ہر طرح کی تدبیروں سے جب معذوری ہوئی تو محض رفع تکلیف کو خیال سے دو کا استعمال رہا۔ سطح دن بدن ضعف و نفاہت کی زیادتی ہوئی گئی جس سال فروالا اولیا نے وصال فرمایا اس سال مرض کا عنوان عجیب و غریب رہا کبھی محض مہوشی کبھی دست و پا کی کمزوری کبھی زبان کی بے اختیار کا عرض روز بروز تدریجاً بڑھتا ہی گیا جس سے خود فروالا اولیا کو اپنی کار آمد زندگی سے یاس و متوسلین کو

ہر ساعت مایوسانہ سا کا مشاہدہ کرنا پڑا۔ اور پوری طرح دل فرسا سکا یقین کر لیا کہ اب وہ بیباکی اور ہمتیابک
ساعت بہت جلد آنیوالی ہو جس میں ہم وہ سب تکمان دامن کے سر سے سائے رحمت الہی اٹھ جائے گا۔

چھ مہر کا واقعہ یہ ہے کہ سویرے صبح کو وقت حسب معمول مسواک سے فراغت کرنے کے بعد خادم نے جاہ
لا کر دی قفلی ہاتھ میں لیتے ہی رعشہ پیدا ہوا اور پیالی ہاتھ سے گرتے ہی افاقہ جاتا رہا مگر اس وقت

حواس برجا نہ رہے طیب بلا ڈنگے بروقت کی تدبیر سے افاقہ ہو گیا۔ مگر قوال اولیا نے وقت
سے اپنا ظاہری تعلق بالکل قطع کر کے ایک دم سکوت اختیار کر لیا تب کسی ضرورت کے لیے کوئی آپکو

بیدار کرتا تو فرماتے کہ مجھے چھوڑ دو۔ غرض اس دن سے ۲۳ مہر تک طبیعت کا یہی انداز رہا اس
اشنا میں خوب باتیں برسبیل خرق عادت وی بھی جاتی تھیں وہ یہ ہیں کہ اکثر انبساطی کیفیت جوش

کیسی آپکے جوارح و چہرہ پر نمایاں ہوتی تھی اور اذان کے آواز پر دست مبارک کا ہلانا اور
نعرہ لگانا اکثر معائنہ ہوتا تھا۔ بیشتر نعتیہ اشعار سننے و پڑھنے کی طرف رغبت فرماتے اور گاہ

گاہ خود بھی پڑھتے اثنائے علالت میں ایسی عشقیہ کیفیتیں اکثر پیدا ہوتی رہتیں اور جب آتش
شوق باقتضائے عشق نبوی بھڑک اٹھتی تو زبان مبارک پر نعتیہ اشعار خود بخود جاری ہوجا

چنانچہ ایک مرتبہ کچھ حالت آب برطاری ہوئی اور ایک شعر خیال میں آگیا اس وقت مولوی مہدی
شاہ و وصی احمد بھلا روئی (جنے متعلق تحریر کا کام تھا) موجود نہ تھا آج اسکے لکھنے کا خود

ارادہ کیا اور کاغذ و قلم اٹھا کر لکھنے لگے مگر شہادت رعشہ کے سبب حرف صاف نہیں نکلا
محض خط موہوم لکیر سا نمایاں ہو کر رہ گیا۔ مولوی وصی احمد علیہ الرحمۃ بھی پہنچ گئے قوال اولیا

نے دو ات و قلم آپکے حوالہ کر کے فرمایا کہ یہ شعر مولوی معنوی رومی کا ہے
چون محراب بود از نار و دود

ہر گیارہ و کرد و جہہ اللہ بود

مجھے خیال آگیا تھا تم موجود تھے میں خود ہی لکھنا چاہتا تھا مگر لکھ نہ سکا لکھ لو مولوی مصباح
نے پرزہ آپکے ہاتھ سے لیکر لکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد قوال اولیا کے چھوٹے صاحبزادے و صاحب
حضرت مصباح الطالبین مولانا شاہ محمد علی حبیب قادری قدس سرہ قوال اولیا کا یہ شعر ہے

بس این دلیل حلاوت باہم باب رسول
اگر لب بلفظ محمد و بارہ محمد
پڑھتے ہوئے پہنچ آئے جب یہ شعر سننا تو کیفیت دو بالا ہو گئی اور اسکے لکھنے لینے کی بھی فرمائش کی
تھوڑی دیر میں زلفن قوال پہنچا مولوی وصی احمد علیہ الرحمۃ نے قوال اولیا کا وقت خوش
پاکر انھیں اشعار کے گانے کا حکم دیا دیر تک مجلس گرم رہی طالبین مستفیض ہوتے رہے اسی حالات

کے زمانہ میں آجے اپنا دونوں دیوان مولوی وصی احمد علیہ الرحمۃ سے پڑھا کر سنا تھا۔ دیکھو واؤ کا بیان جو کہ ہر شعر پر ایک کیفیت پیدا ہوتی تھی اور دست مبارک زانو پر زون و شوق میں مارا کرتے تھے غرض علالت کے زمانہ میں اسی قسم کی کیفیتیں آپ پر طاری ہو کر تھیں جسکی تاثیر عام طور پر محسوس ہوتی تھی مختصر یہ کہ محرم کی دن تاریخ کو صبح سو فردا والا و لیا کو افاقہ تھا اور بطاہر مستفیضوں کو فطرت متوجہ تھے علامہ حسین کی طرف اکثر فیض آمیز نگاہ سے فیض ہونچا ہے تھے لیکن قوت نہ تھی کہ حضرت سید الشہداء امام حسین علی جدہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فاتحہ کی شرکت کے لیے ہفت روزہ خانقاہ میں تشریف لیا سکیں حکم دیا کہ فاتحہ کا سامان کر دین میں ہمیں سے شرکت کرونگا جیسا فتح کا وقت قریب آیا تو قتل کا حکم دیکر خود راگماگاہ میں کلام اسی سننے کی طرف متوجہ ہوئے اسوقت آپکی کیفیت لوگوں کے قلب کو بچپن کر رہی تھی اور ہر شخص کی آنکھیں غیرت جیون ہو رہی تھی۔ کبھی فردا والا و لیا ہر فوج فرماتے کبھی دست و پا کو جنبش دیتے کبھی گریہ دیکھا فرماتے۔ بعد اتمام فاتحہ پھر آپ پر استغاثی کیفیت طاری ہو گئی لوگوں کو بہوشی کا گمان پیدا ہوا مگر اسکے بعد سے کسی کو ایسی جرات نہوئی کہ متنبہ کرے ہوش کا بہتہ اسوقت لگتا تھا جب آپ ہر نماز کے وقت اشارے سے اداسے نماز کا شبہ کرتے تھے۔

عرض اسی قسم کی حالت کا وہ افاقہ گاہ بے افانگی کی برابر ہوتی گئی یہاں تک کہ وہ روز سیاہ آہی دھمکا اور کہ ۲۲ محرم روز پنجشنبہ ۱۲۶۵ ھ چھری میں ثالث شب باقی رہتے آپکی روح پُرستور قالب عنصری کو چھوڑ دمال معشوق حقیقی سے فائز ہوئی

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُونَ

زلف بکشو گھمی لپ پر پریشان کر دو فٹ
اہل مجلس اس حرم جو مجمع گریان کر دو فٹ

روسے خود غم جو چن آنیمہ حیران کر دو فٹ
شعر محفل کشی گشت و بدلما شعلہ زد

خاتمة الكتاب

الحمد لله والمنته کہ آج ۲۶ جمادی الاخریٰ یوم سہ مطابق ۲۲ ستمبر کو ہماری یہ سنی مشکو
 ہوئی اور حیات فرد کی تدوین و صحیحہ اللہ نے فراغت بخشی اور جن جن وقتوں اور مشکلوں کا سامنا
 کا سامنا اسکے مددوں کر نیکی زمانہ میں نبھ کر یا پڑا اور سب سے بچات دیکر کچھ اپنے مقصد و بین اعلیٰ کامیابی
 عطا فرمائی۔ اور یہ گل عنایات و الطوائف اس کریم کار ساز کے کچھ ناچیز کے حال پر اوس مقدس
 ذات کی بدولت ہوئے جسکی سرپرستی و توجہات ہمارے دینی و دنیوی کل کام انجام پاتے ہیں۔
 حق ہے کہ اگر مرے ماوراء النہر حضرت پیر و مرشد مدظلہ العالی کی مدد اسکے مددوں کر نیکی زمانہ میں
 دستگیری نہ کرتی تو اسقدر واقعات کا معلوم کرنا مشکل نہیں بلکہ محال تھا کیونکہ اسقدر تفصیل کے
 ساتھ سو فیصد تک فریادوں کیسے واقعات زندگی قلبند نہیں کیے گئے تھے جس سے سوانح نگار کو ترتیب
 مضامین آسانی ہوتی اور نہ کوئی ایسا شخص جس نے بخوبی فرح الاولیا کی مفید صحبت اٹھائی
 اور آپ کے ہر جزئیات زندگی سے واقف تھا ہو زندہ رہا تھا جسکی روایت سے واقعات قلبند کیے
 جاسکتے ایسی حالت میں اپنے اپنی کوشش اور مشکل خیال میں کامیابی کی کیا امید ہو سکتی تھی۔
 لیکن چونکہ یہ کام ہمارے ہی ہاتھ سے انجام پانوالا تھا اور خدا نے بے نیاز کو مجھ ہی سے یہ اعلاٰ خدمت
 لینی تھی اسلئے ان ناکامیابی کی صورتوں کے ساتھ مجھے حالات فرد مددوں کر نیک خیال پیدا
 ہوا اور ۲۲ ستمبر کی ماہ محرم میں ہی اسکی ابتداء کی اور جب قدر واقعات فرح الاولیا کی
 زندگی کے متعلق بزرگوں کی زبانی گوش زد ہو چکے تھے اور کو قلبند کر لیا۔ مگر ہماری ہمت جس
 اعلیٰ پیام پر سوانح نگاری کے لیے مستعد ہوئی تھی اوس کا سامان نظر نہیں آ رہا تھا اسلئے ہماری
 ہمت نسبت ہوتی جاتی تھی یہاں تک کہ میں نے اپنے اس خیال کا اظہار بیدنی کے ساتھ اپنے پیر مرشد
 مدظلہ العالی سے کیا۔ ارشاد ہوا کہ متفرق طور پر واقعات جا بجا کتابوں میں بطور یادداشت کے
 لکھے ہوئے ہماری نظر سے گزریں میں تلاش کروں گا اور پھر بیگے بہ فرودہ روح افزا سنکر ہماری ہمت
 بڑھگئی اور فوراً ہی تمبیل ارشاد میں سرگرم ہو گیا اور کتب خانہ محمدیہ کو بالاسٹیجیاب ورق ورق کر کے
 دیکھ ڈالا تو کہیں پرزہ کہیں چند اوراق کہیں خطوط پائے گئے جن میں تھوڑے تھوڑے حالات
 لکھے ہوئے تھے جب قدر واقعات دستیاب ہوتے گئے میں اصل مسودہ میں نقل کرنا گیا تھوڑے
 دن کے بعد مولوی معنوی شاہ وصحی احمد پھلواری علیہ الرحمۃ کا تالیف کیا ہوا وہ دیا چہ

لکھا جسکو مدوح نے دیوان فردوس کے پہلے ضمیر لگانے کے خیال سے ترتیب دیا تھا کچھ مضامین اوس سے
 بھی اقتباس کیے گئے مولوی ابوالحیوة قادری پھلواروی قدس سرہ نے بھی آپ کے کچھ حالات
 قلمبند فرمائے تھے وہ بھی ایک قرابت مند کے کتب خانہ سے دستیاب ہو گیا۔ شیخ طالب علی پھلواروی
 مرحوم نے ملفوظات شیخ العالمین میں بھی کچھ ذکر آپ کا کیا تھا اوس سے بھی مضامین لے کر
 تذکرہ الکرام سے بھی بعض واقعات کا پتہ لگا غرض ہمارے حضرت پیر و مرشد متعنا اللہ وجمعین
 بطول بقائے کی توجہات نے کچھ اس طرح پر دستگیری کی کہ اس مشکل خدمت کی انجام دہی میں مجھے
 کوئی وقت نہ ہوئی اور اسکے تدوین کرنے کا معقول سامان مہیا ہو گیا جس سے مجھے اپنے خیالات
 میں خاطر خواہ کامیابی نصیب ہوئی اور تذکرہ حسب خواہ مرتب ہو گیا اوسکے بعد میں نے اپنے پیر
 مدظلہ العالی کے حضور میں پیش کیا آپ نے باسعان نظر بالاستیعاب ملاحظہ فرمانیے بعد
 تصرفات و کرامات کے حکایات حسب قدر آپ کو اپنے پیر و مرشد حضرت ابوالنصر قدس سرہ
 سے اور والد ماجد حضرت مولوی معنوی شاہ محمد شرف الدین قادری پھلواروی قدس سرہ
 سے اور عم محترم مولوی معنوی شاہ وصالی حمد قادری پھلواروی قدس سرہ سے معلوم ہوتے گئے
 تھے اور کما اضافہ فرما کر تذکرہ کو مکمل فرمایا اب مجھے اپنی انخوان طریق و دیگر ناظرین سے اس بات کی
 تمنا ہے کہ اسکے مطالعہ کے بعد ہماری غلطیوں اور لغزشوں کو محو فرما کر اپنے خاص وقتوں میں میرے
 و دیگر انخوان طریق کے حسن خاتمات و تذکرہ ہذا کی مقبولیت کی دعا فرمائیے و آخر دعوانا ان الحمد
 لله رب العالمین والصلوة والسلام علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ و اہلبیتہ و اصحابہ
 و احبابہ و اولیائہ اجمعین بیہمتک یا ارحم الراحمین ہ حصل الفراع من تسویب
 هذا الرسالة تسع وعشرون من شوال يوم الاربعاسنة احدى وثلاثين وثلاثمائة بعد الا
 من هجرة النبي صلى الله عليه وآله وصحبه وسلم المعتصم نجل الله القوي محمد
 الشهير بشعيب الرضوي القادر هي المجيد القلوارى غفر له الله البارى ؛

قَطْعُهُ تَأْيِيخُ إِتْمَامِ حَيَاتِهِ إِذْ أَحْضَرَتْ

كَيْشِشُ پھلواروی مدظلہ

ہے محمد شعیب نے لکھی

جس ولی خدا کی یہ تاریخ

<p>واقعی تھے وہ مندر لائٹانی احتراماً حضور اعلیٰ بھی لکھوں تاریخ اب کوئی اسکی</p>	<p>نام ہے پو آحسن تخلص مندر کہتے تھے آپکی بیان اکثر الغرض منکر جب ہوئی بھگلو</p>	
	<p>بے سر کذب یہ ہوئی تاریخ بیچی کائنات حضور اعلیٰ کی</p>	<p>۲۹</p>
<p>قَطَاعَاتُ الْبُخَيْرِ وَفِي حَضْرَةِ عَمْرِو بْنِ لُثَيْبٍ وَأَدَبٌ رُكْبَلُ الْأَوْلِيَاءِ سِرَّةَ الْعَرَبِ</p>		
<p>حضرت فخرالواصلین مولانا شہلا محمد البوتاب قادری پهلواروی قدس سرہ</p>		
<p>برادر ویجی حضرت فخرالواصلین قدس سرہ العزیز</p>		
<p>احسن اللہ حالہ ابدا ما را میت مکملہ احد ۱۲۶۱ھ</p>	<p>پو آحسن بود مصدحیات سالش از روی در دگت</p>	
<p>منہ قدس سرہ</p>		
<p>سال وفات اولاد فرشتہ دین گو ۱۲۶۱ھ</p>	<p>از سر اتفاق و جمع نیت چو کس نظر او</p>	
<p>از جناب معالی القاب مولوی قاضی سید محمد محمد و مر عالم صاحب س رئیس پهلواروی علیہ الرحمة والغفران</p>		
<p>الاقصہ مقامات و شاعر بلو وجہ الاذی فتح المشایخ ۱۲۶۴ھ</p>	<p>اذا تمقل ابوالحسن المعظم فقد اخرجت من تاریخ نقلہ</p>	
<p>منہ علیہ الرحمة</p>		
<p>چون ز جهان گزران رخت بست طوطی شکر شکن فارین بست ۱۲۶۴ھ</p>	<p>فرد کہ در شعر و سخن مندر بود مرفد و لاشده در ہند و سال</p>	

منہ

صاحب دین و دل احسان و فضل رفت چون صاحب دل و دین سالار و	کان فی الکوئین فراد الصالحین رحمة الله قریب المحسنین ۱۲۶۵ھ
از جناب معین القاب مولوی محمد فرید صاحب علیہ الرحمۃ بھاولوی	
شاہ بواکسن عارف و کامل کرد نقل مکان چو زین عالم گفت تامل رخ انتقال فریخ	عاشق صاوق خدا بو توفیق نالہ خالق رفت تا با بوق راہان وصل العاشق الی المعشوق ۱۲۶۵ھ
از جناب منشی محمد طاہر علی صاحب بھاولوی علیہ السلام	
فوز را نہ عارف کامل بواکسن ہاتف چو سال حلت آن آفتاب دین	چون سوئے خلد عزم سفر زین جهان عقدہ کشاے راہ طریقت بیان نمود ۱۲۶۵ھ

منہ

رفت خسرویکہ فرد مطلق بود	گفت ہاتف کہ مظہر حق بود ۱۲۶۵ھ
--------------------------	----------------------------------

منہ

سائے بیخم پارہ کن تقویم سال	گشادہ اسماں نجم بی نظیر ۱۲۶۵ھ
از جناب خطاب معین القاب علامہ اجمل مرجع القریب والبعید حضرت مولوی ہضوی شاہ محمد سعید عظیم آبادی	

قدس سرور

توفی بواکسن شینا اجلیاد سالت القوم عن تاریخ فوتہ	وگشادہ اسماں سرار الحقیقہ فقہ الواعامہ شیخ الطریقتہ ۱۲۶۵ھ
---	---

منہ قدس سرور

آمد ندا گوشم مشہد ہاتف غیب	کا سال کرد و طلعت شیخ اجل اکرم
----------------------------	--------------------------------

گفتہ چہ بودنا مش گفتا کہ بوا حسن بود
 گفتہ کہ شعر گفتی گفتا کہ فر و این فن
 گفتہ کہ روز حلت گفتا کہ بخشبنہ
 گفتہ چہ بود ماہ و تاریخ و سال و فتنش

گفتہ کہ وصف او کن گفتا کہ قطب اعظم
 گفتہ کہ علم ظاہر گفتا بوسے مسلم
 گفتہ کہ وقت آن گو گفتا صباح پر غم
 گفتا کہ کلبت و چارم بندار از محمد

۱۲۶۵ ہجری

حَایِئَةُ الطَّالِبِ

جس زمانہ میں میں حیات فردا کی تدوین میں سرگرم تھا اسی اثنا میں مجھے دیوان فروطیح کرانیکا خیال پیدا ہوا اور اکثر شائقین ارجا جاننے مجھے اس کام کی طرف توجہ دلائی۔ لیکن دیوان فروطیح ہی تنہا کتا کے طبع کرانیکے لیے کافی سرمایہ کی ضرورت تھی جسکا ہم ہوشیما مجھ سے بالکل دشوار تھا میں نے اپنے اس خیال میں زیادہ زور نہیں ہونچایا۔ لیکن اجنباب کی تحریک مجھے اپنے اس خیال میں خواہ مخواہ زور دینے پر مجبور کرتی رہی یہاں تک کہ ۱۲۶۵ ہجری میں اونہیں ارجا جاننے مجھے یہ مشورہ دیا کہ تم اپنے اس خیال کو اشتہار کے ذریعہ سے ظاہر کرو اور شائقین کو زور پیشگی و غیر پرا اوہ کرو اس متبرک دیوان کے بہت لوگ شائق ہیں جبکہ وہ نہیں معلوم ہو جائیگا تو وہ لوگ بدل خریداری منظور کر کے تمہارا حوصلہ بڑھائیگا اسپطرح ایک معقول رقم پیشگی کی جتیا ہو جائے گی جس سے طبع کا کام آسانی محفل ہجائیگا۔ میں نے اونکے مشورہ کے مطابق ہزار ہزار فروا اشتہار طبع دیوان کے متعلق چھیو کر تمام ملکوں میں اور شائقین کی خدمت میں متعلق کرادیے لیکن تجربہ سے یہ طریقہ ناکافی ثابت ہوا اور محض قلیل رقم مبلغ ساٹھ روپے کے انداز سے پیشگی آئی جو مصارف طبع کا چالیسواں حصہ بھی نہ تھا تاہم میں نے زور پیشگی کی امید میں کامل ایک سال تک بیٹھا رہا جب مجھے پورا یقین ہو گیا کہ اس عنوان سے روپیہ ہم نہیں ہونچسکتا اور یہ فعل ہمارا لغو ہوا تو مجھے اسپر نہایت ندامت ہوئی اور میں اس خیال میں ہوا کہ کچھ روپے اور برباد کر کے پھر اشتہار دیدون کہ دیوان فرد کی طبع کرانیکا خیال اٹھا دیا گیا کیونکہ طبع کے اخراجات پورے جتیا ہوسکے پیشگی دینے والے اپنے اپنے روپے واپس لے لیں لیکن بجائے ڈھائی روپیہ کے دو روپیہ ساٹھ آنے دیے جائینگے کیونکہ ایک آنہ محصول ڈاک کی زرباری اٹھانی ہوگی۔ مگر ہا سے ارجا جاننے مجھے ایسا کرنے سے روکنا۔ ہمارا ہی حسرت اور ندامت جس درجہ میں زیادہ ہوتی جاتی اور مجھے اپنے پیشگی دینے والے حضرات کو میں ملانی جسقدر دشوار ہوگی تھیں اوسکو بیان نہیں کر سکتا۔ لیکن قربان ہو جاتی اوس کریم کار سازی کی کار سازی کے جس نے اپنی فضل و کرم سے

میری آبرورکھ لی اور غیب سے ایسا سامان کر دیا جس کا خیال نہ کبھی عقل میں آیا تھا اور نہ واہمہ نے
 اسکا گمان کیا تھا۔ یعنی برادران دین سے ہمارے ایک باہمت شخص نے اپنی بلند عوصلگی سے
 بارہ سو روپے ایک مشیت دیکر میری ہمت بڑھادی میں شکر خدا بجالا کر طبع کرانیکے فکر میں لگ گیا
 جیسا مید طبع پوری بندھ گئی تب میرا ارادہ ہوا کہ دیوان کے آخر میں بطور منیہ حیات فرد بھی لگا
 دیا جائے چنانچہ حیات فرد اور دیوان دونوں کی کا بیان سیک وقت میں نے اپنے کرم فرما خواجہ
 محمد علی لودھ صاحب کتب ہتم مطبع انتظامی کانپور کے یہاں بغرض طبع دیوان روانہ کر دیا مگر
 افسوس کہ خواجہ صاحب کو مکر وہاٹ زمانے نے کچھ ایسا مجبور کیا کہ حسب وعدہ جلد دیوان
 طبع کرانے نہ بھیج سکے اور بجائے ایک سال کی مدت کے کابل ڈھائی سال کی مدت اسکے طبع
 کرانے میں گزر گئی احمد لڈ کے خواجہ صاحب موصوف نے ۳۳ لکھ بھری میں دیوان فرد کمال
 و مکمل دو جلدوں میں چھپوا کر تیار کر دیا جو شا یقین کی خدمت میں حاضر ہو کر اذکار عزیز و
 خوش کر نیکو تیار ہے

معارف

دیا جاتا ہی شا یقین دیوان فرد خوش ہوں اور اس نعمت بے بدل کو حاصل کر نہیں
 تقویٰ کر میں کیونکہ اتفاقاً سے ایسا مبارک وقت آ گیا ہے جس میں دیوان فرد طبع
 ہو گیا اور شا یقین حضرات کی مدت کی تمنا پوری ہوگی اسیلئے ہمارے ہر جہاننگ طلبہ کو اپ لوگ
 اپنے مراد کے حاصل کر نہیں کوشش کر میں دیوان فرد جیسی متبرک کتاب کی
 قیمت مبلغ تین روپیہ علاوہ محصول ڈاک بالکل کم ہی خریداروں کی کثرت ہی
 دیوان ہاتھوں ہاتھ نکلتا جاتا ہے اگر آپ حضرات غفلت کرینگے تو مفت میں حاصل شدہ
 دولت ہاتھ سے کھوینگے

دفتر معارف پہلوا ری ضلع پٹنہ سے جلد طلب کیجئے

المش

محل حسین منیجی

الکتاب الکبیر

الکتاب الکبیر فی شرح الفقه العرفی فی مذهب ائمه اهل بیت علیهم السلام
تألیف مولانا شمس الدین محمد بن ابوالحسن نجف آبادی قدس سره

در بیان



تألیف مولانا شمس الدین محمد بن ابوالحسن نجف آبادی قدس سره
در بیان شرح الفقه العرفی فی مذهب ائمه اهل بیت علیهم السلام

الکتاب الکبیر

هو الف الح جیب لی النعمیة

دقراؤل

بسم الرحمن الرحیم

اردیف اک الف اغزل

کے درخورد نوال تو باشد سپاس ما
ہستی پذیر از تو بود این اساس ما
باشد بہان زور کہ قدمت ہر اس ما
ہم شقن گیس از صفت در حواس ما
یکسان بود یہ فکر تو امید و یاس ما
گرے نشد ز راہ تو زیب لباس ما
اشک خجالت ہست چو گوہر بطاس ما
از نور ہستی تو بود اقیاس ما

اے نعمت تو بیش ز حد قیاس ما
بودی نہشت ہیج ازین نیست مشربان
گرد و بلند پایہ فکرم اگر زعرش
نیرنگی تو رنگ مرغ عقل کل بر نخت
کے از جہان توان بہ جہان آفرین سید
افگندہ سر بچوے گر بیانم و ہنوز
وامان ما کجا و کجا در معرفت
ما را مجال دم زدن ما و من کجا

فرو را پہ بندہ خود خواندہ ز لطف
کے خیزد از در تو دل حق شناس ما

الایا ایتھا الساری ادر کاسا ونا ولما
کہ عشق آسان نمود اولی افتاد شکلا
الای عقل و صبر پوش بر بند محلا
کہ در افتادہ ام از آستان دست نزلما
کہ سالک بے خبر نبود ز راہ در سم منزلما
جس از شوق نالانست و میر تصد محلا

قدوم موسم گل شوق انگیزست دلما
ز جام بیخوی سرشار ہمت کن مغان ما
در آمد فوج شاہ عشق منزل ساخت در ولما
صبا از بخت کوشش معبر کن و ما عمر را
بچم افگندم از حکم مغان سجادہ تقوی
چاپسون در جہی و سبایان اندی کہ من مستم

دل حلی بر آه توتہ خاک اندزین حسرت
 زسرتا پاپا دیدہ قالب ترازان دارم
 خدارا ہمتے خضر چون در اول گام
 زوی آتش زنج در خرمن ہستی پروانہ
 تہ خاک درت بس آرزو مندان کہ در خوابند
 اگر صدیج طوفان خیز خیز از مرثک خلق
 بہر سو میزنم دستی کہ شاید بر کنار اتم

کہ ہم گام خرامیدن فتد پائے تو زلما
 کہ آسان تر بکار جام بادہ آید این گلم
 بگل افتاد پاؤ دورم از مقصود منزلما
 کہ خواہیست با این جلوہ ایستغ محفلما
 مبادا از خرامت باز خیزد فتنہ برد ما
 سرسوسے ز نقش تو کجای می خیزد از دلما
 نمی دارد مگر بحسب محیط عشق ساحلما

منال کے فروغ و عورت کہ سیر آید دم و ساش
 ندیدی برد در دولت سرایش حال سہلما

حسنش گواہ غیبی صنع خدا سے ما
 نقش مراد میں بودے ناقہ نقش پات
 بخت رسا کجا کہ یہ محراب ابرویت
 ما پس رو تو ایم بگامے کہ می زنیسم
 گاہے قدم ز حلقہ آن نقش پائے تو
 شرمندہ ایم از انکہ نامی بہر قدم

صد آفرین بتش خوش رہنما سے ما
 خوش میدہ نشان زرہ دلربا سے ما
 گرد و دراز پیش تو دست دعا سے ما
 باشد نگین نقش کف پات پائے ما
 بیرون نمی زنیسم کہ باشد برا سے ما
 نقش نو سے کہ نیست براہ صفا سے ما

فرو از غزل سرانی ما نیست حاصل
 غیر از شنیدنش کہ بود مدعا سے ما

غوغای عشق بازی در سر بود مارا
 ہنگامہ محبت آورد شور محشر
 شوریدہ سرچو بیدم گفتار پارتیان
 تا سحر بر فکندم جامے بدست کردم
 پابندی جهانی بود از خرد چو دیدم
 اے محتب چہ بر کمز لعل می گسارش
 مجبور وقت نویشم تا گشتہ ام ایازت
 بیجانہ نہنگا ہے صد جان ماست از زان

قربان لعل تو شین کز خود بود مارا
 زاہد حرم پرستی بخشید چہ سود مارا
 معذور کرد عشق از گفت و شنود مارا
 ہر عقدہ کہ بودہ یکیک کشود مارا
 بر ہاند دست عشقتش از ہر قیود مارا
 این ذوق سے پرستی در سر فرود مارا
 ہر کس کہ گفت مدحتہ انہم ستود مارا
 باشد درین زیا نہا صد گونہ سود مارا

ناز مژگان عشقش که جلو خود لے فرود
هر مشکلی که آمد آسان نمود ما را

سرمین فدای چشمش که چها نمود ما را
که ز بهوش رفتن خود خیر لے نمود ما را
پدرت مباد بیند گئی در سجود ما را
برخت چو دیده داشت چه گره کشود ما را
من و مستی که از خود خبر لے نمود ما را

بنگاه نیم مستی ز خودی ربود ما را
ز خرام ناز سرو تو چنان ربود ما را
من و خلعتی ز ناصح که ادب بمانامه
گره قبا کشاده سحر آمدی بمبایلین
ز لبت کشیده بودم چوئی بخواب نوشین

سخن ز شمع محفل زده آتشی لے تو
که تپ درون فرود این هوس وجود ما را

بویا بود ز عشق تو گل های داغ ما
پهلوی آفتاب زند این چراغ ما
در لامکانست پر تو نور چراغ ما
پر کرد قدر حوصله ما ایام ما
آموزد عند لیب نوا باز تراغ ما
هر صبح داغ تازه کند گل بیام ما
باشد گذشتن از سر مطلب فراغ ما
زین راه یافتند رقیبان سراغ ما
لبریز آرزوست همیشه ایام ما
لبریز عشق هست مدام این ایام ما
فراغ بود ز منت دامن چراغ ما
از ما به محنت که برد این بلاغ ما
روئی بوی گل نماید دماغ ما
نیزان رسید فکر ساد سراغ ما

پر لے مشک و عطر ندارد دماغ ما
روشن شود به پیش تو گر حال داغ ما
تنهانه گوشه دلم از داغ روشن است
نازم چشم او که ز صهبای یک نگاه
گوش گل نواز اگر نغمه مرا
سیر از بهار چشم تماشا پرست است
مطلب اگر نه دست دهد تنگدل نیم
دارم نشان آلیه در نقش پایگر
سر پیش جام پتو صراحی نمی بریم
تر دامنی ز باد بود عیب مشربیم
فانوس شمع از پر پر دانهما بست
بد کرده که شیشه دل را شکسته
آورد تا نسیم ز کوی تو بخت
رفتم به جست بوی لبا و چنان ز خود

لے فرودی توانی اگر نامه نویس
عرض فسانه تو نباشد مساع ما

<p>بودہست زہد ماہمہ بازی و لاغ ما گر عشق پرده داکند از روی دلغ ما فارغ ز نسک مرد و جهانم ز فیض عشق ماندیم بر در تو ز شب تا سحر که نیست شمع فراز گو نبود می شود ز داغ فرق حضور و غیب نباشد دل مرا نه سیر دشت غم بروم نه بہار باغ سیرکنار رشک گالتا نم ار کنی کام تہی چو جام ببتانی بریم</p>	<p>بر بود رخت تو بہ چو موج ایام ما پیر تو بہ لامکان فکند این چراغ ما پابند مطبے نبود کہ فسراغ ما در پہلوئے رقیب شستن و داغ ما روشن چو بے فتیلہ و روغن چراغ ما یکسان بود بہ عشق تو بند و فراغ ما بے روئے تو یکسبت صنم باغ و داغ ما باشد بہشت گوشہ پایکن باغ ما پر خون حسرت است چو لالہ ایام ما</p>
--	---

بالید آنچنان بخودے فرو داغ دل
گر دید دل پُر آبلہ از جوش داغ ما

<p>ناز پروردہ سنے صنما بہر جدا خاطر نازک تو آب دل شیشہ نمود منکہ یک حرف ز لعل تو غنیمت شمرم نفریب دل غمگین مرا ہر کسے بفریب دل من حاجت جیلہ نبود موسم تو پیشکن آمدہ یارب چہ کہتم</p>	<p>جلوہ در دل سنگین رقیبان ہنما حیرت فزود صفائے رخ تو آئینہ مرا کہ تو ان کہ در بعد تو متناسے وفا بہ ز لطف و گرانست بمن از تو جفا می رہاید دل من چسمن تو بے ناز و ادا مژدہ از فضل بہاران بمن آور و صبا</p>
--	---

فرد مصاحت کار من اندیشہ کن
کردہ ام نیک و بد خویش حوالہ بخدا

<p>یاد کوے تو می کشد مارا تیغ ابرو و کاش بکشتن ما تہمت خون بغمزہ ات نہ نہیںم زلف بکشا کہ و اشود گر ہم کہ سراغ دہد ز تو صنما چارہ در دم از لب تہ چہ بود</p>	<p>آرزوے تو می کشد مارا شوق روے تو می کشد مارا تند خوے تو می کشد مارا تاب موے تو می کشد مارا جستجوے تو می کشد مارا گفتگوے تو می کشد مارا</p>
--	--

تازه بوسے تو میکشد مارا	اچاک پیرا ہنس صبا از تو
شہر و روستا اے دہوے تو میکشد مارا	
ہر کام توے کشتند مرا بہ گناہے کہ من نمیدانم تا کشد عشق تا بید نامیت وعدہ ہایکسی خلاف وعیت	ہر ام تو میکشد مرا زیر بام تو میکشد مرا ہر نام تو میکشد مرا پیام تو میکشد مرا
شہر و روستا زین کلام تو میکشد مرا	
جان بکوسے کہ می کشد مارا ہر روستے کہ می کشد مارا تار مومے کہ می کشد مارا آرزوے کہ می کشد مارا جستجوے کہ می کشد مارا باز بوسے کہ می کشد مارا	دل بسوسے کہ می کشد مارا میرویم از خود و بنیدانیم شب خیال کہ برد خواب ز ما دل کہ بہ بریدم از متناہا منکہ سرگشته جہان شدہ ام بوسے پیرا ہنسی کہ داشت نسیم
فرد از خویشتن جو بگذشتیم یاد خوے کہ میکشد مارا	
کہ دارد بزم من از یاد رویت آفتاب اینجا کہ جسد سبیل ترمی خود صد تیغ و تاب اینجا و گرنہ بہر آدمی ساختم از دل کباب اینجا نثار یکدم پیر نیست صد عد شباب اینجا حلاوت میدہد گویا خموشی در جواب اینجا کہ شد صد خرقة ناموس غرق بادہ نای اینجا بجان غنچہ صد حسرت کہ آید بے نقاب اینجا کہ نہان است صد گنج کہ ہمار در عتاب اینجا	چہ پروانے شیم باشد چراغ کو متا اینجا بنیدانم کہ شد از یاد زلفش سلسا خندان ز خون آشامی عشقش نانندہ لذتے در دل چہ غم از عمر بگذشتہ گرت پیرا نہ سردیم ہمہ پیوستہ میماند ز شیرینی لب نوشش مباحث لے محاسب ریغ ازین ہنگامہ مستان یہ بیل منت ار صد گل دہد بر یاد باز ہما اگر لبکست لیلہ کا سات بیدل مشو مجنون

چراور میکده ناصح ز چندین دین فروشیمها
 کسے از آستاقش چون رود در کعبه لے زاہد
 بناے دل براقا دو و حرمیم سینہ ویران شد
 بر پیش خوی او قیمت نماند هیچ عطری را
 لب پرچگانگان ہر چند می بندم من از طعنہ
 تواند او خوابم جلوہ بیدارے شبہا

بہ آب بادہ میشویند سرمستان کتاب اینجا
 سر اینجا سجدہ گاہ اینجا نمازا اینجا ثواب اینجا
 چه سازم گر بیاید باز آن خانہ خراب اینجا
 کہ میریزند جائے آب صد شیشہ گلاب اینجا
 رقیبا نم عبث دارند ما را در حساب اینجا
 کہ از خود رفتگیہا در خیال اوست خواب اینجا

ند از خود رفتہ ام ای فرورد کوے مخان چاشنا
 مرا آورد قول مطرب چنگ و ریاب اینجا

عبث لے محبت قومی بری نام شراب اینجا
 منہ لے زاہد افسردہ امین پادین وادی
 ہولے تاک از سر برد ذوق ساپہ طویلی
 کہ کرد از گرمی ہنگامہ آن شعلہ خود کرے
 چه باک آن شوخ طفلی را ازین ویرانی دلہا
 بر افتد پردہ زان را ازیکہ نکشودہ ز عقل کل
 گست از در رسہ ہاوس عشقش بسکہ شیرازہ
 رساندم مصرع بالاسے اورا مہمع آہے
 اگر دانستے آید بخواب من شبے جانان
 ترقی گرہی خواہی و نظرسم بدامن گیر

کہ میسازد نگاہ یار کار بادہ ناب اینجا
 دل من جلوہ گاہ اوست مگذر بھجاب اینجا
 بیازا ہدکہ از خود می بر و یک جام آب اینجا
 کہ می سوزد ز داغ دل ہمیشہ آفتاب اینجا
 تماشائیکست جائے اشک اورا خون ناب اینجا
 دے گردا کند آن ماہ و ش از رخ نقاب اینجا
 بجز سپیارہ و لہما نماندہ یک کتاب اینجا
 توان از دفتر عالم زدن خوش انتخاب اینجا
 ہمیشہ در خیال یاری بودم بخواب اینجا
 کہ میریزند در بیجا نہ اشس در خوشاب اینجا

ندام تا چه خواہد ساختان خانہ بر اندازم
 ندام گوشہ لے فرود تا سازد خراب اینجا

شانے است عجب عجیب ما را
 خوش بخت کسے کہ از دہانش
 زاہد لطواف کوے او باش
 گردوی زرہ عجیب بردار
 تا تا ر گرفت رہن تاری

شردہ برسان ز من و عسار
 بشنیدہ ز لطف مرحب را
 از کعبہ طلب رہن دار
 لے چشم بیلست تو تیار
 افشاندہ چو زلف مشکس را

<p>بکشاے لب گرہ کشا را بنامے جلال کبریا را</p>	<p>گاہے ز تیشے بجالم بردار نقاب لن ترانی</p>
<p>عشق و شوار کرد کار مرا کرد خونبار چشم زار مرا چرخ بیزد اگر غبار مرا طاقت این است اختیار مرا عشق آسان نمود کار مرا</p>	<p>بے نیاز بست شیوہ یار مرا ناز گینہا کہ غمے او دار و نتوان یافت ذرّہ بے درد بر نیامد دست من کالے وار ہیدم زگر و شمشیر</p>
<p>کے فروقا وہ بر دوشش باش باشد کہ نواز داین گدارا</p>	<p>ملک دل عشق تا گرفت اسے فرو رونق تازہ شد دیار مرا</p>
<p>کہ ز حال من ست بے پردا لا ثبات لعمدہ اصلا علیٰ لعشق لاه و اریما لیلۃ الحمد لا صباح لہا کس ندیدہ درین دو چیز بقا یعلم جبرنا و ما یخفنا</p>	<p>کار باد لبرے فتاد مرا لا وفار لوعدہ قط بو علیٰ حال من چو دید بگفت روز و صلاش قرین شام وراق جنگ او باریب و صلح بمن عرض احوال پیش او چکنم</p>
<p>و تو بانالہ تا بجی سازی پنا کہ ہمہ غمے اوست استمنا</p>	<p>آنکہ و اللیل گفت موی ترا منتشر کردہ طیب تو بہ بین با وجودیکہ از جہت پاکست بہر تو ساخت کعبہ را قبلہ یک دے نیست فارغ از دردت فکر دیگر نماند تا دادند</p>
<p>واضح خواندہ است روئے ترا نغمہ خویش خواند لہے ترا جہت خویش گفت سے ترا حرم خویش خواند کوی ترا در ہمہ داد آرزو سے ترا در سر فرو ہاے و ہوے ترا</p>	<p>آنکہ و اللیل گفت موی ترا منتشر کردہ طیب تو بہ بین با وجودیکہ از جہت پاکست بہر تو ساخت کعبہ را قبلہ یک دے نیست فارغ از دردت فکر دیگر نماند تا دادند</p>

لے زفیض صحبت تو عالمے از جنس ما
 تا جمال جلوہ افروزت جہانی را نواخت
 پر لقمے انگنڈ نور رمے تو بر ہر کسے
 آستانت طائفانزار وضعہ وار السلام
 لے درت مخرابے کویت سجدہ گاہ عاشقان
 مئے شہر بردر تو جبہ سانی میسکنم
 محرمے کوتا بگو میر حال زارم پیش تو
 لے خوشایف و ذی بخت جلیلان عمت
 جنداد و زیکہ بالین مرا بخشش شرف
 تلخ آن کام و دہان بادا کہ و شیرین نشد

کامل و فاروق و صدیق و امیر مرتضیٰ
 بندگان حضرت والا کے خاصت اولیا
 آرزو مند لقایت راست چون قبلہ نما
 عقبہ تو عاکفان را بہتر از عرض
 خاک راہ رہروانت چشم دل را تو تیا
 سایہ افکن بر سر ما آرزو مند ان بیا
 کیست جز لطفت کہ پر سدا ز کم احوال ما
 لے غم و سوز تو درد دور و مند از او
 سر برایت مال و گویم اہل مہربان
 از نہات نام و از قدر و درود مصطفیٰ

فرد سکین کترین تیدہ در گاہ مست
 پار شہا با گوشہ چہ سے بحال این گدا

یارب کہ رساند ز من آن پیرخان را
 نگرفتم ہندو ز این چہنم حد بیماری
 موشگان نشود مانع سیلاب سرم
 شد دیدہ یعقوب سفید از غم پوست
 بر خیز ز دامان دل لے آہ کہ یکبار

سیراب کن از باوہ من نشہ بہانرا
 یارب کہ خبر کرو و گر باو خزان را
 آری نتوان بست ز خس آب و انرا
 اندوہ سے پیر کند مرد بخوان را
 آتش زخم از شعلہ دل بہر دو جهان را

ساقی بدہ آن جام دل افروز کہ چون فرد
 در گوشہ نشیند و بینیم جہان را

نیست فہم عشق ما موقوف بر تحریر یا
 نیست جز دیدن گے بر روے تو تقصیر
 لخت دل نمی آید اینک ہمرہ سیل بر تنک
 از سر کولیش توان برخاست از چو زریہ
 ایکہ تو در غمہ داؤد و روسے دادہ
 لے خضر ہستی کہ بس صعبت قطع را عشق

مغنی عشق است گو یا صورت تصور یا
 پیش خود استادہ کردن بس بود تعزیر یا
 در رہ سیلاب گو یا بود این تمب یا
 گر بنووی حلقہ کیسوے او ز بخر ما
 میتوان داؤن اثر و نالہ شہبگیر ما
 میشود در یک قدم صد خار و اینگیر ما

قاصد از فرومانامه نویسی شد بحال
 آتش می غیزد اندر حسامه از تحریر ما

تازه باشی کز تو بے خوب یاد آید مرا
 آن زمان فتنه و آشوب یاد آید مرا
 چون بگلشن قامت محبوب یاد آید مرا
 خوب آن زلف و خنجر خوب یاد آید مرا
 ما جوی و دیده یعقوب یاد آید مرا
 حال نور دیده یعقوب یاد آید مرا
 از تو پاره کردن مکتوب یاد آید مرا

کلی از نور می آن محبوب یاد آید مرا
 باز مشب زلف نوشل سلوب یاد آید مرا
 می نهم سر را بپایه سرو و بخود می شوم
 می روم از خود اگر در سنبستان میروم
 از سفید بیاسی صبح و شب و شبها می بجز
 تا شب نیما را ز نور و روزم شب شده است
 هر کجا برگ گل افتاده بی نمودر است

چشم هر کس را که بنیم فرو بر یاد و خسته
 طرز ناز آن بت محبوب یاد آید مرا

هزار آشوب محشر ساختی یارب جبارا
 که اعجاز فلانی زنده کرده نیم جان را
 که آشوب بوسه داد و دم خاک آستان را
 چغنتا عرس ساختم این آستان را
 به پیری برگزیدم آه عشق نوجوان را

نه تنها سوختی مشب من از زده جان را
 بجناب آن لب شیرین بچالم تا که شو فتنه
 ترازو آسمان بر خویش از رفعت بر می ما
 صبا آهسته روزین ره کزین کجاست خار و
 باکم از کد این جیاه گروان صم رام

بهالینم می بگذر که تا غوغا بخلق افتد
 فلانی دستگیری کرد و فرو ناله لای را

که خروشان گاه خاموشم بنیدانم چرا
 جمله تن چون گل گوی گو شمش بنیدانم چرا
 اینچنین بے باوه مدیهوشم بنیدانم چرا
 من پے کاریکه میکوشم بنیدانم چرا
 که بسوی باوه بردوشم بنیدانم چرا
 اینقدر سرت و دیوشم بنیدانم چرا
 همچنان می بازمی نوشم بنیدانم چرا

نخود بخود چون باوه در جو شمش می دانم چرا
 میز غم ستان حرف من حرف کیستم
 خویش را گم کرده در راه کیم از ساها
 از بد و نیک جهان دستم و فایغ ز خود
 گاه ساغر بر کف و منور می آلوده و لقا
 محبت گانے گریبان گیرم گاه معان
 باشم تو به زمین پاک نیست و اعینا بارها

۵۰۰

دماغ بر خیزد من محاسب صد بار دید یار از ابرو اگر تیغ آزمائی میسکند	مناکاهال خویش می پوشم بنیدانم چرا از سر خود بار بردوشم بنیدانم چرا
---	---

و چون میدارد بکن گفت نگاه باز فرد
سن در عو را که نفر و ششم بنیدانم چرا

دیدن یار است در چشم عاشق را دوا پنبه پر خون میشود از جوش خون زخم من که پسند و غیرت عشقش صلاح کار عقل با رقیبان ساختن باید بیاس خاطرش آب تیغ ابروی او هست آب زندگی درفشته آدمیت نیست تا مثلش بود هر دم دار و زلب تنگ شکر پیش زبان بر لبش زان بوسه هر شام دارم آرزو	آشنائی نیست اینجا چشم را با تو تیا صلاح با هر هم نباشد زخم تیر عشق را هست اینجا جان و تن با هر گزنا آشنا در ره عشق آشنستی با دشمنان باشد وفا در دیا عشق در دست عدو باشد بقا گل بهر نی نشاید چون نمی دار و داد او چه دانند تلخ فاقه کشان بوسه را خواهم از خرم کشایم روزه هر روزه را
--	---

عشق اگر خواهد نمود که فرو نیرنگی چنین
میرود امروز یا فردا دل و دین هم زمان

بزم با ده کتان بر صبا پیام مرا فرشته که رساند با و سلام مرا حضور پر مغافم بس از زمین بویی چونست طاقت عرضم ز خشک کامیها بیارگاه عزیزش گذارید بد نیست	من روز و روز و اگر بکنند جام مرا بجانم که پیشش برد پیام مرا بصد نیاز و او بها بگو سلام مرا ز یک دو جام بکن تر زبان و کام مرا بخشش که دید با و آه نام مرا
---	--

فاوه بود بگو تو فرو من سبب خود
مگفتی آه چه حال است این حرف مرا

از راه بخودی بس فری رویم ما گردن بزیر تیغ جفایش نهادیم نخلت همی کشیم زبانی خویش عقنایم که تکیه باز و خود کخم	ناصح هموشن آه دگر میرویم ما در راه صعب عشق ز سر میرویم ما بهر سکت بخت جلگه رویم ما چون جان بدن گذارسته بر پیرویم ما
---	--

نا آشنا صورت و از نام آشنا است هر گاه میرویم ز کوس تو کسچو ابر یک نکته بس است اگر آگه عشق	زان پیش و بنام و گرمی رویم ما با برق آه و دیده گرمی رویم ما از ما در پیرس خبر می رویم ما
---	--

همای خدنگ نگاه ترا چو فرو
بالحنت دل بر اگدر می رویم ما

این پاره ها که از جگر می بریم ما خاکستر دل است که در آرزوی دوست با لشک و آه در ره عشق تو می رویم ترسم که زیر خاک بسوزد کفن مرا در عرصه گاه عشق تو لای تیغ آرز ما باشد که جادو هندی بزمست در چو شمع	بهر گ تو ما خضر می بریم ما بهر نثار بر اگدر می بریم ما این چند نوشته سفر می بریم ما در سینه جاسی دل شکر می بریم ما پشت بگفت نهاد سر می بریم ما دل خنجر و دیده تر می بریم ما
---	--

از طعن کس گزند نیاید عشق فرو
جان پیش یار بے خطر می بریم ما

نه هر دل خانه عشق و نه هر سر منزل سود مده پندم که هرگز کم نخواهد گشتت این سودا سوی شوریده پاینده آشتفتت باید بهر پاس فرود نارد چو زنجیر جنون اهد دل عاشقی همه عالم یک کج فنس دارد نه هر آبش در چاه کفریب و دلربا باشد باین حالیکه داریم بنو بے خودی ز دیگر نباشد عشق مختلف بیان حال خود هرگز جیاب آسا اگر این چشم ظاهر بن خود بنی شگفت نیست گر بر هم زند هنگامه محشر چو آن مور سلیمان چشم گرداری تماشا کن کنند عقل کوتاه است از زلف لبند او	دل پیدا کن لے ناصح که تا عشقت کند سودا از نیجا تا به محشر ناصحا ما بیم و این نخوت که با هر لب الفصولے کے بسا از عشق بے پروا چو مجنون بایده گشتن که با هر سلسله پاپا که صد صحرای محشر هست در یک گوشه اینجا نیاید از مه و خورشید طرد دلربا بیما کشت نایم فرق پار مری فرق سرازیا که باشد بے نیاز از رنگ خازنه چهره زیبا توان دیدن بر فی قطره پیشانی دریا که مجنون می برد با خوشی تن صد شور محشر را که پنهان در تهر زره باشد دامن صحرا سر زلف اگر خواهی بکن دیوانگی پیدا
--	---

کہ داری صد قیامت زیر پایتین قامت رعنا

چہ تر سائیم ترا از حشر کے سنگین کے ظالم

ازین رنگ جنون داکم کہ در صحرا سے محشر ہم
مرا چون آوزند کے فرو ماہیم و سین غوغا

عقل را طفلانہ میدانیم ما
آشناتان با تو گشت خویش را
گردش آن ترس مخور را
جوشش آنچنانم خلاق را
ماگد ایان قناعت پیشگان
تیر اور از ان بدل دارم عزیز
ہستی خود پیش سمج روے او
ہم دل و ہم دیدہ و ہم سینہ را

عشق را مردانہ میدانیم ما
مردم بیگانہ میدانیم ما
گردش سپانہ میدانیم ما
جسلوہ جانانہ میدانیم ما
اشک را ڈردانہ میدانیم ما
میسرمان خانہ میدانیم ما
چون پر پروانہ میدانیم ما
منزل جانانہ میدانیم ما

فرو برمت را ازین اشعار سخن
مجلس زندانہ میدانیم ما

عیش را بیگانہ میدانیم ما
پندنا صحرا کہ غفلت نام است
عرش را با وسعت آبادم
با جفا ہا کے رفیبان ساختن
عقل را نے ناصواب بدیشیں
این عتاب مردمان چشم او
بے جگر دل را از سینہ میبری
فائقش مینا بزم میکشان
پاسمانے بر در والائے او
ہر کے کو منزل عشق تو نیست
ہر دو عالم در خور یک تار زلف
فرو غوغاے ملامت پیشگان

در در اہم نہ میدانیم ما
قصہ و افسانہ میدانیم ما
گوشہ کاشانہ میدانیم ما
کار بس مردانہ میدانیم ما
محمد و امانہ میدانیم ما
شوخی طفلانہ میدانیم ما
خوبے تو ترکانہ میدانیم ما
خندہ کمتانہ میدانیم ما
منصب شاپانہ میدانیم ما
خانہ ویرانہ میدانیم ما
کتر از بیگانہ میدانیم ما
شورش و یوانہ میدانیم ما

سینه بے کینہ میداریم ما
 ناصحی خاموشی با این نوحه سلطان
 سوز عشق او نمان از بوا هوس
 ساقیا جامے که امر و زاین خمار

فی المثل آئینہ میداریم ما
 الفت دیرینہ میداریم ما
 اندرون سینہ میداریم ما
 از مے دوستینہ میداریم ما

رفت فرود اس چون رسد
 کوشک بے زمینہ میداریم ما

بکش گریه توانی کشت مارا
 پر تیغ ابرویش تمست چه بندم
 سحر صیدش خضر میداریم کفایت
 خراگ ز آب حیوان لب او
 نه از خود جان بلعل و سپرم
 باین درد و فراقت زنده ماندم
 گلشنم جان بلب از ضعف پیری
 به عشق شمع و پروانه چو دیدم
 بزوق لعل او مردم چه گویم
 فداوم از قضا در دام زلفت
 از جان رفته ام پریشانش نکرده کی

و گزیده نیم جاننی کشت مارا
 جواب لن ترانی کشت مارا
 که عمر جاودانی کشت مارا
 هولے زندگانی کشت مارا
 حدیث مهربانی کشت مارا
 بتا این سخت جاننی کشت مارا
 غم عهد جوانی کشت مارا
 زهر سو بے زبانی کشت مارا
 که آب زندگانی کشت مارا
 بلاے ناگمانی کشت مارا
 غم این جانفتانی کشت مارا

زار ویش ندامت کوه لے فرو
 که چشم از سر گراننی کشت مارا

من ترا یارم نمیدانی مرا
 بے خیالت نگذر و کیدم بمن
 تا شدم در کار عشقت پیش خلق
 من ز سحر چشم افسون ساز تو
 در خم زلفت نولے عمرت دراز
 تو بچو آب ناز و من بهر شب سوز

بهر تو زارم نمیدانی مرا
 چهرے وارم نمیدانی مرا
 سخت بیکارم نمیدانی مرا
 زار و بیمارم نمیدانی مرا
 تو گر قنارم نمیدانی مرا
 شمع بیدارم نمیدانی مرا

<p>سحر خیمت کرد کار من تمام مدتی شد من باین دولت ترا ناوک و لدوز منگان ترا آفرین بر بے نیاز یہاے حسن</p>	<p>جان بلب دارم منیب دانی مرا زیر دیوارم منیب دانی مرا صید افکارم منیب دانی مرا من در آزارم منیب دانی مرا</p>
---	--

فر و با تو قر نہا بر دم بسر
 ایک پندارم نئی دانی سرا

<p>از گداین سحر و افسون مہربان ز م ترا خلوتے بنود ترا غیر از حریم جان من جز تو نبود در دل و در دیده و در جان من تا کہ سے غیر ترا ہرگز نہیں یاد در دم کردہ ام خالی حریم سینہ را از غیر تو آنچه میگویند آخر سحر همچون بت کند جز جہالت نیست ہرگز آرزوئے جان من</p>	<p>آنچه میخواند دل من آنچنان سازم ترا آرزوئے جان من نیست جان سازم ترا من تمام در میان و جان من سازم ترا بے نشانیمائے خود را یکسان ز م ترا بر تمنائے کہ روز سے نہمان سازم ترا خواہم از جذب محبت آخر آن سازم ترا در گ جان خواہم از دم زمان سازم ترا</p>
---	---

آنچنان چون فر دم گزیدہ ام در ذات تو
 خلق گریسند از نام عیان سازم ترا

<p>تا ز دست این دل دیوانہ مجبوریم ما سوخت دل را تا نگاہ گرم چشم بر زمین زند شرب نیستہ تار و بویجانہ نہیں سینہ ما از محبت گرگ شد آہے چہ باک نرگست سویم ندید و لب سے چکا نکرد ما بر زم تو بنجے خاموشی از جور ز قیب بخ میند از نہ ہمایہ ز آہ ہر شہم غیرتے از ننگ دارد عشق کے باشند روا مفتی این مشرب زندانیہ ما دیگرست تو کے از جادو و عشاق پایہ رون نہیں</p>	<p>محتسب از راہ تقولے تو بس دوریم ما از کھفت خاک و دل خود رشک صد طوریم ما از لب لعل کسے مدہوش و مخموریم ما ہنچو چشم از باد ہا پیر زود در شوریم ما زین تفاقلمائے تو بیس ما در بخوریم ما فی المثل ان کے عیسے ما زندہ و در گوریم ما آہ از دست دل دیوانہ معذوریم ما یوسف ما بر سر ما از دست تو ریم ما اندرین ملت خجک عشق ما موریم ما با جھالیش ہم بیان قانون دستوریم ما</p>
---	--

<p>از عذار خویش کردی لاله زار آئینه را از صفای جاوه نیرنگی حسن رخت از رخت ظاهر نشد تاثیر اشک من بے کے بر حرم آید دولت از روی گرد آلوده ام آب ناگشته دلت کے بنگر و رو کھنفا ہو شان در دست میگیزند پیش رو مند از فرخ نور وحدت بزم کشت تجلی ست ویدان آئینہ ہنگام سفر نیک ست زان از رخ گلگون چشمم ز کسین خط سبز پیش روی او نفس در دیہی آرام برد</p>	<p>وادہ از روی خود چو ش بہار آئینہ را از جیا کشته نمد پوشی شعرا آئینہ را ویدہ کہ بیان نسا زوا شکبار آئینہ را کے کند عکس ز مینے چرخبار آئینہ را مایہ این آئینہ شد بکار آئینہ را از صفای طلیت ست این عذرا آئینہ را ہی کند یک شمع روشن صدہزار آئینہ را پیش آردم زول لے شہسوار آئینہ را ساختی از جلوہ کرتک بہار آئینہ را ترسم آید از دم سردم خبار آئینہ را</p>
--	---

رخت اشک رخ بر رخسار زرد من مگر
فرد می نیم از انروزہ نگار آئینہ را

<p>دل من میشدی با ہم اگر با من درین سودا دل من رشک ویر بر ہم شد زان بخت و اما ورین در یای طوفان خیر عشق افگندہ ام دل را ہزاران طوف کعبہ میتوان کردن بیک روزی تمام شا گاہ زندانت کوی محاسب مشب کہ بگذشت از نگاه من کہ مرگ گام بہم ناید کہ گفت از بے پرستان حال آن لعل مشکلیا رب بتا را چ مگاہی میرود ام وز از حنہ لقا نہ علمین از پے از اویم لیکن غم نیست بگت کہ کتابے بایدیت از رکت بہر جانم</p>	<p>مئی شتیم ما و دل چہین در کو چہا رسوا خراب آباد کفر نستان بت شد خانہ تقوی بخوان لے خضر کسم اللہ مہربا دم سہا مجاہست آگہی از کوئے کعبہ و اما نگاہ ساقی آخر بر سر شق درد این خوف کشادہ ہنچو ز کس وارم این چشم منت را نہ ستانند کہ چشم نہ دور ساغر صہبا دل و آرام و صبر و عقل ہوش وین و نہ بہا کہ من آقادہ ام درد ام زلفت یار بے پروا کبن شیرازہ اوراق پریشان دل مارا</p>
---	---

بجز رویش نباشد فردم کہ نہ نظر چشم
بہر گل نقہ سنجہا نہ ارد و بلبیل شید

<p>دلبر لطفی بمن بہر خندا</p>	<p>لیس اللان ان الاما</p>
-------------------------------	---------------------------

پیش چشمت خون گریستم چند بار
 زیرا بروی تو بگذشتم ز سر
 نشانم در زلفت چو ز دست قریب
 تازم نام ناقه بخشیدی بغیر
 سیل شکم پر دلت از سرگذشت

که نپر سیدی تو از من ماجرا
 سرگذشت من نه بشندی چسرا
 بر سرم میرفت زین غنم ازده با
 بادل نالان روم همچون در ا
 خود به بین این سرگذشت باجرا

کم نخواهد شد ز فرشا هست
 در رکابت کرده و در وقت رو گدا

باید صبر دل ایوبت ما بودیم سا
 هر کجا بر تافت خورشید جمال هوشی
 یوشی کوازه ز لیلخول ر بود و خواب بر
 پرده دار حسن و رسوا ساز عشق اندر جهان

نور بخش دین یعقوبت ما بودیم ما
 جلوه گر در روی هر محبوب ما بودیم ما
 آن جمیل و آن جمال خوب ما بودیم ما
 در همه رنگ و همه اسلوب ما بودیم ما

هر کس که گو نام که بنوشت سوی دلبری
 فخر و مقصود همه مکتوب ما بودیم ما

بیرون رود از راه خرد قافله ما
 بیگانه ز هر فرقه عجب بے خیر انیم
 در عشق تو فایغ دلم از نیک بخلق
 سرتا بقدم صرفت ره عشق بنیانیم
 مالب کشنا کیم چسبند و شناسی

وار و صدی از ناله دل راجله ما
 تا پیرمغان می رسد این سلسله ما
 بنود ز کس غیر تو شکر و کلمه ما
 هر خار بود و تر جگر از آب ما
 خلقی است لب آلوده ز عیب گله ما

از خانقہ شیخ به میخانه نشستم
 لے فخر و خدا راست کند این چله ما

دین پیری که عشق تو جو انے کرده ام
 فریبه از لب لعش اگر خوردم چه شد
 گم با بروش گاه بچشم و غمزه اش از من
 زده دکان شکر بر هم از شور لب شیرین
 ز خون خود ورش را کرده ام رنگ گلستانے

بجان خود بلای ناگمانی کرده ام پیدا
 سیجانی بر لے نیم جانے کرده ام پیدا
 برای خود بلای یک جهانے کرده ام پیدا
 بے شیرین دهن شیرین بیانی کرده ام پیدا
 بکوی او پس از مردن نشانی کرده ام پیدا

ز خشت دل که بر دم هر یک پیش سگ کوشش
برای خود بکوی او مکانی کرده ام پیدا

حکایت های عشق خود بهر جا بر زبان دیدم
چو فر و از غامش به او استانی کرده ام پیدا

ز سر در کوچه میخا نذر است کرده ام پیدا
هنر از آن فتنه ها در یک نگاه کرده ام پیدا
چماق زان در دولت تپا کرده ام پیدا
که جانی بهر خواب گاه گاه کرده ام پیدا
بکار عشق بازی دست گاه ای کرده ام پیدا
گدایت تا شد من طرفه جای کرده ام پیدا
بسمت آستان کج کلاسه کرده ام پیدا
ز لیلخاوشش عزیز رشک ماهی کرده ام پیدا

ز نقش پای ساقی سجده گاه کرده ام پیدا
بیک نظاره کروش ز صبر و دین و دل افتم
پیشدم کم مین سویم که از غنچه عشقتش
ز خد متهاست در بان در شرالمتش نه
دل فرا و خون شد از بالا انگیزیم ناصح
باین در بانی گویت سیلانی نمی ارزد
ز قید کفر و دین گردیده ام آزاد و تاقید
دل از هر جوان برداشتم تاروی او دیدم

گدای بی سرو ساقم و بر خوشبختی نامم
که همچون فر و باری چون تو شاهی کرده ام پیدا

بوی سیر دل خود پادشاهی کرده ام پیدا
از آن بهان ز نخلدان تو چاه کرده ام پیدا
بسمت از عجزی چو قرب بار گاه کرده ام پیدا
چو رسوای تو گشتم عز و جاه کرده ام پیدا
ز چاک دل بسوی یاد راه کرده ام پیدا
که شمع بزم افزوی ز آهی کرده ام پیدا
بکوی مع چون هم خالق کرده ام پیدا
ازین عشقی که با چشم سیاهی کرده ام پیدا
ادای شکر تیغ را چو راهی کرده ام پیدا

ز لیلخا و عشق رشک ماهی کرده ام پیدا
آن چاه که پوست بود و گدایان چو خیم
من از سنگ ملامت سر ز کوشش بریندا
خراب کوی عشق یار دار و خونه دیگر
ز جور نقش چون دور مانده ام از ره وصلش
شنا شد حاجت منی بزم سوخت جان
چه بگشاید دل از خانق کز بوی رندان
ز اول این سسپه وزی بهر اندیشه میکوم
لب ز شمر از جنبه مزین ای بهر بان هرگز

مکن انکار عشق فر و که مفرگان خوزیرت
برین دعوی خوزیر خود کوشیده ام پیدا

نخرو این بهر ساعی هم از جفا خورا

آهی سیرم که نیم گاه با توی و ناورا

میان عاشقان و بوالهوس فرقی نمی دارو
چونکه همچابی دیشش روزی سر را سینه

بیک پله می سجد سخن ساز و دعا گور ا
نقاب روی رشک ماه خود کرد از حیا سورا

تمامدازه اندان عشق یسارل و له اکنون
نشان زان خانوادہ چون دہم قور و صلا چو

جو رخاری نکشد و من بریانی با
دلخ آزادی مانت سوزن نکشد
سربا بارکش تاج زریں سینه خود
سجدہ کوی تو با طینت صافی واریم
چشم حیران تو ام کرد چو نقش دیوار
تا که از پیر خرد باز فزوی خوریم
خوان نیخاست بر ارباب تو دل همچو
وسعت هفت فلک باول عاشق کنی است
عاشقان گوشه چشمی سوی تو یا کند
وسعت خانه فراید چو فخر دیوار
آنقدر محو جو دم که شناسند تنها

باز نشت نبر و بر سر سا ما فی ما
خاک کوی تو بود خلعت سلطانی ما
سے کلاهی است نحو شالاج جابانی
شکنی گاه نشت جو هر پیشانی ما
وام حیرت کند آئیند ز میرانی ما
بیکد غیرت عشق تو نگهبانی ما
مور را هم به سہ هست به صافی ما
منه نبود بوسه یوسف زندانی ما
گوشه عزت ملک سلیمانی ما
و جهان پیش نگاه است ویرانی ما
عالمی بر منت از خط پیشانی ما

بلبل آمد لفتان گل ز کربان بگذشت
فرد شو زیست بگشون ز عسکر لخوانی ما

شکوه با تیر تو دار و زر گران چاسنی ما
چند باشی صفا و پیر و پیرا سنی ما
تا اسیر سز لفت تو جو مجنون گشتیم
عشق گر کرد خراب این دل آبا و خویشیم
همدی چاره گری بهر جنون کیست چو نیست
من حیرت زده چون آنچه گیریم بدست
تا اگر ددل ما با سز لفت تو یکیم
وہ کہ از نام من آگاه گشتا از صورت

تخی ابرو بکشن ای جان سپه آسانی ما
رخت با شد ز نگاهت به سلمانی ما
شور بر پا است ازین سلسله جنبانی ما
بیدری کرد و رواج جت در با سنی ما
غیر بخیر کہ باشد به نگهبانی ما
آب کرد و دل آئیند ز حیرانی ما
همچو زلف تو هانت پریشانی ما
اکیه نامت ز ازل سر خط پیشانی ما

تا عریان غزل فانی را در دوزخ تصور بندگی با صمیم یک صبر غریب از بندگی گفته ۱۲

یارگر میل مدار و سوی نظم ای فرد
آه ازین نظم بر تان و سخن دانی ما

ز هر صورت نیکو سیرت بکس خرامی جان فزا
هر شب وارد و دیگر منزل چون مه آن بت رولما
تا در عالم شوری افتد نعم العبد المومنه
سند صورت مین چنانی سده بدو پناهی کجولا

یار ای ارم آه چشمی رعنا قاست تن زیبا
جانم مال سوی رویش لیکن ترسم از خویش
بستم بنده از درگاهت ای تو خواه لطفی کن
انت القلب انت الروح غیرک یس بشی ما

دارد از تو فروم شکوه جانان سویش چشمی کن
بر در ماند بیکس شهاب از عمر داده جان تنها

مسلمان و منمنی ایمان فخری زهن تقوی
ز جام خود پرستی فتنه انگیز همه دنیا
بمزد زیاده از زنا رگیسو آفتی بر پا
همیشه دشمن صلح است و یار جنگ در هر جا
زگیسو آفت جانها ز وفات گرد اسما
قیامت می کند بر پا ز رفت رقدر عنا
بکار دیگران نادان بکار خویشتن دانا

مرا بپیان شکن یاریت کافریش بی پروا
دل من بود قرآنی که پاره پاره اشش کرده
بکیش می پرستان از نگاهی زخنها کرده
ز تیغ ابرو و تیر نگاه و شوشه غمزه
ز قاست غیرت سرو زرخ رشک گل ولاله
مانده پای در گل پیش و شمشاد از حیرت
بجی خود کام و عیاری بجا جو چله بردازی

نمانم از کردای حیل که در ارم با فردم
کلان ساده دل و او پر فن و پر مکر سرتاپا

هر دو عالم را چال یار بند اریم ما
پیش روی و ز حیرت نقش دیواریم ما
ورنه خود از جهان و دل و رینه هرتا اریم ما
کار تا از دست ما رفت است بیکاریم ما
چشم بند و در خیال خواب بیداریم ما
از سرشک چشم زار خویش بیزاریم ما
کز خرام ناز تو کم کرده رفت اریم ما
آرزوی دیدن روی قومی داریم ما

روی او دیدیم و چندان خود دید اریم ما
عرض حال خود از او خواهم لیکن چون کنیم
از سینه بختی ز زلفش مانده ام کوتاه دست
بود از سر رشته زلفش سرو کاری مرا
آمد او در خواب ز آمدم رفت خواب چشم ما
ما ز خورفته ز دست مردم چشم خودیم
گر توانی دست ما گیر و ببر همراه خویش
گر گدای بنیو ایم از در خویشم مران

اگر گوئی حرف شیرین مگذران و دشنام تلخ
ساقیا جامی که از قید حلاوتی دارم بسیم

حسرت حرفی ازین لبهای تو داریم ما
زیر بار جبهه و در بند دستاریم ما

فرز گوهر سفته یا شمر لغزی گفته
لب گران زین سحر و این انداز گفتاریم ما

خلوت چنان مکان یار میبندیم ما
هر خیالی را که آید در دل شپسای ما
هر کجا افسانه از لعل یاری میزند
با همه بیگانگیها آشنای عالمیم
دعوی همه بزمیش بیرون ز حد ما بود
ریشک شاهان جهان من گشته ام تا خور ما

خانه دل آستان یاری دانیم ما
یارگر نبودنشان یاری دانیم ما
از لب شیرین بیان یاری دانیم ما
هر دو عالم را تا کن یاری دانیم ما
خویشترن را از سگان یاری دانیم ما
کمترین بندگان یاری دانیم ما

فر و چندان کم شدی در ذوق آن لعل لبش
گفتگویت از زبان یاری دانیم ما

جبهه و دستار بر خود یاری دانیم ما
مشرب زندانه میداریم با تقوی چو کما
بستر از قللها و سایه طلوعی و سدر
عالمی را بر سر بند یاری او خواهد شدن
و امن ما هر که گیرد در طریق عاشقی
دل که شود و ریاد او فارغ ز هر اندیشه
بخت آن عاشق که بنید هر سحر روی ترا

بار کس بر خود گرفتن عار میدانیم ما
جز بوی خواری همه بیکار میدانیم ما
بر درش آن سایه و یواری دانیم ما
زین ره انداز که رفتار می دانیم ما
در ره خود و نا صحا چون خاری دانیم ما
مطلع انوار و کوی یاری دانیم ما
فرخ و فرخنده کو بیداری دانیم ما

لب لعل لب لعل فر و عاشق گفته
از چنین شیرینی گفتار می دانیم ما

نیست چاره از و مسلمان را
خواهم از شوق در گشت رو بجم
تو بدل باش و از رقیب میسر
عشق سامان دیگر مفسد مود

میفروشم بزلت ایمان را
کرده جاروب موی مفرگان را
با فضولی چه کار مهسان را
که پذیرم ز عقل سامان را

خاک کویت عزیز تر دارم ماگد ایان در گه جانان بهسوار هم برت دمن از ضعف بهر فصل بهار آینه ده رنگ دیگر چون بکارم ریزم	زان بکوی تو میدهم جان را چه کنم حشمت سلیمان را خاک می بیزم این بیابان را میزخم بنجیب من گریبان را شد چو رنگ در گراستان را
---	---

باز در دست
 دستم در بان را

عمر نیست که ره بسته شدنی نفسانرا یک ذره در دست دل عیسی نفسانرا فریاد که در شوق تقافل همه محو است جادو نگسان بر سر بازار محبت عهد نیست که در چو چشم حشمت اسیریم گم کرده ره بانم همه پی بانگ و رانی رفتند و به آن کعبه مقصود رسیدند ویر است که نماند سبب بازر صیانت دو ددل من کرد سبب گم در و نغم	یارم سم نمانده دل فریاد رسان را رحمت بضعیفان همه مشربا دربان را آنکس که بهر سوز کس حوال کسان را کشتند بیک کاوش خرگان عسان را زو یکده دها زوی آهن نفسان را وقتت که لبیک رسید بے جرسان را یارب که نماید ره ما مانده پسان را ای آه سلامی زمین آن مرده رسان را دامن که زنده سینه آتش نفسان را
---	---

ما خار و ششام بر و برق نبتاده
 سله فقر و پناهی که و حد باز حسان را

آن پری در بزم خود دیوانه می خواند مرا بعد مدت پایدم شد چون رنگ کویتیم او زمین غم بچرخ گمانم نیست سبب شایسته رفت با یکدیگر می آنگیزم کین بر قیاس بر قفص کردم فراموشی تو در روز را	من بخودی نازم و شادم که میداند مرا گاه می خواند مرا و گاه سست را اند مرا اینقدر تاب و توان در نیم جان ماند مرا می سپارم دل با تو تا کس تر خچاند مرا چون کشایم بال گر صیاد بر باند مرا
--	---

فرد با کسز با می فروشم خویش با
 یار میخواند که بی زدمفت است با

بسیار و خواب دره اش

عقل گو دیوانه میداند مرا
 خاک برین آشنا میباشم من
 می برد و ناحق مرا از کوسه او
 که روم بی باک و در بزمت مرغ
 ای سگ کولیش چرا غوغا مین
 چون کنم خود را بهای یک نگاه
 سوز من از شمع بزم خود میسوزد

عشق او سوزانم میدارند مرا
 یار من بیگانه میداند مرا
 محبت ستانه میداند مرا
 عالی دیوانه میداند مرا
 چونکه صاحب خانه میداند مرا
 کسرا ز بیخانه میداند مرا
 دلیرا پروانه میداند مرا

مشرب زندانه تا چشم روم گرفت
 ساقی بیخانه میداند مرا

مشرب زندانه می باید مرا
 اهنس با ناصح نمی گیر و دلم نه
 حسیب کس نشمارم ای زاهد که تا
 تا رسید روزی به چشمش پیرش سرم
 کشته آن شمع روی من کفن
 تا گدایش گشته از خاک در کشش

سایه و پیمان می باید مرا
 صحبت جاناتان می باید مرا
 سپهر صدوانه می باید مرا
 بهمت مردان می باید مرا
 از پر پروانه می باید مرا
 سحر شاهانه می باید مرا

می چشمش در مهر اعجاز کفایت
 گوشه بیخانه می باید مرا

برو هوای تو هر که چه بچو گاه مرا
 چو سگ بکوی تو آمدن گرم نصیب شو
 هنوز تیغ تو آلوده هست در خونم
 بسا دشمنه بکوی تو گیردم از عشق
 مرز خون من از تیغ تا شوی بد نام
 تو او من زرقیبان شان برای خدا
 تو بودی پیرم پاکه خواب می دیدم
 کلاه بر سر من تا ز خاک کویت دید

هنوز نیست از وصل تو تیغ راه مرا
 بسراست نهادم در نظر خالق عز و جاه مرا
 بس است بهر بهای نقد گواه مرا
 پده به آن در دولت سراپناه مرا
 بکش بکوی خود از ناوک نگاه مرا
 که کشته اند بکوی تو بیگناه مرا
 با خطر اب فکنده است اشتباه مرا
 سر نیاز هند پیش پادشاه مرا

<p>فتاده برور تو دیده است گاه مرا چون نکر و چه تعلیم رسم و راه مرا</p>	<p>از آن ز بخشب شهر سیکر ز من ادب مجو که بعشق تو تو گرفتارم</p>
<p>بعاشقتان که شده هم زمان من مشهور نمود شهره که سایه مشهور آه مرا</p>	
<p>به ملک عشق چه حاجت بمر و ماه مرا بروز حشر چه باک است زین گناه مرا بر آرد پیر خدا لے صنم ز چاه مرا از آن خاص تو دانگه اوشاه مرا نقندده است باین چرخ مهر ماه مرا بس است روز جزا عشق عذر نخواه مرا چو پاک بودی اگر از محسد گیاه مرا</p>	<p>ز زلف و روی تو بس شام و صبح گاه مرا بیا و زلف تو شد نامه گر سیاه مرا و لم فتاده بچاه از هوای سیب ذوق ز داغ تو که مرا سکه بر جبین باشد نداشتم بوس هر خراب و ویرانه زیم حشر نیک ریشد آنکه از خود رفت بعشق سبزه خطی رفت نام ازین عالم</p>
<p>به مجلس و لم لے تو که سست سازد نمانم اینک که کرده چنین تباہ مرا</p>	
<p>رهن جام باده گردانید و ستار مرا ورنه افزون بود بے سو و آزار مرا نیست آگاہی هنوز از حال من یا مرا گرمی و کمان نماند ای آه بازار مرا نیست پر وانی ز حالم یا رخخوار مرا کم ز آب جو شست بار و گریه زار مرا که شود هم چشم بچشم چشم بیدار مرا انتظار حشر باید آه و پیدار مرا</p>	<p>ذوق بے بر هم نموده لے خود کار مرا میتوان کردن علاج و دردم از قانون عشق عشق من افسانه هر کویچه و بازار شده ناگه رسیده در گلو از ناتوانی ناله ام جان من تالیب سیده و سر و سودای او که سپید سیر و تماشا هم من چشمی نکرو شب اگر بیدار مانده میر و روزش خواب می سیار و وعده و صلح بفر وای و گرا</p>
<p>فرد این شور و فغان را در دل او راه نیست یاوه گوئی می شمار و یار گفتار مرا</p>	
<p>هم از گل است خارت ای گلزار مارا آخر چرا فغانی از عتبار مارا</p>	<p>گلزار بے تو باشد و دیده خار بارا اول که بارقیبان کردی شمار مارا</p>

انصاف نیست جانان در در چشم مست
 یا دل بگیر از مایا صبر دہ زو وصلے
 در مجمع رقیبان چون از کابلندی
 الزنا و کدگر کن بہر خدا ہر ایم
 دامن کش ز خاک بر تر تہم جو آئی
 ہر چند بستر من باشد ز فرش آئین محل
 خود نیم جان شدم من تا عاشق تو گشتم
 در دہرے میسجا تا چند در علا حبس

بادہ کشد قہیم باشد عمار مارا
 دل میرود و خدای از اختیار مارا
 صد تا زبانہ آمدے نے سوار مارا
 لکھذا از حنہ خوردہ آتش سوار مارا
 انکار زورہ خاکے آزر بگنار مارا
 بے خاک آستانت نبود قرار مارا
 کشتے عبت بو عدہ از انتظار مارا
 جہ نہر بت لب او نبود بکار مارا

بہر کشاد خاطر کے شعر و شعر گویم
 این شیوہ نیست ہرگز ورنہ شعار مارا

شعبہ نبوا خستی در بزم از راہ کرم مارا
 تو عجز ارم اگر باشی چہ پاک از بیح عم مارا
 نہ در دیرے بود جائے نہ در کوے حرم مارا
 دل ما کہم بود وز عشقت نہ صدم حنہ
 ولم بتخانہ چین گشت از نیرنگی حسنت
 بخلق تشنہ من ریخت تیغ تو دم آنے
 نظر اندازم و چشمے نیندازد بسوے ما
 چہ پاک از طعن ہمسایہ چشمے کم اگر بیند
 نہ از پیرانہ سالے کوزہ چشمے این چین جانان
 ز خشکی کے جگر میسخت گرا اندازے کردی
 چشمے مایر ز و طور با یک ذرہ از کویش
 ز تہمتہا کے کفر خویش حیرانم زین بیان
 ضعیفم کرد اندوہ جوانی و نوانا نے

بمیز و و از رقیبان صد غم و سچ و اہل مارا
 بود یک کاسہ در یوزہ بہ از جام جسم مارا
 یسقت بس عجب از کفر و دین شدے صنم مارا
 بر زمین کردی آخر کے بت بیت الحرم مارا
 سخنم از در دل گاہ از پایت قسم مارا
 و گز نہ کشتہ بود این تشنگی در یک دو دم مارا
 ہم بزمان شمار و از رقیبان نیز کم مارا
 بہ چشم خویش گرواری عہ یزد و چشم مارا
 نمودہ یا عشقت در چوانی پشت خم مارا
 بر لے یک و دو م از اشک ریز چی چشم خم مارا
 بس مست از ہر مہر مد خاک نقش ن قدم مارا
 نہ در ہمسایہ ام جائے نہ در دیر و حرم مارا
 کہ آخر باہر پیری کرد و چندین پشت خم مارا

پھر و ما سرے زان میان و لب کشد پیدا
 زمین اندیشہ آخر بود در کوے عدم مارا

نے ز جو رآن جفاندهیش مینالیم ما
 حال آه و ناله مارا چه می پرسی مبتلا
 یوسفاجذب زلیخا سوک مصرت میکشد
 چشمت از و ناله کرمه چو عقرب زخم زد
 سیندر اصد چاک کردی و ندادی مرهمی

ما خود از خوبی وفای خویش مینالیم ما
 کم نمودی التفات و بیش مینالیم ما
 همچو یعقوب ز خرم در پیشش مینالیم ما
 ما در رو و سوزش این پیشش مینالیم ما
 از لب فریاد هر ریشش مینالیم ما

خویش را برباد کرد و آخر ز عشقت فرو ما
 از وفای این مروت کیست مینالیم ما

یا رسول عربی قباله حاجات روا
 در دلمندم جگر زیش مرا مرهم نه
 دل پر از آبله دارم ز هجوم صد بسخ
 دست بر نبض زبیرا گیم کس نه بند
 هست تعبیر بدالتد ز دست کرمت
 چند باشیم بدست غم ایام اسیر
 بنده عاجزم و در گه تو بنده نواز
 روزها رفت بدرگاه تو سر می سادیم
 نشتر آمد برگ جان من لے عیسی من
 همت لخطه بکام چور و او خواهد شد
 خشک کامم بلیم قطره لے ابر کرم
 بکه نامم که کند گوشش به آسم گام
 بهر زهر اعلی و حسن بر حسین

ستغیث آمده ام چاره کارم فرما
 چاره ساز اگر مست بهر مرض دو
 لے نسیم کرمت عقده کشای و لهما
 دستگیری که کند جز تو کرمی شایا
 زیر دست الم دست ده آ دست خدا
 لے ربانی ده هزنامه سپهر روز جزا
 عاجز ان را که کند از غم ایام رها
 تاب اکنون نه بجانست نه دل ریا را
 نیست جز یک دو نفس هیچ امید کارا
 نشنو و هیچ کس از آه من خسته صد
 بر کشتا سوک سما بهر خدا دست دعا
 و گرنه نیست باین خوک تو فریاد رسا
 نظر لطف بحالم کن لے عقده کشا

ز کشتا سوک سما بهر خدا دست دعا

جز درت نیست مرا جایی نیایم دیگر
 کیست تا حال پر سد من فرو گدا

آه از ضعف و بیقرارها
 ابر را کرد غرق خجلت
 او ز افسانه رقیب خواب

ماند اکنون نفس شمایر بها
 چشم زارم ز استیکار بها
 من و شبها و آه و زار بها

یار و اسن نشان گذشت ز ما خاک بر فرق خاک ر ہیا

کرد رسولے کوے سچانہ
فرو را ذوق بادہ خوار ہیا

خاکم دار زوے در گہ والا ست مرا بسکہ حیرانم ازین فکر کہیں راست مرا من و آن سایہ زلفت تو خیانت محال شب و راندیشہ و سوئے تو ام میگند نیست سبب کرم و لطف تو محتاج بہ بخش	لے نسیم سحر این لطف تمناست مرا کز ادب دورم و قرب تو تمناست مرا در سر اندیشہ و اصل تو چہ سود است مرا روز ہا نیز بہان فکر ت شبہاست مرا کاین خموشی بحضورت لب گو یا ست مرا
--	--

روز و شب دیدہ چو ز گس کہ ہمہ واست بقدر
یک نظر دیدن روے تو تمناست مرا

میرسانم در گمان خود با و نشہ یاورا آہ بر باد بہار از خون خود چہ بچم لے خراب تو دم چون از بر من میروی گر یہ در جوش است از دل پاس می آید مرا سیکند ہجرت من خود کردہ وصل ترا چیرتے بخشہ بانی چشم چیرتے زلے او برایر تو بو و این رخت ہستے بار ووش گو لب سگت تالانش سہر زخم اورا چہ پاک و عوی ز بیانی کس راست ناید چہ چیل و بیوفائی با وفا گیشان شعار خوب نیست	میدہم ہر شب شے این دل نانا اورا میکنم رشک گلستان خانہ صیا اورا می کنی ویران چہ این حسانہ آبا اورا سیل ز با افکند در راہ خود نبیا اورا مرگ مباح شد خزان مرغان گلشن ز اورا زیر دندانست آماشت از قدش بہر اورا موسے تن بارت برول مردم آزا اورا جان شیرین تلخ شد زین کوہ عم فرہا اورا پایہ در گل ہست پیش قامتش انمشا اورا خوگیرے مہربان این شیوہ پیدا اورا
--	--

در حقیقت نیست جز نقش نقین فرورق
خوب نمیدیم ما خود معنی ایچ با اورا

فروغ باوہ باشد نفع بزم میسگسارا انرا سرت گرم صبا کو آن قرار بے قرار ان را بیک جلوہ توانی داد داد معجز عیثے	بنور پارسانی نیست حاجت بادہ خوار انرا تبشہ یب قدومے مرثوہ دہ سوگوار انرا بیا کز ہجر تو جان بر لب آمد صد ہزار انرا
--	---

نه تنها از نگاه چشم مست من ز خود دستم
 بیاد عهد پیشین است دستم صرف چاک دل
 حجاب ذات بیباک صفت هر چند محمود است
 نگرود ابر را این خشک روی زمین باشد
 نباشد پروه غفلت اگر نه نیست شیطان را
 مسحار از گردون می توان آور و بر بالین
 سرم خاک ره آن قدر وان گردد اگر یارب
 بطفلی وقت باز یما چو نه را داد جولانی
 چه شد گزشت خاک من شود پامال باز یما
 سمند ناز جولانت و منی از ضعف در حشرت

که شوک دور مرا فاده چو من صد هوشیار انرا
 و گردن بنوشتم گاه گاه نامه یاران را
 که رنگ غازه باشد پرده روسی گلخدا انرا
 تقاضای گرم کافینست خود حاجت بر انرا
 که پروه عسین نبود که شب زنده دار انرا
 بر جم آرد لب خشک چمن ابر بهار انرا
 ازین خوشتر نباشد منزلت ما خاکساران را
 بیزیر پلای او شد سووه سر باشه و ارا انرا
 که از ویرانی دلمای چه پروه سوار انرا
 ز مشت خاک بر بادم سلاطین شهبان انرا

چهر پاک از فرو خواهد ترک بزم دیگران از تو
 که حقیقت هست بر مولای خود خد متکذرا انرا

قناعت بس بود بهر بضاعت گوشه گیر انرا
 کف دست نمی خوش جام باشد مافقی انرا
 چه رخانی صبا از مزه ده گل ما سیران را
 من مشرق عقیان نامه را تا خط سیما شد
 بچیلد که توان کردن اسیر و رام افعی را
 بود جمعیت اسباب سامان پریشانی
 ز قند پارسای خوشتر بود این نظم شیرین

بقدر حوصله کشکول باشد مافقی انرا
 قناعت مایه عیش است آری گوشه گیر انرا
 مبارک باد این فصل بهاران هم صغیر انرا
 سفید بهای مویض قیامت هست پیر انرا
 ز مهر تو نباشد مهره گردا گیسوان را
 که پنهان هست ربطه خاص با گنجه ویر انرا
 بر رسم ارغوانش میفریسم اهل ایر انرا

عجب نبود اگر از صحبت فروست تنگ او را
 که از بزم گدایان عاری باشد امیران را

من رهن داده ام بدل خویش غیر را
 فایغ ز فکر خویش مرا کرد یاد بود

نشناختم ز کعبه چهره قیامت ویر را
 آری جزای خیر بود کار خیر را

خاطر گرفته چون کل بزم داده ایم فرو
 از ما پیرس منی تفریح و سیر را

شوحی ز نظر گذشت مارا
 همسایه تر حس که فریاد
 لے چشم با تر حس کن
 کردی خواستاره بابر و
 آنے است بالامانه حشر
 فریاد که از قط اول تو
 تارفت دلبر از بزم
 لخت جگر از خم فرقت

چشم از ہمہ در گذشت مارا
 از شام و سحر گذشت مارا
 سیلاب ز سر گذشت مارا
 تیرے ز جگر گذشت مارا
 بے روی تو گر گذشت مارا
 از ناله اثر گذشت مارا
 دل نینزد بر گذشت مارا
 از دیدہ تر گذشت مارا

لے فرود رشتن بنی گدا ریم
 صد پنج اگر گذشت مارا

از دل رفتہ بزلت تو گمانست مرا
 ازیرایت بسر افتاد مرا پاس رقیب
 بہر سود و گران خود بزیا تم جو قلم
 پایے آلودہ خواب ریصر گران مینباشد
 خواب غفلت نہ ہد چشم کشادن چو بنا
 صرف نیت اگر قلب بر آید دل من

اضطراب سر زلف تو نشانت مرا
 یک دل و آہ بس فکر جہانت مرا
 در ثنائے و گران سودہ زبانست مرا
 ہر نفس میروم و پایے دو انت مرا
 بر سر عمر روان خواب گرانست مرا
 استگ در شہر تو چون نقد روا نشنت مرا

چہ قدر بے خبر ازہ رفتن خویشیم لے فرد
 رفتہ در خواب من و عمر و انست مرا

می برد تا گلشنم ہر صمد بوسے شما
 می روم از خویشن سر را میزیم بر پاو
 نے وفاداری نہ پاسل شتانی خود خود

یاد می آیدم از رنگ گل ریغے شما
 آیدم از سر و یاد آن قدر دجوسے شما
 حیرتے دارم چو اول میکشد سوے شما

حاجتے ہوو کہ باستد بہر صحتے چو فرد
 حلقہ دہائے بدوشن از تار گیسوے شما

ساقیا لیریز میکن جام ما
 پایے بند این و آن باشیم چند

شیر زن و خیال خام ما
 شعلہ زن در رشتہائے دام ما

نمود از تو کسب ز سدا بیاید دل را

از فروغ مهر و دلفروز
بزم ما را بر فروز از جام می
جز شراب لعل نوشین تو یار

جسوه صبحی بده در شام ما
صرف مد بهوشی کن این ایام ما
تلخ با شدت مد هم در کام ما

کم نشد که هرگز تنگ ازو
می گریزد و او پسوز از نام ما

گلستان کردم از دایع نعمت کاشانه دل را
میفکن نامح سنجیدن این سنگ ظامتها
گر ریز تکلم کن لب لعل خود که کم گو
ز دست غم نفوذم چاک چاکش تاشه از سهو

چرا بگذشتی لای ناز پرور خانه دل را
مباد و آب شکنی لای خرد پیمانها دل را
تقار تو کنم این گوهر یکپ وانه دل را
بکار زلف آرائی کور آرد نشانه دل را

بمیدانم چه آلتی هست و آن شمع روی من
ندیدم جز کف خاکستره پروانه دل را

اگر مجیب جا برت کند دعای مرا
بود بگوشتن مجیم چو چاه دعای مرا
بجز ترشش که کند عرض التجای مرا
بران سرم که بگویت لبش شود مرم
با وج عرش نرم پا گرم سگت خوانند
بس است که گزری گاه بر سرم خاکم
هزار سنگ طامت که آیدم بر سرم
قناده ام ز در ستاد دور بر سرم راهی
ز دستیار می لطفت بود که بر خیزم

بطاق کعبه نگارند مدعای مرا
با وج عرش رسد پایه مدعای مرا
که نیست تا بدش راه نالهای مرا
وهند خلق نشان از در تو جابای مرا
فروشته رشک برد بر تبه رسای مرا
که به ازین بنو و هیچ خون بهای مرا
تقار تو کنند بیخ که وفاای مرا
بیا و خود بنگر بخت نارسای مرا
که بار خویش شکست است آه پای مرا

از کجایی

بگوسه در دول خویش با مجیب که فرد
که داند از همه او نیک تر و دلای مرا

لای با بروی تو بس وی نیاید است مرا
تا بقیقتا و به چشم تو نظر حیرانم
بسته ام دل نخم طره ات از عهد دراز

از سر زلف تو امید دراز است مرا
و دیده چون ز کس بیدار تو باز است مرا
که بگوشتت هوس گفتن را از است مرا

شعله حسن تو تا چہرہ برافروخت بہ بزم
 دامنت اشک مرا گر نکند پاک چہ پاک
 بردر کعبہ سرخویشش فرو کے آرام
 تا ایسے عشق تو شدم آزادم
 با عشق تو تا ساختم از دولت تو
 لب جان بخش تو تا هست بکام و گران

شمع سان پیش رخت سوز و گداز است مرا
 از منت جملہ نیاز و ز تو ناز است مرا
 خم ابروے تو محراب نماز است مرا
 آن کشتیب سر کوے تو فزاز است مرا
 قلق و نالہ و گریہ ہمہ ساز است مرا
 لب زخون جگر م لالہ طراز است مرا

فرد چون خاک گرم ز در پاک مجیب
 کہ سش بندہ و او بندہ نوازا است مرا

رسید امشب بسوے من پیام قیسل ز صبحا
 بہ حسنت میگذازد تا تو باشی بے سن شیدا
 تو شمع بزم افروزی و من پر دانه بزم
 باین رخسار رشک گل تو ہر باغے کہ آرائی
 سرت گرم یقین دامن با عجاز یکہ می آئی
 ملا متہائے ناصح را بسنگ کو دکان سخنم
 جنوم گوشش کے دارد بجز طغنه زاہل

بیرون از شہر رفتم تا ز عشقت شد با نوحا
 نہ عشقم می رہاند تا با نام از تو بے پروا
 تو خور شید جہا تبا بے و من چون ذرہ نا پیدا
 برے تو غزل خوانی کنم چون بلبل شیدا
 ز پازندہ نمائی مردگان حمد غیسے را
 اسیر زلف تو ہستم سر من ہست و این سودا
 من و آن طاق ابروے کہ باشد کعبہ دہما

ندام حسن بے پروا چہ افسون خواند بر فردم
 کہ خود در پردہ ننگ است و او در کوچہ ہار سوم

یہ حسن و نہ تا ز کشت مارا
 از دست تنافشش نہ نالم
 پوشید لباس سخن امروز
 آن یار بنحاط بر رقیبان
 فریاد ز آہ خود ندارم
 لے نامہ بر از تو شکوہ ام نیست
 دیدن بسلام سویم از ناز
 چشمت با شمارہ لب تو

خود نوے نیاز کشت مارا
 کین عمر در از کشت مارا
 آن شوخ بساز کشت مارا
 از حیسلہ ناز کشت مارا
 بنہفتن راز کشت مارا
 کان نامہ طراز کشت مارا
 این وضع نماز کشت مارا
 فریاد کہ باز کشت مارا

انداز ایاز گشت مارا	نازش چکنم لعشقم محو و
برگشتن فرد از دو پشت فتولے جو از گشت مارا	
<p>آه بچینر کرده اندرا مشق تقدیر کرده اندرا شکل تصویر کرده اندرا طرف تعمیر کرده اندرا پایز بچینر کرده اندرا زیر تمشیر کرده اندرا صفت تا غیر کرده اندرا بسکه تنخیر کرده اندرا نانوان پیر کرده اندرا مخوتد بپیر کرده اندرا سخت تقریر کرده اندرا</p>	<p>هرف تیسر کرده اندرا گم گدازندو گاه بنوازند مغز ورا استخوان مانند از سوز از وجودم غرض خرابیها است بست زلفش ره خرد بر من سر کشیدن زابر زیش نتوان نیست سووم بذات خود چون آه میدم جان بدوق و شناسی این جوانان ز درد و باس فراق میکنند اینچه خود های خواهند جرم عشق این قدر نبود ز ما جبر</p>
میسگدازم مگر چه شمع ز سوز مخیر و تخمینر کرده اندرا	
<p>برگدایمی گننه امروزش کستی دل را بار قیبان من خسته به بستی دل را بروز از خود هووس باوه پرستی دل را بچه افکنده از اوج پرستی دل را همه گردیده فراموشن زستی دل را داو این خانه خرابی سرستی دل را</p>	<p>صد گنه کردم و یک بار کستی دل را من دل خویش توبستم و تو بهر شکست لب گویدم که چرا لب بلیت بهنایم از برم بروی و با مال قریبش کردی دو شش نعل تو چه نمی رختی بکامم ساعی بود در کج عدم خانه ز عالم فارغ</p>
فرد تا کے بطوانس محرم دل باشی کعبه جان بگویی چند پرستی دل را	
بر پرستی رقیبان نگردد شکست مارا	چه خیال در دل آمد بیت ناز مست مارا

جگرم چون خون شد آفر شده دو ملت بدستم
 من و سجده در او که حریم کعبه است
 چون بخرم از سر جان پوشش چه باک چون او
 همه رتبه بلندم ز در تو خاک بودن
 من چون شمع یکشب فلج خویشتن برافروز

که ز پنج رخساری بگرفت دست ما را
 که رساند این نیازم بت خود پرست ما را
 بدیش ز نقشش پاکم شمر و شست ما را
 سر همسری بعرضش است نازمین پرست ما را
 که فروغ تو بسوزد همه بود و هست ما را

ز کثافت تاب زلفت در فتنها کشوده
 که چو زور شکستی همه بند و بست ما را

سادهای الباء

اغزل

گر و بادم که در هوای مجیب
 شب همتاب و خلق و باش نرم
 بدو ما غم ز مشک و عطر نود
 فکر در ما غم ای سبج مکن
 جز بیادش نیس من که بود
 خاک کا نشان سبج چه سود
 آستانش سر بر سلطنت است

بدر

کو بگو گروم از بر لب مجیب
 سرا و در سر لب مجیب
 بوی آن زلف مشکماهی مجیب
 یہ شو و در دم از دوی مجیب
 که ندارم کس سواے مجیب
 صندل ما است خاک پای مجیب
 سلطنت میکند گدای مجیب

فرواقاده باش کا خرقار
 دست گیر و ترا دعای مجیب

راست گویم قسم بجان مجیب
 زاهدانند و حلقه محراب
 روی خمار و کوسه میخانه
 بر جبین نقش کرده ام نامش
 در مشام سحر صبا آورد

تنگ شکر بود و بان مجیب
 من و آن طاق ابروان مجیب
 سرا خاک آستان مجیب
 خلق تا خواندم از آن مجیب
 طرفه بوسه زوستان مجیب

زینہ خواجگی عطا کردند
فرد و تاشد زبندگان مجیب

چشمت بمن نکر و نظر شب تمام شب
ماندم ز شام تا پہ سحر شب تمام شب
کز خود مرا نامانده خبر شب تمام شب
بودم در انتظار اثر شب تمام شب
می سوزم از فراق تو ہر شب تمام شب
گر بچنین گذشت و گشت تمام شب
مینالم از برے تو ہر شب تمام شب
چشم نختت تا بہ سحر شب تمام شب
افروختی کنار و گشت تمام شب
ز این دست نختت ماندم اگر شب تمام شب

بروم بگریہ بے تو ہر شب تمام شب
زین آرزو کہ بگذری ایماہ برورت
یاد لب تو بردہ چنانم ز خویش تن
زان نالما کہ داشتم از صبح تا شام
بخت رقیب تیرہ کہ روزم سیاہ کرد
مردم لے صبح ازین درد و ہجر او
از نالہ دشمنیم چه کہنی پرستے کہ من
در انتظار دولتت بی بار و صل تو
تاریک بود کلہام لے شمع لے رخت
در خواب ویدست کہ بہ بالینم آمدی

ہمسایہ راز نالہات لے درد شکوہ ہا است
نالیدہ زور و گشت تمام شب

لے غمہ فریب از نگاہی دریاب
در عشق تو مردہ ام بہ آہے دریاب
لے مردم دیدہ از نگاہے دریاب
یک جلوہ نامرا بچاہے دریاب
با بربط و نئے بخالتقاہے دریاب
پہمان ز رقیب من بر لے دریاب
از معجزہ لعل جان پناہے دریاب
از طلعت روستے بچو ماہے دریاب
تا کے ز عنت شب سیاہے دریاب
گردست نیند ہی بکاسے دریاب
ناصح ز عنایتے براہے دریاب

از ہجر تو در شب گاہے دریاب
بر مردان دوست آہ گردن رسم است
صد شیم زخوے تو و قابو دیرا
عمر سیت فرو شدہ بجاہ ز قنم
در خلوت زاہدان نیابی مارا
از شرم رقیب گر پرسی حسالم
گر گشتہ چشم خون بہانی طلب
آوارہ کوے زلف ہر شب تاکے
لے چاک قبائے صبح ہر روز ز تو
از سیل حوادث ار پناہے جویم
از صومعہ فرورد در مخاجد تو د

<p>بجان مرده هند مفتی ز نام مجیب که در صبح و مسلے سنت نام مجیب که گوشش مانگند یاد جز کلام مجیب که رخت بر لب من خیزد ز جام مجیب</p>	<p>کی است پیک که آرد من پیام مجیب ز منتش شدم از شیخ و بر تمن فراغ ز پند بپنده در دوسر مده ناصح هزار جان گرامی فدای پیر منان</p>
<p>ازین رواق جام بیل است گریختند چو فرو گوشه کوفی بزیر با هم مجیب</p>	
<p>رواق شام سواد خطری جان مجیب دولت صبح ازل روسی درختان مجیب سر پرست دو جهان سایه و اما ن مجیب رونق رشے دعاهست ز احسان مجیب هست رضوان و بهشت این رودریان مجیب</p>	<p>مطلع صبح سعادت رخ تابان مجیب قدر شام شب قدر است ز ناز نقشش دست سایه حق را بنود و هیچ حدی سر ارباب نیازست دحم ابرویش بوس نقر بهشتی چه کسی سائے از اهد</p>
<p>قدر پشم چه بود بلبیل شیدالی را هستم ای فرد نوان گلستان مجیب</p>	
<p>که بر آید کار آئین سر ز آب دیده با تا چند از سوز پیر آب صبح را از حسن رویت فتح باب نندازان در و داهم هیچ و تاب چشم مستت میکند کار شراب خشک شد در ناز خون مشکنا ب ز قبا باشد میان اضطراب از انا حق جو شش نیاجون ناب چند باشم در غم عهد شباب خانواد عشق تو گرد و خواب ذره از خاک راهت آفتاب کردد لہاے جانے را کباب</p>	<p>بارخت نسبت نندار و آفتاب لے بلا گردان کویت آفتاب شام را از جعد شکینت سواد شب بیاد زلف تو که دم بسر بے خود تو لب نیالایه بے من در جهان ناز زلف تو شد مشک پیر کوه عشاق و سیاب از کجا میز ز بر هر مرثه منصور وار ساقیا جانے درین فصل بہار آفرین اختر شناسی را که گفت عرش گشتی منز نش گری شدی اگر می خوسے تو سائے خورشید رو</p>

<p>فرد اگر اینست حال عشق تو جمع خواهد شد در احوالت کتاب</p>	
<p>تیباب لے مہ پر این کاشانہ اشب ز نور ذیہ ماہ بر بام و در من بیفکن پر توے بر ساغر من شعاع ماہ و تاب تار زلفش زلوت گا و دل زاهد چہ پرسی</p>	<p>کہ وارم مجلس شاہانہ اشب کہ شد ریمان من جانانہ اشب کہ تا بد ہنچو مہ سپمانہ اشب یلا شد بر من دیوانہ اشب ندار در راہ ہر بیگانہ اشب</p>
<p>مغان امر در محو میمانے است کہ فرد ما است در منجانہ اشب</p>	
<p>آفتابے بلکہ رشک آفتاب باز آمد یار من مست شراب لے لبست حشیدہ آب حیات کے خیال شب بماند در سریش سوخت دل شاید ز بسوز عشق تو بتہ ہر تار زلفت تو خست از رخت تا قطرہ از غمے چکید طلعت رفے تر اظہیم ما خاطرم بگرفتہ تاکے در غمت دلچ ہا در و در تو شد در ہن می کے توان ہنہماے ہجرت را شمر حسن عالمگیر و زلفت ہم دراز اوپتسکین دل اغیار و من خونی این سخت خفتہ بین کہ بار</p>	<p>آفتاب از روے تو در سوز و تاب چون نگر و در خانہ تقوے خراب ہستی نا پیش تو نقشے بر آب آفتابے گر کسے بند بہ خواب کایم از سینہ این بوئے کیاب کوئے تو رشک خطازین مشکناہ آب شد اندر قرابہ ہا گلاب از سیہ بختان خدا را در و تاب دور تو ہر کسے را فتح باب لے نگاہے چشم مست بادہ تاب این شمارم ماند تار و حساب با چنین خیمہ چنان باید طناہ جان بلب ہستم بامید جواب قضیہ ام بشنید لیکن وقت خواب</p>
<p>بہ ازین آبادیے دل نیست فرد گر در و تابد گے آن ماہتاب</p>	

<p>ہمدان بگد شتم از ننگ و حجاب بے مخ او خانہ ہستی خراب از کشاد روی او صد فتیاب چشم تو تا کے کند بر من عتاب تو بر کے زیبا است در عهد شباب ہر چہ گوئی ناصحا گو بار باب این رز و این با و این دور شراب</p>	<p>بر فلند از روی خود آن منہ نقاب آبروی زندگی از روی او است دو جهان در ظل مہر و دوی است نیستم خور و با دام تلخ کے پذیرم ہنس ہر دیوانہ را گوش من خوگر بقول مطرب است نذر کردم مغ جو خواند بندہ ام</p>
---	---

دل چہ بندی فرد در دینے دون
 بے حقیقت ہست چون موج سراب

<p>بسکہ کم ماند شب کے دولت بیدار محسب یک دم کے عمر بسر آمدہ مخوار محسب خواہی ارد دولت بیدار تو ز ہمار محسب خیزلے بخت چہ انختہ رہیگار محسب صبح نزدیک شدلے دولت بیدار محسب بگذر از راہ و ورین سایہ دیوار محسب</p>	<p>ماند از عمرے جان من زار محسب بس گر انت شب وقت و من جان بلیم بستر خواب بچین چند بغفلت بیری خورے اولیت کہ در خواب ہم آید گاہے جیلہ خواب زویر آمدن شب تا چند لے خرد مند چہ بنیاد جہان محکم نیست</p>
--	--

ترسم از طغی اغیار بغیرت آید
 فرد بگذر ز تمنی او پر یار محسب

سجدہ کیف التام

اغزل

<p>شمع سان ہم رتہ کہ جان من شید بسوخت ناتمام آن قصہ ماند و شمع سر تا یا بسوخت اینقدر خون در رگ من جوشش نمود بسوخت شمع وہم پروانہ از سوز دلم یک جا بسوخت</p>	<p>نہ پہلین از آتش عشقت ولم تنہا بسوخت گرم افسانہ بزمش شد چو شمع از سوز من با چشتیدہ خون بر آمدت نہ نشتر از دلم ہمزبان شمع گفتم چو را از عشق خویش</p>
--	--

گرمی خویت فلکند آسته در خرمتم
 سوختم خندانکه وود آه من چون شد بلند
 برق بیتابی چرا کاین اخگر نپای دل
 دامن جمعیت من بود چاک از خار فکر
 هم جگر هم سیندهم استخوان آن شعله خو

برق رویت حاصل صبر و قرار بسوخت
 آفتاب از سوز من بر عالم بالا بسوخت
 خوب خاطر خواه از سرتا بیا مارا بسوخت
 منت ساقی که هر نفس ز آتش صبا بسوخت
 از نگاه گرم در یک لحظه برق آسا بسوخت

چهره برافروخت تا آن آفتاب حسن فرد
 سنگ و ناموس و نمر و هم از من بسوخت

رسید عمر بر پایان و کاهها باقیست
 شتاب میکنند عمر و کاهها باقیست
 امید وصل چه وارم بوعده صبحش
 صبا ز لطف جواب سلام آوردی
 تعافل تو چه بیداد کردی صبا
 ز خاک کشته خوردهای سبب من گذر
 صبا ز گرم روی قفسلم کمن کوتاه
 غبار گشتم و از خون دیده ام رسته

تمام گشت شب دورجاها باقیست
 ز غولیش میروم و دورجاها باقیست
 ز بخت تیره ندانم چه شاهها باقیست
 سرم فدرات جواب پیامها باقیست
 ز صید های تو پر باید اهما باقیست
 هنوز از لب نعل تو کاهها باقیست
 دهن نشینم که هنوزم کلاها باقیست
 هنوز بر در و دیوار و باها باقیست

قناز گوشه نشینی نمی شود که فرد
 ز خفتگان نه خاک نامها باقیست

عشق من اختیار نگذاشت
 الفت و متاع دهر با خود
 در دور تو ذوق می چه باشد
 این گریه زار زار من آه
 صبر من و زلف آن پری را
 عشق تو بجز جگر خسته
 بی تابانی نیم بسمل تو
 مردم کجاست او و سبب باد

در و تو بدل قرار نگذاشت
 دل داشتیم ام کجای نگذاشت
 چشمت لبم نظر نگذاشت
 هر دم بدل فکار نگذاشت
 این چرخ بیک قرار نگذاشت
 در دست من اختیار نگذاشت
 در کوی تو هیچ خار نگذاشت
 کیسایزه ز ما چنان نگذاشت

<p>آرام بروز گار نگذاشت از روی تو شرمساز نگذاشت</p>	<p>این گردش چشم فتنه خیزت چشم زگر نثار من خود</p>
<p>جسز گریه بفرود من چشم تو انفوس که هیچ کار نگذاشت</p>	
<p>اقتاده صدمه زاری قیامت بی پای کیست باونسیم سر و نفس در هوای کیست ز گس کشاده چشم به گلشن برسل کیست خون و لم برنگ حنا صرف پای کیست این دل مثال آئینه محو اول کیست در انتظار آن لب معجز نما کیست آن آرزوی جان بشنا و اول کیست جام لب رسیده لبست جانفر کیست سرتا بیای سوختنم بدعا کیست</p>	<p>آشوب بروم ز قد فتنه زل کیست این صبح جیب چاک بیاد قبای کیست گرم زده دست روم تو باد صبا نه برود انکار قتل من نتوان کردی نگار حسن تو گر نه جلوه فروشن نگاه ماست وامانده دیده من شرابی نگاه وردش ر بوده از دل زارم توان و تاب قد لبست کجا است که تلخ است کام من در بزم بچشم شمع ز سوز و گداز عشق</p>
<p>از حال فرد هیچ نشد آنگه مرا دل و روز که واوه بجان مبتلا کیست</p>	
<p>هر آبله پا چو دل آغشته بخون است هر گوهر و ریوا چو دل آغشته بخون است هر بام و دریا چو دل آغشته بخون است هر سنگ بصحر چو دل آغشته بخون است کین وان سرا چو دل آغشته بخون است هر لاله حمرا چو دل آغشته بخون است هر شیشه صبا چو دل آغشته بخون است هر آهوی صحر چو دل آغشته بخون است زان نو گل بویا چو دل آغشته بخون است زان دست مخنا چو دل آغشته بخون است</p>	<p>تنهانه سرا چو دل آغشته بخون است این دیده من تا چو دل آغشته بخون است انکار ز قلم نتوان کرد که اسرود بگذشت کدام آبله پازین ره پر خا سیلاب بر شکم مگر از دا من دل بود تنهانه ز داغ تو دم غرقه خون هست از مستی چشم تو چه خون در دل خما است یک صید زیر ننگت جان نتوان بود گر نافر مشک است و گر چشمت گلها این سه شفیق نیست که لحتت جگر چرخ</p>

از نادک مرثگان که فرود نام
هر جزو تن ما چو دل آغشته بخون است

زبان من شکایت آشنا نیست
بیت شوخ مرا ترس خدا نیست
بیاد تو مرا جان پر لب آمد
ز سنگ آستانت بالشهم به
مشام گل گشتی عطری گلین
بود پامال تهر عشق آن دل
اگر گشتی بغزه لطف کردی
بکویت می نمودم شب بسریک
ترا زاهد نه گشتی حلقه در گوش
بر مان و مد او ایم کوسشید
چه سودار جای یوسف را گرفتند
چه گویم جور چشم سر بر گینش

و گرنه بر دل از جورت چمانیست
بنارت بر و ن ایمان چمانیست
لبت بانام من هم آشنا نیست
سرم خو کرده بال امانیست
اگر بوی تو در باد صبا نیست
که او ممنون الطاف شما نیست
گذشتن از میحالی وفا نیست
سگ کوی تو با من آشنا نیست
گر ابروی تو محراب دعا نیست
که در دم را بجز وصالش و انیست
اگر در دیده که یعقوب جان نیست
مرا مهر خورشیدی بر دانه نیست

بحال فرد لطف تو چرانیست
که نشاهی چون تو چون او گدانیست

زنگ چین بدامن دل نقشه رانه لبست
حمدی نبوده است که آن بیوفانه لبست
خواهید بخت چند چو زکس بود مرا
خون شد ز دست برو حناب که دل مرا
نکشا و ناخن خروم عفت ده که باز
صد بار بستم که همت و هنوز
ماز شیر بار منت عریان خودیم
صیاد از جفای تو امسال عند لب
بکشادماند تا لب بگوش لب سوال

زاد من خناب از تو لبش

دست بهار گاه بیایم خانه لبست
لیکن چنانکه یادگران آن بانه لبست
شب تا سحر بیاد تو ام چشمه مانه لبست
کز خون من زمانه بیایم خانه لبست
آن تاب جعد و آن خم زلف و دانه لبست
مضمون از میان تو یلوزمانه لبست
بے بر گیم بدوشش کس رخت مانه لبست
از بال خود بچرخ قفس آیشانه لبست
همت کسیکه بر در مشکل کشانه لبست

خوشن عهد بے ثبات که با من زمانه بسبت

بجون چشم یار بوقلمون حال گشته ام

ما زیر بار منت پسر خرد میسوزد
عشقش بر لبش کز درد مدعا نه لیسبت

هر سو که روم باشد پیشش قطرم سویت
ببریده زاین و آن دل می کشد سویت
ز بخیر گران باشد هر تار ز گیسویت
هر نافه بدل خوشت از رایحه مویت
گر در کف او بوی یک نظره از خویت
در گرون هر قمری طوقیست از گیسویت
لے جمله گدای تو تیکو است همه خویت
جان داده به شوق تو نما که شده از گویت

آرام ولم باشد در گوشه که ابرویت
دارند بن کالے پیوسته و ابرویت
دل در خم زلف تو تا که یفغان باشد
دارد بیچمن سنبل سو دای سر زلفت
کے دست طلب و ریامی بر دوسوے نیان
هر سو که می رودید دار و سر پا پوست
از نقشش کف پایت تاج سر سواران
پرسد اگر او از من لے باد صبا گوئی

الکون نتوان لے فرو زیایه بر آوردن
این نخل محبت را از سینه بر نیزوتیت

محراب حرم باست دطاق چشم ابرویت
زان بوی که در مشک است یک نظره ز گیسویت
زان خال لب طعلت و ز عارضین و لجویت
هر جا که دست او یک قطره از خویت
می سود سر خود را در زان بوسه کویت
گر باد صبا آرد یک ششمه از بوسیت
تکین نهد هرگز جز سلسله سویت
تا سر نیزه حریفی از لعل سخن گویت
یک بار نظر افتد بر این رخ نیکویت
ایمان ز مسلمان بر دین گیسوی هندوت

در سحره فو بر ده زاهد سر خود سویت
آن رنگ که گل دار دیک رخساره سویت
هر لاله میوید و اسخه به جگر دار و
صد شیشه گلاب آنجا با آب منی آرد
اقتاده گوے چون له و بهشت آرد
از برگ گل و ریچان فرش ره او سازم
شوریکه بسر باشد سودانی زلفت را
سوے نهد پندے آوار که عشقت را
آن نا صبح بدگورالے کاش که در لے
لے تو بر بمن را بر با ندر دام بست

خاموشی که عالم را دلهما بقرار آید
خلق یفغان آمدای فرو ازین نایبیت

مرانه مشکوه ز زلف بلند یار خود است
 مثال آینه شرمند خودم از زنگ
 زلف او نتوان تحت نقاب نهاد
 بیایغ دهر ز باد مرو لب کشتا
 ننگت زلف و رخ یافتن همبرم
 بقیض آه خود از سیر گلشنم فارغ

ز دست کوی خود عقده با بکار خود است
 حجاب جوهر ذاتی خود بخیار خود است
 حجاب مریخ او چشم زار خود است
 چو گل بجنده شود دشمن بهار خود است
 که بی قرارے شب کار و روزگار خود است
 بهار تخلص آتش هم از شراره خود است

چه گویم آه که انداخت در بلائے فرد
 دل خود است که پرورده کنار خود است

نوبت از درد بجان است به بیمار عمت
 ضعف افزون زبان است به بیمار عمت
 شربت عیسه جان بخش باو سود نبرد
 بعیادت بسر زار گذر کن گاهے
 زندگی گر چه جناب است بچشم مردم
 حرز جان از خط مشکین بے تسکین نفیست
 آخر لے سنگ دل بین تنگ ز مردم تا که
 دست برداشت طلیب از سر نقبش امروز

زندگی بار گران است به بیمار عمت
 خاشکی مردمان است به بیمار عمت
 سحر و شام همانست به بیمار عمت
 کار زنی تو چنان است به بیمار عمت
 لیکن از کوه گران است به بیمار عمت
 سحر چشم تو گمان است به بیمار عمت
 نام تو در زبان است به بیمار عمت
 فرصت لحظه دآن است به بیمار عمت

کیست لے فرد که گوید ز من اورا کاشب
 ناله و شور و فغان است به بیمار عمت

نامه بر آمد وان شوخ کتابے نه نوشت
 لطفها مد نظر بود ز دست کرمش
 رقم حرف بجایش غلط ار بود ز من
 و فرے گشت بعالم ز وفا داری من
 بس خطا کرد طیبے که دولے عاشق

نامه شوق مرا هیچ جو بے نه نوشت
 لطف اینست که از ناز عتابے نه نوشت
 من خطا کردم و اورا هوبے نه نوشت
 آن سیه چرده یک از صد کجیایے نه نوشت
 ای بے درد ز لعل تو شر بے نه نوشت

صد جهان گوش رفیقان ز کلامش معمور
 آه یک حرفت باین آه و خرابے نه نوشت

<p>سرمین خاک آستانه اوست ناوک غمزه چون بر اندازد دلم آیا و شد بدولت عشق ذکر او باز در میان آرید مطربان از لبش حدیثی گو یاریا آشنا و بیگانه پرده از روی حسن خود بکشود فخر ریز است گر لبم چه عجب زاهد از دین درست پیمان باش</p>	<p>دل من گوشه ز خانه اوست جگر خسته ام نشانه اوست سینہ من نیز از خزانه اوست زمین میانم غرض فسانه اوست کز آن سوسن بر ترانه اوست از گمان اهر کس بیگانه اوست هستی ما همه بهانه اوست اثر پست در شبانه اوست آفت همه در من مانده اوست</p>
<p>فرد چون از دور تو بر چیسند باسکت عهد در میان او سست</p>	
<p>عصه کون و مکان ساحت زیبایی نشت قدسیان نقد نیاز اند بکف بهر نثار عرش آراسته بر منی بی معراج تو هست جلوه افروز شولے مہ شب معراج آمد پیے برفرق جهان بر نہ و از نماز حرام</p>	<p>خاکیان را شرف از جلوه رعنائی نشت دیدہ انجم افلاک تماشا نشت مشعل ماه و کوکب به شبها آرائی نشت رونق عرش برین از قدر افزائی نشت دیدہ باقرش ره باو یہ فرسائی نشت</p>
<p>عقدہ ہائے دل اور ایہ چشم بکشتا فرد جان دادہ با میسہ مسیحائی کشت</p>	
<p>جلوہ ان گلزارم آرزوست کلبہ من بے زخمش تار یک بست آہ ازین حسرت کہ او از من برنج میکنم چانرا شمار مقدمت ہچو پروانہ بشام بخت خویش کوسر بالین من نیو و طیب سرچاپش سودن و از خود شدن</p>	<p>طلعت رخ بہارم آرزوست پروتو رفے نگارم آرزوست در لبش خون رول ہزارم آرزوست لے صبا پوسنے زیارم آرزوست شمع رونقے در کنارم آرزوست جلوہ او یکسا دو ہارم آرزوست از سپہ صبر و قہارم آرزوست</p>

بهر خود لوح مزارم آرزوست
شمع رے گلخارم آرزوست

همریان از سنگ پائے آن صنم
شمع و گل بر تربت من گویش

پند من سونے مدار در صورت
معجز عیسیٰ بکارم آرزوست

که باز شد چمن آباد از بهار بسنت
که دور پر مغالست در روزگار بسنت
دید صبح بهار و کسود کار بسنت
بره پیاله که با شتم بکار و بار بسنت
غنیمت است شکن ساقیانهار بسنت

رسید وقت که لبیل شود شارب بسنت
صبا ز طرف چمن باز شد کبار آمد
ز بخت باوه کشان باز شد چمن سر بسنت
گوبه پریشان می دگر بچوش آمد
شراب دشاهد و عهد شهاب و فصل بهار

به بوستان بیکه خوشا بسنت ای فرد
نول لبیل شیدا است لغت زار بسنت

دستے به بعض من که بدست تو چاره است
در گوش تو در است صنم یا شماره است
کزین وفا و از تو خفا بے شماره است
دل نیست در تپه تو گر سنگ خاره است
تو آفتاب حسنی دو دیگر شماره است
جسم زجان و جان زتم نابکاره است
کز هر سخت خفته تلو استخاره است
پرسم که این تم بفراقت دوباره است
این زاول حکایت عشق تو باره است
کافی برے کشتن من یک شماره است

عمر سیت دل ز دست غمت پاره پاره است
گل هست یا عذار تو یا ماه پاره است
نازم صنم نیاز تو و این نیاز خویش
هم دل ز دست دوست هم از دل بجان رسید
کس را بود چه و عوسے هستی برو تو
آفتاب تا به عشق تو ام کار چون خسرو
گر نیم شب بکوی تو ختم عجب مدار
کو آن لبست که شربت درد دگر است
جز چاک جیب پیچ نه سر ز دست من
دامان و دست و تیغ میالا بخین من

فرد تو چون بسا حل مضمود خود رسد
طوفان موج و کبر غمت بے کناره است

ای خرد کاریکه کار از دست رفت
وز من شیدا تر از دست رفت

عشق آمد اختیار از دست رفت
از صبا چنید آغچ از دست او

نغمه و کربل شیدا بود و شارب بسنت

<p>لے در نیایا و کار از دست رفت دست من از کار و کار از دست رفت کز چین دورم بهار از دست رفت غم چو آمد غمگسار از دست رفت تو به ام را اعتبار از دست رفت خرقه من چند بار از دست رفت انچه بر من رفت یار از دست رفت تا تو رفتی روزگار از دست رفت صبر از دل تنگ دعا را از دست رفت یار آمد آن دیار از دست رفت</p>	<p>یادگار عشق بود این دل ز داغ آمد می و آمد تو سحر بود از شکسته بالیم صد شکوه است عشق چون آمد ولم بر جا ماند بوسه می باز از لیم تا صبح شمع دید مختبب شمر منده ام کز بهر سے این گریبان چاکیم رسوا نمود روزگارم گردوشش چشم تو بود آمدی و رفتی کردی پیا ملک دل زیر نگیتم بوده است</p>
--	---

فرد باز از میسخر رها تو به کرده
لذت فصل بهار از دست رفت

<p>چاک دامن تا کنار از دست رفت در برم بو ماند و یار از دست رفت وای لے خون کین بهار از دست رفت خود عنان اختیار از دست رفت کاین چنینم صد هزار از دست رفت سبزه افتاد و شیار از دست رفت این عصای زرنگار از دست رفت آه از این چشم بهار از دست رفت دوستان آن شکار از دست رفت</p>	<p>نامراد امان یار از دست رفت خاک بر سر صبح نافر جام را دشمن از خونم خنک گاه به نسبت ویدش چون نے سوار اینجام را گریه من پر در اشک نمود کیا نگه دیدم چور سے آن صنم تاب آه آتشین دیگر نماند آمد گل بود و افتادم بدام شد نگارین جامه از خون گریام</p>
--	--

وام بر چین لے خرد از راه نشو
صید عشق او شد شکار از دست رفت

<p>ضمیمه غنچه درین بلوغ و بهر و لکنی است اگر چه پیشین روز آینه رخ ز غنچه لکنی است</p>	<p>صبانماز تر با گل ار چه همگی است غبار خاطر آئین بر ما نیست گدو</p>
--	---

صفای دامن آینه را چه آرایش
 ز عکس روئے تو روشن شداردم عجب
 بحق صحبت دیرینه شرم دارم اشک
 دل تو سنگ و برت از صفا جو آینه
 نگر و چشم تو از قتل مردمان ترس
 بود بپرده لظلم تو لای من لای تو

اگر مقابل و میکش ست در نیکی است
 که نقش پای دل آینه ز بسیر نیکی است
 که فاش کردن راز کسی ز بی نیکی است
 بسینه تو دولت را عجب که هم نیکی است
 قتاده کار من افسوس بایت جلی است
 نصیب یلیل شوریده گر خوشتر از نیکی است

سازد برگ من از حمایت اوست
 هر چه خوانم و آنچه میگویم
 غیر او کیست تا از و نا کم
 علم قامت سرافازان
 ای که زان لب سرازع میجوی
 هر روز گفتش که کمال ما
 با ختم دل یا اول گفتش
 جذبه عشق خضر را هم بس
 آتش انسرور و دامن نگم
 قیس سر حلقه گر شرم مرا
 قصه حسن هر کجا شنوی
 خانه دل که من را بباد

آنچه دارم همه عنایت اوست
 غرض اندر میان حکایت اوست
 شکوه از بخت هم شکایت اوست
 سرفکند ز روز رایت اوست
 همه گفت تا نغمه آیت اوست
 بر سرم سایه حمایت اوست
 چه توان کرد کاین برایت اوست
 هر کجایم رو مهادایت اوست
 جلوه حسن بی نهایت اوست
 اینم از دولت رعایت اوست
 همه یک ایجاب حکایت اوست
 زانده یک گوشه از وزارت اوست

من ز بیگانگان تمام نشد
 اوست چون آشنا شکایت اوست

لای بواجب که تپاسی که در دل تو نیست
 نتوان ترا نهفت از مردم بچشم خویش
 بیگانه از دلم بکه لای همبدر ساختی
 تا که پوز سیالک افسوس من سوخت
 گر بخت گر رسید که تا وقت رفیق

یک دل نباشد آنکه در و منزل تو نیست
 در دل در آنکه بهتر ازین منزل تو نیست
 سنگین دل که الفت من در دل تو نیست
 گردانه ز خر من کس حاصل تو نیست
 تو سن دگر متاز که او بجل تو نیست

لیله مهار ناله بگردان که تیس را پروانه را چه قدر به بزم تو زاهد	از ضعف پاهای همی محل تو نیست شمع ز آه دل چو درین محفل تو نیست
--	--

آماده بوده ز ازل سرو و بر مرک هفت منه بیار که او قاتل تو نیست	
--	--

بجز عشق تو ناصح مرا گرفت و گذاشت پیرم از که دل و صبر داشتیم همه ز ناز و دوستی پیاس رقیب دست مرا بیاد نهدت گیسوی او صبا سحر سے عبیر خاک درت یاد آمدش به تبار خیال کوی تو اش خجسته پل ببل داد مگر بیا و خم ابرویش خمیده سرم قناره باصنم بے نیاز کار که دل پر جیاب کشمکش از من در رقیب افکند گذشت از دل من چون ندید جای قرار	ندامم اینکه چه دیدم چه اگر رفت و گذاشت نگاه یار بغار به جهرا گرفت و گذاشت چو دست مردم نا آشنا گرفت و گذاشت شمس مشک ختن از خطا گرفت و گذاشت که گرد پیر سر کوشش هوا گرفت و گذاشت که بوس گل بگلستان صبا گرفت و گذاشت بطاق کعبه دل من که جا گرفت و گذاشت دو بار آن سر زلف دو تا گرفت و گذاشت که چند مرتبه خوی وفا گرفت و گذاشت خدنک او بدام من که جا گرفت و گذاشت
--	--

ر بود ناز خراشش ز خویش و مرا که شب نیازم راه ما گرفت و گذاشت	
---	--

ما عاشقیم و را بگذار تو جایی ما است ز اید چه میدهی زره کعبه ام نشان ابری یار هست به پیش نظر مرا حرفیکه نیستش ترے باشد آه ما نقش که بر ماوشیند جفاے تست از خون خویش پرورش خار با کنیم در کیش عشق گبر و سلمان برابر است فرخنده صبح زار وے شما بوده تا مانده ایم ما و دل از خویش تن جدا	هر گوشه ز کوسه تو دولت سرای ما است رفتن ز خویش قیله حاجت روان ما است فایز ز طاق کعبه همه مدعاے ما است تیرے که بر بدوشه نشیند دعاے ما است نخلے که بر نداد گئی آن وفاے ما است عسیت سر خروئے صحرای پای ما است از خود کسیکه برومرا او خدای ما است یک خنده شناسم دلگشاے ما است ما کوچه گرد و بهر دل و دل برای ما است
--	---

<p>رسم وفا بین که پاس بر دل کے خوشنود می رقیب جفا جو رضای ما است</p>	<p>تا جلوه گاہ یار دل مبتلا ہے ما است یار بچہ حالت است کہ تا عشق در یو بود تا پشت پا بقصر بلند فلک زوم حر فیت اینکہ غمخور عاشق کے شورو گلپانگ عند لیب اگر نغمہ خوش است با کم ز ہجو اوست نہ از مرگ خویش متن از دو بخ و بہشت نہ دارم امید و بیم</p>
<p>لے محاسب شمرده بند پایہ بزم من امروز فرودار و مہمان سر لے ما است</p>	<p>بیسوز عالم و درد عالم فر لے ما است بیرنگا نہ از خودیم و جمان آشنا ہے ما است رفت بین کہ رے زمین زیر پایے ما است خود غمزدہ ز ما است اگر غمزد لے ما است گوشے بنالہ ام کہ اثر در تو لے ما است دائم کہ شربت ز لب و دو آکا ما است بابا کلام عشق کشا و ہر لے ما است</p>
<p>ہستم غلام خاک نشینان کو سے او لے فر و بادشاہ و گدازان گد لے ما است</p>	<p>عیش من از باغ گل بگذشتہ است اگر از من بلبل و پروانہ نیست ناصحا پسندم ز رسوائی مدہ لے خرد در کار من رسلے مزن لے خضر دستے کہ طوفان کرد عشق</p>
<p>نشہ ام از ہام و گل بگذشتہ است عشق من از شمع و گل بگذشتہ است کار من از عرو و دل بگذشتہ است لے من از عقل کل بگذشتہ است آب این دریا ز دل بگذشتہ است</p>	<p>نامہ و قاصد یہ سو لے فر و کار از رسائل و ز رسل بگذشتہ است</p>
<p>بیخود تو دگر و بادہ پرستی دگر است و شہ گل و گرو دست تو دستی دگر است بفت رسوا دگر و حسن پرستی دگر است لے غزال ختن این شوخی خستی دگر است تا وکت را بدل صید شستی دگر است بلبل چو تماشای تو مستی دگر است</p>	<p>ست چستان پیست تو مستی دگر است دست بر شاخ گل از حسرت دستت چہ زخم چشم برو می تو افتاد دل از دست برفت از خطا ہم گمش گر بین افتد بجد از سر زخم کشا سند جان صید ترا جلوہ جام و ہر گل کفت دست خوشت</p>

شوخی رنگ خایت دل مر جان خون کرد وقف سر مه شدم از خاک رهت تا گردیدم قیمت و قدر شکست از شکر و لعل لبت از نگاهت بنزد جان بسلاست صیدم	شاخ مر جان و گره دست تو دست دگر است سر بلندان دگر و پست تو پسته دگر است عهد را نیز ز لعل تو شکسته دگر است ناوک تو دگر و دست تو شسته دگر است
--	--

از کلامت دل بگرفته ام سله و گونشاد
 معنیت تازه و هم پست تو پسته دگر است

رایت حسن بر افراخته قامت اوست ترسم از ناز عتابی کند لاله خموش سرو بالا که شنیده به چین سر فلک من که افکنده سرم در ره تسلیم وجود زان خرامیکه قیامت لبش میدان برنگاشته شمع کز سینه او سر زند این شعله شوق	زلفش سر بر قدم انداخته قامت اوست کین همه فوج بلا تاخته قامت اوست سایه ناز بسیار ساخته قامت اوست منت سیف و قاف آفته قامت اوست فتنه هست که پرداخته قامت اوست پلک تا سر همه بگذاخته قامت اوست
--	---

رست از بند گسی ناز پرستان جهان
 فرد آزاد که جان باخته قامت اوست

غم نیست جان بگل کشی در و فراق اوست چشم نشاوه در ره کحل لحو اهر است این گل کشی جهان که بود بلوه گاه حسن عشقش برین که بسله قد و سیان بود	دل خاک ره روان ره اشتیاق اوست زان خاک ره که سوده سم بران اوست نگارسته نهاده به یکسوت طاق اوست یک گوشه ز کوه حرم رواق اوست
---	--

از تلخی گناه چه پروا لبش بر داد
 عفو گناه حلفت بر گونان مذاق اوست

سر به بکوهی او منزل صفایین است دست و شتر فضا و دل بچویش سودایش در و مند اگر آبی عشق او طبیعت لبس لعل او سیجا شد چاره اذ که می جوئی بر آفرین خلق چند تا اثر خایه ماه	طاق ابروش می بین بسله و عا این است لب بزرگ نام او حال مبتلا این است از خودی چو بگذشتی صحبت نشنا این است سوز سینه گداری چاهن دو این است خامشی دمی بگرین باس مر جان این است
---	---

گیرد از نشوینها گرد بست چو گانے
عذر عشوات خواهم ز آنکه گفتش خنریز
صد ایضا توان برداشت اگر ضایع تو باشد

گوے از سر خود کن بازی و فاین است
کشته می شوم دیگر گر ترا جیا این است
بهر غیر اگر گشتی جان من جیا این است

مهر کز سنگ طور چشم ز اهدا نر باد
خاک راه او میجو فرد تو تیا این است

عمری گذشت از دلم از ادت بکوی دوست
بنم کجا اگر بر پا نم ز یاد دل بپ
جانم بهای یک گشتش نیست چون کنم
و صفتش چو نیست بخت من خسته بعد ازین
عمر اگر وفا کند دلم خنر را و عشق

دل از همه کناره کزیده بسوے اوست
در هر گلی که می نگرم رنگ بوی اوست
با این دل فسرده که در جستجوی اوست
ما و دلم و جهان من و آرزوی اوست
این رشته حیات من و تارهای اوست

فردم آنچه پسند دهمی ناصحان عشق
دیوانگی و خوشن پرستی چو غم اوست

دلمی تو هر که دیدم بهر آرزو گذشت
ناصح ز پند نسیبم از لیشم نمی شود
شرم بهر رسید و سر اعنثس نیافتم
از ماجرای که پیش پای من می پرس
جز طاعت نیاز نیر و بجا است
ایمن تلخ کامیم ز جفا سے رقیب نیست
بند قیام کشاوه بگاشتن چو پاهن او

از رنگ در گذشت و هم از آبرو گذشت
سوزن مزین که چاک دلم از رفو گذشت
لیل و نهار من به همین جستجو گذشت
چندان گر گیسوم کز سر آب جو گذشت
تقوای ما ز رهین نمازد و ضو گذشت
بر ما گذشت آنچه از آن تند خو گذشت
بلبل ز گل گذشت و گل از رنگ بو گذشت

فردم ایای حسنه ساقیا مین
ذوق لیش ز شیشه و جام و سبو گذشت

تو به ام از شراب کن شکست
بمورس منگما سے لامت را نمود
یارب چه ماب و ازلت تو دست حسن
ما کم ترا گشت و نهشس را که در سخن

نوحه آمد تو چاه اسر من شکست
نازم به پیشم که سر کو بلن شکست
ز نار کفر بر کس بر بهمن شکست
هر حرف تار سیدن لب روین شکست

سازره حرم چکنم هم زمان که ما در کوسے تو بجایے خودم هست گردش	پیترم و پاپے طاقت ما در وطن شکست چون آسینا بدور تو یا در وطن شکست
--	--

بالظلم فرو تا شده گوش من آشنا
دیگر دالم ز گفت و شنود سخن شکست

فتنه نیست که از چشم تو بر جام نیست شد بزلفت تو دل من بچه ساعت پیوند غنچه دل بچشم امید کشاید با گوهر اشک من آختر ز بین رخسار شد عشق را گو که بنماز و بدل من بے باک واده ام خوان دل خویش بیغما چو خلیل آشپزانی چکن مرغ غزل خوان چمن نخل از ناصح لے عشق زد دست ستمت از چه جان خلوت این قالب خاکی بگزید ناصری بخیله زد دست کرم خود که مهنوز بفکن خاک مراد دره دیگر لے باد رقم او هم اندر دل سپاره است	از نگاه تو چهار خند با سیاخم نیست یک شبی نیست که آن خواب پریشانی نیست گذر او بهاران بجاست تمام نیست خجل از که پیام امروز که دامانم نیست که جز این یک کف خاک سرو ساکنم نیست نیست یک تیر بلای تو که همانم نیست کز خزان سایه بر گے بجاست تمام نیست آه یک رقص بے چاک بدامانم نیست زاهد آگاه ازان راز که میدانم نیست چاک پیراهن من تازه دامانم نیست که درین ره گذر تخت سلیمانم نیست یک تر و خشک نشاند که بقرانم نیست
--	--

خاستن از حسرت آن قامت موزوم نژاد
کایچنین مصرع بر بسته بدیوانم نیست

از دست غمت ایچ در نشاوتانده است خلق است بجان آمده در کوسے تو از درد تا در س غمت و او مرا عشق تو و الله گسترده بصحر لے جهان زلف تو دای افواج غمت آمد و ما مور ضعیفیم از کوه گرانت غم وقت شیرین اقتاده چو کا هم بره تخت سلیمان	اقلیم دل از جور تو آید نمانده است در باب کنون طاقت فریاد نمانده است جز مصحفت روسے تو در گریاد نمانده است فریاد که کیدل ز تو آزاد نمانده است رحمے که مرا طاقت بیداد نمانده است جز کندن بان جا بفریاد نمانده است آرام لے از سسم باد نمانده است
--	--

با فرد چه مانده است که آئی پے غارت
از دین و دل و صبر که بنیاد نمازده است

که او گرنه برین در نیاز مندی نیست
که آستانه ز مرغ جاسه خود پسندی نیست
ترا بسیج و گر جای پای بند می نیست
درین طریق را غیر از مستندی نیست
بمیگده عذر از زیاده پویشندی نیست

ترا به بخت خود لے زاهد از جندی نیست
در مخان چو در شیخ و بر همین نبود
ز فیض جام چو از خویش تن برون رفتی
از دیر و صومعه بر آورد مشرب باش
ز بزم با و کستان محنتب مردن شیاره

منه ز جاوه عشاق پایرون لے فرد
که ز بسقفت فلکس جاسه سر بلندی نیست

راست بودن و گرو قاست رعنا و گراست
مستی لب و گرو کشت همبدا و گراست
حسن روی و گرو لاله حمدا و گراست
نیشکر خود و گرو قاست زیبا و گراست
لذت لب و گرو هفت کله حلو و گراست
چشم حیران و گرو ز گس شهلا و گراست
شیخ و گل دیگر و آن حسن سرا و گراست

قاست او و گرو شجره طوبی و گراست
پیش لعل لب او حرف زیاده مزیند
واله روسته تر لاله چه تکین بخت
آرز مند ترا نیشکر و سر و چه سود
یا و حلو او چه کند پیش لب نوش تو کس
چشم بد دور کجا چشم تو کون کس زار
عاشق خسته کجا بلیس و پروانه کجا

از و گرا عشقی از بزم رفیقان پر بهر
بوا اوس خود و گرو عاشق شیدا و گراست

شهدت و گرسه و من و سلوی و گراست
خوانت و گرسه و خوان عیسی و گراست
لب و گرو این حدیث حلو و گراست
گل خود و گری و روی سلمی و گراست

آهست و گرو و عای موسی و گراست
رزق همه گر چه ز آسمان می آید
در نو کربش حدیث حلو تا چند
که زوی زور شش بیایغ جنت ندیم

شیر و انب عمر تو با فسانه گذشت
قصه و گرسه و آه شهبا و گراست

رستن از بندگی طریقت ماست

رستن از خویشتن شریعت ماست

<p>دین غیر کف ملت ماست عین ذات من و حقیقت ماست سیر باز بلند ہمت ماست گوشہ امن و خاص خلوت ماست</p>	<p>عشق از راه من و دنی بر چسبید انچہ منم کسے نہ در یا بدیدہ در گذشتن ز حیطہ امکان بحسب ہم وصال او ماندن</p>
---	---

گوشتن جلوبہ اشک لے فرد
حق پرستی و اطاعت ماست

<p>عاشقانرا ہای دہوتے دیگر است از سر ہرمو رونے دیگر است بے زبانہا گفتگوے دیگر است از شمیم زلف بوسے دیگر است در عزیزان آبروے دیگر است در دم گر آرزوے دیگر است عاشقانرا جب توجے دیگر است</p>	<p>بادہ عشق از بسوسے دیگر است سینہ چاکان ہم اور از زلفت محرمان خلوت اسرار را مشک بیزان حریم یار را خاکساران در آن شوخ را بر نیاید پیچگ جزو وصل تو عشق خود پابند خط و حال نیست</p>
--	---

فرد را مروز از خود رفتگی است
رو کج خلق و دل بسوسے دیگر است

<p>ما بروز و شب ہمہ سوزیم او تنہا بسوخت طور از ان جلوبہ کہ شد ہر دل موسی بسوخت شمع را بگداخت و آخر ز سر تا پا بسوخت شمع یکسو سوخت و پروانہ ہم بیچکا بسوخت برق حسن او اساس پار سائینا بسوخت آتش عشق آن ہمہ زہد و ہمہ تقوی بسوخت</p>	<p>شمع بر پیش سوخت لیکن کے بسوز و البخت جلوبہ شایان موسی بر تنہا بد کوبہ و دشت سوختم تا دیدہ ام سوز دل پروانہ را برق خرمین سوز مستی جلوبہ کسین تو شد ناصحان نیز جائے داشتیم در مسجدے بودم اندر صومعہ سہر حلفت بر زاد چند</p>
--	--

ناگمان لے شمع گر آید بہر شمس ذکر فرد
گو کہ با پیش تو میسوزیم او تنہا بسوخت

<p>بچہ کار این فغانم کہ تر از من خبر نیست دل و دیدہ کہ دارم تیو بیج کار گر نیست</p>	<p>زغم تو چند نام کہ بنا لہ ام اثر نیست زکدام دل بنا لہ بکدام دیدہ گریم</p>
---	---

ز کجا دلی پیام که اثر بناله دار و
 ز شکنج طره تو چه گره که نیست در دل
 بچه روشود هویدا بتو حال من که خوش
 ز رحمت کد ام حست که مرا بدل بنامش
 همه شب سخفته ام من که سحر کنم دعای
 بچنین هوس که دارم چه زخم ز عشق لایق

ز کدام چشم گریم که چو چشم من در گزیت
 منم و کدام سودا که ز زلف تو لب نیست
 برهنه فدا ده ام من که ترا بدان گذر نیست
 چه گناه دیدی از من که ترا بمن نظر نیست
 چه کنم ز سخت زخفته که شب مرا سحر نیست
 که هنوز کجیب و دامن ز سرشک دیده تر نیست

کسب و نامها نوشتم درم صبح پاره کردن
 شده این شعار فردت چو سبیل من نیست

ناصح قسم بعزت حسن و جمال دوست
 از بهتیم نشان چو نماند بر پیشانی و
 در بارگاه قدس نه شد چون گذر مرا

در جان من نماند سر جو خیال و دوست
 بس باشد این مراد و دم از و اعمال دوست
 ماییم و استمانه عز و جلال دوست

لب میگزند شهید فروشان ز نظم فرد
 تا خوانده ام حکایت شیرین مقال دوست

از زبانم آنچه میریزد نه از ذوق نیست
 نیستم آن که هستم من برین ارض و سما

وز دل من آنچه می خیزد نه از شوق نیست
 یا زمین سخت منست و آسمان نوق منست

زلف کس در دست عشق خویشین پیچیده فرد
 یا که آن در گردنم بند من و طوق منست

زلف برداشتم ورزنی تو دیدن هوس است
 پرده رنگ تو در پرده دریدن هوس است
 تا تقابل ز گل رو که تو بر انداز و باز
 تلخ کامیسم چو فرهاد ز ناکامیها
 این قدر تنگ میگریم بخت قاتل که مرا
 تیغ ابرو و سر زلف ترا تا دیدم
 تو خمیدی پله گل چیدن و بهر تعظیم
 فصل گل آمد و صیاد پر و بالم کند

شب بسر آمدن و صبح دیدن هوس است
 کز لب لعل تو دشنام شنیدن هوس است
 نفس باد سحر باز و زیدن هوس است
 لب شیرین ترا بسکه میگردن هوس است
 یوسه بر پای تو هنگام تپیدن هوس است
 یا تو پیوستن و از غیر بریدن هوس است
 سر در این زبچه پیش تو خمیدن هوس است
 آه زمین بال شکسته که پریدن هوس است

<p>لبوس پیراهن آن گلبدنم یاد دهد شوق پابوس که میداشت که هر نخت و دم</p>	<p>لے صبا گنت گل باز نشیدن بوس است آدمه بر سر مره گان و چکیدن بوس است</p>
<p>فرد کن فرخس ره دوست نگاه خود را گر ز خاک قدش سر مره کشیدن بوس است</p>	
<p>پیشت ز حال خویش حکایت نمودنی است جانے بلب رسیده فدایت نمودنی است بے مہری تو چند کہ مادره تو ایم عمرے بخاک کوسے تو بر باد وادہ ایم آزرا کہ سر نوشت بنام تو کر وہ اند باری بیا کہ از سر کسی رہا شویم</p>	<p>وز جور عفت تو شکایت نمودنی است این تقد را آثار بپایت نمودنی است خورشید را بذر حمایت نمودنی است شنا ہا نہ یک نگاه عنایت نمودنی است لے بادشاہ حسن رعایت نمودنی است کاین نیم جان مانده فدایت نمودنی است</p>
<p>این فرد بنده را کہ ندارد و بجز تو کس کاریکہ کردنی است برایت نمودنی است</p>	
<p>عشق را امروز رنگے دیگر است ناصحا از عرو و نہی پندم چہ شود ساعتے بگذرورین گلزار عشق کے شود ہر سنگ موسی را عزیز عاشقان بدنام و رسوا کے شوند زان گمان ابرو کے چون بگذر و</p>	<p>با من و دل باز جنگے دیگر است اختیار من جنگے دیگر است کاین حین را آرزو کے دیگر است پیش بیباک رسنگے دیگر است عشق را نام رسنگے دیگر است تیر مرہ گانش خدنگے دیگر است</p>
<p>مختصبا دامن جنگ من حسین فرد را با خویش جنگے دیگر است</p>	
<p>آرزو کے چشم من دیدار است از خرد پندم چہ سو داسے عاقلان رہ نمانے نفس بار اتادش خوش غرابان را بود از خوشین مہربان لہا بجزرت میگردند</p>	<p>گوشش من در خست گفتار است عقل سوز آن آتش زخارا است زندگی بر وعدہ دیدار است آن روشہا بیکہ در رفتار است زان صلا در رہتا کہ در گفتار است</p>

ای خوشا فرزانه دیوانه و شش
 هر عزیزین با جمال یوسف
 بے جسم طعنه فزن ناصح به عشق
 صد گره انتاده در کارم به عشق
 روشن رهنمون بزا هد نیک باد

خافل از خود گشته و همشیاراوست
 بنده نو برده بازاراوست
 عالمی را سینها افکاراوست
 از خیال فرقت دشواراوست
 جنتم در سایه دیواراوست

فرو نتواند نمود انکار
 شیوه او ظاهر از اشعاراوست

جان سیرا پر دلی خمداراوست
 شکر ستانی است هر بازاراوست
 مهربان را دل ز پوست سر و کرد
 عالمی را انا بزرگ و دهنه باب
 نیست ممکن عمل شکیستن ز عشق
 محسوب در ستم سز و در دار
 وام راه عقل هر فرزانه

دل به سپید دره کماراوست
 زان شکر ریزی که در کفاراوست
 گرمی حسنی که در بازاراوست
 اینچنین گردلر بیا کاراوست
 در میان چون مقحف رخساراوست
 چون بجز تو هر کس سرشاراوست
 حلقه باک کبوسه خمداراوست

شرواز آزار عشق من میرس
 آفت من ترکس بهاراوست

ای بسله ساق استانت
 تو خواجه جسم و جمله بندگانت
 صبح از رخ روشننت غلامی
 یک دل نگذاشت بے جراحنت
 نظیر است بره روان مقصود
 طوبی زنت تو پاسے در گل
 طوبی لکس بزبان طوبی است
 عهد است مرا که گورد
 گل راست شگفتگی ز رویت

محراب نماز ابروانت
 مانند تو نیست در جهانت
 شب بستم تار گیسوانت
 تیرے که بجست از کمانت
 آواز در ساع کاروانت
 ای رشک بهشت بوستانت
 زین سرور وان دلستانت
 هرگز نخورم قسم بجانت
 رنگ رخ غنچه سر از دہانت

<p>از کشته است تیغ ابرو است دیوانه هر دو گیسو است عرش است زمین آسمان است خورده خاک آستان است از فیض بهار جاودان است</p>	<p>هر کو چه نمونه قیامت آزاد زیت سد جهان است چون لاف براری زند کس کے بستر محسب پند بستان نجات گشت هر شمشیر</p>
<p>از لغت خویش بگذرد فردا است کجین سگانت</p>	
<p>جان من کشته تغافل اوست طره آن نگار و کاکل اوست از سر زلف رشک سبزل اوست جان من رلب از تطاول اوست سنتت پیش از تحمل اوست فتنه صبر و هوش کاکل اوست</p>	<p>صبر من غارت تامل اوست آفت سبیل و بفتل باغ بوستا بنا خراب جو خنجران از غم بجز او من مینالم دل مبادا که خون شود روزی من نه خود گشته ام اسپر بلا</p>
<p>فردا ذکر اوست ورد شاید این لغت سنج بلبل اوست</p>	
<p>ظنیمت است زمانه که بزم کیزنگ است بیسینه جامی دل لے محسب ترا سنگ است هنوز عشق تو پنهان به پرده تنگ است میان عشق و صبور ی هزار فرسنگ است مرا که حلقه بگوش ارادت از چنگ است که راه عشق ز جمله طرق لبس تنگ است</p>	<p>بیار باده که دور زمانه لبس تنگ است بروگردن مینا چه میزنی دست چه لاف میزنی لے دل نجاس عشاق بصبر راحت دل میشود و لے چه کهنم حدیث پند تو ام محسب ترا چه کند ز لپصراط هر اسم چه میدهی نا صحیح</p>
<p>دلی که فردا پرورد در کنار خودش ندانم اینکه چرا بیخودانه و جنگ است</p>	
<p>چشم بستن از خلوت عورت است خاکساری نشان رفت است</p>	<p>بر در دل تشین که خلوت است سزجاست قدم بجا ک سبزه</p>

گوشه دل اگر بدست آری + ذره نیست از تو بیگانه + هر گل و برگ بوسه تو دارد +	همه عالم بکنج وسعت است دو جهان پر اثر ز صحبت است همه یک جلوه ز طلعت است
---	---

از غلامان خود شمار او را +
فرد ما را بوسه خدمت است +

خانقاه محرم کوسه است + دل بزیج افتاده از گیسوسه است باید چون خضر بس عمر دراز زان پله طوف دلم آید ملک فرق شیخ و برهمن در عشق نیست تا با بنجامر کشید آفسر نیاز خلق بر طاق حسم وارد نگاه ناصحا بر خود ندارم اختیار کرد عشقم فایح از ردت قبول چشم جزمش کشت مارا لے مسیح چون ردا ز صید گاهش جان من	خلوت ما گوشه ابروسه است رشته لجام تباب ز موسه است این تغافل گر بکشتن جواوست جلوه گاه قامت دلجوسه است کافوسه سلم همه بند فیه است سجده ام هر سو که باشد سوسه است چشم من بر گوشه ابروسه است جان من در بنجه قابوسه است از همه بگذشته جاتم سوسه است قاتل من غمزه جاوسه است تیر خورده بردل من بوسه است
---	--

حال دل از فرد گشته پیرس
بچودانه پاوه کوفی خوسه است

باز یار من نیامد رفت آخر رفت رفت صد شکار انگند و مارا دیده لاغرسوسه من یار سوسه من نیامد تا نثار او کنم در ریش ملک دلم افتاده بودا ما ز ناز + تربت من دیده دامن چید و از ره بارگشت	در کنار من نیامد رفت آخر رفت رفت شهبوار من نیامد رفت آخر رفت رفت جان بکار من نیامد رفت آخر رفت رفت در دیار من نیامد رفت آخر رفت رفت بر مزار من نیامد رفت آخر رفت رفت
--	--

باز نامد آن دل محرم ز سوسه یار فرد
راز دار من نیامد رفت آخر رفت رفت

فتنه نیست که در نرگس جاوے نیست
 چون نسوزد دل اسروده زاهد پیشیت
 نیست یکدل که بر دتیر نگاہت نرسد
 نغمه مرغ چمن نیست بجز درد و غمت
 با قدرت دعوی شمشاد نمی آید راست
 نغمه بلبس شوریدہ و غوغای زعن
 موبو چون سر زلف تو پریشان بادا
 بخت آن ویدہ سپہ باد کہ روے تو ندید
 دست کوتاہ کن از جنگ من کماصح شوخ
 دست برداشتم از دل کہ در چارہ نماند

آتش نیست کہ آبیختہ آروے تو نیست
 آتش نیست کہ آفرینتہ آرفے تو نیست
 آہوے نیست کہ منت کش برے تو نیست
 یک گلے نیست بگلشن کہ در بوی تو نیست
 خوبی نیست کہ در قامت زنجری تو نیست
 ہر سحر کہ کہ شنیدیم بجز ہائے تو نیست
 ہر کہ وابستہ این سلسلہ مھے تو نیست
 وائے بر مردک چشم کہ او سے تو نیست
 کہ بجز دل من زور بانیے تو نیست
 وادن دل بر کسے باز چو از غیبے تو نیست

چارہ جز صبر نباشد بعم عشق سے فرد
 در نہ بر کن دن غم طانت و نیر تو نیست

شور جنون و چاک گر سیاہم آرزوست
 قصر ہشت وروضہ رضوان مرا چہ سوو
 کے دل کشایم ز شب بدر آسمان
 بیرون ز حد است تمنائے بزم او
 دل راز ما سولے تو خالی نمودہ ام
 دارم از ان ز کج گلمان ملک دل نگاہ
 بنام از مصحف رخسار آیتے
 روزیکہ آفتاب بر نیسزہ رسد

در عشق غوث این ہمہ سا ما تم آرزوست
 ایک گوشہ از ورشہ گیلانم آرزوست
 ایک پر تو از رخ مہ جیلانم آرزوست
 یکچند خدمت سگ در بانم آرزوست
 لطفے بکن کہ چون توئی مہانم آرزوست
 بر تخت دل چو غوث سلیمانم آرزوست
 در ابروے تو سجدہ ایمانم آرزوست
 بہر تپاہ سایہ دامانم آرزوست

از یک زبان بیان چہ کند فرد و حال خویش
 وانا تجے از اینچہ کہ در جامم آرزوست

یک دل ویرانہ نبود کہ غمت معمور نیست
 از ادب دور است ما را آرزوست بام تو
 بسکہ دارم در دل خود آرزوست دیدت

با کسے نامیخت عشق تو کہ اور بخور نیست
 خاکساران را رسانی تا فلک مقدور نیست
 سوخت جان من وئے تا بقنان مشور نیست

بر زبان شمع پیشت سوزول گفتن توان
 سوزن آهم زدی بخیه بکبیب چاک صبح
 چشم بجای تو میدارد چنان زور نگاه بد
 و شکست عهد خود تا چند آری عذر یا
 پریشش عالم نظر مود از لب این تنگوه با

لیکن از بقدری خود اینقدر مقدر نیست
 دوختن چاک گریان جنون دستور نیست
 هیچ کس نبود که از جادوی او رنجور نیست
 هیچ معشوقی بکار خوشتن معذور نیست
 گر چه میگویند است چون حشمت مگر محمود نیست

فرد ز کس را بنامش دست بسته با چشم او
 گر چه محمود است لیکن دیده اش را نور نیست

تنهانه همین که وقت صهبای گذشت
 خوناب ز چشم من که آنسو میرفت
 بے باک مزین بهر شکایه بترس
 بودیم نشانه و فلک کد بر عیب
 با جسع رقیب سیرستان میگردید

صد جور ز محاسب که بر ما بگذشت
 دل آب شد و چو سیل دریا بگذشت
 دل نیز چو آهوم نصحی بگذشت
 نیز تو گذشت لیک بیجا بگذشت
 چون دیدم از باغ تنها بگذشت

جور و ستمی که دیدم از یار پر
 دائم بحساب خود ز صدها بگذشت

مرا ز پیر سر ابات گفته یاد است
 کیسکه از سر زلفی قد سر و کارش
 چه دولت است عزم تو که هر که دریا بدید
 نسیم فصل بهار و هوای کوی مغان
 چو شایگان بود این گنج عشق تو جاتان
 هر آن کیسکه کند آگم ز محسب یار
 بلطف گرتوازی بجور هم بنواز
 چه عمر ما که به آبادی دلم شد صرف

بیجا

که جز بخدمت میخانه جمله بر باد است
 ز جمله بندها گشت و مرد آزاد است
 همیشه خورم و فیروز بخت و دل شاد است
 بنای تو بے امن زمین دو چیز بر باد است
 که هر خرابی دل از عزم تو آباد است
 چو خضر راه برم هست و پیر ارشاد است
 به ستمند تو یکسان چو مهر و بیداد است
 زیاده گشت خراب این عیب ابقاد است

مرا بکوی بته دل فداوه است ای فرد
 بگیر راه خود آخر ترا چه افتاد است

بلندگو بجان نام ترس و فرهاد است
 دلم زیاده از نام ز عشق ارشاد است

فغان که سیل سر شکم بجوش و طوفان است
 نه آه خویش بگو شش رساندم هوس است
 ز دام زلف تو که مرغ دل کند پرواز
 نقش لعل لب لقطه نهاد از شک
 ز خاک من بکشد قیس از ادب سرمه
 چو در میانه عشاق نام من بردند
 کیوه عشق چه اندیش ز ریش بود
 رقیب و بام تو تو نغمه های مستانه

دل شکسته من سخت هست بیاد است
 ز آه بی اثر خود فغان و فریاد است
 که لفته بقفس عادت قفس زاد است
 مگر لب تو بتما مچرے پہ ہزارا است
 یہ آستانہ من سرسنگ فریاد است
 شنید نام مرا قیس و گفت استاد است
 ازین سبب کہ بہر تیشہ کو بہن شاد است
 مرا ہمیشہ بگوے تو آہ و فریاد است

بخاک فروخته قیس کو بہن چو گذشت
 سلام کرد و پرسید و گفت استاد است

بران عزم که گراز محسوب دم و دهن فرصت
 بود یک جامے بہتر ز صد جام جمے ناصح
 نگر دو راہ عشق کے کو بہن ہموار از تیشہ
 شنیدم تیغ بر کف ترک من آمد سر کوئے
 شہان منت بر نواز جان برے ذرہ خاکت

ز جان و دل کنم بچند در میخانہ ہم خدمت
 و گر خود از کف تازہ جوان باشد زہر قسمت
 مکن بر جان بیشترین زندگانی تیغ از حسرت
 اگر چه نا تو اقم میکنم لیکن ز سر ہمت
 فزون تر باویا رب خاکساران ترا عزت

بفر و من میندار و نصیحت سوئے ناصح
 کہ او خود خوب میداند بکار خویشتن حکمت

بارقیبان خاطرش را ہیچ یک پر خاش نیست
 سر برے امتحان تیغ او کردم فدا
 از تہی ظفان چه آید جز دعاے خیر باو
 کس چه بشناسد کہ آن بیگانہ اکنون آشناست
 ترسم از خمازی این طفل اشک خویش باز
 این دل صد پارہ کنز بہر شش میداشتم
 پیش رویت آبروے کس میندار و شہا
 زندی از پیر مغان دار و دل من مستعد

جرہا دارند لیکن ہیچ یک پاداش نیست
 من ز جان ہم رقم و از قاتم شایاش نیست
 خواش نہمان چسان در کاسہ من آتش نیست
 کہ کم گاہے نگاہے از غلط برایش نیست
 ورنہ بر اختیار ہرگز راز عشقم فاش نیست
 آب شد چند آنکہ از صد پارہ اشل کیفاش نیست
 کیست کاندرخانہ خود ورنہ خواجہ تاش نیست
 از دل من محسوب بگذر کہ او او باش نیست

رفقه رفته از دجوم رنج طبع او فرود بس بود پوشش پریده پیک به عرض حال	می شدم بهر رضایش یا آسوی کاش نیست لیک عقل شرح حال دیگران بر جاش نیست
---	---

بر در نوعر با بگذشت و دوسته را از چه میرانی ز کوی خود کرا و خوش باش نیست	
---	--

بلاد در عشق من گزبست این است مرا از بند گانش می شمارند بیاشش کے رسیدن میتوانم بجز یاد تو نبود در دل من خطا باشد بزلت نسبت مشک به گنج لعل تو نتوان رسیدن بهر توسن کر زین بار بشکست	زاج خود پسندش نازمین است نشام سکه داغ جبین است درش را عرض چون روشن مین است همین نام تو نقشش مین نگین است که زین کیسرموی تو چین است که مار زلف هر دم در کین است سمند نه ترا تا زیر زین است
---	---

چه می پرستی ز فرد خویش ملت همین عشق توش امروزین است	
--	--

لعل تو بکام دیگران است چمان خود را چه بر شکستی شکرانه تیغ تو چه گویم تکلیف دوا مکن مسیحا	این کار دم با استخوان است آن عهد و فای من جهان است هر یک لب زخم تو جان است خود ز ندگیم وبال جان است
---	--

از بار غم تو سر نتابد گرفت و ضعیف و ناتوان است	
---	--

تے شوخے خدایے خانہ ماست عجب رنگ جنونم کرد پیدا عزیز از بهر آن داریم دل را بروگر آسمان رشتکے عجب نیست پچشم من ورا اگر ناپسندیت چه سحرے بردل ما کردی لے شمع	طریق دین ره بیگانه ماست که قیس و کوهن دیوانه ماست که خلوت خانه جانانه ماست که ما ہے چون تو در کاشانه ماست ز دیرانی دل دیرانه ماست که آتش گرم به پروانه ماست
--	--

تو که می پرستی بیوانه ماست

مغان را خنداوند انگه در / که می مجلس زندانه ماست

پیرس لے فوج اول دل ما +
که از گفتن برون افسانه ماست

امید ز نیست از پیر تو نیست
بهر کوی ز عشقت های هونی است
چه گیرم ذوق از قند لب کس
چه آرم از مغان در حضرت تو
هجوم گشت گانت را حله نیست
نه در کار و کان و نه خسریدار

بہی گاہی ازین آزار تو نیست
نبا شد کس که او سزای تو نیست
چه شیرینی که در گفتار تو نیست
دے دارم که او در کار تو نیست
که چادر سایه دیوار تو نیست
چون جنبی درین بازار تو نیست

بهر بایت چه کار لے فوج آید +
یکے هم چون پسند یار تو نیست

بهر نقش سیمه صد دانه راز اهد شکست
در کرامات مغان لے شیخ کعبه ری نیست
گفتم از ساقی که کے آینه این زندان بهوش
محشرے برخاست بر بالاقدان از قافلتش
از شکست دل شده احوال منظر هر خلق
ناصحا من آن قیامت دیده ام از قافلتش
گر نشست آناه من در مجمع خوبان چه پاک
از خرو و وراست لے هم سایه با دیوانه پند
شد نشانه یا دل کس یا جگر هر سو که رفت
هر که را دیدم بچو لانا گاه تو لے نے سوار +
این غرور حسن او از خاکسار هیای ماست
دام ز نقش مایه آزادی از هر بند ماست

چو ش زندان محسب ید و در کعبه به نسبت
بهر که از میخانه آمد پیش من بهوش مست
گفت از مے شد خمیر طینت از روز نیست
شد فو صد فتنه چون در خلوت ناز او نشست
پرده کے ماند چو خانه را شود دیوار پست
صحنین هنگامه محشر به پیش دست پشت +
چون نگیس در حلقه انگشتری بر جانشست
از گریانم جمل خود از جنون چیره دست
لے کمان ابرو هر آن تیر که از نشست تو جفت
صید تو یا کشته ات یا زخمی تیر تو هست
این نیاز و سجده من کرد او را خود پرست
بهر کسے کوشد اسیر او ز هر قیدی برست

افوراکفتم عطای کسیت این حرمت تو
گفت مارا آورد از خدمت میخانه هست

از ننگا هستی گفستی که این ناز من است
 گفتمش چون از نظر انداختی جانان مرا به
 گفتمش کم کن جفا با خستگان لے سنگ دل
 گفتم آئینه که تو داری ندارد هیچکس
 در لب ماتمخ کا مان شربتے از بوسه
 میپرد هوشم چه سازم نیست چون نامه بر
 پرورش کردم درون چشم طفل اشک را

باز زنده از بیم کردی که اعجاز من است
 گفت با هر عاشقی این وضع و انداز من است
 گفت با اہل نیاز خود ہمین ناز من است
 گفت این عادت بمن بی ساز و پرداز من است
 ایکہ ذکر لعل نوشین تو دمساز من است
 جز پرنگ رو که مرغ تیز پرداز من است
 گشت آخضر فدا ر یار و عماز من است

هر گره کا ندر خم گیسوے او افتاده فرو
 عقدہ سر بستہ عشق من دراز من است

بر سر بالیم آمد یک در شبست و رفت
 خرقہ و سجاده من پاره کرد از دست ناز
 تیغ را سرمایہ ازل کہ گفت وقت بود
 بعد عمرے شد و چار از من بر ہے ناگمان
 از فریبے چون بدام آوردش خزر کجیت
 دید چون از چاک دل آمد شد من سو خود
 گوشه دل نام بر سایه میدا شتم
 گفتمش در کوسے تو دیوانہ بوده است فرو

عهد و پیمان من از تقوی سپه شکست و رفت
 و ز ننگا ہے کرد مار ای خود و سرست و رفت
 در سر سو دے زلفش او قناد از دست و رفت
 چون مرا بشناخت همچون آئینے جبت و رفت
 چون ایسرنو کہ ناگہ از قفسم ارست و رفت
 از فریب مرہمی آن راه بر من بست و رفت
 از جفا کردش چو خاک رہگذاری بست و رفت
 گفت آری همچنان حال ز جوشن بست و رفت

نه ہمین تنہا من کرد این ستم ایجاد و رفت
 آمد و نشست بر جان منے بنہا و رفت
 از بنی صید کد این مرغ گلشن زاد و رفت
 چائے بر و نہا وہ میگذشت از کوسے من
 من بجایے کنویش مانند دل بسوی یار رفت
 رفتم از شوق وصالش جائے و بزخم نداد
 نہ ہمین تنہا مرا از خان و مان ویران نمود
 با رقیبان شد بسیر باغ و از احوال من بہ

صد ہزار ان خان و مان کرد از نگہ بر باد و رفت
 و ز جدالی پھولاہ داغ بر دل داد و رفت
 در گلستان دام برودش آبدان صیاد و رفت
 خاطر محزون من یک دم نکرده شاد و رفت
 همچو آن صیدیکہ شد از دام کس آزاد و رفت
 بر رقیبان صدور عیش و طرب بکشتا و رفت
 کرد ویران صد ہزار ان خانہ آباد و رفت
 ہیچیک پرش نکرد آن غیرت شمشاد و رفت

<p>آرزوی بوسه میداشت جانم از لبش بهر تالاج دل من چون سمند ناز تاخت</p>	<p>در حق من او نکرده هیچ یک را رشاد و رفت رفی خود نموده بر من کرد صد بیداد و رفت</p>
<p>نال میگردی بکوشش فرو از درد و غمش یارت آمد بر سر و بگریست زین فریاد و رفت</p>	
<p>هر که می آید ز کویت بجز دوستانه ایست لای نگاه تو شراب و چشم تو سیاه ایست شانه تا شد آشنای زلف تو شد مشکبو از درازی شاعران بندند کیسور اکند عوم تاراج دلم جانان عجب فرموده که یالم رو به یک آستان و لیوان می توان گاهی برسم سیر بگذشتن متباه هر متاع عقل و دین با اینکه غارت کرده است که ای سر تو شود زاهد دل و دانا سے من با علائق ماندن و آزاد بودن از همه</p>	<p>کوی تو در و در حقیقت غیرت میخانه ایست بوالعجب ناصح بدورت همچنان فرزانه ایست این دل چاکم ز زلف تو همان بیگانه ایست شاید از زلف درازت این همه افسانه ایست دل کجا اکنون بر لای بیت یک ویرانه ایست گرد آلوده مرغ من از در کاشانه ایست گودل من کوشک نبودد لیکن خانه ایست میکشد دل باز سومی او عجب جانانه ایست گر چه در دست تو دام از سبزه صد دانه ایست انجمن دولت بدست همت مردانه ایست</p>
<p>گفتم از شور و فغان تو میدادی خبر گفتم بگذشتم از تو کوم دم دیوانه ایست</p>	
<p>چو عالم از لبم لب شنیدنی نیست لبش تر یاق و زلفش گر چه مار است منه گوشه بلا و دیگر آن غم میانت را چسان گویم چو مونی چه میپرسی صبا حال دل من</p>	<p>که گفت از غیر هم پرسیدنی نیست ازین ماری سینه تر پرسیدنی نیست نیاز من اگر بگزیدنی نیست که مو ویده شود و آن دیدنی نیست که این افسرده را بالیدنی نیست</p>
<p>دلم را اگر کند صد پاره لای فشر و ز زلف او مرا ببردنی نیست</p>	
<p>نال با دارم و کوشش تو بفریادم نیست قطره اشک تو ان پر و بنای دل من</p>	<p>یک سر موسی کی از تو بیدارم نیست تو تیره در دلم از سسته بنیادم نیست</p>

سرفدای تو کنم تیش چو رانی بسرم +
 ما خراب دل امن عشق تو آبار نمود +
 ناگهان بر در تو آمده ام رنج کن +
 بیروم از خود و بس تو نشد من خون لم
 در قفس داشت مرا بے پروای بے بهار +
 گر پایند ز سر زلف تو عشقم این بار +
 چون گل و شمع که خنده شود آتش آفت او
 نقش این هستی مو بهوم مرا کس چه کند
 بر خیزم ز درت گرفتدم گوه بسرم +

اروے سرتابی حکم تو بفراوم نیست
 خلسه از محبت و شخه با باوم نیست
 چه کنم غیر در تو که دگر یاوم نیست
 کز بے این سفر بے بهتر ازین ز اوم نیست
 شکوه زین موسم و بیره می صیادم نیست
 هوس قید دگر در دل آزادم نیست
 حسرت عیش و طرب و در دل ناشادم نیست
 فهم این نگره باریک بے بهز اوم نیست
 بچو فریاد بے عشق تو که افتادم نیست

گر بے هر نیم شب که فرو عبت میدارم
 تره وصل درین محنت بے باوم نیست

نه همین سینم آه دل بر یانم سوخت
 گرمی اشک نه تنها همه مرگام سوخت
 عشق آن شمع نه تنها سوسانم سوخت
 موسی اساطب دیدن رویش کردم
 طینتم ز آتش عشق تو نمودند مگر +
 خشک شد خار و بخی ز آبله پای ز سید +
 از من تند محبت چو سر شدتد گلم +
 در چمن ز آتش رخسار تو کردم رسته
 بیرون از صومعه آوردم آتش عشق +
 سبز شد باغ و گل تازه بهاری ز رسید
 جلای من کرد بے پائین رقیبان در بزم +
 اخگر عشق نشد سرد ته خاک مرا +
 گرم نظاره چنان پیش رخ اورنم
 بق خوسه بدل فرد شب جلوه نمود

اشک گرم آمد و تا جیب و گریانم سوخت
 هر کجا قطره افتاد پد امانم سوخت
 همه تن سوخته چون کاغذ و خندانم سوخت
 شعله حسن و خنیشد که چشمم سوخت
 سوختم سوختم این آتش سپانم سوخت
 جگر سوخت خار بیا بیا نم سوخت
 گرم آغوشی یک منبجه ایما نم سوخت
 لاله و هم گل دهم بلبل و دیوانم سوخت
 گرمی جوشش محبت جگر و جانم سوخت
 ولم این لاله پر دایع گلستانم سوخت
 بچو پر درانه شب آن شمع شبستانم سوخت
 از گریبان کفتم تازه د امانم سوخت
 نگه از گرمی دیدار بے چشمم سوخت
 امر این طلبت مهر رخ جانم سوخت +

با کسے جو ہر سوز زلف تو سر و کالے نیست
 تازہ زخمے بسرا ز صدمہ دیو لکے نیست
 عم پر دل است ز اندازہ و مخولے نیست
 حاجت تیر نگاہے بگر قارے نیست
 یکدے نیست ز دستش کہ بہ آرا لے نیست
 با چنین دل چکنم گرمی باز لے نیست
 درد مندے کہ بود ہمدم بیالے نیست
 بت ہزار ندو لے ہیج پرستائے نیست

لدا لحد کہ غیر از تو مریارے نیست
 یک شہم نیست کہ در کوسے تو از غایت شوق
 پرستش حال مرا تادمہ تیرے از تو
 نیست از دام سر زلف تو یکدل بیرون
 عشق تو طرفہ بلالے و عجب آشوبے است
 پیش چشمش دل من ہست متاع کا سد
 تا بیکے ناز سبجا کشم از ہر علاج
 نیست یک شہر کہ آنجا نبود ماہ و شے

قدرا شکم بنود و در چشم آن شوخ
 در نہ ہر قطرہ کم از گوہر شہوارے نیست

مایم و دم عشقت جز در دیوارے نیست
 از خویش در بیگانہ در عشق تو حالے نیست
 دیگر برہ و صلت با اللہ کہ خاکے نیست
 باقی تر کہ میا ہم افسوس کہ تارے نیست
 ہیچش ز من لے کہ یہ بچے و عنبالے نیست
 پر و ابدش گاہے از مالہ از لے نیست

سودا تا بسر دارم جز یاد تو کالے نیست
 شہاست کہ در کوسیت کہ در حرمت گرم
 جز اینکہ رقیبا ہم دارند خلش از من
 لے ناصح عنخوارم رنجے ہر از بنیہ
 از پاس رقیبا ہم گرمی کہ بدل وارد
 عمرے ہر کوشش ہر چند فغان دارم

عسدریشم اگر آید سر از تو نمی تا بم
 جز کوہ عم ہجرت بر تو تو بالے نیست

لیک حیرانم کہ دل تر سلان ز خمی تو چر آ
 دل کہ میدارم بازارت متاع نارداست
 بر نشانہ مردم از حسرت بلے اینہم قضاست
 این عجب رسم جفا و ستور در شہر شہاست
 در رہت لے عشق بے بیان ہنوزم ابتداست
 گر یہ روز و شب من پیش تو باو ہواست
 نسبت زلفت تو با مشک ختن عین خطاست

خوب میدارم تما تقدیر در دست خداست
 گرمی دوکان چہ جویم در ویا عشق تو
 ہست پیغام اجل تیر نگاہ تو و لے
 بے ہا و بے گناہے خون عاشق ریختن
 عمر با بگذشت و خاک راہ گردیم دے
 گفتہ اغیار یا شد بدولت نقشے بسنگ
 دلربالے ہجو لے زلف تو در نافہ نیست

لے مسیح درد مندم حال دل از من پسر
نام من ناگفته باید برد از کوشش مرا
می کنی بال و پر بے سوسلے صیاد من

مده شد دل ز پہلویم بفتیق کس جلاست
تا اگر گردید به نفسم آبروی مرگ باست
نیست در کار کسے بالم نه چون بال بهاست

جای ماندن شد بکویت فروشید لے ترا
شکر کز من آن سنگ تو یار و در بان آشناست

چه گویم ناصحان بت خدا نیست
چه نسبت سرد را با قامت او
گره از غنچه داگردن تو اند
ز چاک دل روم هر شب بکوشش
بود از تا توانی گریه آه
ملاست نیست لے همسایه سودم
بجز بهجران مرا هر جور سهل است
بناشد هیچ پروایم ز طوفان
چرا بوس کنی بال و پر من

و لے از سر حق دایم جدا نیست
که در سر و گلستان این ادانیت
کشاد خاطر کار صبا نیست
سرد کارم شمع در نهانیت
بر رسم عهد پیشیم صدا نیست
که عقل من درین سودا بچانیت
مرا اندیشه از سنگ جفا نیست
که تا و من بدست ناخدا نیست
که لے صیاد این بال بهانیت

ندارد گو سلیمان و لے شکر
که و از دولت عشقت گدائیت

مریض عشق را روئے تفتانیت
ز دل مایوسم از روز اسپری
صد لے آه پشیمان بلند است
چه خوام در دل خود میمانت
دفا کردی بقتل و عده لیکن
رسیده تا بپایت زلف و انوس

بچه جان دادش دیگر دوانیت
رہائی از خم زلفت شما نیست
درین ره حاجت بانگ درانیت
که این ویرانه ام دولت سرانیت
ز تیغ هجر کشتن از وفانیت
چه سازم چون مرا بخت رسانیت

سگ تو آمد در شرمندہ استم
که سامانے لپس و بیوانیت

چشم شکایت از ستم روزگار نیست
چرا اینک در غم ایم و کسے نگسار نیست

پیدا بدست من اثری از غبار نیست
 ورد دل حزمین مرا سازگار نیست
 می بایدم و لے بشفا خانه یار نیست
 نقشه ز پائے شان به کسے ر بگذار نیست
 زین گردش زمانه که بر یک قرار نیست
 دعهده اگر هزار کنی اعتبار نیست
 از بهر مورد حاجت این کارزار نیست
 جز ویدن تو بیخ مرا انتظار نیست
 ابنوه کشکان است که چایه فرار نیست
 خاموش عند لب که باغ و بهار نیست

امروز امیدناز از ان شهسوار نیست
 هم شربت سبج و هم آب زلال خضر
 یک جرعه از شربت قند لب کسے به
 آن عنقریب ران عاشق مسکین که بوده اند
 از بے نیازی تو مرا جاکے شکوه شد
 طفلانه فری تو ز عظم پیر کرده است
 ناحق بر لے کشتن امن تیغ آختی به
 جانم بلب رسید قدم ر بنجه کن شتاب
 میرم بکوسے تو بکدام آرزو که چون به
 خون دم بکلبه من هست ریخت به

تفویح لے رقیب ازین گریه ام چسرا
 میل سرشک فرد من است آلبشار نیست

سر خط بندی آرایش پشیمانی ماست
 وز سر زلف تو این جمله پریشانی ماست
 اشک بارانی ما بس گه افشانی ماست
 گوشه در گه تو سخت سلیمانی ماست
 سکه بند گیم تاج جهان بانی ماست
 هر سحر آه بکوسے تو غول خوانی ماست
 ترک راه خرد عقل ز بهدانی ماست

واع سو لے تو ام در دل نورانی ماست
 عشق رویت صتا باعث حیرانی ماست
 ما به جز اشک نزارم به نثار قدمت
 ملک جم را چه کند هر که گدسے تو بود به
 که قبول تو فذ بندی لے خواجگی ما
 همچو طبل که بدامش گذر د موسم گل
 ناصحا عشق و خرد جمع نگرود هرگز به

بیرون از دل نتوان کرد چالش لے فرد
 جانم آشفته این یوسف زندانی ماست

هستیم چون عکس در آینه پیدا هست
 آشکارا یا بسان خواب درو یا هست
 من بعقل خویش حیرانم که بر جا هست
 نیک دانستند لیل دل که دنیا هست

چون سراب موج زن نقشم هویدا هست
 آنچه می بینم خیال و وهم پامو جو هست
 با همه دانشن عشقت عاجز از کار خودم
 مرده میدانند خود را عارفان زنده دل

عاقبت اندیش فکرتکه اسرار است
راه برم او چون بند است از برکے چون منی
گفتش می بایدم یک شربت از بوسه ات
طوطی بفرین مقام لیک با گفتار تو

درنگاهش همچو موج آب دریا هست نیست
در دل پر آرزویم این تنها هست نیست
در جواب من نفرمود آن میجا هست نیست
در دهان من زبان چون گنگ گویا هست نیست

سر زو یک کار عقل زد دست فرودم همچو گاه
در حساب عاقلان من مرد و انا هست نیست

مردن شد شیشه القوامی من شکسته است
پای بکشاید همید بر اگر اسنسل ز خانه کرو
رفته ام از یاد تو چون من بی گانه
پند کے ہمایہ در سولے من بے سود هست
صرف شد عمر ب فکر و مصرعے موزون نشد
این پریشانی از زلفت نیست امر دے مرا
شد خرامان سوے صحرای آن قیامت قائمے

عهد و پیمانے در دل با مقام بسته است
همچنان در بند کیسیت دل من بسته است
این تعاف ہمای تو جان عزیزم خستہ است
چون دلم جز زلف جانان زہمہ دارستہ است
صغ قد شس ز استاد ازل جہتہ است
از ازل اس شفقنی جان مرا پیوستہ است
ہوشیار کے آہوان تیر بلایے حبستہ است

حال خود خود چہ میری کہ چون دیوانگان
مور پریشان بر در دولت سرانہ بستہ است

لے لب لعل تو و جان جہان ہر دو یکے است
شمع سا تم کہ بجز سوز مذا تم کار سے
بچو و عشق ترا نیست زبان نہر یاد
عشق با عقل نہر و مایہ ندارد کالے
پند از دشت نور و نیست بہ معیون پایے سود
دل ندانم بچشم امید بزلفت و اوم
حاجت عرض بنا شد بر آئینہ دلان
لب شیرین تو و شربت اعجاز مسج بہ
از میان تو کہ موئے است سر اسے گویم
خینہ زد عشق بصر سے دم لے نا صبح

ز فن تو ز پرور فن جان ہر دو یکے است
گریہ و خندہ ما سو شکان ہر دو یکے است
ہمچو پروانہ خوشی و دغان ہر دو یکے است
پیش سود از دہ گان سود زبان ہر دو یکے است
کہ پروانہ بیابان و مکان ہر دو یکے است
کہ سر زلفت تو و آفت جان ہر دو یکے است
پیش آئینہ خوشی و بیان ہر دو یکے است
ہر تر کا می مال شد لبان ہر دو یکے است
رشتہ جان من و موی بیان ہر دو یکے است
اینگ آن پند تو ز کرتان ہر دو یکے است

<p>فرد بر مشرب زندانہ کے طعنہ فرزند مشرب صوفی صافے و منغان ہر دو کے است</p>	<p>پشیم زد دوری در تو چشمہا گر لیت مشت بخبار ما کہ زہ دامت گرفت بر مشت خاک ما کہ ز کویت بیاد رفت از نام آب پاشی خاک مزار ایس</p>	<p>مردم از خوش سینہ پر خون جدا گر لیت ہر ذرہ ز خاک در چشم چپا گر لیت مترگان تر چو ابر بران خاک ما گر لیت ایسے ز بخت آمدہ و چشمہا گر لیت</p>
<p>در گوشہ کہ بود ز کوسے تو جاسے فرد بگدشت ہر کسے کہ در انجا بجا گر لیت</p>	<p>جز در دل بجان گوشہ کہ بگزینی نیست چند بر باد ازین زندگی نقش بر آب ناصحا کام تو شد تلخ چرا از سخنم بر در دل نشین تا کہ بر آئی از فکر ملت عشق کرت ہست چہ باک از ناصح نگہ گرم منغان برق خود می سوز یو وہ</p>	<p>این قدر چلے کہ پیغم دے بشینی نیست چون جہانے کہ در بار کوشش پتی نیست لاست گفتم کہ بگفتار تو بشیر پتی نیست کہ درین گوشہ سر راحت و غمگینی نیست بہر دیوانہ کہ پاداش زبے دینی نیست کہ درین مشرب صافے سر خود بینی نیست</p>
<p>فرد از بندہ سر بر خیز و پیر میخانہ نشین کہ درین جا بے بحث و سخن چینی نیست</p>	<p>تھے وارم کہ دل تجانہ اوست تھے وارم کہ مہ دیوانہ اوست دل رشک پری خانہ زدویش عویز مصر دل یوسف جمائے نہ تہا من غلام رو کے او ہم پہ ریا پید اچھے خواب شب چشم زلعش آبرے آب حیوان دل و جان ہمہ خوبان عالم بکار خود عسلا جے از کہ جویم</p>	<p>حریم جان من کاشانہ اوست چراغ و شمع ہم پروانہ اوست حصار سینہ خلوت خانہ اوست کہ مہ و ماہ در بیخانہ اوست جہانے عاشق دیوانہ اوست حکایات وے واقسانہ اوست تخضر ہم تشنہ پیمانہ اوست خراب جلوہ ترکانہ اوست دل و جانم ہمہ دیوانہ اوست</p>

<p>غلام ز کس مستانه اوست چنین گرهست مردانه اوست که این هم لغزش مستانه اوست که دامنش گیسو جانانه اوست</p>	<p>بملکت و بپرسی هر تا جدا رے رسد روزے بان مقصد دل من چه پاک افتد نگاهش گر باغیار و لم را نیست ای سردر بان</p>
--	--

<p>اثر در مشرب زندانه اوست</p>	<p>من از باوه نوستی عیب فروم</p>
--------------------------------	----------------------------------

<p>دیوانیم از حد زنجیر بر دست گفتن نتوان هم که ز تقریر بر دست ز اندازه آماج که تیر بر دست این نکته باریک ز تصویر بر دست احوال من از حیطه سحر بر دست کاین مشرب زندانه ز تیر بر دست کین گشتت از نیزه دشمن بر دست رفتن پیت از طاقت پنجر بر دست خوابیت پریشان که ز تفسیر بر دست با خلق چه گویم که ز تفسیر بر دست از طاقت این ناله شکی بر دست نمش نتوان کرد ز تفسیر بر دست</p>	<p>سودای من از وسعت تدبیر بر دست حال دل پر شوق ز خیر بر دست شمرنده ز بی بانی خویشم که دل من مانی چه کشد صورت آن غنچه کسب او لے خامه درین درطه میفکن قدم خویش این خرقره تبلیس بیک جرعه نیر ز وعوی چونک گشته ابروے تو از خون چون صید ضعیفم بفر اک پیا ویز کے راست شو و خواب من از دیدن لفت آن نکته که سر میزند از لعل لب او صد آه که بیدار ختن آن دل سنگین هر نقطه خالی که بر آن مصحف رو هست</p>
---	--

<p>لے فروز اندیشه اجسام چه پرسی کاین قاعده عشق ز تقدیر بر دست</p>

<p>صید نکه تو یک جهان است این کار درم باستان است خاک تو عزیز تر ز جان است در وصف تو جمله تن زبان است در عشق تمامت در زبان است شد جایی سخن سخن دران است</p>	<p>ابروے تو عشق را کمان است تاوک فلکی سوے رقیبان جانست عزیز جسمه مارا سوسن به چین برے هر گل بر سو و خرد طمع مژون در تنگی آن دهن سخن نیست</p>
--	--

ز در سخن آن سخن نیست

زین پس تو خاک من بیانی یک دل نبود ز دامت آزاد چشمی بن لے سچ از لطف	از غمے توام نہ این گمان است زلفت چو بد برمی چنان است آزار کہ داشتہم جهان است
--	--

از سر و پیرس حال عشقش
این ز روے رنگ و نشان است

خاک راه تو بودم ہوس است گذری سویم لے نسیم رکش سوز نہان سینہ خود را ہم تن گوش گشتوام چون گل + دام میخواستہم از دو چشمت سحر چو سایہ بر ہم گذارے	سر پایے تو سودم ہوس است عنجرہ دل کشتودم ہوس است شمع سان و انودم ہوس است کز تو حرفے شنودم ہوس است کہ دل تو بودم ہوس است یک دو ساعت غنودم ہوس است
--	--

تو ایست
تو ایست
تو ایست
تو ایست
تو ایست
تو ایست

اشک زان ریزم اینقدرے رفت
زنگ زد دل زد و دم ہوس است

چشم مرا گر یہ رہ خواب بست غیر درت نیست مرا بیج جاے پایے بر اہت چہ کشاید کسے شکر کہ حرمان شدہ بخت رقیب بتسہ زلفت دل بتیاب ماست رست ز دیر و حرم آن دین پرست تہمت این صبر برد چون ہم منت پایے تو بخونم ہم بند نیست حجاب رخ او خطہ چہ باک ہست جفا در دل او خطاب رنگ	راہ ملاقات تو سیلاب بست عشق تو بر من رہ ہر باب بست دیدہ ز دیدار چو خناب بست بارالم بردل اجاب بست سنبل بستان تو سیما بست دل کہ در ان حلقہ محراب بست راہ قرارم دل بتیاب بست تازہ خانے کہ ز خوناب بست بالہ اگر حلقہ بہ متاب بست عہد چو نقشے است کہ آب بست
--	---

فرد کہ از خون جگر ز درتہم +
نامہ خود در پر سر خاب بست

<p>هرگز از یار خودم شکوه ز جور می نیست بیخ اختیار بمن رخصت بزمست ندید صورت یار اگر گفتمش نگیمن دل است من دیوانه چه باک از ره قنوع زوم مزوجانازی خود از چه بود سس پیداری</p>	<p>شکوه ایست که هر گله دستوری نیست تو اگر لطف نمانی بتو مجبوری نیست فرق صدم جمله که پیش بود دوری نیست شیخ را حکم چو در حالت معذوری نیست عشق با زیست دلاکار یزدوری نیست</p>
---	--

تاقی و مفتحی شهرم چو تهمه میبند
 فرد در باوه کشتی حاجت مستوری نیست

<p>نه تنها دل خراب روے او هست از آن روزیکه جام نشد غلامش بهین چشم نه تنها هست سوشش نه تنها در سرم غوغاست از روے دل بیل زلیبایش بافت آن خضر در قدم جاودانی است عبیر جنتی گروی ز راهشش</p>	<p>که جام هم امیر سوے او هست تن من نیز خاک سوے او هست دل جان هم چشم سوے او هست جهان در فغان از سوے او هست گریبان چاک گل ز سوے او هست از آن غفلت که هم دهنے او هست گل در میان خصه از سوے او هست</p>
--	--

پوسه و بوستان هم نشود آزاد
 غلام قامت دیوے او هست

<p>نیکویم بت ما را او من نیست دهنش چون نیساید در نگاهم کن آگه ز حال دل ز بان را ز شور آن شکر گفتماری او لباس خود نمائی جان پوشید هزاران جان ازین حسرت خراب است بگنجد جز جمالش درو کی من صباد که ی جانان با او بساو ز غلغلهش تکه که در دم تننا</p>	<p>که کس را در دیان او سخن نیست چه گویم من که جاسم زدن نیست که هر لب را ز او هر سخن نیست همی بیرم که او را کام من نیست وگرنه این نزاکت کار تن نیست که هر رنگ صفائی آن بدن نیست که خلوت تنه جاسم سخن نیست که هست این یار گاه او چمن نیست به فمیدم که بر انداز من نیست</p>
---	--

بکوشش تو از آرام بگذر
دیار عشق هست آخر وطن نیست

عالمی سرگشته و بیدارے اوست
دل خراب تر کس شملک اوست
دو جهان دیوانہ از سودا اوست
زان حناے سووہ کان دریا اوست
خود قیامت قامت بالا اوست
ہر دو عالم سر بہر رسولے اوست
دل فریبی در قد زیاے اوست

سحر باد کس فتنہ ترے اوست
جان گرفتار فریب لعل او
ہر گره در تار مو دار و در سحر
سیل خون دل رود از چشم من
بند در عشقش چہ سوو از خوف حشر
نے نم در بند آن زلف در از
نیست گر خوسے وفا اورا چشم

سرگران از فرود کر باشد چہ باک
کاین جو خوسے کس رعناے اوست

اقت صبر و قرارم تر کس رعناے اوست
این خرابیهای آن از بیجہ نیا زیمای اوست
عالمی چون من خراب تر کس شملک اوست
صد قیامت در حرام قامت بالایی اوست
بر فلک می نازد آن خاکے کہ زیر پای اوست
کو بزنجیر محبت در سروسوای اوست
عزتی از بارگاہ عشق در سوای اوست

دلبرے دارم کہ خلقے عاشق و پشدا می اوست
کو بکوسوایم از حسن بے پروای اوست
خانہا بر باد آشوب نگاہ ناز او
مردہا از زندہ می ساز و نسیم کوسے او
خاکسارانش نظر بر فرشا ہی کے گفتند
گوش کے دار و بشور محشر آن دیوانہ
پامنی دار و بے سخت جم گدے او ز تنگ

کے فریب فرود را اور تصور ز اہدان
وقت خوش اورا کہ بر و گاہ جاتان جا اوست

کل گریبان چال ز حسن ملاحظت اوست
چارہ در دلی من شربت گفتار اوست
پنیر شاہی بر سر من سایہ و پیا اوست
این بلا ہا بر سرم از طرہ دستار اوست
نختر قیس آن نقش پیاء اشتر ہوار اوست

شمع در زبش بسوز از آتش رخسار اوست
بر لیم جان کے سبج از حسرت دیدار اوست
سرفرو نام ز بار منت بال ہما
طرہ برد ستار بست او من پریشا تم چو مو
ساربان محل لیے حد سے را گوہران

<p>گردن من زیر تیغ ابرو کے خمیرا دوست خار زار اور جانانش روہ ہموارا دوست کان جبارا از من ز عمر کے ہموارہ دلدارا دوست</p>	<p>سر کشیدن از قضا نا صح نباشد حد من کے کشتہ دامن ازین رہه عاشق از جو رہمان محم را ز اول خود داشتیم جان عزیز</p>
<p>فرد من کے خضر از پیری بر بے ماندہ است ہمت مردانہ از امداد تو دور کارا دوست</p>	
<p>لسے از قد بلندت قد قامت القیامت چون سازم از زبانت گریشتوم کلامت برداشت دست از جان زاندا زہ سلامت گوار غمت بپیرم تو با شس با سلامت عالم اگر چہ رنجند مایم و صد سلامت ہمت بپین کہ خواہم بپینم بتامد است یک ساعت فراق و صد سالہا مدت ناز ان عشق خولیشم دارو چہا کر امت نام تو آفتم شدکے من فردکے نامت</p>	<p>مخام لے بت من زین رشک سرو قامت بہ خود شوم چو آرد پیکے ز تو پیامت برداشتی تو دستے بہر سلام و حلقہ لسے صد تہر جان کن خاکے ز رہگذارت حسن تو روز افزون باہر ہمیشہ بادا زمین جلوہ برقی آسادل ز شمع و جام مرگ است زندگانی گریہ ز از تو مانم از خندہ ہر کہ بر من رسوا چو من شد آخر تا دیدہ شمع رویت پروانہ تو گشتیم</p>
<p>ما خواجہ ندارم یغیر تو سپر پرستی قربان یک نگاہی چون فرد صد غلامت</p>	
<p>صبر و عقل و جان ہم از سوز تمہا پیش بسوخت ہر رویش صد چو من ز بہر آرایش بسوخت غیرت عشق تو دور یک شب سر ایائین بسوخت دل کہ بود آن مایہ آرام و آسائین بسوخت آہ از طفلیکہ او ہنگام پیدائیش بسوخت دلے برے کرد ز نور و درو بیجائیش بسوخت جامع اسٹیب ز انظار عہد فردائیش بسوخت</p>	<p>نہ دم تنہا جمال آتش افزائش بسوخت گر می باز از حسن از سوختہ جانان بود شمع سرتابی نمود و خم شد پیش قدرت آتش رو سے تو افکنندہ بجایم خاکے گرم می آید ز سوز سیتہ اشک ز چشم من سوز ہجرت ہر کہ در بیت احزانش بسوخت دو شل ز من وعدہ فردا نمود آن شعلہ خو</p>
<p>فرد اگر سوخت عشق تو ہمین بود ش سزا لیک دور از بزم تو افسوس تنہائیش بسوخت</p>	

فخته تنها ز جمال تونه بر جان شدنی است
 گر ببا زار و در آئی صنما جلوه فرودش
 شور حسن تو گر اینست بنامی سحر نام
 چند ز نار بر بمن که ز زلفت شکند
 چند دیوانه بگیسوس تو گردن داسیر
 زین میستی چشمان تو آحر زوزی
 ابجد آموزی ما دید چو در مکتب عشق
 پاره های دل صد پاره بهم می سازم
 چشم خود بین و زبان خویش استاد مغرور

وانم از خود تو صدر خنده بایمان شدنی است
 چند بتخانه رصده ساله که ویران شدنی است
 چند ناقوس نوازی که سلمان شدنی است
 مومنی چند ازین دام برندان شدنی است
 صد هزاران گل مجموع پریشان شدنی است
 آفت از برهی کار برندان شدنی است
 گفت استاد که این صنایع دیوان شدنی است
 تا شنیدم که سگ کوی تو همان شدنی است
 از چنین زهد کجا دولت ایمان شدنی است

طغنه بر فرد من لے ناصح نادان چه زنی
 چاک از دست غمش چند گریبان شدنی است

بے سبب از بزم من آن تند خور بچید و رفت
 چون پس از عمری شبی آن غنچه لب لب مد بیزم
 من بامیدیکه شرح حال خود یک یک کنم
 من بسخن غم گریبان چاک ماندم چون سحر
 بر امید وصل او چون یار قیب آمیختم
 بر سر راهی دو چاراش گشته بودم ناگهان
 از خرام ناز با جمع رقیبان میگذاشت
 سر گذشت دو دآه و ما جرعه گریه ام
 ساها شد سر بدر گاه و یک هر صبح و شام

برقی آسایک بیک و امان خود بچید و رفت
 یک دهن پنچون گل نو صبحدم خندید و رفت
 او همه حال رقیبان سر بسپار شنید و رفت
 او چون صبح دلکش و امان خود بر چید و رفت
 بر سر کوی رقیب افتاده بار او دید و رفت
 در نقاب زلف رے خویش او شنید و رفت
 دید چون سویم ز راه خویش برگردید و رفت
 از زبان شیخ بزم خویش هم نشنید و رفت
 نام از در بان بصد بیگانهی پر سید و رفت

حال فرد از من چه میپرسی که از رخ دولت
 چون بزمست ره نشد او را ورت بوسید و رفت

دل به آن زلفت دلا و بیز تو بستن هوس است
 هیچ عهدی نه که بستی و در ستش سازی
 ساقیا جرعه که یک بار باید ز خودم

بر سر کوی تو یک چندتستن هوس است
 عهد خود نیز مرا با تو کستن هوس است
 که زهر بند بیک لطف تو رستن هوس است

<p>می کنم جمع ازان خاک سر کوی رقیب زهد و تقوی نبود مصلحت از بهر هم</p>	<p>که ز اغیار زره وصل تو بستن هموست تا ز در موسیم گل تو به شکستن هموست</p>
<p>بچه جان کو پر پر و از ندره دست درم تا به بند سرفرازگ تو بستن هموست</p>	
<p>دلبر کے دارم کہ در دل بجائے دوست زنگانی در لب جان بخش دوست در خروام نام از او خفته بسپا مروند از جان بلا گردان او آفت دین زلف کافر کیش او سرد و طوبی بنده فرمان او معیوسے کہ شد مشهور خست خلق تکمره تاج شهبان ملک عشق</p>	<p>جان من آنفتہ کو نیتدے دوست فتہ جان چشم فتہ ز نسلے دوست صد قیامت در قد بالاسے دوست دلربانی در رخ زیبایے دوست صد بلا در کس شہاسے دوست دلبری در قامت رعناے دوست کنت از لعل جان افزایے دوست وزہ گرد سے خاک پایے دوست</p>
<p>خرد وہ خردم میگیز از خونے عشق کاین بلا از دلر یا بهاسے دوست</p>	
<p>منظر چشم جامه دیگر است هر کس را هست سوداے لب گر چه وزم از سوزاے قد سبزه سرو بالا اندر جسم سالم بس جانم از وزج و جنت چه کار قیس را تعلیم دانش سود نیست</p>	<p>در دل و جانم جامے دیگر است در سرم فشکے محالے دیگر است هر زمان جان را و صیقلے دیگر است آن سہی قامت از ناسے دیگر است بہ و حشر از من سواے دیگر است لے اویب او خود بجائے دیگر است</p>
<p>خرد من در شکرستان سخن طوطی شیرین مقالے دیگر است</p>	
<p>در یاشده چشم زره لبوی تو گرفت جان مایه ز زنگی بلبیل تو سپرد اشفتگی چنین کہ دار و جسمم</p>	<p>من خاک شد و هوای کوی تو گرفت دل آئینه گشت و عکس روی تو گرفت این سلسله اجنون زموی تو گرفت</p>

<p>گذشت ز غوی خویش و غوی تو گرفت گذشت ز سر و دوپای دهبوی تو گرفت</p>	<p>دل را برم که نیست یک لحظه تو را قری که بیاد سر و دو گو میس کرد</p>
<p>دیوانه صفت که نشود تو میس کردید آرام بر زلفت مست کبوسه تو گرفت</p>	
<p>ولیکن ناز نیست آن چنان نیست نظیرش از زمین تا آسمان نیست اگر چه تره تبسم بر آستان نیست که باقی در تنم یک استخوان نیست بچندین آب و رنگ بوستان نیست که از سوزشش بلب آه و فغان نیست</p>	<p>نیک گویم کس چون او جوان نیست نذار و تاب مه این دلفسری کنده خاک همسمان طوف و راه گذارد غم جمل کرد از سنگ او نذار و گلشن رونق چو کویش دل پر روانه اشبح رخ او ست</p>
<p>فولعه</p>	
<p>شهادت سنگ آستان نیست</p>	<p>ز پامال رقیبانش ننگ دارد</p>
<p>بسوسه سر و گردن او کنگد می ز قلشش بهر تو هرگز زیان نیست</p>	
<p>خندید و بغرمود که آن دور زمان رفت شد راست همه آنچه که گاشه بر زبان رفت که یازر سد تیر که از دست کمان رفت در ابرز بخت سیم ماه همان رفت دیوانه چوبه سلسله بیرون ز مکان رفت از گرمی تابان تو هر سود و زیان رفت آخر تو دیدیم همان که تو گمان رفت</p>	<p>در کس چون از ان عهد قدیم بیان رفت جز وعده و صلش که راست نیاید نامد بمن حلقه بگو شخ ز وفا باز افکنده تقابله بگذشت از سر گویم ترسم ز دل رفته که بهنگامه خیزد در عشق تو سودم همه وصل است و زیان بهر از دل عشق این همه جور تویت بین بود</p>
<p>از فرد چه پرسی ز کجایی و کد امی تا بنده عشق تو چه نام و نشان رفت</p>	
<p>سر دایم الشع</p>	

غزل ۲

<p>دل گرفتند و صبح بهار شد باعث قبح بدست خوش آن نگار شد باعث فغان که گردش آن چشم یار شد باعث بیای رفتن آن کلمه زار شد باعث فغان و گریه بے اختیار شد باعث ترا حیا و مرا چشم زار شد باعث هزار بار دل بهیتر از شد باعث</p>	<p>مرا باده زد فح خمار شد باعث نگشت تو پیش من موسم بهار مرا چگویم آه چنان روزگار من برنگشت بولک سیر گلستان نبود در سر من بے اختیار طبع بدشت گر و بهار محال هست نگه از تو نظر آره ز من ادب بگویم تو ببارم نداد در خیال</p>
---	---

بباد رفتن این مشت خاک و هو تر
 سمنند از تو لای شمسوار شد باعث

<p>آواره گشته دل من ز وطن عبث دم میزنی چه کس گل ازان بوی تن عبث دارم خیال آن لب شکر شکن عبث در سر بولک لذت شیرین سخن عبث من دم زخم ازان گل پنجه دهن عبث گل راست لاف همسری آن بدن عبث این بار برگشت بس که گوین عبث دارم امید وصل ازان دل شکن عبث</p>	<p>داری بولک بمنزل آن ماه من عبث چون همت نسبت تو به آن پیرین عبث صد همچو من بجزرت لعاش چو مرده اند خورده ام تلخی دست نام او مرا نکشاد عقده ز لب او چو از کس بر فروش برگ گل چو گم خواب نایدش از کوه سخت تر دل بشیرین چو دیده بود آینه است کشته نشد از کس درست</p>
--	---

هر روز صد بیا که نولک تو می رسد
 داری بهی امید ز بهی سخن عبث

ردیف الجیم

غزل ۶

<p>از کف پای تو تنه از زمین را معراج جلوه طور دهد گر تو بر آئی به راق</p>	<p>کس ز پای تو نشد عرش برین را معراج ایکه درگاه تو جبریل امین را معراج</p>
--	---

بادشا هی بگدائی تو سلیمان میداد
لے گه ای بدرت سخت نشین رامعراج

روضه خلد برین فرد عزیت چه کند
لے سر کو تو بس فرد حزمین رامعراج

خود چه جا بود که شد هر تو آنجا معراج
ایکه وید از قدمت سبب افق معراج
شد بجزیل امین در شب اسرے معراج
شد ترا از همه جابر تر و بالا معراج

لے ز پا بس تو شد عرش برین رامعراج
خاک راهت سر من باد بفسر تم پانه
منصب غایتیه برداریت لے شاهسوار
بود معراج همرا تا بحکیم اسکان

جبهه سانی بدرت هست مکنایه دلش
فرد را بس بود این رتبه والا معراج

راست آید کار من یارب جهان زین چار کج
کج بسند افتاده ام خوش میکنم بسیار کج
خوش کنم شهر کیه وارد کو چه و بازار کج
بسکه کردم عشق زلفت می شود دهر کار کج
شاخ نازک می شود از بار گل ناچار کج
خود بخود می پیچم و گردیده ام بسیار کج
سرور اشاخ از صبا شد پیش قدمای کج
ساعتی از بهر ناصح هم کلمه بحد الر کج
چون به پیغم دست او در گردن ایمن کج
می روم ناچار با این عجز بجز دستار کج
نقطه کے گرد ویلے از گردش پر کار کج
می قد آخر زیا چون می شود دیوار کج

زلف کج ابرو کج و مژگان کج و دستار کج
ما چشم خوش بنود آن طره طار کج
ویده ام لے غمشین تا کوے زلف یار کج
کج همی آید ز دستم آنچه می بایست راست
قامتش از نارستان حم اگر شد باک نیت
زان شکنها یکه دارد طره اش محوم چنان
تا پایے او رسد بنگام گلگشت چمن
ترک من از کج کلاهیها گرفتنی دل ز من
میخورم چون دو د آه از یایے تا سرتیج و تاب
عصره بر من تنگ گشت از بجز دیهای فلک
کسکه به کم قدر جهان آسیب گردون میرسد
خونج طبعان رسد یا دوش تو سبج میرسد

مسطر بر روی سس شاید بشتم بود فرد
می نویسم سطر انشا با سس خود هر بار کج

زین پیشتر نبود بخوبان پیشین رواج
یارب همیشه یاد و بعدت همیشه رواج

لعل لب تو دادی انجبین رواج
جان منج بوسه تو بس رزان شمرده ام

<p>ہرگز مدہ بیدارہ کوتاہ بین رواج ز نمار در رقیب مدہ زین نکلین رواج دیدم بشتر عشق ہمہ بہترین رواج تو بہر نام خود بدہ لے لہر این رواج الا بعد تو کہ شد این بر زمین رواج از گیسوی تو بافتہ در اہل دین رواج</p>	<p>از گرد نعل پایے سمند تو سر مرہ نام تو نقش جز بہ نگین ولم سباو لے شہر بار من گزے سے ملک ل نایاب جنس ہست وفادر دیا حسن گاہے نزدیک ہیج کسے ماہ بر زمین دل بستگی نداشت بزنا رموسنے</p>
<p>داغ دگر ز بچہ دل سرور آمدہ کزد داغ بندگی است صنم بر چین رواج</p>	
<p>دارو اگر رواج بشہر شہا علاج خوبان گے کنند برے خدا علاج خیریت گر کنی ز لب جان فرہ علاج شاہان از کرم بمن بے نوا علاج</p>	<p>بہار خویش را کین لے پوفا علاج لطفے بحال حسنہ دلان گرنہ خویشت از جان بلب سیدہ طیبیان کشند نوش لبیت دو است و لے کے میسر</p>
<p>سرور مراد و اچہ دہ سود لے کج باشد ز ہمتے گیتی از دعا علاج</p>	
<p>این نشہ را بسائی و صہبا چہ احتیاج آزار عشق را بہ سیجا چہ احتیاج باراحت دلم بہ مدوا چہ احتیاج ز بخیر پایہ چون من شیدا چہ احتیاج ناز و ادایہ آن بہت رعنا چہ احتیاج حق گوے را نہفتن سر با چہ احتیاج مارا بہ نقش صورت لیلے چہ احتیاج</p>	<p>مست ترا بادۂ دینا چہ احتیاج خود عشق درو میدہد و خود دو اکند دردت چو آرزوست بدرمان چہ حاجتم یکسان بوو عشق تو بندور ہا یم عالم ہمہ چو برہن آن جمال دست منصور ما ز در نمی ترسد لے فقیہ چون عشق ما ز عاشق و معشوق در گذ</p>
<p>طرز قلند رانہ پسند و چو فرود ما چون صوفیان بخرقہ مارا چہ احتیاج</p>	
<p>ردیف الحاء ۳۳ عہل</p>	

دارد کنار من ز رخ او بهار صبح
 افکنده ز زلف چو اشب بکار صبح
 برهم شد از درازی زلف تو کار صبح
 افزوختی ز طلعت عارض عذار صبح
 چون شمع سوخت جان مرا انتظار صبح
 از بهر داغ کیست چنین بنیبه زار صبح
 افزو و طلعت رخ خوبت بهار صبح
 کے شام آمدی کہ کنم احتیبار صبح
 در دست بست کار شب و اختیار صبح

از هر روی یار نیم شرمسار صبح
 لے بر فروغ عارض حسنت مدار صبح
 لے از فروغ روے تو باشد بهار صبح
 افزوده ز کیسوے مشکین سواد شام
 صبرے بدل نماند و شب بهر بس دراز
 این چاک سینہ کہ و در پیش دل کہ بود
 بارے هر دشس چو سحر آمدی پیام
 بر وعده تو عمر بسر چون برو کسی
 برگشت روزگار چو برگشت چشم تو

روشن نشد یہ تیرہ دوان حال فرو من
 اگر گشت آسے شب از روزگار صبح

اشاره کرد بزیدم کہ نسبت راه قلاج
 کہ صبح روی تو ام بهتر از بهار صبح
 بدست پیر خرابات هست این بخت
 همیشه با دز لطفت ہیں صباح و روح
 هزار بار نوشتم با و بعد الحاح
 نہ شد چو مشعل را ہم منار و مصلح

ز پیر میگذرستم بکار خویش صلاح
 قسم بحق خداوند فائق الا صباح
 بفتح باب زنده سوال کردم گفت
 بیاید زلف درخت روز و شب بسارم
 سخن اندامه من تا جواب من چه رسد
 روم بداره سر بار و گردیب چسان

هنوز نشد و کلامت پیچکی نرسید
 بہ بند لب چو سخا ہی ز کس حک و اصلاح

کہ گرد در ہن می دستار ناصح
 پریشان گشتم از گفتار ناصح
 جوابے گویم از تکرار ناصح
 گشتم تا چنہ این آزار ناصح
 گذشتم از سرا نکار ناصح
 حذر از سایہ دیوار ناصح

رسد یارب بد آنجا کار ناصح
 بچران مطرب حدیثی از لب یار
 ز ساغر کے جسہ اگر دلبستم تا
 ز مسجد میروم در کوے ساتی
 گر یانم مبادا بار کیسرد
 بکوسے ناصحان ہرگز مرفود

ردیف الخاء

غزل ۲

کسی چون دل نگدازد از آن شوخ نگاهش آفت جان خود چنین است خدا نکندش ز جگر بگدازد ز شوخیها نمیدارد تیرگی بر تن زانو گانزارا م خود ساخت بنام امح نام کرد بسبیل	نگد شوخ و سخن شوخ و زبان شوخ بدل بردن اولی او چنان شوخ چه سازد کس چو باشد میمان شوخ ادب از عاشقان می جوید آن شوخ بت من هست از جمله بتان شوخ چو او کس نیست در سنین فلان شوخ
--	---

فدای شوخیش است فدای شتم
به بالینم چو بیابک آمد آن شوخ

مرا چو کرده ای یار هر جان گستاخ هزار بار ز ندبوسه با بر حسارت نگاه شوخی دولت شوخ و چشم تو هم شوخ ادب از عاشق شوریده دل اگر جوئی گر شکر تو چنان بر دهنم از دلهام چو قند چشم تو انگیخت بر دل عالم بمن ز آمدن نامح است بار گران	چو پاک گریزم تو بس بر دهان گستاخ چو زلف تو بنویسم در جهان گستاخ ندامم اینکه چرا گشته چنان گستاخ جفا کن که نباشد عاشقان گستاخ که میزند همه کس سر باستان گستاخ ندیده ایم که بیمار و ناتوان گستاخ بدلی چو سنگ بود شد چو میمان گستاخ
--	--

ایاز خود بشمار و بکم خاص نواز
که بر در تو رود و تو هر زمان گستاخ

ردیف الدال

غزل ۱۶۲

دل فریبان بتان تو بیروت نکنند اگر نوازند بسوزند چو شمع بر شمس	اور نمایند بناگاه که عادت نکنند در گدازند بجایش که صبر نکنند
--	---

<p>خون بریزند و نذارند لگام بگناه در پرستان منان رد سوک کعبه چو کنند پند بے سود بتقلید خود م ناصح داد حاجیان حرم کعبه کوک عشقت تو بتاراج و لم تا خستی بے ترک چرا</p>	<p>بشپیدان خود این طائفه حرمت نکنند غیر از خدمت میخانه عبادت نکنند جز به معشوق چو عشاق اطاعت نکنند جز طواف دروالات تو طاعت نکنند کشور خویش شهان گاه چو غارت کنند</p>
--	--

فرد قطع ره عشق از تو محال است و محال
رہبران تا بتوا مراد به ہمت نکنند

<p>از گشش عالمی تی خود و سرشار شد بانگہ مست او گشت چون گد دوچار مستی چشمش کنون گشت دو بالار محتسب شہ ما سر بہ حسہ نہاد حلقہ زلفش مگر دام بلاک دل است</p>	<p>صومعہ ز ابدان خانہ تھار شد حلقہ او رادش شیخ مجلس میخوار شد فتنہ خواہیدہ باز سرش و بیدار شد ساغ و مینا بکھن برسہ باز ار شد ہر کہ ز کوشش گذشت ہید و گرفتار شد</p>
--	--

بادہ کشیہار ساند تا بچین حد کہ دوش
فرد و مرار ہن می جبہ و دستار شد

<p>از مودیم کہ دل قابل یک کار نماند می نشستیم و کنون کرد و دستیم طوفان ما با فسانہ نخواستیم و ترا خواب گرفت خواستیم بر تو شو و حال شب من و تن ناوک غمہ او آمد و از دل بگذشت محتسب کنتہ از پیر معانم یاد است</p>	<p>تا ز من فتنہ ز خود رفتہ و ہیشیار نماند آہ یک گوشہ بکوش پس دیوار نماند انکہ باش کہ کم ماندہ و بسیار نماند تا بمن مدی بے ماہ شب تار نماند بار ہا آمدہ ہمانم و یک بار نماند ہر کہ می خورد و بر عقدہ دشوار نماند</p>
--	--

با سیحای من فرد صبا باز بو
طاقت صبر و گرد دل بسیار نماند

<p>ترا باہ دل در و مند من سوگند مخوذ زلفت تو این فتنہ با بیار من شدہ است بانگہ ناز تو بلاک و لم</p>	<p>بگو کہ غلغله در جان زار من کہ فگند کہ کشتہ است ز بلاست این بلاک بلند کہ ہوش و صبر و قرار مرا ز میخ بگند</p>
---	--

کمن ز عاشق مسکین حذر بگفتن راز
که عاشقان سخن یار را لگان ندینند

گفته بود متلے فرد عشق و این پیری
خراب کرد ترا صحبت جوئے چند

گر بدیشان ز تو حاجات روا خواهد بود با چنین حسن گرت خوئے وفا خواهد بود ترسم احوال من آنگاه بجا خواهد شد گر ز گویت گذر باد صبا خواهد شد هیچکس نیست که سر بر سر پاست نه بند با طبعیان جهان نیست مرائے نیاز سر مه چشم تو ان کرد ز خاک کوشش سز خاک اند بهمانے بامید قدمت می تناسیم ازین حسن که روز افزونست می تو انیم باکن منزل مقصود رسید جبهه سالی پدیده عیسے مریم تکینم	طاق ابرئیسے تو محراب دعا خواهد بود وا تم آخردر تو قبله ما خواهد بود فتنه زلف تو روزیکه بیبا خواهد بود از بر لے دل من عقده کشتا خواهد بود حلقه زلف تو گر دام بلا خواهد بود در دو تو بیرون خسته دو او خواهد بود گر بدیشان گذر باد صبا خواهد بود این نصیب که او این بخت را خواهد بود کوفی تو قبله ارباب وفا خواهد بود نظر لطف تو گر جانب ما خواهد بود خاک کا تاشانه تو صندل ما خواهد بود
---	---

فرد و زینکو نه اگر یار ترا خواهد بود
در گت سجده که شاه و گدا خواهد بود

هر که شربت وصل تو روا خواهد بود پای بیرون مننه از دانه لطف تویم جان من گرفتارے تو رود یا کم نیست فتنه و هر چه با خاک برابر سازد	حال او در غم جسم تو بجا خواهد بود ترک آن خوئے قدیمانه جفا خواهد بود گر بر لے تو چنین است بجا خواهد بود مشت خاکم بپس کوسه شما خواهد بود
--	---

از سر زلف اگر سایه فکن خواهی شد
بر سرش روگرد اطل بها خواهد بود

دل من سیل با یاسے ندارد ترسم سوولے بازاسے ندارد بیاد سخن سخنجان ز خویش رفتم	که جام تاب آزار می ندارد متاع من خریداری ندارد دلم با کس سرو کاسے ندارد
---	---

نور کلمه ای از تولاے تبار

بیم تا شهد خاموشی چشید است
 چه لافد با حرام ناز تو کس
 خوشا سلطان وقت آن مرد آزاد
 ز خون کشتگان تازه بهار است
 بسک رفت از برم دامن کشان دل
 چه نسبت با دو چشم جو یارم
 چه سودا معجزه ^{عین} است با او
 نگا بخشش پنجم کرد بهوش
 تو این خوسه جفا با من که داری
 ز بیم فتنه جا و دنگا بان
 چو صید لا غم بگذار صیاد

ز بانم ذوق گفت ای نندارد
 که پیشیت سرور قتل نندارد
 که بهر سایه دیوار سے نندارد
 بکوسے تو کہ گل سے نندارد
 گلستانم مگر حنا سے نندارد
 کہ ابر این چشم خون سے نندارد
 لبش پر و لے بیایے نندارد
 سرم پر و لے دستار سے نندارد
 بعالم هیچ ولد از سے نندارد
 نگا حکم شوق ویدار سے نندارد
 کسے چون من گرفت سے نندارد

مسماش نگویم تا خودی هست
 چه شد گرفتار و زنا سے نندارد

یار الفت بریدہ می آید
 سحر آیا چه دیدہ می آید
 مدوی لے صبا کہ آن طنائز
 ما عبا سے ز ترم نرسد
 در عدم ہم ز لعل او شور است
 می توان حبت راز او از اشک
 پیش برے آن سر اپاناز
 نفس صبح حالے دارد
 دل سنگین او گر شد نرم
 شکار است با صبح مگر
 منز نیست تا به چشم از دل
 طاسلین دہریت جاسے قرار

چین بایر و کشیدہ می آید
 کہ گریبان دریدہ می آید
 زلف پر و کشیدہ می آید
 دامن آن شیخ چسیدہ می آید
 چشم در خون طسیدہ می آید
 بر سر ول رسیدہ می آید
 ماہ نو بس خمیدہ می آید
 بوسے زلفش شمیدہ می آید
 ناله من شنیدہ سے آید
 تا بویش رسیدہ می آید
 اشک نا آرمیدہ می آید
 در غلطان دویدہ می آید

است و نام با اسرار انشا بید

ن - لے تو انائی وہ ہر ناتوان ہو اور این ناتوانی بیگشت

فرد شاید پیام خوشن دارد

قاصد من دویدہ سے آید

جان من این سخت جانی می کشد
آرزو سے سر بانی می کشد
بار ذوق جانفشانی می کشد
زود آکین شاد بانی می کشد
عشق ہنس گام جانی می کشد
این بلا سے ناگہانی می کشد
ذوق عسر جاودانی می کشد

بی تو ام این زندگانی میکشد
لعل تو جان بخش عینار و مرا
مردم و از یاد آن تیسر گاہ
جان نمی گنجد بتن از نام وصل
دست بردارے مسیح از من کنون
یے سبب رنجیدن از ناز و ادا
لے بہت سر چشمہ حیوان ہرا

رفتی و چون شمس پانندم بجا

فرد مارانا تو اتی می کشد

جلوہ حسن تو پائیدہ بعالم باشد
طلعت رے تو تابندہ بعالم باشد
بہر و شش نور فرزندہ بعالم باشد
و تمننت در عزم و شتر مندہ بعالم باشد

مردمہ تا ہمہ گردندہ بعالم باشد
ہمہ آفاق ہر ازیں تو حسنت با دا
گو کہ من خاک شوم یک تو باشی و رخت
دلبر حلقہ بگو نشان تو فرخندہ مدام

سایہ گیسوے مشکین کو اش بر سر باد

فرد مسکین تو تازندہ بعالم باشد

فصل گل آخر شد و یک لحظہ آزادم نکرد
در نفس جان داوم و گوشتے بفریادم نکرد
این قدرے سنگدل کس خاک بر بادم نکرد
پیشہ از حال من گاہ آن پر بیزادم نکرد
چشم سوے من نکرد و هیچ ارشادم نکرد

ناہا میگردم و سوئے بصیر آدم نکرد
آہ ازین بیری صیاد و تاثر فغان
گاہ بر روش صبا و گاہ در و امان سیل
گشام دیوانہ و شش صحرانورد و کوچم کرد
بر رخ صیاد امیدیدیم و میدادم جان

و در نزد آشنایان من بیگانم

ہر گرا از یاد فرستم او دیگر یادم نکرد

دل عالم بیک ادا گیرد

بجو فاعے من اروف اکیسرد

خون شد آخر جگر ز خنک دم
دعوی عشق هوشه نکنم
لے گل تازه تا چمن خرام
هر که بنیدم ابگشتن و هم
نشوم چون رقیب منکر عشق

هر که خواهد دلی ز ما گیسرد
که بجز م کس مرا گیسرد
بوسه زلف تو تا صبا گیسرد
بچو غنچه دلش ز ما گیسرد
سنگ دل گوره جفا گیسرد

فسر و آختر منزه برسد
هر کس کوره رضا گیسرد

امید بود که آرام جان توانی بود
با این گمان دل عمدیره با تو بسیرم
اگر گوش تو از من رسد شیب لبت
بحال زار بخاکم فدا ده چون مینی
اگر به بستر غم بنیم شیب تنها
جفا نمودی و پر و لے من نبود ترا
سرو فای تو ام زنده در جهان میدتا

توان جان من تا توان توانی بود
که غم و لے من خسته جان تو انی بود
بجال خسته من مهربان توانی بود
تو سایه افکن در فوج روان توانی بود
انین غمخور ما بیکسان توانی بود
گمان نبود که آخر چنان توانی بود
که اخیال چنین سرگران توانی بود

چه شد ز فسر و که در غم گذاشتی اورا
گمان نبود ز پیش بنان توانی بود

اه من گاه چو از دل بزبان می آید
از عنت آنچه مرا بر دل و جان می آید
بجز عشقش نبود هیچ سرو کار هیچ
بس بسکسارم و او گاه نیر زو یا گاه
سینه چاک سخن سر مرهم کافور زنت
چکنم که نرم بر سر برامش از خویش
گر بخت مانی ز پیر بخت گشت
باز لے پیرمغان پند بئینا بگذار
دارد انگشت بدندان از تصویر بیزاد

سخن را سعله زول تا سر جان می آید
بگام که دم نریح مسلمان می آید
هر که فایز چو من از سو و زبان می آید
سخن نرم منشن سخننا گران می آید
که زد و ددل خود مشک نشان می آید
که به آزدون من باد گران می آید
از میان تو چو حرفه بیان می آید
که شجوی دگر آن تازه جوان می آید
از دهاست سخن گریزبان می آید

طوق گردن کنن از بازوی خود لے قری کہ بستیر حمن آن سرو چمان می آید از روان

آپنخسر در صنیط بیانست نباشد حالش طاقت و فوز کس کے پر بیان می آید

تا تو آید دل ز حرص و هوا پاک کیند جلوه گر یار بہ ذرہ و ماحج تلاش ترسم از رگہذریار پریشان گردد دائم از لعل لبش ربط نہانی وارد احگر ہست نہان در تہ خاکستر دل لے حرفیان دو سر جامے و گرش باز دید تاز صیدش بشمار زند پس ز مرگ مرا در لحد باز ہنوز است مرا چشم امید

خویش را مردہ شمارید و تہ خاک کیند خاک بر فرق شناسائی و ادراک کیند خوبتر خاک من سوخته تناک کیند رشتہ اسبجہ زاہد ز برگ تاک کیند قدرے پیشس گریبان کفن چاک کیند چند محبوب ز من باشد و میان کیند سر مایز بیک گویشم قراک کیند از مزہ تربت من پاک ز خاشاک کیند

اعتبارے بز قلب نباشد لے فرد جان شمار قدم آن نبت چالاک کیند

دیدش روز کیہ در رم راہ صحرا پیش بود بعد عمرے یک دہن خندیدہ بر ترحم و لم شربت قذیب شیرین و نوشن ترقیب از رہمن کار خضر آید چہ بہت کامل است فرشتے خوش یافتہ بہر تاشائش لعلت تا بہ بزم اور سیدم بعد چندین فکر با بر جراحنہاے من سوئے چہ بخشد مرہے

صد بیابان وحشت و از غولان پیش بود گوینا ذوق نمکدان ز بخین بر ریش بود مستم از تلخے دشنامہایش پیش بود رہرم گناکعبہ رویش زلف کافر کیش بود من بکار خویش بودم اول کار خویش بود دور ششم چون قریش عشر بدانیش بود خندہ او بار قیامت نمک بر ریش بود

فرد کو پیشے بیوسے عشوہ دنیا کرد ہمت مردانہ صاحب دلے درویش بود

از برم رفتہ و در زلف و لا رام افتاد عشق را طشت ز فریاد دل از بام افتاد شد عجب کیفیتے نشد و بالا گردید

کار من آہ بدست دل خود کام افتاد کار من آہ بدست دل نا کام افتاد عکس لعل لبان شوخ چو در جام افتاد

لکھنؤ میں لکھی گئی ہے۔ شاعر نے اپنے خیال سے لکھی ہے۔

نیخود از خانه چو برخاستم آزرده ز دل
 هر که ز دل بهوس سبب ز سخندانست بخت
 فرصت وصل چه ماند آه که بجز آن آمد
 چرخ را گوهر طلسم من سرگشته مگر
 جرعه از لب میگون تو ام نوشش میباد
 عمر در چشم زون رفت و بین حیرت ماند
 این ز خود می برد و آن بخودش می آرد
 سحر چشمت مگر آورد و دم را در زلف
 خضر ره کو که به بندد کمر همت من
 بر جبین نام تو تا کنده ام لے سنگین دل
 بادل غنچه نکر و انچه نسیم سحر می

سایه بر پای من رفته بهر گام افتاد
 نار سیده چون اندر طمع خام افتاد
 صبح کے زفت که این غلغلہ شام افتاد
 عقده در کار من از گردش ایام افتاد
 از خطایم نظم مگر بلب جام افتاد
 صبح کے آمد و کے غلغلہ شام افتاد
 مست را عکس ز چشم تو که در جام افتاد
 مرغ زیر کشتیدیم که در دام افتاد
 راه کم آدم و غلغلہ شام افتاد
 بر سرم آنچه فتاده است ازین نام افتاد
 دوش در جان من از لذت پیغام افتاد

فکر امر و از بناستد بسرم فروز عشق
 که ز آغاز بداندیشہ انجام افتاد

شب و دم را کار با سنگین در افتاده بود
 کاش دست انداز در کارم نمی گشتی حیا
 خاک میرفتی بچشم لے قیس و بانا قهر چه کار
 چون کتم فکر بلند بام او کر ضعف دوش
 گاه حرفے ہم بخواند و نا مهار اچاک کرد
 از تغافلهاے او افتاده و دوشکل مرا
 آه ازین حسرت که از سیل سرتک خود مرا
 من کجوش غرق اشک و دل بیام اوخیزه
 میزنی لے آه و در کشت و دم آتش چرا
 ما و سرگردانی کوے گریبانست و دل
 اختیار شیوه دیوانگی سودم نکر و
 این قدر دایم ز حالش یکدیگری ز خود

کشتن من سهل بود و مشک افتاده بود
 از قضا دستم بدست قاتل افتاده بود
 از لیب کان نقش پایے محل افتاده بود
 از روش تا خانه رفتن منزله افتاده بود
 سر نوشتم آه خط باطل افتاده بود
 او بنیاز و سر به تیغش مانگ افتاده بود
 از تماشای تو دریا حال افتاده بود
 من بآب و رخت من بر ساحل افتاده بود
 صبر مار ابرق خود در حال افتاده بود
 بر سر با مشن ز حال غاسق افتاده بود
 کز فریبم آن پر پرو غاسق افتاده بود
 بر سر کوے فلا ستمی افتاده بود

این شعر در کتاب "دولان و" در صفحه ۹۱ درج شده است.

<p>ہمراہ اشکم برون لخت دے افتادہ بود من بہ بستر ماندم و دل در خیالش شد بخواب شب کہ سر گرم گرم آمد بیالینم ضعیف ایتقدیر کوتاہی کے دست قضا در کار من از پس عمر در از این دست کوتاہ مرا مختب کہ آبروی من چومی در خلق رخت از خط سر نامہ گرد یافت خط را قاصدا سر کبف رفتم و او تیغ آزما یہاں نکرد تا بسر غرق باشک و گریہ دارم یہ بخت میدہ از رنگ پان بر سر خنی دامن چہا</p>	<p>خلق میداند کہ خستم در کجا افتادہ بود شب میان ما و دل بس منز لے افتادہ بود سر بیایے اور ساندن مشکے افتادہ بود بسکہ با تیغش دل من مانے افتادہ بود شانہ آن زلف مشکین حاصل افتادہ بود سر بیایے خسم چو من لایعقل افتادہ بود عذرمی کردی کہ خطے باطلے افتادہ بود کار با بیرحم و ظالم تاملے افتادہ بود ہر کردیدم کہ او بر ساسا حلے افتادہ بود خلق میداند کہ بویت بسے افتادہ بود</p>
---	---

دل نگہ میداشتی لے کاشکے فرد از بتان
دیشش رونے نگاہ کاٹے افتادہ بود

<p>صبا و زید و طربا بجان زار آمد صبا یہ تنیت بزم می گسار آمد ہوا سچ نفس گشت و صد چمن در باغ نسیم رنگ طرب رخت بر رخ گلزار نہا نما از شاوہ کلاہ پوش مشند رسید مژدہ می میکشان مبارک باد کیشدہ جامہ رگین چار عنوان در نہادہ گل بکفت از مژدہ قروم بہار حدیث عشق بخوان مطربا کہ صبح بہار بیار بادہ کہ باو بہار بازور دیدہ بیاد تہم شکرانہ مطربا بردار</p>	<p>برے بادہ کشان مژدہ بہار آمد کہ گل بخندہ شد و موسم بہار آمد دمید سبزہ و عشرت بر و کار آمد کہ دور بادہ گلگون بلالہ زار آمد عروس عتقہ بہر شاخ در کنار آمد کہ باز ز کسں بیار و رخسار آمد و گر بسیر چمن سر و گلزار آمد کشلوہ از طربا غوش شاخسار آمد و گر بہ لبیل شوریدہ سازگار آمد و گر ز طرف چمن قفس ہزار آمد کہ خود بسرم حریفان بادہ یار آمد</p>
---	--

چو گشت فرد شاخان پوتان مجیب
چو عندلیب نوا سنج تاجدار آمد

<p>و لم تاب شکیبائی ندارد چگونه از سر جان بی تو خیزم سرم من جز بدرگاه تو هرگز نتابد عشق بار خود پرستی</p>	<p>توان بار تنهایی ندارد که جان من توانائی ندارد تناسی جبین سانی ندارد سرم سودای خود را می ندارد</p>
<p>چه پندش میدهی از تنگ ناصح که گفتم باک رسوائی ندارد</p>	
<p>بدل خواهم که سود از سرش خیزد نمی خیزد غبار کلفت معشوق را عاشق چه بر وارد چه آتش بود پنهان در دل فسوده عاشق هم آغوشی است یا جلوه فروشی این گاهم باین رسم وفاداری که هر جا خواست شستم دلم کو سوختی از جگر کویت پاک کس کرد</p>	<p>غبار از خاطر عم پرورش خیزد نمی خیزد توسیدانی که از پیشم ترش خیزد نمی خیزد که خواهی شعله از بسترش خیزد نمی خیزد که من جان میدهم تا از برش خیزد نمی خیزد تنها که دم از دل کرد درش خیزد نمی خیزد که دانی از صبا تا کس ترش خیزد نمی خیزد</p>
<p>بندام سپی را چه شد از حال فرو من که من صد بار گفتم که سرش خیزد نمی خیزد</p>	
<p>شمتاد قاتمان چه قیامت نموده اند نوابه کان گلشن حسن اندرین ماغ سرتی غنچه رفته بچیب تیر است زخی که غنچه داشت بصدت نهان بدل دادم ز دست جو تو صیاد سنگدل شتمای عمر زنده کسانیکه داشتند این غنچه ها که کب ز شکر خنده لبه اند</p>	<p>بر سر و باغ صد در رفت کسوده اند خزند صد حمین گل و عارت نموده اند در هر چینی که فعل لبست را ستوده اند کردند دست برود لغارت را بوده اند زین پیش بلبلان بگلستان نموده اند امروز زیر خاک راحت غنچه اند ایا مال خنده ز گلهاست نموده اند</p>
<p>کس فرود بردش چو دس سر نهی مناز جز استخوان نماند بسر پا که سوده اند</p>	
<p>دوش از دولت جاوید نشام داوند پوس ویدن روسی تو بجانم داوند</p>	<p>جای بر خاک در سپر مقام داوند فرستی داشته ام فکر جبانم داوند</p>

سالمه آنچه من از کعبه تنه کردم
گو شتم از حلقه او گاه مبادا فارغ
شمع سان سر زد اگر شعله ز آهم عجب
از در دیر سوکے صومعه نتوان آمد
جمع کردند خود اسباب پریشانی من
شب بگرد دل خود مار سیاه دیدم
بود اعجاز لب او که ز ذکر و صفحش

خدمت میسکده کردیم و بهر آنم دادند
خواستم از در او هر چه همامم دادند
موسیدم شده و عشق جوانم دادند
که بدل از ازل این مهر بتانم دادند
که بدست سر زلفت تو عنانم دادند
روز تقیر ز زلفت تو نشانم دادند
تنگ شیره سنی و سحرے بر بیانم دادند

رو در بزم تو خاموش چو پروانه لبخوت
تا به محفل خیر از راز نهانم دادند

چه باشد از لب تو شست دو آکن باشد
اگر بکلبه احزان من شبے گذری
اگر خیال عبادت ترا بدل گذرد
اگر ز لطف نمی دست مرحمت بسرا
رو انداز که ز بخور و از درت مجور
بود ز رشک برهنوان بهشت زندانی
جفا است اینکه کنی وعدا بغیر وفا
حکایت دگر آن گویم و منی مستنوی
بجان طور فتد آتشی دگر از رشک
لب تو شربت اعجاز و کام من بلخ است
ازین نیاز خود و ناز تو تقییدم بود
تو تو گل و منت عند لب می زبید
به بستر عنایت افتاده ایم و جز ناله
بطلاق ابرمے تو سر نهاده ام صنما

بشرتے که تو داری شفاے من باشد
سزد که کعبه بطوف سر لے من باشد
شفاے هر مرض لادولے من باشد
ز فخر عرش برین زیر پایے من باشد
ایسر درد دل مبتلاے من باشد
اگر بگوشه کوی تو جایے من باشد
بلاے سهو و تغافل بر آ من باشد
باین گمان که مگر مدعاے من باشد
اگر ز خاک درت تو تیاے من باشد
چه باشد از لب تو جان فزایے من باشد
سوا و زلف تو روزی بلاے من باشد
ترا چه گوش دے بر نوک من باشد
بنوده است کسے کاشناے من باشد
باین امید که حاجت رولے من باشد

تا که مکن ای خواجه در خریدن
که یک نگاه عنایت بهایے من باشد

<p>پیک مرا نامه رسائی نماید چشم مرا اشک نشانی نماید زور بر وبال فتائی نماید یار مرا غنچه دها فی نماید طاقت گفتار شبانی نماید در لب من سحر بیانی نماید در دل من راز بهیگی نماید شمع مرا شعله زبانی نماید</p>	<p>اشک مرا تاب روانی نماید آنقدر از سوزشش دل سوختم چون کنم از بقیعش آسشیان خنده و دشنام لبش خو گرفت دست در آغوشش تنازدم چون کنمش نرم دل از آه خود ازستم گریه غم از من کردمی خاموشش حیرت ز قیب</p>
<p>فرد ندارد کوشش من اثر عشق مرا ز در جوانی نماید</p>	
<p>که من بوسه می آید بوسه من باشد که من بجای می آید بجای من باشد که من بهای می آید بهای من باشد</p>	<p>مبا و غیر از من مدعا می باشد خوشا که جلوه آید کینا نیم ز خویش برد هم چو جلوه فرود شد حسن و عشق خوش آن</p>
<p>اگر ناز و نیاز من دل است لے فرود که من قدر لے دل و دل قدر لے من باشد</p>	
<p>مده ز خست که این کافر به بیت الحرم گیرد بغیرت می برد تا انتهایش شام غم گیرد بهمی میرم که یکدم او بکفت تیغ دودم گیرد بیک جذب محبت پیر کنعان بیدرم گیرد بفرما ترک خیمت را بیک عشوه بچم گیرد بمید آنم چه خیزد نغمه چون از خط چشمم گیرد بجیب نبود کز بن حسرت خضر راه عدمم گیرد اگر چینم گل خار گلستان و افسوسم گیرد مبا و از بے نیازی برگ گل ز پیر قدمم گیرد و عای از گد اگر باد شاه محتشمم گیرد</p>	<p>مبا و اهند وی زلفت دل زاهد بچم گیرد فلک را دل گر از خوریند خندان بچم گیرد تغافلها می او تیز است در کشتن ز تیغ او شاعری را که باشد شاه می مصرش بر بیانه عرب گر زیر بار منت تیغ دوا برود شد بفارت برون دل عارضت خود عالمی داد سرخ لعل جان بخش تو دار و زنده اش در ز بلبس میتوان پوشیده گل چیدن دلی ترسم بگلشن چون رود شوخی دل بلبس بدو آید بعرض من بنه گوشی که باشد وصف شاهانرا</p>

قلم گشتگی میدارد و مایسم و طوبیاری
 سر خود گیرای ناصح کزین راهیکه میگیری
 گمان نیست از چشمت که ریزد آفتاب بر عالم
 گیر ای بر من مارا بجزم عشق خام ما
 سوید ای دل من شد چراغ خلوت جانان

گر ز نیر حرم از ادب پای قلم گیرد
 دل بشوریده عاشق ازین ره پند گیرد
 که این وحشی چون بند عکس خود در آب ام گیرد
 که خواه آن محبت گیر در مایا خود صنم گیرد
 عجب بنود که مهر چرخ آستش از دم گیرد

گرت عار است از من کز ثبات من بیندانی
 بفر ما مصحف دور از من و تو قسم گیرد

او که از زلف و و تا باز کرد
 آفت ننگ من رسوا شده است
 هوش من از نازش پی ر بود
 دامن حسنت ز گلکه پاک باد
 شکر کشت منده ناصح
 دل ز تو چون باز ستاند کسی
 جان سلامت نتوانم بود
 اینقدر آشفته بنوم سگی
 چون نشود خانه بصیرم خسته لب
 معجزه عینک لبش زنده شد
 کوبن ویتس ندید ز گاه
 کشته چشمت شد خم آرزوست
 خنده گل فاشش ببلبل نمود

عقل فرومایه جنون ساز کرد
 جلوه ستان که از ناز کرد
 خنده لب یار چو مساز کرد
 عشق در فتنه بمن باز کرد
 رفته تو دیده بمن اعجاز کرد
 ناز ترا چشم تو این ساز کرد
 چشم تو گر عشوه چنین باز کرد
 فتنه بر چشم منون ساز کرد
 عشق جفا پیش ز انداز کرد
 لعل لب یار چه اعجاز کرد
 اچس بر من گریه غماز کرد
 تالبت آوازه اعجاز کرد
 با و صبا گو سخن راز کرد

رخت جهان می برد امروز سیل
 گریه مگر شد و من آغاز کرد

آفت جان عمره غوز بر شد
 خشر با گشت ز آشوب حنلق
 رنگ ثبات از رخ عیدم پرید

فتنه دل زلف دلاویز شد
 قامت آن شوخ بلا خیز شد
 لغزش بلبل طرب بگینز شد

<p>سخت تو از جوهر خط تیز شد شهره فریاد ز پرویز شد</p>	<p>حسن تو خود بود بلا جهان سختی کاست بر شیرین دهن</p>
<p>جمله عشقش بدل جیسه بود شیر و عتاب کرم آینه شد</p>	
<p>فارغ عم با هیچکس پروا نماند عشق آمد بر سرم عوفا نماند سوختی و محنت شبها نماند</p>	<p>دل نکست و آرزو را جانانانند سرگران میداشتم ز اندیشهها پیشم لے پروانه لاف عشق حسیت</p>
<p>باز بچ سنگ لے طفلان چسرا شیر و اسر مایه سودا نماند</p>	
<p>سود لے وصال او او آواره چنیم کرد عشق تو به هم بزمان ناکاره چنیم کرد دست ستم شانه دل پاره چنیم کرد از ناز عتاب تو بیچاره چنیم کرد خون جوش ز حسرت ز آواره چنیم کرد عشق تو اسیر عم کیباره چنیم کرد</p>	<p>یاد لب میگویش می خواهم چنیم کرد نه در هوس و نیم نه با سر دنیا کم رسول جهانم کرد زلفت بدل آویزی بالطف تو ام نبود پرو لے قیاب هیچ از بهر تماشا لے رفتی بلب جونی نه شناخته کوسه تو زین راه گذر کردم</p>
<p>عشقش نه که امر و نه دارد سر خواری لے فرد تو میدانی همواره چنیم کرد</p>	
<p>شولے ز لب لعاش صد خسته بدیم کرد بر بود حسرت و از من دیوانه کراییم کرد از جلوله بود قلمون تجانه چنیم کرد از عشوه چمانفته بر جیان جزیم کرد شاهانه اولے او بس خاک نشینم کرد از خاک وریا کسش تخمیر جبینم کرد بر داشته دل زانم بر خاسته ز نیم کرد بر باوی نام من لے شیر و اسیرم کرد</p>	<p>سود لے سر زلفش کشته چنیم کرد از زلف دو تا بکشا د از ناز گره اشب نیرنگی عشق او نگذاشت بیک عالم چشم تو بخو زیزی بکشا و چومر کا زرا کج کرده کلر روزی بنیست سر لے نقاش ازل نقشم چون بست ز آب گل عشق تو را میم کرد از دین و ز دنیا هم چون نقش کفت پانے در کوسه تو اقدام</p>

از این

ساقی قدمی که دل رباید
 از ذکر لب شکر فروزشش
 یک جرعه عسل بکام او دزد
 آورد و پیام وصل قاصد
 مارا تو بسے بغم کشیدن
 چون سگ بدرت فدا ده امن
 بکشای و بان شیشه می
 غسل لب خود بچند ده و کن

جامی که بمن جهان نماید
 مطرب عزای که جان فزاید
 فردا شب حامله چه زاید
 ای دل قدری شکیب باید
 ای دل بغمش ترا چه باید
 مگذر تو از آنچه از تو شاید
 تا از دل من گره کشاید
 با شر که غم از دم زواید

شانه عجبی بجیب مار است
 ای شر و مراد تو بر آید

چنین را پیش زلف خوشش گشته خواهد کرد
 من و اندیشه بر تو به که اینجا شمشیر نمی نیم
 سرش گروم که با من آنچه کرده از دل یا بنیها
 بجز چشم من مباد اجملوه گاه او که می ترسم
 نه در رخ دل و آن سوز سینه می بر من می
 به گزم دست بر دادم از آن راز که گفتندش
 میاید ز این سینه زان در بر می که من هستم

مراسم و لای زلف او دیگر دیوانه خواهد کرد
 زخم پیر مغان گر باد و در سپهرمانه خواهد کرد
 نه گل با بلبیل و نه شمع با پیر و این خواهد کرد
 بی یک جلوه هزاران خان بان را زان خواهد کرد
 طواف ترجمان بلبیل و پروانه خواهد کرد
 مژگان بچشمین پیرا همین یک دانه خواهد کرد
 چون من بخود ترا آن ز کس مستانه خواهد کرد

سر با این شمشیر من چه می آری بچار
 علاج و درو ای که او طلب جانانه خواهد کرد

گفتش در کس که تو شب بود و خوابت بلند
 گفتش دیوانه شایسته شمع را اینجا گرفت
 گفتش از چشمم بد جانم لب دار و ترا
 گفتش آیا بحال خسته ز من می بینی
 گفتش افسانه از حال خود گویم بسته
 گفتش گاهی بر لبی عاشقانه کار کنی

گفت بهر شب با این چنین خود است در گویم خند
 گفت صد دیوانه اینجا هست از زلفم بر بند
 گفت خوبان را اینجا از آن شخص غیرت با بند
 گفت از عشق تو ایامی بر کس را گزند
 گفت که می آیم از افسانه و افسون به بند
 گفت نشیند ای که می باشد خوبان خود پسند

گفتش چون بردی عشاق دستت میرسد گفتش دل بردی و بیکار پس کردی مرا گفتش بن عشوه و نازت کشید آخر مرا	گفتی می اندازم از کیسویک خود ز دل کنده گفت خوبان سخنین با عاشقان خود کنند گفت تو عاشق در لایه با خبر مشوق و نیند
---	--

گفتش این گفتگو با کسیت میدانی منم گفت با و دیوانه زود داده تو دستمند	
---	--

مے عشق تو در خمها ننگیند بخلی گاه تو نبود بجز دل نه بردی هست شایان محبت بناشد اتک در چشم جابجی گوار تو به بارند حشر ابات بناشد در خور و س تو خورشید عنت با هر تنک طری نسا زد	بجام نشسته شیشه این صهبان ننگیند که این دل جلوه بهر عسرا ننگیند که این کعبه خیمه در دما هر جا ننگیند که این گر بهر بس دریا ننگیند به برم سے کشان قنوس ننگیند بهر این دل و لاله با ننگیند که این با و بهر مینا ننگیند
--	--

تومی برسی و حیدر اتم چه گویم که بیال و در و انشا ننگیند	
--	--

بخوبی چون تو در عالم بنامش ندیدم هوسنی ابر و هوسنی زدستت جام می دارم نماند صبا زلف نگار ما مجنسان مرا سودی نه بخشد یک دو اگر نوشتن میتوان صد نامه سوش بگوش او صبا حال دلم گو تو گاه از من نمی برسی و جز تو	چو پانند از بنی آدم نباشد که ابر ویشش بسوی چشم نباشد که این دولت بجام جم نباشد که تا کار جهان بر هم نباشد بیا لاین آن مسیحا دم نباشد گرا و آگاه از عالم نباشد که جز تو دیگر محرم نباشد کسی تا من بر و نازم نباشد
---	---

اگر تو دستگیر و باشی ز احساقی تو چیرے کم نباشد	
---	--

قالب آدم زگی پروا خندند	سجد سے بہر ملائک ساختند
-------------------------	-------------------------

عشق را دیوانه خود ساختند این تھی قالب چو نے ہوا خفتند قلقلہ بر آسمان انداختند در رو آدم ملک سراختند بہر جلوہ خاک را بنواختند قرعہ بر نام خاک انداختند راتی از حسن خود افروختند بے مہا با بہر غارت تاختند بیخ ابرو پرود عالم آختند	رایت خوبی چو بر افروختند از زلفت فیہ من روئے دے زین مے و میخانہ از صد سال پیش تا صلا از جلوہ خود بر زوند مخس چون از بہر خود آئینہ خواست بر کہ تا بد آفتاب آن جمال تا کہ شوریہ پیداشود بر کجا در دل نہان بود است عشق تا ز زلفش سر کہے نتوان کشید
---	---

روز افزون باد این گنہ گرو
فرد و مارا بندہ خود ساختند

ہفتے بر من ز سودا کردہ اند عقل را حیران و شیدا کردہ اند عشق را بد نام و رسوا کردہ اند قید با دیوانگنا ترا کردہ اند	لغنتہ از زلف بر پا کردہ اند پرودہ بر روئے حسن آنگندہ اند آفت دل روئے رشک باہ شد سلسلہ جینان سود از زلف بود
---	---

فرد از کس منت در مان گیر
دل برکے درد پیدا کردہ اند

پرودش زین بہانہ باید بود خاک آن آستانہ باید بود تیر اورا اٹشانہ باید بود ست جام شہانہ باید بود گر ترا جادو انہ باید بود موج چنگ و چغانہ باید بود چاک دل بہ موج شانہ باید بود بر طبق میسانہ باید بود	باسگانش یگانہ باید بود تا پہ چشم جان عنبر ز تویی تا بفرہ اک اور سی روزے با دل فارغ از شمار سحر ہستی خویش از میان برد بند ناصح بگویش تا نرسد تا بدست آیدت سر زلفش گر رہ مستقیم خواہی فرد
--	--

بچشم جلوہ فرمائی نغمہ بود
نگاہش گشت بار پیش چشمش
بتشریف قدم سے از عبادت
نکر و از مر جہا سے سیر فرام
بزاہ انتظارش خاک کشم
نشد آباد حلو و تخانہ اول
نشد روشن گر حال دل من
بشش سے ریخت در کام رقیان
جہا نے نشان گشت و نشانے
بدل صد پند ہا دادم سے گوش
مرا گریے خرد و نیر و نوا صبح

کہم آن نور بیستانی نغمہ بود
لب لبکش مسیحائی نغمہ بود
علاج درد تہستانی نغمہ بود
مردم جو حسین سانی نغمہ بود
مگر بسلولہ بر عنائی نغمہ بود
بیت من بزم آرائی نغمہ بود
کہ آن سے رونق افزائی نغمہ بود
پہ بزم باوہ پیمائی نغمہ بود
خو و آن یار ہر جائی نغمہ بود
یکے از حسد ز خودرائی نغمہ بود
سخن از راہ و انائی نغمہ بود

کے ہنگام رحمت حسب عادت
کہ از نئے آئی نغمہ بود

برہم قسم سہ چیز و پیش تبا شد
درین ملت کہ باشد عشق منعتی
عبادت گاہ با جلوہ پرستان
مئی ارزد درین بازار بانا کہ
بوہ کم قدر ہم از لعبت گل
نشاید بندگی را آن سے کہ
درین کشش نئی گیرند با خار
بجنگ زاہد و نواح چسبہ آید

حرمیم کعبہ جز کویش بنا شد
جو از سجده جرموش بنا شد
بجز محراب ابرویش بنا شد
بمیرے کاندرو بپوشش بنا شد
پر بزاویکہ ہم خویش بنا شد
کز قمار سردموشش بنا شد
گلے را کاندرو بپوشش بنا شد
دل و جان را جو نیر و پوشش بنا شد

کجا این بار عشق کے شہ و خیزد
مرا گرزور باز و پوشش بنا شد

پندام سیجا بر سرم یا یار می آید
نودیم میدہد اشب پدیدنہای نبض من

کہ جان تازہ اشب در تن بیماری آید
کہ آن عیسے ببالین من بیماری آید

چو ماندی عمر با جان گرامی یکدم اکنون هم
 به پهلوی جگر بنشانش یا جاویدم در دل
 کفت افسوس می مالم پایشش تا حنا دیدم
 ز تو چینییدن زلفشش هب باشد آفت جانم
 صبا گری تو ای خاک من در دیده پنهان کن

که از بهر عداوت بر سرم آن یار می آید
 خدش را که عنخوار دل افکار می آید
 ز حسرت خون دل از دیده خونبار می آید
 که جان از بیقراری تا لب صدبار می آید
 که با بسیار طوفان ابر دریا بار می آید

خفته تا سحر یک دم بامید نوید دل
 که فرود آید شب بیا لیلین دولت بیداری آید

سحر چون آفتاب از دامن کوسار می آید
 ز سحر چه جوش و دست از خانه رخسار می آید
 بوی سحر می آرد پیام دخت ز ران شب
 بر ابروی شد دو چارش صوفی تقوی فروتنی آید
 خدنگ غمزه اش را خوانده ام همان تو هم آید
 چاکریم از لب شیرین او خاموشی لطفی آید
 چه نسبت سرور ایا قامت رعنا شترای قمری
 به کنت یا نثار و جابے حرفی آن و این یا خود

مرا یاد آن لب بام و رخ و لدار می آید
 مبارک باولے دل محتسب شرار می آید
 که ابر از هر طرف می آید و بسیار می آید
 که چون من بچو از صبا سحر چشم یار می آید
 به پهلوی جگر بنشین که آن عنخوار می آید
 بناشد وصف آن لب چرخه گرفتار می آید
 که این رایای و گل هست و زان خار می آید
 سخن را از لبش بیرون شدن شوار می آید

چو فرود مبتلا گردد برهن گز ترا بیت
 که برودش تو گیسو خوشتر از زنار می آید

شب عمارت ز موی او باشد
 از بهشت این می کند بیان
 آنکه گویند نافه و تاتار
 بعد از مرگ هم بنبار مرا
 بر سان لے صبا پیام مرا

صبح نقبیر روی او باشد
 یک حکایت ز کوی او باشد
 طره مشکبوی او باشد
 گو کوی جسته بوی او باشد
 اگر گزارت بکوی او باشد

بچرا امید سرو بیماری
 که عبادت نه خوی او باشد

چرا از ابرود دور میگذر تا مست باز آید

چرا باز بندشیند که بیخود در نماز آید

بوسے بادہ در کوئے مغال خود چون رود و اعظ
 معنی از زو بجرین مطربے صد دفترناصح
 گو حال من دل سوختہ و در صومعه ہرگز
 خداوند چہار خنہ بدین زاہد ان گردو
 ز فیض حشرہ لغزش بیکدم می توان گردون
 اثر ہاوار و افسون محبت ورنہ کے ممکن
 ز حسرتہائے در بانی ملک از پرورم رو بد

کہ در جھنش چوستان بر زبانش حرف را ز آید
 ز سامان بگذر و ناصح اگر مطرب بسا ز آید
 مباد افسردگان خام را جان در گداز آید
 اگر در صومعه آن شیخ من سرست نا ز آید
 ز دست خضر ہر کار یکہ در عسہ در از آید
 دل محمود از خود رفته در دست ایاز آید
 اگر در کلبہ من یکشب آن مسکین نواز آید

ازین حسنی کہ میداری تجب بود باین کفو
 اگر بر آستان فر و باروسے نیان آید

ہر کہ او دیدم چشم آن عین دیدار تو بود
 ہر پریز او یکہ پادر ساحت امکان نہاد
 گر می تو کان این جلوہ فروشان جهان
 جان بہ بیجانہ کہ آور دند در بازار مصر
 ہر کجا دیدم اسیر دام یکسوے سگے
 نرس جیران بود یا چشم مست دہرے
 رند میخانہ بود یا صوفی بست دوق
 با چنین اعجاز غسل زندگی افزائے خلق

ہر چہ بستیدم ز گوش آن نگار گفتار تو بود
 بندہ احسن رحمت بود و پرستار تو بود
 آفتہ تیزی و گر مہیساے بازار تو بود
 ہر کہ او دیدم ز جان و دل خریدار تو بود
 بود آن دام تو داد خود گرفتار تو بود
 آرزو مند جمال تو و پیار تو بود
 بخود از صہبائے عشقت بود و بر شہار تو بود
 عیسو جان بخشش ہم در بخور و چار تو بود

چشم تو بر فر و من یارب چہ افسون خواندہ است
 کہ ہمسہ ہر کار گشت و در سر و کار تو بود

حیرت آئینہ عکس چشم حیرت فرود
 آن دہان و لب کہ گو یار از اندر از بود
 کاش بہر شب ہم آن افسون خواند می بست
 زاہد و صوفی کہ شب بایو دند در بخت دراز تو
 چون دل مارا بان ز لطف حم اندر خم نذید
 تا فلک افسانہ ز حال و خط و زلفت رسید

آئینہ را حیرت اندر حیرت از ہم تو بود
 چون فر و ماند این نزد آن نکتہ عشق خورشید
 تا چو من بودی بکوسے میکدہ با چنگ وعود
 سحر گفتار لب او ہر دور از خود رہ بود
 بادل صد چاک شانہ بس کف حسرت بسود
 می شنیدم شب سماع زہرہ از جع کہ بود

کار بند عشق تو تا گشته ام لای دلریا
نیست جز حیرت تماشاخانه باهل بزم او

بند باه جمله کارم از کرم عشقت کشود
محرّم او هر که شد و اما انداز گفت و شنود

شرد و ملاسه هر ایک نکته لعل لب
برد در میخانه و سر خلعت کردندان نمود

او چو ستانه دارمی آید
تا بکار نشمار او آید
چاره کارم لای خرد فرما
میرود پارسائی از دستم
گاه گاه بی بزم او صد شکر
از همه دل پریده ایم هنوز
شمع رو سے تو تا فروغ نمود
ببخود آخر قیام پیش رخت

عقل دیوانه دارمی آید
اشک در دانه دارمی آید
عشق دیوانه دارمی آید
یار ستانه دارمی آید
ذکر مافسانه دارمی آید
یار بیگانه دارمی آید
حلق پروانه دارمی آید
هر که شکر زانه دارمی آید

از جفا با منی توان راندن
شرد مردانه دارمی آید

تا خون عینش جگر نباشد
آه که در و اثر نباشد
شرمند ز عشق ناگزیریم
از عشق کسے نگردد آگه
زاهد چه بر می تو راه تاول
نموان ز ره خرد رسیدن
گستاخ مزن قدم درین راه
نقد دل خود بخاک افکن
جایت نبود بسزم زندان
بردار لولعه عشق منصور
بشکستن او بسیدناو

در گریه تو اثر نباشد
تخلیست در آن اثر نباشد
بر من اگر ت نظر نباشد
تا اشک تو پرده در نباشد
این کوچه را بگذر نباشد
آنجا که ز خود خبر نباشد
تا تو بخودی سفر نباشد
تا در ره تو خطر نباشد
گردلق ز باده تر نباشد
پروا اگر ترس نباشد
آه که در و اثر نباشد

بسیار در سینه سینه شود
بسیار تو حسین دیگر نباشد

دل آب شد ز حسرت و اشکم گشتند
دل رفت از بر من و بچشم خبر نشد
بندم گشوده زین دم باد سحر نشد
مشبه با بسیر شد و سخن من بسیر نشد
و کرمه زداستان غمت یک سفر نشد
پهانی خنایا که تو خون جگر نشد
سنگ نیامده بسیرش تا تر نشد

دریا گریستم بدل او اثر نشد
بنام همت از دل کم گشته چون بکس
صد عقد های غمخیز گل و اشکم گشتم
تا روز حسرت ماند زلفت شکام گشتم
عمرم را گذشت که از رشک با صبا
خون شد جگر ز غیرت و دل آب شد ز رشک
از دشواری بار تعلق که هر درخت

این را از عشق فرود چاکم که فاش شد
چیز آه و گریه بیخ که هر مرد در نشد

خواب بر بود ز چشم من و حیرانم کرد
زاهدی بودم و از باوه پرستانم کرد
چشمم همواره تو حسرت زندانم کرد
تا رسیده بسرم بنی سر و سامانم کرد
شده و چار از من و صد فتنه که بر جانم کرد
وز تنافل همسر در مانده ز در مانم کرد
وز بر لبه دیگران حسرت بدامانم کرد
پند ز لیس ز قیامان ز گریبانم کرد
لب ز تنم که دم رتخ تو خندانم کرد
دلالت انیست که پاهال و قیامانم کرد
از حسرت این سوز و گداز است که گرانم کرد

شب ندانم سر زلفت که پریشانم کرد
که دستمان نگاه و سرم پوشش بود
حلقه زن بر در دل گوشه نشین بودم
خرد و صبر و دل و جان همه غارت فرمود
آه شکست بدل اشک بچشمم سوخت
در و با در دل من داو زنی همیسا
خنده رو چون گل رعنا بنار و دگران
چاک ز جیب من از غمزه بجا و قیام
گشت ایرو که تو ام از بسبب خنده پیر
خاک گشتم ز دانش تا که بپایش بسیم
شمع سان سوز سگر و ارم و آگاهم

افزین باد برین منکر بلند
بیت ایروست تر از مطلع دیوانم کرد

کاین به وقت که جاست بیکم کرد

آب تیر تو در گشته پیکانم کرد

پرورد سینه که شکر گزین بر لب زبا که نشین
 زلفت آنگند هر جا لفرقه درین و دل
 تیره بشوخی تو در کشتن من بریداشت
 اگر بدامان سگ دست تنها زوم
 کوه تکین من ازین پیش که بودم ناصح
 خواستم دل و هم ازینجا هجرت به بیتا

فراغ از ملک جم و تخت سلیمانم کرد
 آنچه آن جمع نبودم که بریشا تم کرد
 معجزه که لعل لبست بنده احسانم کرد
 عشق پایمال تراز خار بیابانم کرد
 آفتاب رخ او ذره رقصانم کرد
 لب شیرین تو شکر منده احسانم کرد

تخت خویش منم فرد به آتش خوئی
 احتسار در تنه دل بود که بریدانم کرد

ما در ویت را کس همسر نشد
 سیال تنگ از سر کویت گذشت
 گم شدم از پیخود می در راه او
 مرو یا بیزا که نفسش نبود گشت
 کوی اقبال چیرک دیگر است
 بر سر راه تو یگد شست ز سر
 خواستم هم کاسه با شتم با کجاست
 از برم رفت و مرا بیکار کرد
 آب نیسان پا چین و بار پیش
 تمام شستش می شمار و شمع من
 برق خرمین سوخته می شست گشت

همسرت کس دیگر نشد
 گوشت چسبیم تو هرگز نشد
 او ز خود بینی مرا له همسر نشد
 ورنه هر شمشیر زن هفتد نشد
 همسر خورشید یک اختر نشد
 همچنان سوولک تو از سر نشد
 از رقیبان جاک من دور نشد
 خوب شد گر کار دل بهتر نشد
 هر همدقت را ما یگر گوهر نشد
 هر که چون پروانه خاکستر نشد
 خسته امین قصه از دیگر نشد

قدر جوهر نیست در بازار عشق
 خوب شد که در راه هر نشد

یا دیا و آنکه سرم بر در او است یوو
 گاه و شتاری کاسه که عیشم زوده
 گری در سر کارم چو قادی ناگاه
 یا دیا و آنکه درت قبله جا پاتم یوو

سایه گستر بسرم گوشه و امانت یوو
 حل هر مشکلم از گردش چشمانت یوو
 و اندر عقیده ام از ناخن من گمانت یوو
 کار و بارم همه و البته مسامت یوو

<p>آن محالم همه در حیطه امکان است بود سرو سوداے من ز لطف پریشانت بود</p>	<p>اچھا اندیشہ من از طلبش قاصر بود یا بود آنکہ ز تو خاطر من بود ہم</p>
<p>یا بود آنکہ تو در خلوت دل سے بودی فرد مسکین بدرت چون رگہ در یانت بود</p>	
<p>کوسے تو خلوت اوزو در مشایختم بود واغنائیکہ بران خرقہ طاماتم بود بہتر از صومعہ آن گوی خراباتم بود دین رو سے تو بہتر از ہمہ باعاتم بود رہن سخاۃ تو دلنق کر اما تم بود ز حکم ہمہ از دولت آن غاتم بود</p>	<p>یا بود آنکہ درت بلکہ حاجاتم بود یا بود آنکہ ز آب کشش می شکستی روز و شب برور تو خاک نشین بودم بہر شب حرام درت بستان و بنگام سحر بیت خود از یادہ عشقت بدت می بودم درکین دل من نقش جانت می بود</p>
<p>فرد و را غیر درت تیکہ گئے کسب بود وز نگاہ تو ہمہ حل مہماتم بود</p>	
<p>دل سوزان و چشمم تر دارد عشق من اینقدر را تر دارد کہ برویشش گئے نظیر دارد چشم من بچسبد گہر دارد ناز کیساکہ آن گہر دارد چشم تر آہ من اثر دارد</p>	<p>ہر کہ از حالی من چشمم تر دارد ہر کہ نگریت حال من بگریست چشم را دوست تر از آن دام نشو و منکک بسک حساب سر موسے منی توان گفتن شہب ز ہمسایہ نا بہا بر خاست</p>
<p>در جهان گر چشم شاعران خوب اند فرد و ما خوبی و گد دارد</p>	
<p>زیر و لے جهان دار سے عو عالمے و گد دارد کہ عاشق بہر درد خود مسیحائے و گد دارد نگاہ یار را نام کہ صہبائے و گد دارد بے این بادہ بے در و مینائے و گد دارد کہ مجنون نیز پای دست فرسائے و گد دارد</p>	<p>سر شوریدہ دارم کہ سوداے بے و گد دارد نیاید از مسیحا چارہ و در دل مجنون سرخ نمیدکن ساتی کہ جانت فتنہ انگیز است سے پیر زور عشقت در خم گرو دل منی گنبد چہ باک از تیز راند ساربان آن تا قدر لیلے</p>

<p>ز سیر و سعیت عالم کشتا و خاطرشش نبود قدم در طغنه عاشق مزین لے ناصح غافل بگلایانک در لے دل چو راه محبت را تو ان دریافت حال جسم و جان از عالم فریاد عجب نبود که تن اینجاد همام پیشین و باشد</p>	<p>دل عاشق بهر یک گوشه صحرای دگر دارد که این ره دگر است و راه پایلے دگر دارد که هر یک ذرّه این راه صحرایے دگر دارد که جان از بهر سیر خویشتن پایلے دگر دارد که تن را ایامی دیگر است و جان پایلے دگر دارد</p>
--	---

نشان فرد زمین از منزل عتقا چه میخوانی
 که این دیوانه تن جلدے و جان جلدے دگر دارد

<p>بچشم غیر آن جانان بنگنجد ز بیت ابرویش نمیده ام من ز خط شد صفو رویش مشت لے دارم که با کفر آشنا هست</p>	<p>بهر یک گل درین دامان بنگنجد مضافینیکه در دیوان بنگنجد ز معنیها که در قرآن بنگنجد سر موسے در و ایمان بنگنجد</p>
---	--

خوشتر آن دل فرد در وی تیغ نبود
 بجز آن خسرو و خوبان بنگنجد

<p>لے شب بزم یار که دور شتر است بود نازد مشربان ز لعل سر خوشتم در سنبلی و بنفشه از ان جعد تا بدار روزم از بهر قیره و در خانه رقیب هر دم صبا که تا سر زلف تو می رسد</p>	<p>دیدم به محبت که دل او کباب بود از غصه محبت بقدر خون تاب بود هر شاخ نو بر آرده پرتیج و تاب بود از زلف و رو کس یار شب ما هتاب بود از بهر آریک مگر شش خطر است بود</p>
--	---

بر خاک فرد خود گذلے کن ز راه لطف
 آخر ترا گدا و سنگ این جناب بود

<p>گر سرم مالک بروی کس خواهد بود بهمنین است اگر شیوه جاد و نگهان و انم این زلف تان گریه صید است چنین لے گریان بمن امروز گلو گیر مشو چنانک خواهد شدن از پیوستش جلیم</p>	<p>عاقبت خانه امن کوسے کسے خواهد بود دل من کشته جادو کسے خواهد بود دام من حلقه گیسو کسے خواهد بود حلقه گردنم از موسے کسے خواهد بود در سر من چو همین موسے کسے خواهد بود</p>
--	--

گر باین کجکمان اینقدم شیفتگی است این دل رفته محال است که آزاد شود از دل خود زازل بود یقینم بخدا	سرفدای قدو بچوسے کسے خواهد بود از برم رفته بقا بوسے کسے خواهد بود کاین مسلمان گے ہندو کسے خواهد بود
---	---

گرے عشق گرامیت بر قوم رونسے
خانه سوز دل اور وے کسے خواهد بود

پیر بوردے آن پری آفت آفتاب شد پرده زرخ چو بر کشید جلوه آفتاب شد زلت ز شانه چون کشاد عرت و قدر شب فرو جلوه بچشم من چو کرد صد در راحتہ کشود ہر کہ شنید کوز من ہم دل وینہ اثر گد لغت ز آتش آہ پر شتر سینہ مقتب بسوخت سپل سرشک و آہ گرم فتنہ جہا میل نمود چشم ز جوش گریام چشمہ آشتار گشت	کمکت زلفا عین فتنہ است کتاب شد داد بزلت چون گرہ نافہ است کتاب شد شانہ زیر تو رخسش پیچہ آفتاب شد مردم دیدہ را عترہ بستر نرم خواب شد ہر کہ بدید گریام عرق خون ناسب شد دیدہ خشک ز ابدان تر شد و حق آب شد پارہ نادل بہ آب نشہ پارہ دیگر کتاب شد مایہ صبر دل کہ بود خائدا و خراب شد
---	---

فرد کجا فادہ خیز و بہا بوسے یارہ
بر رخ خلق بہر تو کیسے شب کتاب شد

کے بہر سینہ محبت جاگت عشق خود پانچون خرد و دیوانہ نیت آب حیوان نوشش باوا خضر را می دہم صد زہد و تقوی گریخان نگ میداروز ہر ناموسہ سا عقل را دیران کند از خانہ دین بہر جاننازی دلا آمادہ باش	کے زہر دل عقدہ پارہ او کند تا بہر سہ منزل و او او کند کار من یک جہر عنہ لبہا کند گوشتہ چشمے لبے ما کند ہر کہے را عشق کے رسوا کند عشق ہر جاننے بر پار کند حسن چون شگاہ سہا کند
--	---

بے نیاز بیاست شان حسن و حسن
کے نگاہ بر می سفید کند

صہبے محبت را میخانہ مخی باید	این باوہ صہبائی را پیانہ مخی باید
------------------------------	-----------------------------------

در بزم خراباتے رہ نیست ترا ز اہد
 بیرون کن لے ناصح از سر ہوس ز لطفش
 چون جلوہ فرود شد آید آن شوخ بہاؤ کے
 محمود صفت می شود در پیشل یا ز ایدل
 جان باز راہ او مردانہ چو پردانہ
 پروانہ صفت سوزان بال و پر ہستی را
 کے شمع جمال او با بوا اہوسان سازو
 در بزم مغان واعظ از وعظ مزین حرفے
 در بار گہ جانان از من کہ خودی بگذر
 یک گوشہ ز کوسے تو از قصر ہشتم بہ

در مجلس بارندان فرزاندہ نمی باید
 کاین سلسلہ را چون تو دیوانہ نمی باید
 جان نقد بدہ کاہینجا بیجانہ نمی باید
 در عشق رہہ و در رسم شاہانہ نمی باید
 ہرگز گلہ از جو رہبانانہ نمی باید
 با شمع جہان سوزی ہنجانہ نمی باید
 در طوف کہ عاشق پروانہ نمی باید
 در میکہہ جز ہوسے مستانہ نمی باید
 در خلوت ستا لیکر نگلی بیگانہ نمی باید
 با خاک نشینان را کاشانہ نمی باید

بافر و خراباتے لے صوفی سہر حلقہ
 جز ذکر ختمہا سے زندانہ نمی باید

موسم گل ہست و آغاز شباب لے بیخود
 ساتی و پیر مغان و زند مقبولش کنند
 از شکستہ بالے خود جان بلب دارم ہنوز
 دیر ماندم در نفس پارے پروازم ستانم

تو یہ از می کہ گنم ساتی گریہ نام درد
 از کہ امی عقل بر بینا زخم من دست رو
 ہمتت لے طاہر تقدسم مگر آسجا برد
 ہان مگر جا نتم با پیام بہار از تن پرد

دل متاع کا سد و آن گرمی بازار سیت
 فرو جنس ناز و اداری کسے کے می خورد

حلاوتہا کے لعل یار در گشتن نمی آید
 پسر لیل کہ را ز یار در گشتن نمی آید
 نہ آگاہ لے زاہد ازان جا لیکر من دارم
 سخن آہستہ کان مطرب بہر پروم بخت از من
 ازان بز میکہ شب و خلوت دل ساختم با او
 ازان جذب کند زلفا چون رفت دل از من
 حدیث آن لب شیرین چہ شکر بخت و کام

حدیث آن شکر گفتار در گشتن نمی آید
 بنیر از محرم اسرار در گشتن نمی آید
 مدہ پسندم کہ با عینار در گشتن نمی آید
 چہ پر سی باز چون ہر بار در گشتن نمی آید
 بہر کس بر سر بازار در گشتن نمی آید
 از خو بہا سے آن رفتار در گشتن نمی آید
 ز لذتہا سے آن گفتار در گشتن نمی آید

بناشد مصلحت خوزیزی چشمن و گفتن
مگر از وقت مستی خوردہ ام کان حرف مستانہ
ازین زلف تو ہر یک مسلم آزادہ در تہا است
مگر رشتن کنم از جیلہ ایے خفتن و مردانہ
برون آئی گرا ز قید عناصر نشنوی حرفے

با احوال با بیمار در گفتن نمی آید
بغیر از نشہ سرشار در گفتن نمی آید
سر موے ازین زنا در گفتن نمی آید
اگر آن دولت بیدار در گفتن نمی آید
کہ باہر یک در دیوار در گفتن نمی آید

منال سے فرود کر دل از پرورفتن سوئے او
بمن کرو آنچه آن دلہار در گفتن نمی آید

سیم از حال شبہایم ندانم
نہ قاصد آگہ از درد و غم
بجون دل اگر نامس تو نسیم
چہ می پرسی ز آہ من کہ از مہضت
نامدہ سینہ ام راتاب سے دل

کہ حیرتے پیشیت از عالم براند
کہ در بزم لوتوا عالم رساند
نہ نام پیشیت آن نامہ کہ خواند
ز دل بیرون شدن کے می تواند
کہ در پہلو ترا یکدم نشاند

بکار او گرہ افتاد از آن زلف
دل از تو مشر و مسکین جوان نشاند

در جهان بیخ کے نیست از عشقت آزاد
عزت تن چہ بود گر نہ براہ تو فتاد
سود از سر چہ بود گر بدارت سووہ نہ شد
خاک پر رو کہ نہ آلودہ شد از گرد بہت
گر یہ پر چشم کہ در زہکذرت آب نژد
دیدہ بے نور بود گر مہ رو سے تو ندید
نثرہ دل چہ بود گر نہ عشق تو سیوخت
غیرت عشق من نیست کہ خواہم پس ازین
من چنین خویش فراموش نبودم زین پیش
صبح فرخندہ رویت غم شبہایم برو
چون بہک تیشہ کشاد عشقتش میدید

لے سکین بندہ در گاہ تو سرو و شمشاد
لب چہ کار آیدم از بوسہ بیامی تو ندا
سے آن سر کہ چین بر کھنہ پایت نہتا
آہ از آن لب کہ بگو کے تو ندا رو فریاد
آہ از آن آہ کہ عقدہ زول او کشاد
دل کہ او جلوہ گہمت نیست مباد آباد
زندگانی چہ وہد جان کہ زلفت از تو مباد
کس چو من باز اسیر سر زلف تو مباد
عشق بر بود چنانم کہ ہمہ رفت زیاد
روز تو نشاد و شب تاشاد ہمہ وقت تو نشاد
کز بے سود چسین کو بکنی با فریاد

صند تو ساعد او سز ز تنم کرد جدا / آفرین باد که از دور دستم کرد آزاد

جان شیرین مدولے فردا زین کنجے بھر
بجز در عشق چو سبیل است زد دست استاد

بغیر آن ہولے مصرا کا رماچہ خواہد شد
بند انم سرا بنجام چنین بوداچہ خواہد شد
بند انم قیامت زین قدر عناچہ خواہد شد
بجو در رسم زہر سو فتنہ ہا بر پاچہ خواہد شد
بسائی می برم این قصہ نیم تاچہ خواہد شد
بغیر انجام سچوا ہم ازین تھوئی چہ خواہد شد
زد دست من چہ شد اموز تا فرداچہ خواہد شد
ندانم حالت لے منکر کہ در عجبی چہ خواہد شد
پچند کین بند ہر موزین دل تہناچہ خواہد شد
ازین طامات زاہد را بجز دنیاچہ خواہد شد

دل من از شیر صبحگاہی و اچہ خواہد شد
سیر دم بے صلاح عقل دل با سز زلفش
لطفاً ایچنین غوغاست زان سرو چان فردا
چشمش گاہ آمیزم گے باز لطف آویزم
یزندان میگنی بازی بقل خویش میناز می
بران عزتم کہ میرم پرور میخانہ لے زاہد
بامید شب و بگر چہ سازم صبر و وصلش
سماع و عے چو باشد اجر طاعات تو در خست
نخی بسیم خیر کے زین دل افتادہ در زلفش
تا یاد شاہد من بار این دلوق ریائی را

من از دل دست بردارم رو و ہر جا کہ خواہد
صلاح کار فردا من ازین شیداچہ خواہد شد

گل تازہ بزنگہ و پوے با رویت نمی ماند
کہ این دیوانہ در جائے بچو کویت نمی ماند
پریشان شد دماغ من کہ با رویت نمی ماند
چہ چشم بیج ماہ نو با رویت نمی ماند
کہ این حیران روے تو بجز سویت نمی ماند
کہ در خوبی و خمداری با رویت نمی ماند

کاستام چہ کار آید کہ با کویت نمی ماند
دل سودائی ما را مدہ ز رحمت بز بچو کویت
شیم آدر و پوے گل سحر کہ در مشام من
بالا کعبیدی بنید خلق و من با رویت
چہ سازم لے ثبت ہر جایم از خوبی چشم خود
چہ محراب حرم کے عاشق تو سرفرو آرد

کجا بخشد نصارت سنبیل تر چشم فروم را
بنفشہ یا پوے سنبیل بکب سویت نمی ماند

جہا نے ناز عشق آگاہ کردند
بہر رنگے بدل ہا راہ کردند

عیان چون روی رشک ماہ کردند
نہان در پردہ چون راز صحبت

و فانی از خط اگر گاه کردند	جفا افزودن کنند آخر خوبان
که روز خود سپید از آه کردند	بکن روشن ز لطف بزم عشاق

چرا بنود غلامش شکر و سکین
گدای را از لطف شاه کردند

سحر نگاهان به نظر می کشند زنده با عجز لبم گر کشند زنده دل از عشق اگر کشند روز و شبم شیخ صفت می رود تهنه از عشق برو می کشند باک ندارند بخون کس چشم تو از شیوه جادوگری خال لبش همچو مگسهاست شهید خلق همه گشته برین تم تواند هر که میان بست با جام عشق چشم مرا گر بیره خوار بست	یتیم نزارانند مگر می کشند از گله بار در گرمی کشند چونکه شنیدند خبر می کشند شام بسوزند و سحر می کشند بیگانهان را چه قدر می کشند بر سر هر راه گدای می کشند از گدای تیرا اثر می کشند تا بخ و دانه ز شکر می کشند چسبست گناه هم که بد می کشند در سر و سوسول می کشند آر می صدف بهر گرمی کشند
--	--

غمزه خور زیز و دور لطفش بلاست
شرو امان چسبست اگر می کشند

دل پر مرده مارا اهل سوس می ترسند برای داشتند دل بستگان تو نمی شاید نسیم چون دم جیسے تیرب کو که بکشاید کجا جان حزمین من بجز کومیت بیاساید همی ترسم که دامانت بباد از خون بیالاید بکامم ریز یک جرعه که تا از هوش بریاید سختی دامت تشب امید من فردا چه می ناید که لعل جانفرسے تو ز لطف جانم افزاید	هو اخواه ترا دل ز صبا چون گل چه بکشاید نسیم صبح یا بوسے از ان پیرا بن یوسف و نه چون عقیقه است گفته از بهر تو دارم قرار بگیر از ان رد می نشسته که بکیرم تینگویم بیایر گشتگان خویش تن کیدم خراب کعقل ناصحاب بگردم کو بکوتامکے دل ویرانه ام آباد کن از جسلوه اشب رسیده تا لب جام دوای به این نبود
--	---

بماند تا بکے روزم سیکے مہر فیروزی
کہ لے تلخ شب من جز تو بزم فرد آراید

آخر آگہ ز سراج دہمنشس خواهد شد
برگ گل کے بہ نزاکت چو تنشس خواهد شد
بت گرا اینست جهان برہمنشس خواهد شد
تا دگر جوش بہار چمنشس خواهد شد
جامہ گل رنگ ز عکس بدنشس خواهد شد
وانم آخر نظرے سوئے منشس خواهد شد
ہر کہ در ماندہ بچاہ ذقنشس خواهد شد
صد سہی بندہ سمر و شمنشس خواهد شد
شر تہم از لب شکر شکنشس خواهد شد
عشق خود مہم ز خم کمنشس خواهد شد
ہر کہ ابر سر کویت و گنشس خواهد شد
مفشانشس کہ بچاہ کفشس خواهد شد

جان لبب گر ہولے منشس خواهد شد
در لطافت چو کم از پیرمنشس خواهد شد
بر ہمین گشتم اگر خرد وہ میگراے زاہد
اثر سبزہ بگرد گل رویشس پیدا ست
صد گریبان قبا چاک شود گرزینسان
جذب عشقم نگذار دول اورا قارخ
ہمچو یوسف رسد آخر لب ہنشاہی عشق
گر باین قامت رعنا بجز آمد بہ چسمن
تلخ کامم نگذار دم نرعم عشقتشس
ریشس دل راند ہر سود علاج عینے
گوشتہ چشم سوی روضہ رضوان نکند
خاک کوئے تو لب سہل ز تپیدن چو رسد

بلذریے فرد دل آزاد ز کوی زلفش
در نہ دامت ہمزیج و شکنشس خواهد شد

بر باد شد و بزیر پایے نرسید
شد خشک و بیایہ خنائے نرسید
آوارہ شد و بدگر بائے نرسید
خون گشت دل و بخون بہائے نرسید
رفتم ز وفا پے جفائے نرسید
این درد دل مراد وائے نرسید

شد خاک سرم و لے بجائے نرسید
خون بد ہم ہر میان رگہا
دل در ہوئے شد از کنارم بیرون
گویند کہ خونہماے عاشق یار است
جان رفت براہ او با سید وفا
در کوئے تو ہر شب از فراقت نالم

لے فرد خموش جاے شکوہ بنود
گر شاہ بکلیب گدائے نرسید

خون گشت دل و بدستائے نرسید

سرخاک شد و با ستائے نرسید

<p>از کار شد و بیما ن زرسید یک نامہ ز سوی آن جوان زرسید رفت از دل ما و بر نشانی زرسید یک جرعه از ان بنیچہ چانی زرسید یک حرف با وز داستانی زرسید</p>	<p>این تخت دلم سکت کہ بود و گذاشت جان آمدہ بر لبم ز ضعف پیری صد تیر و عابرے و عیش بسما خلقے است ز شربت لب او تر کام صد بار ز حال خود بقاصد گفتم</p>
<p>صد و عده لغو خویش کردی و هنوز یک وعده تو با متحانی زرسید</p>	
<p>لقش جمال او زوں نامنی رود از یاد تیس صورت لیلای نامنی رود در و فراق یار ز صہبای نامنی رود این خاک کشتہ تو از انجان نامنی رود دل آب گشت و نقش تنای نامنی رود غور کردہ در تو ببحر انہی رود گشتم اسیر و گیسو و سودا نامنی رود این درد از علاج میسحای نامنی رود دیگر دم نبر کس شہلای نامنی رود عشق تو دو لستی است کہ بیجان نامنی رود ز اہد و رین طریق کسلا زیا نامنی رود کز خانہ چشم بہر تانای نامنی رود</p>	<p>از جان خیال آن قدر عنای نامنی رود تا صبح بعا شقان نہ ہد سو و پند تو جامی ز لعل یار کند رخ این خار گر صد ہزار بار بر و بدورت صبا گویند خط بر آب بود نقش بے ثبات پرورده نقش نکند یاد گلشن ز بخر سود مند لب و دل عشق نیست لعل کنتش در سولہ دل در و مند بس در سہر ہولے ز کس متش چنان قناد کے گوہر مراد کند جا بہ صد ف راہیکہ میردی بدول نامنی رسد بنشین بگو شہ سیرا بود ترا</p>
<p>یک جرعه بکام من از شربت وصال کاین تشنگی فرود ز دریا نامنی رود</p>	
<p>این مرض لاد و ابلاد نامنی رود بیار عشق پیش میسحای نامنی رود در ہجر ہم خیال تو از نامنی رود حاشق کسے بو عدہ فرود نامنی رود</p>	<p>سوز جگر ز عاشق شیدا نامنی رود لعل لب تو کاروم عیسوی کند عشق ز وصل و ہجر نلار و امید ہم سو و است نقد وقت لب و دل عشق و</p>

<p>زاهد عبادت تو به مرد قیامت است گر تشنه بیابلب سبیل من برق بختی تو بهر کوه کفت</p>	<p>عاشق گم به نسید عفتی منی رود خود سوسه تشنه آب ز دریا منی رود این نور جز بمطهر موشی منی رود</p>
<p>صد بار دراد محنتب شهر سلیم</p>	<p>لے فرو خوسے عاشقی از ناخیزودا</p>
<p>برسد بدردم آن کو به بلا قناده باشد بره تو پای مال همه خلق گشته ام من ز سه بخت ناتوانی که بزور طالع خود تو پیرس حال زارم مگر از کسی که دانی چه شود کم از تو شاها که گئی دم سحر که صنما گئی نگا به ز کرم بسوسه آنکس همه خنجه سرنگون اند مگر از لب تو غوغا</p>	<p>چو من ز درت ز عمری که جدا قناده باشد چو درخت خشک بیدگی که ز با قناده باشد برهست قناده باشد چه بحی قناده باشد که چو من ز زلف یاری به بلا قناده باشد برخ تو یک نگاهم ز گدا قناده باشد که بر رخ جا نگدازی ز وفا قناده باشد به چین بگوشش گله از صبا قناده باشد</p>
<p>بر تو روشن دیدم سر در برگ فرد سین بر زمین چو خشک برگه ز هوا قناده باشد</p>	<p>بر تو روشن دیدم سر در برگ فرد سین بر زمین چو خشک برگه ز هوا قناده باشد</p>
<p>سحر نمخاند را چون در کشاوند سحر خیزان محمود شبانه حر یغان بر در سے خانم سر مست نقاب از دخت ز چون بر کشیدند چو پنجه از صراحی بر گرفتند بزاهد جرحه زین سے ندادند</p>	<p>دوستی برندان بر کشاوند لب شکرانه چون ساغر کشاوند زرا از سینه صد دفتر کشاوند زستان هر گره یک بر کشاوند هزاران را ز پنهان بر کشاوند بکم خط رفان ره دیگر کشاوند</p>
<p>پای چشم بقنادی چراغ فرد چو میدیدی که خنجه سر کشاوند</p>	<p>پای چشم بقنادی چراغ فرد چو میدیدی که خنجه سر کشاوند</p>
<p>شوخ من مست می ناز و ادا می آید یار ترکانه پئے کشتن مایه آید از نسیم کشتن دم اعجاز مسیح از مے آلوده ازان جامه زندی کردم</p>	<p>ناصح از توبه درین عهد حیا می آید مشرده لے درد که امر و زد و ا می آید در گلستان زوم باد صبا می آید زاهد از خرت بر تو بوسے ریامی آید</p>

شاید امروز روان گشت بیشتر از مصر
 کیمیا گشت بنجاکے کہ ہنادی گفٹ پا
 میر سرد و دم آواز درانی از دور
 مستقب بخ برد بادہ بہ ہزمت چو شمش
 تا کشادی بہ گلستان گرہ از بند قبا
 جز دعا عایت بنود و دروس گاہ مرا
 گشت خوم ہمہ پامال ونہ سرزد گاہے
 بہر من کار لبت جز بہ خوشی بنود
 ناصح از غصہ ز خود رفیہ و من از بادہ

بوسے پیراہن یوسف ز ہوا می آید
 بہر سجدہ بدرت خلق خدا می آید
 کار دلنے مگر از شہر شبامی آید
 در کتب تو بہ ز چشم تو حیا می آید
 ہر گل نو بہ چین چاک قبا می آید
 لب بہ آمین بکشا وقت دعا می آید
 آن قدر کار کہ از دست حنا می آید
 بار قیبان نہ لبت ونہ چہا می آید
 از دو بدست کجا کار بجا می آید

۲۰
 کجا کار بجا می آید

گر ز دیوانہ سخن غاست بشہرت چہ عجب
 فسر و در کوے تو ز پیر بیامی آید

کج کلمہ کردہ و گر بر سر ما می آید
 گرد بادیکہ سر کوے شامی آید
 دم عینے است مگر ہم نفس باونیم
 ہست خون دلم امروز ز عجزت در جوش
 جوش سیل ست و ہوا تند و جہانی طوفان
 شاید از جانب او کس بعیادت برسد

رخصت لے صبر کہ امروز بلای می آید
 خاک ماہست کہ بردوشں ہبامی آید
 کہ شیمی ز سر زلف شہامی آید
 کہ کف پایے کسے بوسے حنا می آید
 شاید از جانب او قاصد ما می آید
 کہ دم باد سحر بوسے شفا سے آید

شاید لے فرد وزید از طرف مہ صبا
 نکست پیراہن یوسف ماسے آید

بجھ رائد کہ ساتی باکے و پچانہ می آید
 پے ہر سجدہ ابرو پرستان ترا جانان
 مگر جوش بہار امسال رنگ نو بکار آورد
 نیند نام چہ پیش آمد ز زلف تو دل مارا
 نہان در سینیہ چون دارم کہ شیخ کجکلاہ من
 لبش ز جوش مستی میچکان و چشم مجوری

سر دستار و بند جامہ داستانہ می آید
 صد لے مہ جبال از کعبہ و تچانہ می آید
 صد لے نالہ از نجیبہ از ہر خانہ می آید
 کہ امشب از سر کوے تو دل دیوانہ می آید
 بیغایے متاع این دلم ترکانہ می آید
 کہ ماند با خود لے زاہد کہ اوستانہ می آید

بدنشش کرد قطع آشنائی جان و دل از من
چو می آید ز سوسه او بمن بیگانه می آید

ز لب بومی شراب و خمر قوی آلود و بالغان
مگر امروز فرود از مجلس ندانه می آید

روشن آن دیده که در آینه روی تو دید
بهوایت نه همین رنگ رخ من بهرید
فرخ آن سر که شود خاک درت صندل او
دل نثار قدم قاصد و خنده قدوم
همه تا تار و خطا و ختنش خاک ره است
نگه از گوشه چشمش طرف لور نگرد

فرود خود را که بیست و بیست گران میدانت
ویدنشش پیر معان و دوش بربک جره خرید

در دم نقش یار پیدا شد
چشم او را خوار پیدا شد
بجز جرم ز عفتل که اندیش
از در دل غبار می خیزد
بوسه آن یوسفم صبا آورد
شکر ایزد بکسوت اعیان
آب بلبه یار و می ندانست چمن
از جنون و سست من مجیب رسید

راه صبر و قناری پیدا شد
فدتن که روزگار پیدا شد
از جنون اختیار پیدا شد
شاید آن شهسوار پیدا شد
چشم را از انظار پیدا شد
جبلوه احسن یار پیدا شد
ساقی آمد بهرسان پیدا شد
بهر بر کار کار پیدا شد

شکر و از نشتر جفا که رقیب
خانشش بار بار پیدا شد

آن پیر میفرودنشش که ذکرشش بخیر باد
زان را از لیسته که دل من گرفته بود
پیر معان و ساقی و زندان چو یک دلند
اوجی سر مرا بنود پیش ازین ففتیم

لطفی بمانود که اجرشش خدا و پاد
ساقی بیک کشاد سر خرمه کشاد
از محتسب چه پاک چه حکم سنگی تباد
شکر خدا بپاس خرم آخر سرم تباد

<p>از جنگ محتسب که دلم بس شکسته بود ساقی که دوشش داد بمن جام پے پے باشد همان بولے در تو بجان مرا از یاد خویش گر چه تو دورم فکته ده</p>	<p>خوش وقت ساقی که بجای نمود شاد خواهم ز عمر خضر که عمرش در از یاد هر چند دوری رخ دهد خاک من بباد مارا نمی شوی تو دمی هم جدا زیاد</p>
--	---

لے فو بس شکسته دلم من خوش دل
ز اندم که اوز سینہ پایا برون اناو

<p>ز لبت سخن چه را نم که بضم در نیاید ز شراب لعل نوشت که دولک تلخ کاکیت ز موز عشق آگه نشوند بو شمن دان من و صد زبان چو سوسن که بچرخ عالم همه شب لبوز و گریه برخت چو شمع محفل چو در لے کاروانان بر کاب محفل تو</p>	<p>چه حدیثه از تو خوانم که بضم در نیاید مزه چشید جب انم که بضم در نیاید که من این بو شمن دانم که بضم در نیاید چسکنم اگر ز با ستم که بضم در نیاید ز عنتم تو در فنا نم که بضم در نیاید همه ره بد است تا نم که بضم در نیاید</p>
---	--

من و فرد و استانت دگر از نم چه پرسی
که ز عشقت آبخنا نم که بضم در نیاید

<p>خود را بلباس نامه خواهم پوشید در کسوت نظم که نمان خواهم شد بختم ز قضا اگر نه شد یا در من این جمله اگر نه شد میسر ما را این هم چون نداد دست از خون جگر</p>	<p>زین حیلہ بچشم و روے تو خواهم دید لعل تو ازین بهانه خواهم بوسید چون کفش بر بزم پانت خواهم بپسید روزی زور تو خاک خواهم گردید مانند خا بجات خواهم بسید</p>
--	--

اگر هیچ ازین نکشت چون فرد و جان
با هم بر کاب یا خواهد بیم دید

<p>تنها میگویم که ترا بختم اگر باشد بر خنک خضر نگرفتم اگر از چشمه ات آبے بر بندم چشم تا زین عالم فانی همی خواهم ز چشم ناز مستی تو در نگاهم آبخنا فرما</p>	<p>چون سنگ استانت جای من آن خاک در باشد سکندر طالعان را چشم بر ملک دگر باشد مرا بر دو چشمه هر لحظه بر رو میت نظر باشد نماند آگوا از زلف تو در خور غیر باشد</p>
---	--

در این بیت سخن از آنست که بضم در نیاید

خوش آن دیوانگان که عشق تفریح از جهان گشتند
دل سنگین و اراموم کردن می توانستم
کمن بیوده وقت خویش را در دره صنایع
نظر بود مرا بر خای عشق ز تیب آن
پولای تخت بلقیس و سیر تاج سلیمانی
آبی کاش بسیارند خاک من بگو بے او

نه امید می بود از نفع و نفع بیم ضرر باشد
اگر بر دمی یارب باه من اثر باشد
که جنس ناروا در شهر عشق او هنر باشد
هر آن عیبی که طبع نو پسندیده هنر باشد
گر لے آستان بر ترت را کے بسر باشد
که بوسه خاک من پایش چو زین اهش گذر باشد

ز عشق لے فرد می لانی میندانی که عاشق را
جگر بریان و دل نالان و چشم از اشک تر باشد

در عهد لب نوشش بیمار نباید شد
در دست بود نشیبه یا ساغر بے برکت
ملک خویش ز گاهت را بیدار نباید شد
بے اجر و دهن بخشند آنجا که سبوی می
بنود که ز سرستی پایی توفیق بر جسم
از زلف بے دانی سر رشته گر لے زاهد
بر بوسے سر زلف خود را بخل مفلک

دل تنگ لغزش از آزار نباید شد
تا دست رسه باشد بیکار نباید شد
در بزگهستان همیشه بیمار نباید شد
لے زند خرابای همیشه بیمار نباید شد
بیش از حد ظرف خود شمار نباید شد
منکر زره ویر و زنا را نباید شد
رهن جستن و چین و تاناه نباید شد

در موسم گل آخر کردند بزنجیرت
دیوانه چین لے فرد این بار نباید شد

یک چمن نبود که سیر از گریه زار باشد
بچو قیس در کنار و دامن خود پرورد
خاک بر باوم ز سیه پروانی او کو بگو
بر رقیبان ناوک افندی و بگدشتی ز من
اینقدر بیگانگی دارد سگ و دربان ز من
سو ختم تنها و لے هر جا ز من افسانه هست
عصه بر من تنگ شد لے غنچه لب از جور تو
در بلند آوار که منت ز کوه و پیشه پرو

غنچه اول گاه مار از نسیم و انشد
چین ز سیرم گاه بر پیشانی صحر انشد
گه غبار از لے سوارم در لے پید انشد
بر هفت تیرت بجا آمد و لے بر جان شد
یک بشه بنود که در کویت بمن غوغا نشد
بچو من در خامشی کس بیچین رسوا نشد
در تمام دم و راز لب افشا نشد
گو بکن شاید که آگه از من شیدا نشد

قطره اشکم دہد چون جلوہ طوفان نوح
در شمع سازی و قابا عین سپان و با
راستی آموخت از بالاسے تو شمشاد و سرد
در ازل دست قضا چون جامہ ہر کس بدوخت

باک نبود گر روان از چشم من و ریانش
نیست یک عہد یکہ دروے وعدہ فوٹاشد
خوشنا گروید لیکن چون قدرت رعنا نشد
خلعتہ غیر از جنون یرقا ستم ز یہا نشد

کامگار از نسبت ہستند خلق کامیاب
جرعہ نوش در وہم کہ فرورین صہبانشد

خرد منندان مراد یوانہ دانند
زلعل تو مرا مستانہ دانند
بہر سو گردش چشم تو عشاق
باین دیوانگی طعنہ ز ستم
بہمد غسل تو بزم مرا حلق
خوشا داغ عنیت کا ترا بدل ہا
بہا سی یوسف ارجان و دم نیت
عجب بود بزلف تو چو بینند
پہ محفل دلبران کے شیخ سوزند
زجان پروا نباشد عاشقانہ
ہوسنا کان ز ننداز عشق کے لاف
رقیب و محسوب کے رہن رشتت

بگسدا اللہ ز خود بیگانہ دانند
خوشم چون زند این میخانہ دانند
بہر دست گردشش پیانہ دانند
معاذ اللہ گروند زانہ دانند
زستی مجاہدین تدا نہ دانند
چون خلق چہر رخ خانہ دانند
انہی کاشش در بیانہ دانند
دل صد چاک مارا شانہ دانند
اگر سو ز دل پروا نہ دانند
فدای حضرت جساتانہ دانند
اگر خوے ترا اثر کا نہ دانند
گرت باہست پروا نہ دانند

ز نعلے قشر و نوبت از غلامی
مرا گر زین در شاہانہ دانند

یک جفا بود کہ آن بے رحم ماہر ما نکر و
بر سر خاکم گذر گاہ از دست در عناق کرد
یک نگاہ گرم ہم گاہے بصد رنج و عتاب
ہر کہ در سود لے لطفش داو جان بس سود یافت
یک نگاہش آبرھے چند میخانہ بر بخت

دلبرے گاہے چنین با عاشق شیدا نکر و
بیخ امادے مین از عالم بالا نکر و
بر من دل سوخته آن شیخ بی پروا نکر و
در زبان تا عمر ماند آگس کہ این سودا نکر و
انچھی آید ز چشم او گئے صہبیا نکر و

<p>آنقدر چشم و نگاهش کردش سہورم بر بند بار باطوار سوز من بیزش گفت سنج شد سفید از گری چشم من چو عقیقہ از عیش این سیزہ بر من کے طفلان ہمسایہ چرا عالیے استند زین قید خرد از فیض جام تا کم استعدادی گشتن مگر یارب ندانست غرتے کے یابد آن گمنام در دیوان عشق</p>	<p>ایچنین بدنام مارا ساغر و مینا نکرد گاہ از بہر تسلی و عدہ فدا نکرد از تھیصہ آن بشر یوسف مینا نکرد این قدر شور جنونم فتنہ بر پار نکرد ولے بر سخت تو را ہد کار تو صہیا نکرد ناشدہ کے سر کہ گشت و نشہ پیدان نکرد ہر کہ ادر کو چہ سر خود عشق تو سوا نکرد</p>
--	--

بہک یعنی ناکورد

چارہ سوز دل و سینہ لہر و من نماند
 بیخ کار اینچا چو شکریہ علی سینا نکرد

<p>ماہ شب افروز من ہر گاہ تابان می شود ہر سحر گل بچسب خود کہ خندان می شود کردل پروانخ از من وام گیر دلا زار ہر جہانے را تو ان برداشتن در راہ عشق گری می آید مرا ہر شب چو سوزم شمع را شکوہ از برباد سی دل در غم مشتقش چہ را شمع را جذبے است با پروانہ کز ہر گوشہ</p>	<p>در پس شب آفتاب از رشک پنهان می شود شبم از یاد گل دیروزہ گریان می شود رونق لاله درین گلشن دو چندان می شود آفت جان و دل عشاق ہجر ان می شود صد دل پروانہ ہادر بر زم بریان می شود گنج چون داند در مہرورہ دیران می شود جسع می آیند ہر جا شمع سوزان می شود</p>
---	---

دیوانی بی پروانہ
سوز دل را از آواز است
بہک یعنی ناکورد
نظا ما ۱۲

فرد گر خواہی وصال یار از خود در گذر
 ہر کہ از جان بگذرد مقبول جانان میشود

<p>جانان سہر ہر ما ندارد ہر و گرم او چہ ندارد جان میدہم و گے نگاہے کے سود دہد علاج عینے در طرہ تو اسپر باوا دل ہدیہ در گے تو کردم گل را چہ بود بروے تو بار</p>	<p>روے بمن کدا ندارد لیکن بمن این روا ندارد سوے من مبتلا ندارد دردت صناد و ا ندارد آوارہ دے کہ جان ندارد کین گوہر من بہا ندارد آن دلبری واد ا ندارد</p>
--	---

<p>جان بسم سر بلا ندارد یک رهبر و یک را ندارد</p>	<p>دیوانه کیسوسے توستم لے نالہ بیسا کہ کاروانم</p>
<p>لے نالہ بیسا کہ کاروانم مہر بدلم چہرہ ندارد</p>	
<p>غرض بزم رفیب افرو ختن بود مناج من بر لے سو ختن بود پدا من این گرانند و ختن بود ز تار کیسوسے کس دو ختن بود</p>	<p>چیسلمه کین ولم راسو ختن بود چہر باک ارسو ختی جان ودلی من شدم بے مایه تر زین اشک ریزی خرد مندان گریبان چاک مارا</p>
<p>نشانه از دل شروم تہ کردی گرتیتہ افکنی آموختن بود</p>	
<p>سہی با ان تدر عنا نماند کہ خالی یک سر از سودا نماند جنون را سلسلہ بر پا نماند کسے جسز عاشق رسوا نماند حواس توبہ تا بر جا نماند کہ حسرت در دل شیدا نماند</p>	<p>گلے باروسے یار ما نماند زگیسوش بہر یک کوچہ شورسیت اگر امداد از زلفش نباشد بشہر او منادی بہت کا بیجا بکام سا قیامخنا نہ ریز عیادت کن دے بیسار خود را</p>
<p>بجز عشقت نگنجد در دل شہر کہ در میسنا بحسز مہبا نماند</p>	
<p>کہ چہنہ بر من شیدا ندارد چنین زیبا بی ایک زیبا ندارد کہ نسبت با قدش طوبے ندارد علاج آنچنین سو و اندارد کہ مجنون کار با صحر اندارد چہر س گزانتہ لیلہ ندارد کہ فتہ دارد و لے عنا ندارد</p>	<p>خیالم یار بے پروا ندارد جمال تو کسے ہمت ندارد ز حسن سرو لے قمری وزن لاف نمودم صبر از دل چون سیجا فکر بردش نشان پاسے ناقہ درامی او دل نالان مجنونست از ان شد بندہ تو سرو آزاد</p>

<p>که زورش صهباندارو چنین همت دل دریا ندارد که چون من عاشق رسوا ندارد و نه گانه بحال ما ندارد که بازلفت سرو سودا ندارد سرو نیا و هم عصباندارو</p>	<p>چشم مست تو ز کس نماند دل من آنچه کرد امد او گریه چرا ایله نگر در شک از تو همه لطف و کرم دار و بت من بود از خاک و مان ویرانه آن کو شده تا بنده عشق تو جانم</p>
<p>چرا که محبت با من ستیزد که قشروم در بغل مینا ندارد</p>	
<p>که در میخانه شیخ امروزه چیا کانه میرقصه که امشب پای کوبان آمد و مستانه میرقصه که دیدم محبت خود بر در محبتانه میرقصه بناشد رخنه زور شمع که دیوانه میرقصه که بر لوج دل من صورت چانانه میرقصه</p>	<p>نه تنها به از ذوق لبیت زندانه میرقصه نگاه چشم مست کس مگر افتاده بزناح بکیش پارسانی گفته ای بگفت چشم او چرا گیری بجزم رقص من لے مفتی وانا دل من آبخان آمد بر قضا ز جوش سیتها</p>
<p>چنان رقصید فردا از عالم مستی که بر دستش زرقالی و شراب و ساغر و سپانه میرقصه</p>	
<p>پیش قدم تو هر سر شاخس خمیده بود هر کشته که بر سر پامیت پتیده بود هر آهوی که گاه بگویت رسیده بود زان سگ که در رکاب تو گاه دیده بود پایه و سینه و دل من یا که دیده بود خوش بخت آنکه از تو گل عیش چیده بود صیدیکه از نشانه تیرتارمیده بود آن مرغ نامه بر که بسویش پریده بود آن روح را که در تن عیسی او میده بود</p>	<p>شمشاد سر اگر چه بهالاکشیده بود بشگفته ماند هر لب ز جوش بشکر تیغ از ذوق ناوک تو بصر او گر زلفت وارند رشک آهوی سسکین بهید گاه در بهلوی رقیب شستی و جلیه تو خار عم تو سینه من چاک چاک کرد در عشم پر و طمتر سگ هم نشد دلش تیر شش مگر بخورد که نامد و گریه و اتم بقالب تو قضا باز در میبید دیگر به بوشش نامده فردا تو از ازل</p>
<p>تا جرحه ز ساغر عشقت چشیده بود</p>	

<p>در چشم بود جلوه تری یا خیال بود آئینه دار طلعت صما حب جمال بود این دولتتم از خدمت اهل کمال بود بگذشتیم ز خویشش طریق وصال بود عشقم همان و طاقت من در زوال بود</p>	<p>ویدم شبی ترا و ندانم چه حال بود زاهد بپریم شب که دلم شمع بزم بود اسی شیخ کعبه راه زوال یافتیم یار از راه وصل یار سپید عاقلان اسی نرسوا رفته این درد و حسرت</p>
<p>ویدم بر بگذار کسے خاک فکر و را گاہے چو گرد باد و گاہے پایمال بود</p>	
<p>بمحمد الله حق عشقم او اشهد سرم از حق شیخ تو را باشد که از تو خاطر هر چنبره و اشهد ز بخت کو تو من نارسا شد ز من بیگانه هر یک آشنای شد بمحمد الله عهد من وفا شد دل اکنون خلوت خالص خدا شد که کار من حواله باقیه ناسا شد که خلوت خانه ام همان سرا شد</p>	<p>سرم بر سر پایت فدا شد ز تیغ تو سرم از تن جدا شد بیلیل منت لبه باد صبا شد کندش از رگ جان بر فلک شد بستم تا بدست عهد یاری بحکم تیغ تو گرون نهادم بدل عشق کو یک اندیشه نگذاشت بیند انم چه جرعه دیدی از من ز بیخای بتان از اول بر خبم</p>
<p>ریت همان را که در بانی سپردی چه آفتها که بر فکر و گذاشتی</p>	
<p>بچه تادری فکر و ایمان ندارد که ویرانه کار از گنجان ندارد سرو کار با جیب بود اما ن ندارد جنون آشتی با گریبان ندارد دل من هلوای گلستان ندارد خلیل من امروز همان ندارد دل من تپانے به پیمان ندارد</p>	<p>دل من بی غیر جانان ندارد دلم پیچ پر و ساعی در بان ندارد ازین کاوش سینه دست جنونم خرد باز تکلیف بخیر مفر ما صبا مر شده گل نه بخت نشاظم ز طغیان کلوخه نیا مد بسویم مدنه ناصحا باز تکلیف تو به</p>

<p>که کارے بزلیف پریشان ندارد</p>	<p>مبادا گے جمع یارب ہر آمدل</p>
<p>چہ خوانم ترا شہروزین وضع عشقت کہ این رسم گیر و سلمان ندارد</p>	
<p>کہ عشق من سر و سامان ندارد نگہبان حسنا ویران ندارد خلیم حسرت همان ندارد کہ این درو و لم در مان ندارد بجا لم پیچ یک ایوان ندارد جنونم کار باد اسان ندارد کہ این سیرنگہ پیکان ندارد سرے با کفر و با ایمان ندارد کہ خوبی آچنین انسان ندارد کہ ز شش مرهم و در مان ندارد کہ عاشق جز عثم جانان ندارد</p>	<p>نظر بر حال من جانان ندارد ولم فکر و در بان ندارد نیکذرو دے بے تاوک او بحال خود مرا بگذار عیسا چنین رفعت کہ سپ دارد در او خرد مندان چہ آکلیفت بنجیر پسران ز من ز زخم ناوک او چہ باویر و حرم سازم کہ عشقم فرشته یا پیری یا حورستی خدنگ آن کمان ابر و بلانی است مرا پیر خرد این نکته سرمود</p>
<p>چہ پرسی شہروز از احوال شقم کہ این طومار من یا بیان ندارد</p>	
<p>یا در ہوس جام و پیمانہ نباید بود از مشرب زندانہ بیسگانہ نباید بود تا عفتل بجاماند و پوانہ نباید بود چون بواہوس نادان افسانہ نباید بود باشعلہ ہر آتشخس پروانہ نباید بود گر بے خبر از رسم زندانہ نباید بود اندر ہوس بزم و کاشانہ نباید بود تنہا چو در آن سنج ویرانہ نباید بود با خویش درین بزم مستانہ نباید بود</p>	<p>یا کھنکب شہرت مخمانہ نباید بود در در زینہ لبش فرزانہ نباید بود در بوم گل تو بہ از می چکنم نا صح تا نام تو نویسم در دفتر عشق او تا در دل تو جذبہ از شمع رستخہ نمود بر پائے مخے افکن دستار سرفقوے ویران نکند عشقتش تا این دل کیادت چون رفت بیخا دل بگذشتم ازین خانہ و چلقہ مرستان فرزانه میا زاہد</p>

<p>آنرا که ز سستی فرق سرو پای نمود با عصمتل فرومایه، بمخانه نباید بود</p>	<p>آنکه داد عشق تو خاک مرا بباد از خاطر ت چو خواب فراموش گشته ام تکلیف تو به میدهم باز بختیب شیرین دبان شور جنون باد چون مرا سودای زلفت از همه غمها مرا ماند</p>
<p>ای شرو ز خود بگذر تا جلوه کند جانان یاد در طلب وصل جانانه ستباید بود</p>	<p>از سهو هم تو گاه بیاری مرا به یاد چون من کسے فراموش جانانه مباد یارب چه تو به پاسے در گریه نبات باد از تلخی زمانه بخوبی بجات داد طوق غلامیت چو مرا در گلو بهتا و</p>
<p>دیدم که فرد برد در تو سرب سجده بود صد آفرین بهت و اجرش خدا داد</p>	
<p>پیام او بسوی من که آرد سفیدی جای نام من گذارد حکایت سازد که من نیارد میان آشتایم که شمارد و لے سرو قدش سایه ندارد عنایت را گو که ریشش من نخارد اگر صد چند دریا را بار د بدل بخرم محبت هر که کار د</p>	<p>بوی او گذر آهسم ندارد به ناگه سویم از نام سز نگارد ز هر دیوانه و عاقل بر اند چون شمارد که از بیگانگان بهم مثال قاتلش جز سایه اش نیست ز سوز عشق غم و در جگر سوخت ندارد قطره چون اشک گرم نمی ماند بکار و یکشش دل</p>
<p>خدا را کن سلامت ما باارد قبولت که سلامت فرد نبود</p>	
<p>در عشق تو جان و اذن زین به چه تھا باشد دائم که درت آسز حاجات رو باشد بهر دل هر غنچه کے عفت ده کشا باشد در دل عاشق را لطف تو دروا باشد از خون چه پزم سو و تا جا سے حنا باشد به خاک نشینت را از نسل بها باشد</p>	<p>کے حاجت در مانی بیمار تر باشد زین گونه لب لعلت گر روح فر باشد لطفت نہ اگر زینسان و مساز صبا باشد رو کے به مسیجائے پیار عنایت آرد در ذوق دم آبی زان تیغ تو می میرم از کوسے تو گر زانے سایه فگند بر سر</p>

از لعل لبست ز کوسه نبود بگوشی گریه
 افسانه گرم شب کان سوخت زبان شمع
 جانے بنود خالی از جلوہ جانا تا نہ
 ہم دید و کیلسائے کو ہم مدرسه و مسجد
 گفتار پریشانی گاہے ز لبم لبشنو
 چون عاشق میبینی جز یار نمی خواهد

در مدرسه عشقت چون باد هوا باشد
 دایم یقین جانان آن قصه ما باشد
 هر گز و مسلمان را دل خانه خدا باشد
 زان دلبر هر جانی جلوہ همه جایا شد
 چون یاده دیوانه لقمه شرح فزا باشد
 آوارہ ز کوسه او در شهر چر با باشد

هر کس بچای خود از عشق زندانی
 آن یار بیند آنکس شر و کربا باشد

مرا دجان من آنکه بر آید
 علاج درد دل جستم زینت
 بگفتم درد دل تا که کشیدن
 چنان سودابه را گما سوخت تو غم
 دل من موم و او آتش مزاج است
 ز جسم جان بلبام روز لے آه
 ز چاک دل پرورد در حضرت دوست
 ز گریه که شود سرد آتشش دل
 بیک تیشه ز غمزارت فریاد
 همه خوبی تو بر حسد کمال است

درون دل مرا گرد لب آید
 بگفت صبر کن از دل گرا آید
 بگفتا جانت از تن تا بر آید
 خیال است اینکه خون از لشر آید
 بنزد گریه چشمم اکشر آید
 بدین گونه چو صبح و بگر آید
 که قطع راه دل بے زبیر آید
 کجا این کار از چشم ترا آید
 مرا صد تیشہ هر دم بر سر آید
 بجز لطفی که از تو گستر آید

به بزم تو منی شاید اگر نشود
 اجا دست و ده که گاہے تا در آید

فانش در عشق تو که را از درون خواهد شد
 می توانم رسیدن بجز دوست تو
 عشق من ویده اسپر تو چنانکه گزیده
 ناز لبه مزاج تو مرا که در حسرت
 از پیشه های دل خویشی بیتی میدارم

چاک صد حسیب که از دست جنون خواهد شد
 خضر عشق تو اگر راه منون خواهد شد
 اگر چنین شورش من روز فردن خواهد شد
 حاجت عالم ازین حوسه تو چون خواهد شد
 زفته رفته بمن آزار حسنون خواهد شد

صد زینجا که بر آینه سباز از عینت
گرد آید جسم آن مهر من بهر طواف
حال من دیده ز اندوه سیحامی گفتمت
دایم از حال دل خویش که در عشق بتان
از میان تیغ کز آن ترک بر آر و بیرون

حسنت آرزو که از پرده بیرون خواهد شد
سدر محراب حرم نینسنگون خواهد شد
باز در سال دیگر جویش جنون خواهد شد
پیش ازین آنچه نگردد دید کنون خواهد شد
علی را جگر از جویش که خون خواهد شد

فرد امید از و نیست که آید بسرم
حالم از پیش ازین نیز زیون خواهد شد

شمع را شعله بشبها می شود از سر بلند
خاک ما را تالب با شش نشد که بخت
خاکساری کن که از پستی بر فتنه رسی
قدر دل افزود و گشت خاک از عشق کس
مهر کن بر خاکساران تازنی سکه خلق
استخوانهای من آخر سوخت این سوزدم
آتش من به جو شمع از جور اهل بزم نیست

دود آه ما است هر شام و سحر یکسر بلند
ورنه برود شش هوا بر خاک شد اکثر بلند
میشود دود از زمین تا گنبد با خضر بلند
شوکت خانه نماید میشود چون در بلند
هست نام آفتاب از جسمه اختر بلند
در نیستان من آتش شد ازین خاکر بلند
از تبه خاکستر دل گسست خود آذر بلند

فرد سالک را نباید یکدیگر است
هست از هر منزلی یک منزل دیگر بلند

دل دیوانه ام و رفیق زلفش لذت دارد
توان و صبر از من التماس رخصت دارد
تغافل اینقدر لعل یلعه از جالش چرا داری
غبارم را رسانی با هوا هم نیست تا با من
ندیدم نشسته صاف اینچنین در باوه گاه
زنگ چینی چرا بر بلبل لعل ظالم جفا کردی
مکش بنج یقتل عاشق جان او له قاتل
قبح نوحان عشقش را سپین از چشم کم زاپ
کبوی تو جهاست بخود از عشق تو می آینه

که نا صبح نیز از ذوق دل من حیرت دارد
تو گر آئی بهر صورت تحت ملل صورت دارد
که قیس ز دولت عشقت بعالم عزت دارد
تعالی الله چه ایوان بلندش رفته دارد
نگاه چشم مست او عجب کیفیت دارد
که گفت است اینک گل باروی خود بنیته دارد
که آن خود مرده از بیخودی که فرست دارد
چو میدانی که می از حکم شرعی حرمته دارد
درین میخانه هر رندے هولے خدمته دارد

عجب نبود که گیرد آتش دل سخوانم را
 بولے کو سے تو کے بعد مردن ہم دو دامن
 کند زلفت کس کے میزند باہ اسیر تو
 نہ در محوره ماند نہ باویرانه سازد
 نوید مقدم تو تا صبار دہ است در گلشن

بسوز خانه ہم سایہ آتش عاوستے وارو
 شدم کو خاک لیکن جان زارم سہمتے وارو
 کہ پیچھے لگا بہت در حرم ہم مرتے وارو
 دل دیوانہ ام امر و زلف فرجالتے وارو
 زہر شاخ خمیدہ ہر درختے حالتے وارو

کمان عاشقے پردی کہ رنجیدی ز فر و خود
 کجا آن خستہ و کو عشق نا حق تہمتے وارو

اگر در صومعہ ز اہد خیال عنایتے وارو
 گو اریے دلت گرنیت صحبت بانظر بازان
 نگر و اند اگر پہلو ز اغیارم مرا این بس
 طبع ز اہد چہ دارو از زین شورہ زار خود
 نیگویم نظر بر غیر من گاہے بیند ازو
 مدہ از شربت خود در پنجانے مہنخ کا میہا
 گل خوشبو بان پیرا ہن یوسف نبی سجد

بدل بہتر کہ با ولد ابریکدم صحبتے وارو
 دل ویرانہ من پینز کنج خلوتے وارو
 کہ گاہے گرم آغوشی بمن ہم ساعتے وارو
 محبت گریبا شد دفترہ کے طاعتے وارو
 بس است از گوشہ چشمے ہیوم ساعتے وارو
 بدر داو دل من لے مسیحا ایاحتے وارو
 کہ در کفان نسیم امر و زوید کرتے وارو

درین عزت نشد فر و مر اسودی ز کمانی

کہ چون عنقا با این عزت بعالم شہرتے وارو

نہ تہنسا رو کے لو بہرہ تماشا عالی وارو
 کہ از بجانہ چین سینہ بمن نیست در عشقت
 بجد تو نامدہ قدر حسن دلبران جانے
 ز کویت رشک رضوان می برو شاید بینداند
 بسیر عالم دل ہم حشر ام ناز کن گاہے
 تہ من تنہا اسیر دام عشقت گشتہ ام جانان
 پیلان شکوہ ام پیش رقیبان بس غبت کردی

ترا کے قامیت زیبا سر ایا عالی وارو
 کزین نیرنگی حب لہوہ دل ما عالی وارو
 کہ یک حسن سر پاپے تو تنہا عالی وارو
 کہ بام تو ز کویت نیر بالاعالی وارو
 کہ ہر یک پارہ بشکستہ و لہا عالی وارو
 کہ از دیدار رو کے تو متنا عالی وارو
 کہ پیش دلبران این گفتگو با عالی وارو

بظاہر دفتر شکوہ اگر چہ کرد صد پارہ
 بدل از تو ہنوز این فر و شیدا عالی وارو

و عاشق را بہ غمنازی غمنازم بر لیم آمد

پہلے رخصت بہ ہجر تو چو جانم بر لیم آمد

زور در جویاب ضبط از دل آبخنان رفته
توان و صبر هم رفت و قنان و آه و ناله هم
ز جورت حال عشق من نشد بر همد ما ناطق
نه بهر التماس رخسته جانم بلب آمد
غشقت بیخ فرق ظاهر و باطن نمیدارم

ز راه سینه آه ناتوانم بر لبم آمد
دم تنوع از دور و دم یار و انم بر لبم آمد
ز طعن جنس خلق این رازها نم بر لبم آمد
پس اظهار دروسه چند جانم بر لبم آمد
بدل من اچس میبارم به نامم بر لبم آمد

عبست از تو پندار و شکایت فرو مسکینت
پس از صد جور یکبار این بیایم بر لبم آمد

بینا ز تو مرآت در جناب یار حاصل بود
همیشه بمنشینی بود تازه گفت گوهر دم
شیر و لای زربخ خلق و لای طعن همسایه
تاشاک جمالش بود و ما بودیم و شوق دل
نه قفسر چشم بود آرامم بکوسه او
چهار استغنا که من میداشتم از دولت و صلحش
محبت بچوسه در سپینه امن جو شها میزد
دو زبان ساغری جامه نه از زندان مشت
نمی آمد بدل اندیشه از سختی و دوران

انمان بد عشق و بهر دم دولت و پیدار حاصل بود
مدام خلوتی بے خطر و اغینا حاصل بود
چه راحتا که بے رنج و بے آزار حاصل بود
رہائی از غم بے منت عنخوار حاصل بود
چه راحت بر درش در سایه دیوار حاصل بود
ز فیض صحبت آن دلر با هر کار حاصل بود
چه سستیها که هر دم بے مے و خمار حاصل بود
ز لطف چشم مست نشسته در شراب حاصل بود
بد طوبی جل عفت دره دشوار حاصل بود

بجز او در خیال و خواب نگذشت لفر و من
بجوابش نیز سیر و دیده بسیار حاصل بود

اندین سودا اگر زنجیر با من می شود
بر مسلمانان از لیسویت با لای تازه ایست
بچنین گراشائی با سکت چندی مانند
یاوری جسمت لعقل او شد ز عشقم برخلاف
میزند بایه و گر صبر و خرد در کار عشق
در ره عشق تو سختی آفتد بر و داشتیم
نیست با عشقت فرو عی آفتاب عقل را

در سر کوشش و دیال شور شیون می شود
هر که باز گفت در آ میزد بر امن می شود
رفته رفت بر در تورا و ماندن می شود
هر که اما دوست می گیریم دشمن می شود
عقل رهبر خود بر اه عشق زمین می شود
موم گر گیرم بدست خویش آهن می شود
گر فلاطون است عقل و کم از زن می شود

خانه اول گو خراب از مدتی افتاده است
 طره سحر است این ز کویت چون و در بیرون کس
 اگر قدم رنج کنی گاهی درین ویرانه ام
 گو عصای آه می گیرم بدست خود بزور
 از سر کوسه جنون چون بر در سینه روم

گر خرام ناز فرمانی نشیمن می شود
 نقش یاد هر قدم ز پیخه آهن می شود
 این دل بشکسته من ارتکب آمین می شود
 یک هر نقش قدم از ضعف سکن می شود
 بند پایم حلقه های چاک دامن می شود

از کنار هر تو تاریقی تو ایجان شد یقین
 همچنین بس رفتن جان نیز از تن میشود

فصل گل سال بس با جوش و طوفان میرسد
 صبح را اگر دست چاکش تا اگر بیان میرسد
 راه در شهر تو چون یابد سلمان ای صتم
 میرود دل بهر استقبال چشم می امید
 جز شب هجرم که از طولش فلک آگاه نیست
 تا بهم شد مصعبت روی تو و ز ناز زلفت
 ز اهدا از خلوت مشو بیرون که در شهر تو باز
 گر می بینم گمانه روی تو تا گردن رسید
 گرد باد آسا بطوف کویچه لیلای هنوز
 پاره های دل از آن در سینه میدارم نگاه
 تشنگان آب تیغند را نظر بر خضر نیست
 مصدر دل ز جوش سیل مشک خود ویران کن

مرده یاد ایدل جنون را نیکتایان میرسد
 هر سحر که چاک از جیم بدامان میرسد
 صد بلایش بر دل دفته بیامان میرسد
 مرده لای جانم مگر امر و زجانان میرسد
 در نه هر شب تا سحر آتش بی پایان میرسد
 آفت تازه بس بر گبر و مسلمان میرسد
 آن بلا و فتنه و آشوب ایمان میرسد
 هر سحر خورشید در کوی تو از آن میرسد
 خاک بمخون بهره با و از بیابان میرسد
 هر دم از ناوک او تازه همان میرسد
 آب شمشیر ترا که آب جوان میرسد
 لای زلیخا که روان از سوکنان میرسد

بر لب بام آ که در کویت مگر دیوانه فرد
 جامه خون آلوده و با فوج طفلان میرسد

جان لبشوق دی بحد چشم و دم می طید
 چاره کس عشق لای سیمما که توانی زود کن
 بهر مان بگذشت حال من ز اصلاح شما
 سوز آه من کند تاثیر آخر دردش

میدهد بصرم گواهی یارمشاید میرسد
 از جنون درسم که در دهن پرده تنگ درد
 می سپارم من بدست عشق هر یک نیک بد
 گاه گاهی این تپاک دل گواهی میدهد

<p>تاریخی بر من مباد امر غریب من پرورد امتحان دارم که روز مقدم کسی می جهد ورنه جنس بے بهاجز عشق دیگر که خورد</p>	<p>گر چه صیدم هوس داری تغافلها ممکن نه سبب نبود جمید نها که دار چشم من گرمی با زار یوسف از زلیخا شکر لبهر</p>
<p>یکدے بر فرد خود بشتین که بهر امتحان از بے احتیاج بر تو سوره یوسف دلد</p>	
<p>در بهوایت هر و عالم از نظر رانداختند بار اول نقد صبر و عقل و جان در باختند تا که ناقوس محبت بر درت بنو افتند بهر سجده طاق ابرویت مقرر ساختند رایت حسن تر آتاد در جهان آفرختند شد خراب از چند روزی تا که ترکان ختند چون برکے امتحانم تیغ ابرو افتند</p>	<p>کار خود از دولت حسنت جهانی ساختند در قمار عشق تو هر پاکباز تیز پوشش مسجد دیر و حرم را کار بر هم خورده است صومعه در عهد تو بر باد شد تا زاهدان سزگون شد قامت زبای خوابان سربس از دل آبا و سکه هلم چه گویم قصه نیست چاره جز سز نهادن نیست پیش دلبران</p>
<p>فرد باید دید جانان میکند منزل کجا عالمی و لها ز غیر از بهر اویر داختند</p>	
<p>جان آدم و از بشتن مدا و انرسید امر و ز در گربن به لعین انرسید صد صبح مشد و هسوز فرد انرسید با سیل سرتنگ جوشش در یار رسید یکس تیغ تو گاه بر سر ما نرسید آمد به نشانه لیک بر جان رسید</p>	<p>در واکه بدر من سیحان رسید ترکی که که نمود و دوشس تار اراج دلم این و عده تو بمن قیامت کرده است برخاست اگر چه ابر بهر مددش از دست تو قتل سر نوشتم چه بنود از من چون گذشت ناوک تو بر غیر</p>
<p>لے فرد مثال ریش گرشد دل تو که عشق بهما چه ما بد لها نرسید</p>	
<p>که صاحب خانه دل خود خدا بود فرازم تا سوس دست دعا بود ییزم جلوه گر آن که لغت بود</p>	<p>شب این کاشانه ام قبله نما بود بپند انم چه حالے شب مرا بود چه گویم کلب از میر مجلس خویش</p>

ازین بیداد تیغ ابرو سے تو به
 سیجا چاره کوروم ندانست
 نه در همسایه ام بود و نه با من
 به عشق خویش تن دیوانه هستم
 باو از دل خود بود رفصم
 درین سو او فکند عشقت و گرنه
 ز سیل اشک شب در آب ماندم
 پس از عهدیکه بخت گشت یاور
 بکویت گر پیر سز از مزارم

سر کو سے تو رشک کر بلا بود
 که بهر من لب نوشش دو بود
 بنیدانم دل من شب کجا بود
 و گرنه کوی دل و کوی دل با بود
 نه مطرب بود و نه ازنی نو بود
 بزلف تو دم کے آشنا بود
 چه گویم طرفه بر من ما جگر بود
 سر ما و کور دولت سرا بود
 بگو بیچاره اهل و قابو بود

لفظ مودی و فایک و عده بهم
 چها عهدیکه با عشق و گدا بود

هر آن دلی که ز زلف تو در کسند آمد
 بگلشنه ز چنین سر و سر بلند آمد
 مرا ز مهر همت که زندگی و آرام
 ز بخت خویش ترا تا بخواب خوش دیدم
 بسا داین که در دو گوش من ز نید یاود
 ترا از چشم بد جاسان چه باک ای شوخ
 صبا عین امر ابر و تادرت آتند
 مرا حواله کن لے قضا بدست

تمام عمر درین حلقه پاسک بند آمد
 بباغ حسن قدرت بسکه دل پسند آمد
 چه باک از سر زلف تو گر گزند آمد
 فدای خویشتم بختم از حمید آمد
 بو اعظان چه نظری ز راه پسند آمد
 و لم به مجسم عشق تو چون پسند آمد
 اگر چه خاک شدم همتم بلند آمد
 که شمرتم ز لب یاز نوش خند آمد

چه باک اگر بفروشند نظم او چونبات
 حلاوت سخن تو در بی ز قند آمد

چانه کان بر قد مجنون شیدا او خند
 خوبه بر چاک این دست جنونم گشته است
 خلعت عملت جو بر بالاس من کوتاه بود
 نیست هم سنگ گویم و خیزت سر پشینه ام

بعد از آن بار دیگر بر قامت ما دو خند
 دو ستام پاره های جیب بچاد و خند
 بهر من روز از ل دامان صحر او خند
 پادشاهان صد قباگز بهر سر ما دو خند

عشق چایک دست تاپاره گریا نم نمود کسوت آزادگی راکے رسد و سبب غبار	ہمدان باتار زلفے چاک مارا دوختند این قباسے طرفہ بہر بنوا ہاد و ختند
---	--

فرد سہا جامہ عریانی از بہر من است ورنہ ہر گونہ لباس بہر تہناد و ختند	
---	--

در دل من آتشے از عشق کس اور ختند گر می بان از حسنت را سبب من بودہ ام پیشہ ز خود کن نیاز از عشق میداری و لا گوہر استیکے کہ کردم بر سر راہست شمار	مایہ صبر و متاع دانش من سوختند عشقبار ز بہار من فریاد و تیس آموختند خلعت ناز از ابرسکے جامہ ز میان دوختند عالمے از آسقامت مایہ ہا اندوختند
--	---

بہ چاک کس گشتند از زنگہ اسے عشق من این قبایر قامت بالا سے فروم دوختند	
--	--

تقدیر باین گونہ چو ابرو سے تو خم کرو آن ناویک دلدور تو امروز ستم کرد از بار گران کرد رہا گردن مارا الفت نتوان داد دولت را بدل من پیمان شکنان عید من باز چہ بندی	صدفتنہ بہا بر سر محراب حرم کرد آمد بدل غیر و دم پارہ ز غم کرد بیفتت کہ فرو تر ستم از راه کرم کرد آنکس کہ دم با سر زلف تو ہم کرد باد ز کلمہ سب تو ہر چند ستم کرد
---	---

از نظم نیر آشوب غم تو بحسبے نیست حسان عرب رنگ گرا ز فرد عجم کرد	
--	--

بقطع منزل عشق دل محنت کشت باید براہ تو چو من خلقے سرامید میدارند نہ ہر یک بو الہوں است جام عشق میخوانند	محبت پیشہ شوریدہ مجنون دستے باید یہ پیچھے روی گریہ میانت ترکتے باید ز دست ساتی تیرین بے جرمہ چستے باید
---	--

دل سخت بتان ہرگز نگر دو زم از اہم باین سنگین ولان سے فرو بس تیر آتش باید	
---	--

آشنا زخم گہہ باین سمر ہم نشد عاشقان زین پیش ہم بودند لیکن نہ چنین کار من از دست رفت و دست ہم از کار رفت	غم من آخر شد و ریش دل من کم نشد عاشقے ہچون من شوریدہ در عالم نشد این قدر کار کسے از زلف تو ہم نشد
---	---

سجده گاه خلق از تشبیه ابروی تو هست غنچه سان درد تو در دل آنچنان بنفتم ام	گر چه محراب حرم چون ابروی تو خم نشد راز عشقت را از حال من کسی محرم نشد
---	---

فرد بیوچه نباشد ربط جان را با بدن
جان آدم بے سبب در قالب آدم نشد

سخن شنیده افتادی عشق ایدل ز سلسله خود روداد اری من چند آنکه سله جانان جناسه خود سپردم دل با کن شیرین لب و خوردم فریب تو صبارا اگر چه پیمان است با خاک مزار من هماندم بر سر سفر باد آمد آفت تیش بعشقت گریه دم بر سر کوه تو ای جانان دل صد خاک شد چون شانه تار نقش ز نام شد از سیل سر شکم گوشه دل غیرت صحر شب دیوچور چه بود تا بر من زلفت او باشد	بجز انجام بادا بس که بد کردی بجای خود بمگردان زنون می یابم از جور تو قلعه خود چه سازد کس زهر چون خود که بشه پیاپی خود مراندیشه می آید ز بخت نارسای خود که کوه عشق پشیرین را بفهمید او بلائی خود سیفکن دور خاگم از دور دولت نارسای خود بمشرمی برم شکوه ز بخت نارسای خود کنار جوگر میداشتم یارب بنای خود که هر تالی ز زلفت او ستاد بچو بے براسه خود
---	---

چو دیدم سر و پا زار متاع کا سد دل را نشد فرد
سپردم بے زرش ناگرده کیوسه پمائه خود

خوشاد دل کو سرود کار تو دارد خریدایم ندار و رو به یوسف علاج درد تو کس از که جوید ندارد کس پر دلم بیدر مان ندارد درد سر گاه از خاکسای چه دارد سیل جنت عاشق تو بندار دنیات وقت مصری سلیحان می برد در شک از گزایت رگ جان می شمارد در شتر را سے با کس ندارد دست و آزاد	دو چشم از سر دیدار تو دارد زگر میساکه بازار تو دارد سپه چای نیز آزاد تو دارد زبے درد یکه بیسما تو دارد چه سیتها که سرشار تو دارد که طیب بے ارشک دیوار تو دارد حلاوتها که گفتار تو دارد عجب نشانی پرستار تو دارد که بر پانویز گزینتار تو دارد اگر دارد سر و کار تو دارد
---	---

<p>دلے دارم کہ سود لے تو دارد ندارد بادہ عشقت خالے ہمیشہ باد سرخوش آن سیہ مست سر من سایہ دولت پناہے خوشا ہمت بلند آن رسا بخت بناشد رفت طوبیٰ بہ چشمش کسے ہمتاے تو دلبر ندیدم تماشا گاہ عالم چون نباشتی</p>	<p>سرے دارم کہ غوغایے تو دارد بے بے کیف میناے تو دارد کہ سرستی ز صہباے تو دارد ز سر و قدر عناے تو دارد کہ روے بر کھن پائے تو دارد ہر آنکو عشق با لاسے تو دارد عجب حسن سراپاے تو دارد تماشا حسن زیباے تو دارد</p>
<p>چہ سار دگر نگر دو دشمن خود کہ فرود تو تو لاسے تو دارد</p>	
<p>نہ ہر یک نکتہ دانی از سخن انداز من داند کہ آ آ گاہی از انجام عشق من کرو پر سم بناشد آگہ از حال درون سینہ ام آہم یہ ایناز متاع خود فگندم آتش عشقتش طیب عشق می باید کہ فہم بنفوس عاشق را بسلمے داستا نے گفتہ بودم شب بکوسے او مرادوشن لے چون خضر باید رہیز ظلمات</p>	<p>زبان نالہ ام ہر کس کہ فہم راز من داند مگر دل سوختہ حال من از آغاز من داند ز خناب دل من گر بہ رعنا ز من داند سخن لے ساختہ گویم کہ عشقتش ساز من داند سیچا کے ز احوال دل ناماز من داند کہ راز عشق من تا آن بت طناز من داند کہ راہ آن لبان عیسوی اعجاز من داند</p>
<p>دل خون گشت و پیش او نگر دم فرو یک نالہ سباد اتا نیازم آن سراپا ناز من داند</p>	
<p>آن شکار افسن بصر میرود خلق را چشم تماشا سوی اوست صبر کیسو میرود دل میطرت تا فلک آہم کہ میگردد بلند گریٹے من چہ داند آفتاب لے صبا شوحنی مکن باز لف یار</p>	<p>در پیش دل ازیر ما میرود یار چون بسر تماشا میرود جان من ہم بے سرو پا میرود پیک من سوئے سیچا میدرد کاروان من بسببها میرود اختیار از جان شیدا میرود</p>

<p>لے بقر بان نگاه ناز تو نالہ ام در کوے او گستاخ نیت</p>	<p>صبر ما امروز از ما میرود ورنه افغانم بہر جا میرود</p>
<p>صبر و جان و دل ہمہ یکسو شدند فرد من امروز تنہا میرود</p>	
<p>بر بالین تاکہ آن دلبر نیاید خرام ناز و رعنائی کہ دارد چہ گویم قاصد با تو پیایے شکستہ طرہ اش دام بلا نیست</p>	<p>الہی جانم از تن بر نیاید چنین ہا از زبت آرزو نیاید کہ راز دل بگفتن در نیاید ایسرش تا قیامت بر نیاید</p>
<p>ہندام سر بگفتش پایت لے فرد کہ طے راہ بے رہی بر نیاید</p>	
<p>چہ گویم من از ان لعل شکر خند نگوید با کسے یک حرف از ناز مزن شانہ بزلف خویش بیاک سر موے بکس نکشاد از ان جعد پیایے خود حنا ہر گز نہ بند نہ تنہا من ز لعلش تلخ کام نشہ زین آب حیوان خضر آگاہ دل سنگین دلان شد پیشل و دم ز کوش جان بری کس کے تواند جشن در حلقہ زلف سیاہش مینداریار شہسواران</p>	<p>نہ با حلوے ترماند نہ با قند جہانے نہست اور آرزو مند کہ باز لفت دم راہست پیوند دل خلق ز زلفش بہت در بند جہانے خون دل از چشم ریزند ز حسرت دلبران بہر گزیدند ندام از بکس شوے کہ افکند تبان و عوے دل بردن ندارند کہ باشد ہر دم آبخاک شہ چند ہمہ ترکان غلام روی اویند کہ در جو لانگہ او اسپ تا زند</p>
<p>مینداری و چو بردل اختیارے چہ سود لے دوستان فرد ایند</p>	
<p>نسر زانگان کہ در رہ جانانہ می روند زاہد براہ یار نہ نسر زانہ می روند</p>	<p>از خویش تن گذشتہ چو بیگانہ می روند چون سیل تند بخود و دیوانہ می روند</p>

با دل شکستگان کمن لے محنتب سیتز
 رحمی بجال بے جگر ان لے سگی درش
 وحشت برند از دل آباد بسیدلان
 زاهد بکو لے میکده زینان که می روی
 صد مهر گر بود بدل دلبران و لے
 در دور چشم مست تو ز یاد صلومهر

کز خویش چون زگردش بیانه میروند
 ساز سفر جو کرده میسا نمیروند
 از نایبان گذشتہ بویرانه میروند
 زندان نه این روش سوے بینخاش میروند
 هر جا روز صورت ترکانه میروند
 پیمان شکسته بر سر پیمانہ میروند

کے میتوان رسید بان شمع ورومن
 خلقه بجوم کرده چو پروانه میروند

دل ناز پرور من ہو سس نیاز دارد
 که ر بود خواب شہما کہ دلم ز حسرت او
 ہمیشہ شب بر نایب زلفتان ما جانے
 چه بلاست سوز عشقت کہ بہر دلی کہ آمد
 ز قطار لے کہ دار د بزم کس ز زلفت
 بسر عیان عشقم ز ہفت تنم پہ گوئی
 چه تبرک من رسیدہ خبر از دل خرام
 مگرش ز حال عشقم خبر سے رسیدہ باشد
 تو دے نیاز ہی تو کہ نظر بر من نداری

کہ بطاق ابرویت خم چو سر نماز دارد
 بامید تا سحر گہ در چشم باز دارد
 کرے تاکہ مار از گناہ باز دارد
 یہ عنایت چو شمع محفل ہمہ تن گداز دارد
 بخدا کہ شیخ کعبہ کلمہ دراز دارد
 دل نا بصور و رسوا کہ نہ هیچ راز دارد
 کہ و گر باین خرابہ چو خیال ناز دارد
 کہ بمن ز چند روئے چو عتاب ناز دارد
 دل من نیاز مند ہی چو دل ایاز دارد

دل فرد چون غلامش نشود کہ خواجہ او
 ز گدازش و نوازش ہمہ سوز و ساز دارد

دل شوریدہ ام احوال زلفت سر سیر داند
 میجا دست انداز علاجم کے تواند شد
 بزمش میروم بیگانہ و ش چند آنکہ نشناستند
 ز لجا وار ناویدہ جمال یوسف شیدا
 شنیدم موی زلفش تا میانش میرسد زین رو
 مرا این عشق بے پروا برو چون سیل دیوانہ

پریشان روزگار از حال سنبلیکے داند
 ز سوز لے سر زلفت تو آزارم اگر داند
 مرا آشفته و شوریدہ از عشق و گر داند
 ز حسن او چہ می پرسی کہ این اہل نظر داند
 جہان از موی زلفت او نشانی از کمر داند
 نہ باک از خار میدارد و دم نے ر بگتر داند

چشمی پرسی ز راه وصل آن دلدار هر جانی
نیم آگه و لے دایم که فرو بے خبر داند

از منت اینک که خبردار کرد
چشم تو صد میسکه بیکار کرد
پیش ازین جوش بخونم نبود
چشم تو آگاه ز عالم نبود
غزه فریب تو دم چون بود
چاره چه جویم ز لعل نسج
عقل فو ماند ز تندی کار
عشق جگر سوز که خون نسخت
باد که بس تنبیه چشم تو هست
کشته سفاکی شیخ تو ام
سهل بمن بود بخود آمدن

کار مرا آه که دشوار کرد
کوے ترا خانه اخار کرد
اینقدر آن ابروے خمدار کرد
فتنه خوابیده که بیدار کرد
در شکن زلف گره دار کرد
جادوے چشمان تو بیمار کرد
عشق تو دیوانه بیک بار کرد
بس جمل از تشنگی خار کرد
کز نگه پیخود و سرشار کرد
کوے ترا خیزت گلزار کرد
عشق تو بس عقده دشوار کرد

اذن درت فرد ز دربان نیافت
شب بسر آخر پس دیوار کرد

ده از دست همت را که همت کار با دارد
مشو نو میدگرم روز کارت بر معنی آید
و نای فتح باب رزق چون عین گرت باشد
چو موشی همت باید که علم عیب بکشاید

رسی روزے بطلبها که همت کار با دارد
بیابانی کام خود فردا که همت کار با دارد
رسد از عالم بالا که همت کار با دارد
شود خود حضرت ره پیدا که همت کار با دارد

بفرودم آرزوے بود از زنجیر زلف تو
تار خن کرد از سودا که همت کار با دارد

کوے تو بود یا پس سن لاله زار بود
خونین کفن شهید ترا بوسه و آغ دل
ویدم به کشته تو که از داغ عشق تو
در آرزوے کوے تو دیدم که زیر خاک

یا خون کشگان و دل داغدار بود
فانوس رخ بود و چراغ و بهار بود
روشن ترش بخاک پوشید مزار بود
سر تا پای عاشق زارت عنبار بود

رسم دلم نبود که بیرون رود بشب
 از دل گذشته ام که علاجش بدست نیست
 هر ترک خو که آمده فارت و لم نمود
 دست جنون مگر بگر بیان من رسید
 احوال چاک دل که نمودم بچشم او
 گو سخن ام گرفت ولیکن چه کرده

بازلف کس برقت و ندانم چه کار بود
 دیوانه کے مرا بگفت خستیا بود
 افسوس این بنا بسر رگنزار بود
 کز جیب تابدا من من تار تار بود
 بے سود شد که نرسد از چرخار بود
 بے طوف کوی او بدلم کے قرار بود

شاهان که خاک در گه او سرمه میکنند
 بیچاره فرد کے بدرشش در شمار بود

دولے من چو دیدار تو گردد
 ز زلف خود شکن از شانہ کشا
 اگر شناخت درد من سیجا
 منہ پا در رہ میخانہ لے شیخ
 چه خوش باشد که پرورده زخوم
 بدیوارت زخم سرد تا زخوم
 خرامی تا به تیخانہ گران ناز
 بتما بسند ترا گر شیخ وزا

بمن آسان هر آزار تو گردد
 سبادا کس گرفتار تو گردد
 ہی ترسم که بیسار تو گردد
 که رہن بادہ دستار تو گردد
 گیاه خشک گلزار تو گردد
 نشان من بدیوار تو گردد
 برہمن ہم پرستار تو گردد
 اسپر دام ز تار تو گردد

باین تقوی اگر بسند ترا فرد
 یستین دائم طر فدار تو گردد

بارعت کشیدن جانم نمی تواند
 کرد از شکسته بالی عشق آبخنان ضعیفم
 پس سود هست گفتن راز تو با طیبیان
 بعد از وفات چه بود از آب خضر چشمم

دل نیست آب گردد دائم نمی تواند
 پرواز کردن از تن جانم نمی تواند
 عینے علاج در دم دائم نمی تواند
 زنده ز سر نمودن جانم نمی تواند

گل در گل است شاید فردم که گرد باغی
 بردن ز خاک کویت زانم نمی تواند

صبرم نم که مرغ محرم یاد آمد
 دل بتیاب زیاد تو بفسر یاد آمد

شبنم افتاده چو دیدم بگل و سبزه باغ
 سر بر آورد و چو از جیب خود صبح شعور
 ز آفتابان پانهادیم برون سوسه چمن
 کم ز طوفان بنود جلوه سیل شکم
 قابل تیشه عشق تو نه هر سر باشد
 خواست نقش لب لعل تو کشیدن رشنه
 سحر دار دغم تو هر که ای سرش گردد
 چه هوا بود که از این عشق تو وزید
 هر که در قبضه عشق آمده که باز بد
 سر هر عقده ز نیک تیشه بفریاد کشود

از گل رفته تو دو چشم ترم یاد آمد
 عشق بیباک بمن بر سر بید آمد
 پر و پائے نکشود میم که بصیتا آمد
 دل ویران مرا آب به بنیاد آمد
 دو لختی بود که آن بر سر فریاد آمد
 حیرت و بیخودی تازه به بیستاد آمد
 بچو خورشید همه خنده و دل شاد آمد
 خرمن صبر و فترا هم به بر باد آمد
 بچو کنجشک که در پیخه فولاد آمد
 خلق دانند بلا بر سر فریاد آمد

از خرد کار دل فرد خرابی میداشت
 دیدم از دولت عشق تو که آباد آمد

نیاز نامه ما را بخواند و چاک نمود
 چه فترا بجان آه در دناک نمود
 نشان سجده ما چون بکوسه خویش شناخت
 نشد ز چشمه حیوان بشستن داعم
 شدیم خاک در او و لے بیند اینم
 بحال ما چون کند ابر گریه باکے نیست

هزار قصه بیک عذر ناز پاک نمود
 که از سمک خیر عشق تا سماک نمود
 ز پائے خویش همه را بر زیر خاک نمود
 که ایستے که با آب صاف تا ک نمود
 چرا ز رگداز خویش یار پاک نمود
 که تیره روز مرا آه دور تا ک نمود

نیاز مندیم آموخت خو سے ناز ترا
 ترا که شد هنر و فرد را هلاک نمود

یاد باد آن روز گاران یاد باد
 دور جام و بزم یاران یاد باد
 مجلس آنسے که با هم و اشیتم
 جان و دل بر آستانت باختن
 از خزه جاروب کردن بر درت

بزم عیش با ده خواران یاد باد
 هاسی و هوی سیگساران یاد باد
 هر سر فصل بهاران یاد باد
 همت ما جان نثاران یاد باد
 خدمت خدمتگزاران یاد باد

<p>آب در کوی تو پایشدن ز چشم کودکان بودند تو یو دی دنی سوز سوگ بجز تو جانم گداخت یلک گر را غمز دای بود ه ایم برورت از شوق میزدند جان ماه من همچون ستاره گرد تو غمز دایسک که با هم کردی بخود افتادن بیاد لعل تو</p>	<p>حال چشم جوی باران یاد باد ترک تازنی سواران یاد باد درد سوگ سوگواران یاد باد اجتماع غمگساران یاد باد چون من خسته هزاران یاد باد مجمع آن گلزاران یاد باد یاد باد لای غمگساران یاد باد آرزوی دوستداران یاد باد</p>
---	---

عاقبت شر و کور کوریت ببرد
 از وفاے خاک اران یاد باد

<p>یار ب بیند آنم که این خود د لبر من میرود دل از بر من میرود در یاد شمشادش چنان صد فتنه بر پا کرده بر کفر و اسلام همه عشق تو نهان چون کم دانی در کنوان تفتت جز بستن دستم زلفی نیست چاره ناصحا</p>	<p>یا صبر از دل میرود یا جانم از تن میرود موئی بسوی شجره و ادای این میرود اسلام از شیخ حرم کفر از برهن میرود بیرون شر چون از درون سنگ آهن میرود هر روز چاک نوز جیبیم تا بدامن میرود</p>
--	---

باشد زلفی دزنی بود اگر بسته گردد در سخن
 لای قلوب کلفت غذا در خلق الکن میرود

<p>ماه شب افروز من از کلبه من میرود کف نقاب زلف باشد پرده احسن رخت خار را بنود غلش از و امن عریا نیم عشق زلف و روی او در شمشک مارا فلند رهنما عشق است اینجا مشعل دیگر چه کار در میان سنگ و آهن تا نهفتی آتشی فتنه از کس نگیرد جامه عسریا نیم یاد دل فرود اند یا تو دانی که ز غمت</p>	<p>آه چون یعقوب نور از چشم روشن میرود روشنی از خانه بیرون راه روزن میرود آشتی اینجا میان چاک و سوزن میرود بس خجالتها که از شیخ و برهن میرود موسی من سوی طور از راه ایمن میرود سر زلف شهادت میان سنگ و آهن میرود اشک من از جیب بے کلفت بدامن میرود صبح و شام و روز و شب خودا پنجه بر من میرود</p>
---	---

<p>زندگانی بس پرده جانان باید + بهر ویدار رخت دیده حیران باید + دارم آماده کباب از دل بریان لیکن صحرے نیست و گرنه دل تو قبله بس است یار من هست بهر کافر و مسلم نزد یک آفتابی و همسره ذره بسویت نگران بے جمعیت خاطر چهره مردم پیش مسیح دل خرابیت چو شود هست امید منجی نسبت موسی تو یا سنبلی و مشک است خطا</p>	<p>صرف این عمر گرا سنا یہ بد پیشان باید چشم بکشاؤ چونر گس همه نگران باید چنین خون چو سگ کوی تو همان باید جلوه کعبه همه جاست مسلمان باید بهر ویدار و لے صاحب ایمان باید مهر تو با من و اعنیار به یکسان باید کہ دل آشفته زلف تو پریشان باید عشق گرا هست ہوس خانہ ویران باید باشب تار من کشته ہجران باید</p>
--	---

<p>دو منظوم خود کے فرو بس بزم مرید نکتہ ہنس سخنت مردم ایران باید</p>	
---	--

<p>خاک من شد گرد و گردن ہولے می برد از غبار تن کہ در من میفتاند جان کن ساربان ناقہ لیلے حدی ناخواندہ است نہ کند زلف و نہ غمزه دل من می کشد ہاں خدا حافظ کہ عشق انگند در بھر ہلاک من بسودے سر زلف کسے دیوانہ ام دل کہ می بالہ بخود در وادی ایمن مگر کم مدان از صخرہ سوتنے اگر سنگ است دل از عم عشقت بہا و اندیشہ است افزون شود</p>	<p>گو پریشا تم خود اما بجائے می برد حسرت طوف در دولت ہر لے می برد بیخودانہ از بزم دل را حد لے می برد در رہ بیگانہ خود خوے و فائے می برد کشتی مارا بسوے نا خد لے می برد کہ دل و صبر و قرا ام از ادائے می برد بخت من زمین راہ سوئی آشنائے می برد رفتہ رفتہ تا بکوے رہنمائے می برد عاقبت این غم بسوے غم دوائے می برد</p>
---	---

<p>فرد در جائے خود است و عشق اورا موشان از دل و جان بردش بیدست و پائے می برد</p>	
---	--

<p>دست من کوتاہ و بخت نار ساز زلفش بلند نیست سودے مرا سوے زیکا فنون و پند شمع فالوس است رویش از نقاب لعل و</p>	<p>چرخ زمینان در کمین آہ از علو آن کند باید از زنجیر زلفے داو دم در پائے بند خلق چون پروانہ در طوفان جاننا یزدند</p>
--	--

چشم من بدخویارم برقع بر روز جیاد
 گرمی جویش طلب چون کاه می سوزد مرا
 آرزو در دل هزار و شونخ بے پروای من
 لے خرد در جامه عریانی من چاک نیست
 خویش را کم کرده خاک راه تو گردیده ام
 رنگ زرد و دیده حیرانی و لب خشک پنجان
 شمع گر خند و بجاک تر بتم نبود شکفت

آرزوی دل چنان و اینچنین سخت نژند
 محرم عشق ترا تا چند با چشم چون سپند
 اینچنین نازک مزاج و نازنین و خود پند
 زگر میان است و نه جلیب نه دامان است و نبد
 از خرام ناز سازی سسر فرازم تا بچند
 کس میان عاشقان نیست چون من مستمند
 کشت ما را حسرت بوسه ز لعل نوشخند

لے بقربان لبست نام چه می پرسی که چسیت
 تو سیحانی و من قو و غریب و دردمند

سنت از عشق من و عشقم ز حسنت کم مباد
 ریش ریش ز پیجه اشانه دل من تا بکے
 بے تکلف بروم یا بر جگر تیرے بزن
 چرخ از سنگین دے گر خاک من بیزد بجز
 فایع از یادش مباد ایک سر تو بزم
 باد هر صبح تو فرخ ترز صبح عید خستق

کار حسن و عشق تا دور فلک بر هم مباد
 دست مشاطه بزلت تو گے با هم مباد
 زخم پیکان ترا که حاجت مرهم مباد
 خالی از نقشش جمال تو دم یکدم مباد
 در دل او مهر من هر چند لے بهم مباد
 دامن تو گاه آکودد ز گرد غم مباد

صد چو من عاشق بحسن روی تو میایستوند
 چشم تو بر مردن قو و بیه گم مباد

کردش ز کار عشق و گریه ام خماز شد
 این دل بیاب و رنگ زرد من آفت نمود
 فتنه انگیزم جنون شد در میان دوستان
 نیست اندام که بر من بگذرد یکدم بخیر
 عیب بنود امتیازم گروهی در بندگان

ضبط ناله کردم آخر آشکارا از شد
 بهر سنگ اندازی طفلان سبب شد ساز شد
 گریه ام دیده به یار آن خنده با آغاز شد
 جور تو زمینان برون گرا ز حد انداز شد
 نام خواجده شد بلند از بنده امتاز شد

بندی شایان من نبود سگ خود خوان مرا
 که نگردد از تو پیرے و فر و سرافراز شد

سراپا بسم و جام محمد
 سلمان بسم ایما تم محمد

شعیرت باطله در الامه کله بوی اله و صحبه و اولیا کله اجمعین
اللهم صل وسلم و بارک و عطف و ارحم علی هذک البنی الذمیر

فزون تر از شب قدرش شام
بناشد غیر از نیمه در عالم
ندارم همدم جز یاد رویش
بر آید کاشن یارب اگر زویم
از آن کردم ز خون خود همای
شهم روشن ز روی اوست چون وز

شعبه باشد چو مہمانم محمد
کہ باشد ساز و سامانم محمد
اینس و یار و جانانم محمد
کند جلوه بچشماتم محمد
کند سیر گلستانم محمد
بود شمع شبستانم محمد

بخودے فرومی نازم کہ ہستم
منش بندہ و سلطانم محمد

چہ استغنا است خوںم بردر او اگر عدو یزد
مبارکے مے پرستان محنتب صہبا بکوریزد
بناشدے موزن کم زبانگ حی این قفل
آسی جنیہ باد امیر و ناصح بیخانیہ
منہ دور کوسے میخانہ قدم کے محنتب گلے
میفشان زلف لے خانہ بر انداز جہان بہر
اگر صد ابرو دریا بار بار و بر سر کوشش
ز بخیر بشکند ہر تار ناصح تلبکے دوزد
نہ بچشد تشنہ راعل ترا تسکین شراب کس
زیک دو جام بگذشت است یارب بہت زندان
بجان منت کشم آن غمزہ کو شمشیر ابرورا
شود تانکے گویم ختک از آہ و فغان ہر شب

نمک بر زخم من از خندہ ہا کن تند خوریزد
ہمان بہتر کہ سانی مے کشان رادر گلوریزد
بینا چون سحر کہ بادہ سانی از سہول یزد
مبادا از خطامی در پیے آب رضو یزد
مبادا از دست مے خواران بستنی ابرو یزد
کہ جان بستگان زلف از ہر تار مو یزد
مجال است اینکہ یک ذرہ ز خاک مشکو یزد
بچاک من مگر تانکے ز موسیش در رفو یزد
ایکام از شربت وصل کسے ہر چند جو یزد
مگر پیر مغان در کام مے خواران کدوریزد
ہمانے خون بخی خواہم اگر خون من اوریزد
بفرما تیغ ابرورا کہ آبکم در گلور یزد

کند جذب محبت با ز کجایش بکوسے او
اگرے فرد خاک من ہوا ہر چار سو یزد

مزاج نازکش در یک سخن از من چنان گیرد
بناشد حاجت تیر و کمان آن صید افکن را
نفس تنگی کند بر خلق از دل کہ کشم ہے

کہ بر قول رقیبان از فرام امتحان گیرد
ہزاران دل بیک غمزہ چوبے تیر و کمان گیرد
بجان یکسر زود آہ رنگ آسمان گیرد

<p>نه پابند مصلا یم نه زمین دلق و دستارم دل زارم گرفت و باز قصد جان من دارد بحر عم عشق یک عالم اسیر محنتب گشتند شنیدم دست میگردد ضعیف و ناتوانانرا عینار من بلند از لبیکه گردیده است می ترسم من از در ماندگی بر برگذار او در افتادم قضا را بر سر راهم گذر کرد آن شکار افکن</p>	<p>بجای من فروشم گزمن پیرمغان گیرد مبادا پیش از نیم قابض روح جان گیرد ز بخت خود دهمی ترسم مرا هم ناگهان گیرد آبی کاش دست چون من یک ناتوان گیرد مبادا بعد چند کے راه دور آسمان گیرد که صیدم داند و شاید پاپے دیگران گیرد بدام زلف خود یارب مرا هم ناگهان گیرد</p>
--	--

بحر بار غم بچران که افزون است از تابش
 به عشق تو و گرنه فروهر بار گران گیرد

<p>آنانکه حدیثی ز لب یار شنفتند یاران که پیام بتویر و دندند اندام کردند عیبی بهم از بس کفنها پر دای ز جنت نبود یایج به آنان چشم ز فراق تو چه گریه که نکرده آرزو ده دل از خویش بتا بیمنت امروز</p>	<p>بروندند ته خاک و ز اعینار نهفتند پوشیده چه کردند و پیش تو چه گفتند خاک در تو از مرده آنانکه برفتند در سایه دیوار تو کاسوده بختند مرثگان من از اشک چه دریا که برفتند از حال من اعینار بگوشن تو چه گفتند</p>
--	--

از سیل مرثک تو به همسایه مبادا
 لے فرو زیا هر در دیوار در افتند

<p>هر که از خاک درت غم پذیرش کردند الفت آه بگفت بقتش داد جنون نشه عشق تو هرگز زود از سر من در نفس هم نیم از ستم حوادث این تا چون سوختم این نکته گفتم فهمیدم دردش عیب کے نقشش نگردد ز نهاد</p>	<p>دولت عشق تو داند و امیرش کردند قیس را چون بد بستان و پیرش کردند می شناسم کے کز باده خیرش کردند بالها یکفشانندیم به پیرش کردند آتش بود که نپسان بنفیرش کردند هر که اصابان چو آئینه ضمیرش کردند</p>
--	---

فشتند بر پای است ازین شهر کسے چون گذرد
 فرد میرفت بر لب و اسیرش کردند

عشق با من بے نیازی میکند قاصد اگر می کند رنج بر قدم می کند بر حال زارم گر نگاه حسن او گو بے نیاز از عشق باست در پناه شیریز و انم چه پاک	چاره ام از جان گذازی میکند بنده ام بنده نوازی میکند خواجده هست و سرفرازی میکند پهچنان دل عشق بازی میکند گر فلک رو پاه بازی میکند
---	--

ریزد از خنده نمک بر رخسار من
بهر فر و این چاره سازی میکند

بهدمان در درم انشا خفتند پا کبازان در قمار عشق او نتیج ابرویش ندیده عاشقان راه پیوندی چه جویم با بتیان بیست جزو ویرانه از نام دل شیخ از کعبه منته بیرون قدم	آرزو مند مسیحا ساختند جان و دل در بار اول باختند سر بزیر پای او انداختند بزنگاه بی تیغ ابرو آختند دلبران ترکانه بیجا تاختند رایت خوبی بتیان افراختند
--	---

اشک شور از چشم می آید لعل در
شایدش دل چون نمک بگداختند

سرم شور دیده روے محمد بجز نامش نخوانم هیچ حرفی بود چشم مرا کحل الجواهر جنون عاشقان را دست بندے قرار بقیت از ان محبت چه می پرستی سیخ از شربت من بو وقتد آفرین در کام عالم نسیم از کاکل او عطر بیز است زلزلت مویشان دل بر کشیدم و فاکیشان اورا طوق گردون	و لم اشفته لموے محمد فغان من همه هوے محمد عجائے از سر کوے محمد بناشد بهتر از موئے محمد بطل سرود لاجوے محمد شقای من ز داروے محمد حدیث لعل خوش کوے محمد شدم زنده من از بوی محمد دل من نیکشد سوے محمد بود از حلقه موے محمد
---	--

الهم صل وسلم وبارک علی رسولنا الکریم هل البی السجیم شفیق
عطف الاله الکلیم بعدد الذسماء کما یوحی فی علی الدی و اوصیایه
صلوة الفصل ط المستقیم

<p>تو و طاق حریم کعبه زاهد سرم را باش رحمت ثنا است قیص از رشته جانم بدوزید</p>	<p>من و مخراب ابروی محمد ز ساق پا و زانو محمد رسم شاید بهیله محمد</p>
<p>به جنگ فر و من ناصح میندیش که دار و زور بازوی محمد</p>	
<p>ز زلفت عالم ز نار بستند ز خلوتخانه چون بیرون نشستند ز چشم مست و ستانه خراش کمان ابروی خود چون نمودند ز تاز تو سن ناز تو شاهان ز سحر چشم تو جادو نگاهان اسیر دست عم گشتند آخبر بغشقت نازش دارم که حلقه مکوشی محاسب در عیب زندان</p>	<p>جهان از جهالت بت پرستند در تقوی بر شمع خلق بستند هزاران زاهدان تو به نشکستند جگر با کسی جهان را به خستند براه عاشقی از خاک بستند بگو سیرت نیم جان پاکشستند ز راه تیر تو آنانکه جستند ز پیرشکر جهان یکبار بستند که استخوان من روز استند</p>
<p>ز دست خود چو جام با ده دادند چرا نمت به فر و خویش پر بستند</p>	
<p>اگر آهوی مشکین عین زلف ترا بویید سرم بر درت تا آشنای نقش پایت شد چرا در بزم زندان گویم راز خود نا صح نشد سر سبز اشک من بتا شیر دل سنگش</p>	<p>ز کوی از خطاهم که نه در راه ختن بویید در رون کعبه هم در سجده آن نقش ترا بویید هنان چون سازم آن رازیکه مطرفش میگوید باید از کشتن دروانه با سبزه نمی روید</p>
<p>یکه جوهر قیام و دیگر تاج است جا کاهم جهان بهتر که این فر و تو دست از جهان خود شویید</p>	
<p>آنانکه جان بوعده وصلت فدا کنند چشمان تو چو فتنه بعالم بپا کنند بند قبا اگر نکشایند گلرخان</p>	<p>یکبار که بحسب ملوه در آئی چه نکشند پیدا از یک نگاه هزاران بلا کنند صد جامه خرد که بیکدم بقا کنند</p>

<p>آمین گوچو بہر تو عشاق صبح گاہ ساقی مے صبوح کہ زندان دم سحر عہدے بنا شد آنکہ نسا زند عاشقان کار من گداپکن از لطف چون بتان ^{من}</p>	<p>دست دعا فر از بسوی شما کنند بہر بقای این در دولت دعا کنند این دلبران چو وعدہ خود را وفا کنند باشد کہ کار خلق پر لے خدا کنند</p>
--	---

چون فرد کے دے ز خیالت جدا شوند
آنانکہ در دنام تو صبح و مسا کنند

<p>واعظا تا بہ چند گفت و شنود نہست گوشم بچون طعنہ زنان باوہ بے کیف کے حرام بود إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ أَجْرًا بَاطِنًا محتسب را بریدہ باد زبان می گسار اند متقی لاریب بر می و مے پرست طعنہ زدن چون در آیم بر وضو رضوان تو باندیش حرام شوی می نصیب بہشتیان باشد</p>	<p>بحث بہبودہ در و سر افروود مے بجایم بر نیز ساقی لاود ہست منکر بر یہ نکتہ شود چونکہ از سورہ نبأ بشنود کہ لطفن شراب لب بکشود اوز تر آن عبث خلان نمود پہیج در عاقبت نداد و سود لطف بادہ زیادہ خواہد بود من و حور و شراب بر لبط و عود راست میگوییست کہ حق فرمود</p>
---	--

وہ و ما چند بحث بہنادان
خامشی ہست بہر تو محمود

<p>تا ہست جہان بزم زندانہ سلامت باد گر محتسب شہرم بشکت بسوی مے ہدم چہ وہی خوف از خو خوار می عشق او دارد عم عشق او جا در دلم از عمر کے تا شد دل ویرانہ گنجینہ در داو</p>	<p>پیام اگر بشکت پیانہ سلامت باد پر و لے نیند ارم میخانہ سلامت باد من گر چہ روم از جان جانانہ سلامت باد تا خانہ بجایماند سخنانہ سلامت باد معمورہ یعنی جویم ویرانہ سلامت باد</p>
---	---

پاشد چو ز دیوانہ آبادی کو کے زلف
زلف تو و این فرد دیوانہ سلامت باد

سادیف لئال

۲ غزل

لعل لب گوشت ز حرمانی تو لذیذ
 در مشربے که منیت ز خون جگر لذیذ
 دشنام تلخ از دهننت هست چون بنات
 از هر تلخ کما می صاحب مذاق عشق
 زان پیش ناوک تو نهادیم لحت دل
 از درد دل چه آگهی ظاهریست را
 از بجز تو تلخی جان کند نم هنوز
 فاقه کفشان وصل چه عنما که می خورند

گفتار تو چسباید از شکر لذیذ
 زهرے زدست یار بود از شکر لذیذ
 از خنده ده شکر که شود بیشتر لذیذ
 جز شربت وصال بنا شد وگر لذیذ
 باشت لطفیست گرسنه بس ما حاضر لذیذ
 آری بکرم پیر بود از گوشت پیر لذیذ
 از قند لب بکن و من محض لذیذ
 آری به عشق زهر بود چون شکر لذیذ

بگذر ز وصل و بجز گریه فرود ما شستی
 تا بر تو نوش و شش شود سر بسر لذیذ

برای من ندرت سودا چشمان تعویذ
 ز چشم بد فرج خوب تر از خطه نمود
 دلم میا و زلفت من جسمال تو خالے
 ز سجده تو نشانی که بر لب بچین دارم
 چون نقش نشت بهر باره دل عاشق
 نگاه کردی و پیا چشم زخم شدم
 نه نامه ایست که قاهد ز تو بمن آورد
 بگیر بازو هست که مانده ایم و بود

ز نقش نام تو ام بس بحر جان تعویذ
 که خط بگرد رخت بس پی امان تعویذ
 که هست بهر من این نقش هر زمان تعویذ
 بس است در رسم را امین نشان تعویذ
 سر و زلف به بندی و بر میان تعویذ
 ز نقش بوسه که لب داده به نیم جان تعویذ
 رسیده سوئے من از یار مهربان تعویذ
 چو دستگیری تو بهر زمان توان تعویذ

نهی ز داغ غلامی چو که ام بچین
 بر تو و بس بود از چشم حاسدن تعویذ

ردیف السراء

۵ غزل

بشکنم تا که بهار خویش از خون جگر
 پنبه بر آن خگر بود گر بر دم دست نهند
 شربت از لعل نوشینت بود در مان من
 از زمین بالا کشیده فتنه بالاے تو
 غمزه ات مشد در میان ما و عهد نسل تو
 از دل کم گشته در زلفش مگر گیم سراغ
 ناله شبها کردم و بے رسته تو همچنان
 رفته رفته از نثره اشکم بدامم رسید
 از مره به بر رخ فدا ده و زلف من تا مجیب
 می برد از دل جیال تو غم دوری چنان
 اینچنین نازک میمانی که بود اندر جهان

نیز از خاطر دوری که پیوسته چون نهد

آتش عشق تو نتوان کرد سرد از چشم تر
 از علاج من سیجا میکند از بس خذر
 یافتن نتوان مگر خرد دولت آید اگر
 از نگاه کرده هفت آسمان زیر و زبر
 از فریب لب و گرنه داشت دل اول خبر
 خم خم حالت به جافت موی و سر بس
 یاد دل خار است جانان یا که آهم بے اثر
 طفلی آرام چون گیسو بدامان پدر
 آخر اتقان دامنم گرفت آن نور بصیر
 چون لقای آشنا در غربت و جایی سفر
 تاب بار نسبت موی ندارد آن کمر

فرد را شناسم اما اینقدر دایم که شب
 بود در کوسه تو افتاده کس بیرون زور

حال من لے شمع گو از شام گفستی تا سحر
 می توان از روزن دل دیدن تاب بخش
 غمزه سودای عشق است این کلوخ کو دکان
 سایه افکن از وفا بر عاشقان خویش باش
 جیله خواب آرد و بندد بچس چشم خود
 این دل سر دم ندارد و غیر عشقت مایه
 راه نزدیک است از چاکه گریبان تا به یار
 نیست نقصانی اگر بگفت که دل میروم
 که دل من از پیکر سامان پریشان میشود
 نامه ام شاید نخواند حرف حرف از ناخوشی
 گوشه میداشتم دل نام که ز جورستان
 فرد خود را که کن اول تارسی در کوسه یار

گفته شد طومار سودای من اما مختصر
 چاک زن در دل که بنود به ازین راه دگر
 که کشد آزار سنگ کس درخت بے ثمر
 کس نیاید زیر آن نخلی که بنود برگ و بر
 بازگرداند ز من رو گرفت بر من نظر
 گر چه باشد گر می باز از مردم از هنر
 غیر ازین بنودره دیگر قریب و بے خطر
 خضر از علم لدنی شد بوی سئو لایه
 تاب جمعیت ندارد عاشق شوریده سر
 عرض حال من زبانی نیز کن لے نامه بر
 شد چنان ویرانه اکنون می نماید برگذر
 نیست بهر وصل و رسای ازین نزدیکتر

من دل بزلقش داده ام او داده دل جا دگر
 دار و یقید زلف او دل جوش سود لای دگر
 باز آدم دیوانه و ش با جوش سود لای دگر
 من چشم بروی دوخته او بر تپید نه لای من
 و رکعبه و بتخانه با سر را بنی آرم فسرو
 تو از شب کیسوی خود گرافگنی سایه خلق
 از لطف لای با عرب یکدم برو بر چرخ و گو
 کو آسمان پنهان کند خورشید را اندر لعل

من بستن زنجیر او او دل بسود لای دگر
 هر صبح شور محشری هر شام غوغای دگر
 زنجیر و یک محشر با و ز خلق غوغای دگر
 من در تماشای دگر او در تماشای دگر
 ترک فرنگی ز لای من دار و کلیسای دگر
 گرد و فراموشی حرج را امر و ز شهبای دگر
 کای عیسای گریه درون نشین دارم سچای دگر
 دارم ز مهر روی او سچ و فردای دگر

یا رب کلام فرو من شعر است یا فسون بحر
 یا معجز عیسای یا شوق افزای دگر

لای دست من گرفته بجزرم دگر بگیر
 چون حاجت بدست تو کارم سپرده اند
 بود و بقا و عزت دنیا و دین من
 صد بار جرمم را کند دور از رحمت
 لای دامن تو پاک ز آلودگی هم
 تر دامنم دو دیده تر و دل پر از بوس
 گیری اگر بجزرم هم سر عیب و بدترم
 افتاده ام بر اهنگزار تو یا مجیب
 تو افت بر جان من و من سر با پای تو
 خود را سپرده ام بتو سپاریم بمن
 هستم عزیز معصیت از پای تا بس
 بگیرم اگر بجزرم بگیرم سزا بود
 بگرفته تا بنی دلم از آه منی اثر + +
 سپاریش بخویش چو خود را بتو سپرد
 ز هزار ازین حصار خجیب برون میا

از بستگان دامن دولت حذر بگیر
 لای کار ساز از لای که گفته خبر بگیر
 باشد همه ز سوئی تو ام باز بر بگیر
 هر بار دست گیر و ز من دست رو بگیر
 عیلم پوشش و سایه خود را از سر بگیر
 بان چشم خویش باز ازین چشم تر بگیر
 هستم چون از ان تو با این من بگیر
 ترک گذار خویش ازین رکن ز بگیر
 لای تاج عارفین ز جهانم بدر بگیر
 بهر خدا به تیر قضایم سپهر بگیر
 هوسند خواری من و جرم ز سر بگیر
 مگذر ز لطف خویشی ز من در گذر بگیر
 دل از برم بگیر و ز آه من اثر بگیر
 جانم که حخته است از انش من بگیر
 یک نادر که زمانه دلا بر حسب ز بگیر

از درگش گذشته درگاه در میگر	هرگز جدا میا و از ان آستان سرت
دست دعا بر آید پیش بچیب فرد منت بکش بجزه و در گرا راه بر میگر	
اگر تو بر سرم آئی بکام است قرار بود چه گونه به پیش و می از خودش آنگار لب خموش کند مد علی من اظهار	تو آقابه و من سایه پس دیوار وجود سایه خود از آفتاب می باشد همان به است که خاموش بگوشه باشم
اسیر کیسوی خوبان بپند شد فروم که رام نامشده دادند در برش زنا	
کجا است بلبل شیدا شود فدای بهار دماغ تازه شد از بوی دلکشای بهار زیاده بزم بسیار ایتم از برای بهار ز سر برون گلنم فکرم ماسولای بهار بر انگیزم زول هر سرے سولای بهار خوشا سحر که شود صرف درو علی بهار که در سرم بود بیخ جز هوای بهار یتاج زلف و ششم شگوفای بهار فغان بلبل شیدا بود نوای بهار که لغمه سنجی بلبل بود شنای بهار غفور شاخ گل و لاله رومناای بهار جباب وار بود در سرم هولای بهار	سحر وزید درین بوستان هولای بهار سحر رسید بگوش از چمن صلاای بهار نوید میرسد از گل بگوش از هر سو قیح بنوشم و سرخوش بوستان بروم رسید موسم گل قیح عزم زجان بچشم بحق خدمت پیر معان و صحبت سے صبا بخنده صبح و بوی گل سو گنده هزار اک سلیمان بیخ باغ فداست همیشه دست خزان با وزین چمن کوتاها بود ز فیض محیی چمن مسد امام آباد سزد که گفت دل خود چونند لب آرم ز آب باوه لبش حشره امر اساتی
چو عند لب غزل خوان به بوستان بچیب باشش فرد و همیشه غزل سرای بهار	
لای صبا خاک در حضرت مودود و بیار کے خوشا جا که مشرف شده از شرف گذار سو ختم از عنمت لای ابر کرم باز بسیار	تخلصم تقدیر و لای شوی پیش پای سے تو تشار سرمه چشم از ان خاک کشتن دارم از من خسته پیای بجز غفور شری برسان

دور افتاده بر اہم ازان شہر و دیار کردم از خون دل و دیدہ خود رشک بہار بادوہ وصل تنہا است پیئے و فوج شمار	ہمتے بدرت سر راہ ضعیفان نہر ما جلوہ فرما تہا شناسے من و کلبہ من ساقیا جرعہ از لعل لبش بر بزم کام
---	--

سطر با این غزل از فرو و بخواجه برسان
کز من بزرہ بیادش دہد این نالہ زار

بتر او دیگر کمانے دیگر اندانے دیگر جام دیگر می دیگر مطرب دیگر سانے دیگر شوخی او دیگر و عشوہ دیگر گرانے دیگر راز دارم دیگر و دل دیگر و رانے دیگر باز می آید بین آن شیخ با سانے دیگر عیسی ما دیگر و لب دیگر اعجانے دیگر ابرویش خوزیز و چشمش قننہ پر دانے دیگر راز ہاے دیگر است اینجا و مسانے دیگر	شد ہدف امشب دلم از تیر اندازے دیگر ساقیم آراست شب بزمے بطر ز تازہ یوسف مصری نداد دہم سری با حسن او محرم راز دل عشاق نبود دیگرے یتغ ابر و آخت صفہا می ترکان کی طرف منت لعل لب خوبان عالم چون کشم با سلامت چون کسے جان راز کو می او برد کے توان گفتن بہ محفل باد و ونے راز دل
--	--

کشتہ با شمی صد ہزاران را بہ شمشیر گاہ
لیک چون فروم بنا شد پتہ جان بازی دیگر

لشہ اینجا دیگر و ساقی و صہباے دیگر ہر کے از فکر گیسو میتا بسوداے دیگر ہر سر از نیرنگی حسنت بسوداے دیگر ہست در ہر او ہی طور ہر موسلے دیگر ہست در ہر بارہ از حسنت تاشاے دیگر کا پنچن لب دیگر است وہم میسلاے دیگر سر و دیگر باشند و آن سرور عناسے دیگر بہر خود دارم لب اعجاز عیساے دیگر میزنم زلے دیگر او میزند اسے دیگر بعد ازین چون من سخاوی یاد شدکے دیگر	عشق میدارد سہو و جام و میناسے دیگر ہر نے از یاد رویت در تناسے دیگر ہر نے از گرمی عشق تو در سوز و دیگر در تجلی گاہ او از سوخت جانان عشق رشک صد سر و چراغان شد دلم تا پارہ شد کے زہر شیرین بے می آید اعجاز مسج نیشتم با بند ہر یک سر و آزاد ہن شر بہت اعجاز بہر من چہ سازی لعل طیب دل بدست طفل شوخی دادہ گنہم چہ سہر و صد ہزاران عاشق جان بازی ہر مگر
--	--

این دروم در راه وصل کشتن از سر زینار و در

عصمت درین منزلان بهر نوازی بجز و حفظ نافرمانی درم بجز و لفظ نهندی دوستی ایوب

در دوسر چندین چرا بهر سلامم که سبج
دست بردارید از من لے عزیزانم کنون
راست کے می آید لے قمری ز سروت کار من
من روم را ہے دگر او بر سے دگر رود

دارم این در و دل خود را سیجایے دگر
ہست این مصدرم را کار فرماے دگر
باغ اینجا دیگر است و سرور عناسے دگر
من بسوے اولوم او میر و دجاسے دگر

فرو بیان کرده بود آن شوخ کا یاد امشبم
این ششم یارب مباد اچھو شبهای دگر

گشت چشم من بچشم آن پر پرو چار چار
و در آه من کہ شب بگذشت پیش روی او
شمع را میکشت از طفلی و می افزو ختم
در قمار عشق بردم بار مردارید اشک
گفتش سبیل سحر شک بعد چندین سال باز
تا زمانے گشت در عشق تو تارا اهر رگے

ببخود از دیدار در بر پیش شدم دیوار واز
جست از شوخی زجای دگفت آری مار مار
یکدم از آرام نہ نشستم ز حسکم بار بار
خنده ز برد انهای لبتک و گفت این بار بار
جوش زد و گفتا کہ نبود اینچنین هم پار پار
چند داری اچھو موے خویش آخر تا تار

فرو چون ناف بریده شد زبان شاعران
ہر کہ آہ گرم تو بشنید گفت تار تار

غیر جرم عشق از من نیست تقصیرے دگر
بہر دل امسال خواہم کہ تہ پیرے دگر
میشو و جوش جنون از شد ز بخیرم فزون
خانہ دل گشت ویرانہ ز جور و لبس ران
از گران جانی من لے سنگدلین پنج چست
گر نگہ وز دیدہ کردن سو می تو جرم من است
لوح دل دارم خراب از جلوه این رنگش
سر نوشتم بود عشقت کہ قضا عاشق شدم
از وطن بگذشتہ ز آب چشم و خاک کے او
چونکہ پیر صبح عدم مینداند در دست
گر چه سوز کا شفاقت میکند لہا کیا پ

بہتر از زنجیر زلفت نیست تہ پیرے دگر
میدہم در فصل گل بندے ز زنجیرے دگر
لے مسیحا بایدم از زلفت زنجیرے دگر
بایدم عمرے کہ سازم باز تعمیرے دگر
این من و این سر ز ابر و باز شمشیرے دگر
لے کمان ابر و بزین ترکانہ یک تہرے دگر
بستہ گرد دہر زمان نقشہ و نقویے دگر
نیستم گر بر رضایت ساز تقدیرے دگر
میکنم در رہگذار شطح تعمیرے دگر
عہد در میخانہ می بستندیم با پیرے دگر
لیک سوز و آہ فرو ست راست تا پیرے دگر

بهرین دیوانه زنجیر پیاہتر
 گرے زلف پایش عبر در مراہتر
 دیوانگی مار از جگر پیاہتر
 خون نہ شدہ گاہے زیب کف پای او
 آن حس کہ زکوی تو آرد لیرم باوے
 رفتم پیے در دول در مان طلبا ز عینے
 منگ نہ کشد چشم از طور پے سر سر
 جانان نکنی ہرگز چشمے ز جا سویم
 داری ہمہ خوبہا کے عہد شکن بکن
 ای کردہ گرد خود در میسکہ عشقش
 چون ہر شکن خرّمہ دامیست از ترویے

تدبیر چین سود از ان زلف دو تاہتر
 بہر دل بیام آن خاک شفاہتر
 سودے مراہندے از زلف دو تاہتر
 زین خون کہ ہی گرم ہمد گونہ حناہتر
 از صد پر طاؤس و از بال مسابہتر
 فرمود نخواستہ شد در دست زدو اہتر
 کہ خاک درت گردی با شد صناہتر
 از بہر تمان شوخی زین ننگ ما و جیاہتر
 غمے انہود ہرگز از خوشے وقاہتر
 شکرانہ بز ساعہ کاین بہت تراہتر
 زندی دلق تو شنی زین ز ہد راہتر

ان ہر دور در زین عشق ہندگی: عشق ہر دور کی و ہندگی عشق: عشق آن عشق آن عشق آن

عشقش کشدم سوے نا صبح بروم سوے
 لے فرود چہ زمانی تو در حق ماہتر

پیش من اندازہ چینی لالہ عدائے مس پیکر
 خاک در او سر نہ چشم قبائے جا تم کوے او
 تیغ و دابر و آختہ آمد سر نہ دام پیش او
 ماہ مینہ چاکر حسنت مہر عن لام روسے او
 و جہک بد نام ہوسش و لیس کشکک فداوق

سحر و پیش بردہ دل من قنہ من کروان
 خیر حریش کعبہ ندارم چون بگذارم من آن
 کے بگرہ بزم از رہ عشقش ارہ کشدم گر بر سر
 شمع ستادہ پیش رخس از چہ غلامش کمتر
 چشم و خرچ عشق ہو وہ دل ہر کہ ستا و حسن لیر

چارہ نہ اندازے فرو کہ آہ کہ عشق کسان
 مایہ ہیر عقل و دل و دین رفت ببارت زین لشکر

میکنم خود را بقوسے امتحان چند سے دگر
 بار این سجادہ و زنا را فلکم زدوش
 وصل یکدم کے دہستکین بدو ہجر من
 بز زمین دار و سر شکم جلوہ طوفان لوح

بید ازین ماور در پیر مغان چند سے دگر
 میزنم سر باز ہر آن آستان چند سے دگر
 میکتیم بار سبوسے یہ کشتان ہند سے دگر
 چون گرم کردی ہا پاشا ہر ہجران چند سے دگر
 باز زیر آب خواہ شد جہان چند سے دگر

جز کف خاکی نهی بی از من لے لے مہر من | اگر بدین گونه بگرد آسمان چند دیگر

فرو این انداز عشقت شد پسند طبع یار

بایدت بودن برین ره همچنان چند دیگر

جنونم کم نشد ناصح ازین گفت و شنید آخر
بران عهد تو من از شام ماندیم بر سر راهت
منت دامن بسوی خود گشتم تو دل گشتی ازین
بدری لے صید افکن آمدی از تو خجل گشتم
ہر آن فتنہ کہ گاہے سر زود از پیچ محشوقے
لسان دبر تو روشن تا کہ شمعے حال ہوز من
تغافل کردہ از خاک مزارم گو گذر کردی
بذوق آب تیغ تو بقر بانگاہ تو رفتم
تغافلہامی تو خونریز ترا ز غمہ ات دیدم
کہ میدانت با عشق گیر و این دل نازک
بخاک گشتگان از دامن خود سایہ افکن شد
چہ سازم با دل سنگین تو کرنا لہ شہ ماہ
مکن تکیہ بہ بازوے کسے گو بس سبکیاری

کہ دیگر بر سرم فصل بہار گل رسید آخر
شتم آخر شد و صبح نہ از رویت دیدم آخر
دلت از نازکی زین کشمکش از من کشید آخر
کہ مرغ جامن از آستیان تن پرید آخر
ز کہ آموختی جانان کہ شد از تو پدید آخر
زبان شمع را گلگیر پیش تو برید آخر
جنار تربت من در رکاب تو دوید آخر
ز بخت نار سا از ضعف ماند لب بعید آخر
کہ از جان رقم و چشمت بسوی من نہ دید آخر
ولی این مشت خاک آن بار کو ہی بر کشید آخر
بسوسے من چو آمد دامن از سویم بچید آخر
فلک آمد بچرخ و صبح چیب خود درید آخر
کہ شاخ نرم ہر گلبن ز بار گل خمید آخر

نگاہ از کاوش مرگان او میداشت دل فروم
مگر بختش خلش میداشت کاین خارش خلد آخر

کدلیف الزام

عزل ۹

من زجان رفتم و از بار عتاب است ہنوز
شرح حال دل غمگین چہ نویسم قاصد
من براہم کہ نواز دہم بسم گاہے
گر ہیا سکنم آشت زک خندہ بریز

صبح محشر شد و آن شوخ بجا با است ہنوز
نامہ شوق مرا چاک جواب است ہنوز
او بروے دران محو خطاب است ہنوز
کہ دل از آتش عشق تو کباب است ہنوز

بزرخاک من لے شوخ گذر کن گاہے + گر چه بپیرم قدے ریز بکام سانی + ز آتش عشق تومی سوزم و چون شمع مرا +	کز قدم تو مرا چشم ثواب است هنوز در سر من هوس عهد شباب است هنوز پایے تا سر همه تن غرق در آب است هنوز
--	---

فراغ احوال دل فرد نمی باید بود کز بر لے تو چنین خانه خراب است هنوز

از تو چندان محو لذتهاے بیدام هنوز من تغافل کشته صیاد بپیر حسم خودم ماهته لے ابر مرگان کز عجار خاطرش میتوان شد باز صیدا او نفس گر بشکند رحم بر حال دلم لے جوش سیلاب سر شک ماز خود رفتیم و زنجیر جنون در پایے من شد سینه از عشق آهیم صفحه در دم چو شب میکنم سیلاب شک خود روان از راه چشم گر چه صد سنگ ملامت آید از اناصح مرا	جان بیشتر من تلخ می آید بفر بادم هنوز موسم گل آمد و من رفته از یادم هنوز من به جمع عشقها از ان خاک بر بادم هنوز دام بردوش است سوی بلخ صیادم هنوز در میان پخته کاران سست بنیادم هنوز شیونی دارد که من پاینده فریادم هنوز هچنان سر گرم تعلیم است استادم هنوز نگذر دتادل کز دمن خانه آبادم هنوز یک عمر نبود بعشقت هچنان شادم هنوز
--	--

فرد می بزم دل خود را لیکسوی کسے کاندرین قید خرد خود رلے و آزادم هنوز

می ز لعلش می چکید و مست ازین یادم هنوز شب به بزم باد خوردم مست از یادم هنوز بر گرفت آن مریب من جو کام آچنان برق جولان نیست بر گردون ملائک را ز شوق پر تو حسنت حینر قالب آوم چو شمشد کے پسند حرف و وصل آن شوخ شیرین لب ز من عمر با بگذشت و در فکرم چرا من آمدم کرده ام پیدایه عشقتش رسم در لایه تازه سنگ می آید قبا از دولت و صفاشش به پر	خنده زیر لب زود من محو فریادم هنوز تا سحر که لب بکبدم محو فریادم هنوز در خیالش بر لب نه زبوسه بیدادم هنوز چبه میر قصد بر لے بجمده آدم هنوز بوی جان می آید از خاک تن آدم هنوز نقطه شک می بند از ناز بر صدام هنوز جلوه گر هرگز نشد سوسے ز ایجادم هنوز در لحد مجنون فغان دارد از ایجادم هنوز هچنان لے فرد مودر چشم بنزادم هنوز
--	---

<p>مردم و سوز غمت در پله ساز است هنوز انتظار تو مرا گشت و نکردی گذر عمرم آخر شد و زلفت بسر رفت همان گر بمیرم بنه خاک در خویش سپار خاک شد گرچه تن از جور حواش لیکن قطع این سلسله سبوح تو لے اشک مباد آن تطاول که ز زلف تو کشیدم بغیبه باد گر قند لبست چند دوی تلخی</p>	<p>استخوانم به لحد صرف گذار است هنوز در لحد چشم بامید تو باز است هنوز شب بسر آمد و انسانه دراز است هنوز که بدرگاه تو ام رے نیاز است هنوز جان محمود چنان محو ایاز است هنوز دامن از خون دم لاله طراز است هنوز که تو ان گفت که این قصه از است هنوز من بجان آدم دوخے تو ناز است هنوز</p>
--	---

فرد و در طاق و دوا بروے تو چون خم نشود
 وه که محراب حرم حرم نهار است هنوز

<p>چقدر فتنه باز از تو گرم است هنوز بس خطایست بلفظ تو چه نسبت که حقیق بزم افسانه پروانه چو شد سرد چنین از لب تو چه حدیثی به چنین گفت صبا</p>	<p>مخشب راز در میکره شرم است هنوز سنگ سخت است و لب لعل تو نرم است هنوز مجلس شمع ندانم ز چه گرم است هنوز غنچه راز دهن تنگ تو شرم است هنوز</p>
---	---

چندت از ناز چه خجانه که در جام رحمت
 که است است چنین فرد تو نیست هنوز

<p>هست سخن آنرا کساده هنوز صوفیا نند و چه بود ستار رفتن مجنون و بر سر باز طاقان درش سوار اند بر امید قدم او بر هوش عالمی آفتابش برها دیدند انبیا را من است در دستش و در جام است و میگفتان باوش اکا مکن کار این و خوشتر ای میسا</p>	<p>می کشانند و دور باد هنوز خرقه با است درین باد هنوز هست افسانه ام زیاده هنوز در ره عشق من پیاده هنوز سایه دارم سر نهاده هنوز لوح مانده است سادها هنوز کار من هست بے اراده هنوز من بیایه نمی فتاده هنوز من چو نقش قدم فدا ده هنوز</p>
--	--

<p>مجلس شب کنون بسر آمد لاف تقوی ز مختبب چندم شمع از سوز من چه می پرسی تا گدای مجیب خواندم</p>	<p>قصر مایه زیاده هنوز هست بر دلخ داغ باوه هنوز بر درش هستم ایستاده هنوز در درش هستم از قناده هنوز</p>
--	--

فرد بود از خودم آن شوخ
جرع در کام من نداده هنوز

<p>من بکار خویش حیرانم هنوز دو فرغم بپس پارینه شد مشت خالم در دست باورش بند به پیش سگان می افکنی از سیمت عنقه باخذ ان شدند تفرقه بر دل شد از سامان جمع عکس ابرویت آینه در خویش دید چاک شد امان هیز از دست عشق تا به بیت ابروش فکر ز رفت شد قبا صد جامه ناموس و رنگ</p>	<p>اسم و اسم خود یزدانم هنوز ابجد عشق تو می خوانم هنوز آتش تو نیز در حسابم هنوز من چنان سوخ تو نگارم هنوز من ز بهر آن تو گریانم هنوز همچنان در جمع سامانم هنوز من بهجت خویش حیرانم هنوز سر ز حیرت در گریه باتم هنوز نامرتب ماند دیوانم هنوز من ب فکر حبیب دوانم هنوز</p>
--	--

ابجد آموزم بدرس عشق فرد
مطلع ابروش میخوانم هنوز

<p>تو به مختبب شکست امروز شیخ خلوت نشین ز سرستی بشکند دست مختبب که سنگ چشم مست تو فتنه را نیگخت بهتر از جام کوثر خلد است شب در خویش بر رخم نکشاد رنگ اسکندر و سلیمان است</p>	<p>یار آمد به چشم مست امروز بر در میگردد نشست امروز جام در دست من شکست امروز زاهد اندر می پرست امروز ساعزم مرا بدست امروز همت غیبتم به بست امروز هر که در کوس یار هست امروز</p>
--	---

بنفک سرکشند چو خنجر نگو
بزمین شد چو تخم پست امروز

دست بردار شیخ از قشروم
کو مرید مغان شده است امروز

ز ابرو و خیمه ترک فوزین
ز قامت فتنه انگیز و بلاخیز
بسفاکی ز متع بیتنرا هم تیز
به پیش دین پرستان فتنه انگیز
زلب از آب حیوان آبروریز
نگه شکننده لفتوے او پرینز
ز سود رنگ ایمان کفر آمیز
به بیعانه دهد جان صد جو پرویز
ز کوی خود چو می گوید که بگریز
بجزه میکند چیشک که بشینز
بامید یکه راند گاه شبیدیز

مرا یار لیت از قامت بلاخیز
ز ابرویار من ترکی است فوزین
جولای تیج ابرو ترک و سفاک
بته توبه شکن توبه فریب
نگاهش نادک دلد و رعشان
ز چشم آشوب جان زاهد و شیخ
ز روخارست گو بینا و لفتوے
شکر چون از لب پیشین فروشد
چه باشد جاسے من اندر دل او
کند گراشتی از من لب او
هزاران سرفدای خاک راهش

اگر کج وصالش شود خواهی
بکوسه او همیشه خاک می بیز

سردیف السین

ه غزل

میکند رنگین ز خون خویش دیوانه قفس
ورنه کسک میباشی ببلبل سرو کار قفس
زان بدم افتادم و گشتم گرفتار قفس
از رنگ گل ساختند این گلر خان تار قفس
آه در فصل بهارم من گرفتار قفس
شد سر بازار صیادم حشر بیار قفس

همصیفران دور از گلشن در آزار قفس
برگ گل آونیمه صیاد از تار قفس
دام راهباز من از برگ گل جنس پوش کرد
در ره من تزدیرے عجب گسترده اند
همصیفران خوش بروک گل غزلخوانی کند
شایدش صید و گر منظور باز افتاد و زد

طاق ابرو کے تو محراب دعا مارا بس
 چتر شاہی ہو ستم نیست پاپیت سو گند
 داغ منت بکھین از در عیسی نہ نہیں ہم
 حاجت شمع بنا شد بس تر بت ما
 در سراپردہ آن گل نتوانیم رسید
 حق پرستیم و حریم حرمت کعبہ ما است
 فرصت صحبت تا صبح ندہد غیرت عاشق

گر و شس چشم تو ام قبلہ نما مارا بس
 سایہ زلف تو ام ظل ہمارا بس
 صندل درو سر آن خاک شفا مارا بس
 داغ سوولے سر زلف شما مارا بس
 بوسے زان پیرہن کے باد صبا مارا بس
 خضر عشق تو ہمین راہ نما مارا بس
 صحبت این دل دیوانہ مارا بس

قبلہ را انگزیدیم بحر کوئے نجیب
 فرود یک قبلہ ازین ارض و سما مارا بس

ہست مرا چاہ از مخدان ہوس
 چشم مرا تا شدہ طوفان ہوس
 دامنم آلودہ زبے مایلی است
 نقد دے دارم و آن نینز قلب
 پلے بلخ کو کہ برم از معنان +
 پیر ہنم گتہ فتا و مرا
 منت طوبی و ہما کے کشم
 سر و چہ کار آیدم اکنون کہ ہست
 نامد و مانده است از جانم ر مق
 رہزن دین از چہ بتان می شوند
 درد تو دوران ہمسہ در دہا است
 سر چہ زخم برور و تو س کے خسرو
 خضر براہ طلبیم گو بہا شنس
 جسز بہ نثار تو ندارم عنہ عن
 ویدن زلفت چہ متناکنم
 گشت چو یوسف با سیری عزیز

کے گنم از چشمہ حیوان ہوس
 ہی کشدم سوے بیابان ہوس
 ہست مسر او پیرہ گریان ہوس
 من چہ کہم از مسہ کنعان ہوس
 ہست مرا قرب سلیمان ہوس
 چیدن گلہا است بدمان ہوس
 زلف و قد او ست چو در جان ہوس
 سایہ آن سر و حرمان ہوس
 آمدہ مسر و زنیہ پایان ہوس
 منکہ نکر دم رہ ایثمان ہوس
 من چہ کہنم باز بدمان ہوس
 منکہ ندارم مسر و سامان ہوس
 ہست مرا ہمت مستمان ہوس
 ہست اگر در سرم از جان ہوس
 کس چہ کند خواب پریشان ہوس
 شد بدل من در زندان ہوس

ماز تو بیگانہ شدم آشنا
 ہر کہ از نسل تو سازد دم
 دست مرا کوستی بخت بست
 شد ہمہ تن خاک و چو خاک بماند
 نامدہ از سوئے تو یک تاو کے
 سوخت دل ما و ہوس ہچنان +
 بس نخل از جامہ عریانی ہم

باز شد صحبت یاران ہوس
 او چہ کند لعل بدخشان ہوس
 بود مرا کیسویے جا نان ہوس
 زیر دل سوختہ بہمان ہوس
 در دل من ہست زہمان ہوس
 آہ نرفت از دل سوزان ہوس
 ہست مرا چاک گریبان ہوس

و در دل از صلومعہ بگرفتہ ماند
 شد بسیرم خدمت زندان ہوس

ہست مارا مطہج دیوان ہوس
 و ام الزبیدہ ششخانی دست جنون
 با مہتدستیم و طفل شک راست
 پر کشادی مصحف رحنا روشد
 نیست از اعجاز بہایت تنگت
 تا ہوس کردی تا شامے چمن
 از مننا پاسہ صید ناوکت
 لمعہ شہنشاہ شکیب از دل ر بود
 می جہد رگہا بن از جوش خون

می کنم زان ابرویے چمان ہوس
 لے خورد ہم جیب و ہم دامن ہوس
 آستین و جیب و ہم دامن ہوس
 کافر صد سالہ را ایمان ہوس
 گر بت آرز کن در ایمان ہوس
 بلبل تصویر را شد جان ہوس
 شد جگر را لذت پسکان ہوس
 خون من دارد در جمان ہوس
 شد مگر آن کشتہ مرثگان ہوس

ما حضرت داریم این دل پارہ ہا
 و در میدانیم بس مہمان ہوس

مرا از یار گاہ دلبر من عرو جہے بس
 نگہبان خراب آباد دل جہ تو میدام
 مرا پروا نہا شد ہیج از شیخ و شیخ خوبان
 نیم جنون کہ در ہر کوچہ و صحرایم گروم
 چہ حاجت تا کیف نقدے زین رنگ حنا و اری

سر شوریدہ از ان استان یک بگی گاہیں
 بزرگ آستین ملک و لم یک بادشاہے بس
 چراغ خانہ ویرانہ کول چون تو ماہے بس
 مرا از خود گذشتن در رہ وصل تو را ہے بس
 ہرے قیمت ما خود فرو شان یک گاہے بس

چو برے نیت جز عشقت پئے تیر کبر کچھ بندے
از چشم خود نظر بندم نمودن زین گناہے بس

نمار و باک از جور رقیبان سر و لوحا
مرا در نسل ممدود سسر زلفت پناہے بس

سہدایف الشین

سہ اغزل

ہر شاخ گل خمیدہ باند از کور نشین
حشرے شود پیا چو خرامی باین روش
از تنگی دہان تو اشہست صید خاش
افتاد دل چو برق بنا گو ش در پش
نتوان نہاد ہر سچ بکف دست لکش
کین طفل در کنار دلم یافت پرور
مجبور ہست در حرکت دست لکش
رحمے نکر دآہ برین عجز و سسر لکش

آمد بسیر باغ چو آن میرزا شش
لے از خرام ناز تو شمشاد پا بگل
خار عنت نشاندہ دل غنچہ را بخون
باو صبا قرار چو از زلف یار برد
راز من از تپیدن دل گشت آشکار
ہمراہ اشک لخت دل خویش کردہ ام
بتابے دلم بنود ز اخت تیار من
ہر چند سبز شاخ در او لادم و سے

از روز تیرہ فروردین ترسم کہ بعد مرگ
دام کشد شاخک منش آخر این کشش

مربوب فغان و اشک چشم و بدل پش
بگذشت چون ز پیش من آن بیز استش
آوردہ ام بر دم دلش را بسوز کشش
کین سرو آتشین بزم بافت پرور کشش
سیلاب اشک اگر رود از زبیدہ این کشش
بر یک قرار مانده مرا جسم در پست کشش
لرزد بپیش دست تو چنان دست تو کشش
دارم بسینہ زین دل جبروی محمد کشش
چشم ز سیل گریہ بود چون در آب کشش

دارم ز دست عشق دل از ارض خاش
از خویش من گذشتم و جان شد پیش روان
عمرے بر آستانہ او سووہ ایم
از اشک ما گرم آب وہم غسل آہ را
دام کہ رفتہ رفتہ لخت دل بیرون
ہنگام قبل دیدہ ام از سوئی او گشت
گر چہ غمخوار است و گر شاخماے گل
از ناوگ نگاہ تو ام دل ز کار رفت
چندان ببال تو خود امشب گریستم

<p>از خویش برده است مرا لعل و لکشش چون گل ز باد صبح شود جامه ام قبا روشن نکشت حال شب بخت یتره ام دیوانه را بسلسله آبا چاهفت است</p>	<p>لے کاش من نمی شدی ذایقه چشش کو یوسفم که می شنوم نگمت خوشش کے شمع بزم من شود آن لے موشش دل میکشد مرا بسوی زلف و لکشش</p>
---	--

<p>لے فرود در شمار نفس عمر با گذشت یکبار چشم بند ازین چار و پنج و شش</p>	<p>عشق و محبت عشق و محبت عشق و محبت</p>
--	---

<p>میدهد مطرب من یاوز لطف چشش آینه شور بخت ز بیشترینی او در عالم آن حدیثی که از دور سر عالم شور بخت حشوق را دفتر پارینه که ناصح میکند اند تاب در رشته چاهفت ز میتابی شوق</p>	<p>می سرایم غنای تازه بند کرد و شش نکته هست که رانده لب شکر شگفتش حرف عشق است که گاه ز سید موشش صفحه روی تو نو کرد حدیث کهنش سینه را که بر آیمت زلف و شگفتش</p>
--	---

<p>حاجت شمع نباشد بسیر تربت او فرود رشته شمع است ز تار کفنش</p>	
---	--

<p>لکته واری گریه دل بر در جانانه باش بنده عشقتی اگر از دیر کعبه فرق نیست جلوه بهر گلی آینه پیش من چشم دار عشق تا خام است می باید گرفت از عقل کار پس روی بهر گزیند در طریق عاشقتی گرول قاریخ ز عم خواهی بکوسه میکند تار سرد شایه بگویش آن سهر کفان شبی سایه تار دور را د آلوده کس تا سکه اعتبار دور گردون را آنها شد ز اهدا</p>	<p>خویش تن را بر فروز شمع این کاشانه باش در گلستان بلبل و در آئین پروانه باش آشنا با آشنا بیگانه با بیگانه باش پیش ناصح بهوشار و با پری دیوانه باش گر خاک خاک تو بهر دو همچنان مردانه باش مقتف نبشین چون با مشرب بر اندانه باش بگذر از شاهای زینجا عشق را افسانه باش از نگاه چشم مستش بیخود و مستانه باش بر سر پیمان زندان بالی پیمان باش</p>
---	---

عشق و محبت
عشق و محبت
عشق و محبت

<p>مژده تا که خاک و بهیای دیرو علمم خدمت پیر معنان کن بر در میخانه باش</p>	
--	--

<p>دانش خوش روی خوش زلف دو تا خوش</p>	<p>بت ماهست از سر تا پیا خوشش</p>
---------------------------------------	-----------------------------------

بیابنشین ترا دارد خدا خوش
 چه بودم من ازین رسم وفا خوش
 چه سازم بارتیبان گرت از م +
 دولتی تلخنی کام لب ادست
 پریشاتم مکن از وعظنا صح
 رهایی از سر زلفش چه جویم
 میفشان زلف تاریزد دل من +
 دماغ آشفته لبو کس قبایم +
 وفایت بارتیبانم چو عام است
 فریب لعل تو چندان نخوردم +
 چنان آردم از خوے دل خود +
 به مرهنگان لخت دل آرام بگرفت
 اگر دل رفت، اندوھے ندارم +
 ولم گم گشته را دیگر بستم +
 ز دل بردن کشد او هم چون کرج
 ولم راهست ربط همنوائی
 اسیر دام صیادم از ان روز
 خوشم با جور تو گر می پسندی
 باوان گریه از ارم بگوئید +
 شدم بیگانه از خویش و در عالم

دکتر احمد جعفری ز اول من *

که شد از آمد تو وقت ما خوش
 که خواهم شد ز ترک عشق ناخوش
 که هست آن شوخ ما بر عکس ما خوش
 خوشادردیکه می دارد در او خوش
 که پند کس نمی آید مرا خوش
 دل من هست در وام بلا خوش
 که هستم اندرین طبل بها خوش
 نمی آید مرا بوسے صبا خوش
 شدم بر رسم اینان از جفا خوش
 کجا باشم بیک لطف ما خوش
 که از دل بردنش هستم با خوش
 که آید نئے سواری طغسل را خوش
 من از دل پیش ازین بودم بها خوش
 بنووم من ز دل نه دل ز ما خوش
 چه خوش بودم که باشد در با خوش
 که هست از ناله زار و را خوش
 که کردی همه صغیر از من ز خوش
 ز راحت های خود گشتیم ناخوش
 که هست آن آشنا زین با خوش
 نشد با این همه آن آشنا خوش

ز خوے دل گله فروتاگی
 ز اول تو چنین بودی چرا خوش

من و شبها و سودای سر زلف پریشانش
 که یک دسته بپایش باشد دسته بلا نش
 که جان بخشیدن و کشتن بود در زیر قمارش

دلمه داریم و اندوھے که نبود پیچ پایش
 کجا دست مرا فرصت که گیر نامه در محشر
 ز چشم و لب بت من میکنند گویا خدا اینها

نور پہلو جگر دارم نور سینہ دے زارے

ہفت اینک چہ خواہم کرو باز آید چو پیکانش

غلام عشق شد فروم چہ می پرسی زایمانش
نہ گمیش میتوان خواندن نہ ہند وہ مسلمانش

آئینے در لالہ زار افگندہ از روئے خویش
تا فرستادی کبھان رشک گل پیرا ہنہ
کردہ تاراج بعد خویش تاتار و ختن
برفتانہ زلف و در کوی تو شد جلا اہل آباد
از بر افشانی شدم در ماندہ از جولا نکش
گل گر بیان چاک و غنچہ سبز جھیل از روی نشت
عزم این بس کہ بر خاک ورت باشم چوسک
بہر خود ترک جفا از تو سنی خواہم مگر
عشرے داری سپا از دستہ پیکر کشگان
ناصحا ماینر نحو و عظم بودم عمر با

سنبھاستا ز البغارت بردہ از سوئے خویش
کو چہ ہار رشک گلستان ساختی از بوئے خویش
نافعہ ہا دوی بیاد از نفحہ گیسوئے خویش
عالمے را کردہ یارب مگر ہند سوئے خویش
خود غلط پودہ است از من تکیہ بر بازوئے خویش
تا صبا را عنبر افشان ساختی از بوئے خویش
کے ہوس دارم کہ ہنشانے تو در پہلوئے خویش
بارقیبان نیز مگر جان من از خوئے خویش
از لب اعجاز و سحر چشم خود در کوئے خویش
در سرم افگند اینک عشق ہای وہوئے خویش

فرومن انجام کار خود مینب در اتم ہنوز
عشق سوی خود کشد از من دل من سوئے خویش

لے سر ایپے وجود تو خوش و نام تو خوش
ہم دلم ہم دیدہ وہم سینہ ام جائے تو بہت
یک سلامت چون نباشد غم دے عاشقان
جام بلورین سے گلگون حنائے دست تو
حسن انجام از رخت شد انتظام حسن را

روز تو خوش شب خوش صبح تو خوش شام تو خوش
کوی تو خوش راہ تو خوش در خوش و بام تو خوش
نامرات خوش نامہ بر خوش پیکر پیغام تو خوش
ساقیادست تو خوش صہبا خوش و جام تو خوش
ایکے آغازت خوش وہم حسن انجام تو خوش

جز لب لعلت کہ سازد فرو مارا کامیاب
لے سر ایپت خوش و غویت خوش کام تو خوش

جرعہ بادہ بصد جامہ تقویٰ امفروش
وصل کیسہ لفظ بہ از دولت جاویدانست
کفر عشق است بدل راہ بغیر سے دادن

زرہ خاک در میکدہ بیجا مفروش
دقت رامی طلب و جان بہو سہا مفروش
گر خدای طلبی دل پے عقبے مفروش

منزل یار بید از حد بحر و وصل است
ذره درد که دادند درون دل تو
نقد دل پیش کس نه که عزیزش دارد
گرد هر راه چو شایسته سر مه نبود
گر ترا پادشاه بے کیف لبش ذوق دهد
از مزه پرده بر انداز به چشم از گران

همت خویش بعیش و غم دنیا مفروش
مایه جان شمر و پیشش میجا مفروش
پیش هر شاخ گل دست تما مفروش
تو بهر خاک در این دیده بینا مفروش
رو به میخانه مکن دلق بصبها مفروش
دیده یار طلب را بتما شامفروش

فرو خیزند همانے سخن سیر یاری تو
تا که دل خواه بهایست تو خود را مفروش

خیز دور میکرده این دلق ر یار بفروش
گر بکام تو رسد جرعه ز جام ساقی
چون نهی رو سے ارادت بدر پیغمبان
گر بد رو سے پذیرند لا تو جامه لاهد
تا که در حلقه بگو نشان مغانت شمرند
گر بخواهی که شوی یوسف مصر و لها
تا نیفتد نکبت بر رخ هر جلوه فروش
چند اواره هر مدرس و علومه با
بگذر از شاهای مصر از سر یوسف داری
گر لبش جان طلبد عین و صالتش میدان

تنگ و ناموس بیک ساغر صبا بفروش
خاک میخانه شود عزت دنیا بفروش
طمع خام برو مندی عقبه بفروش
بر در میکرده سجاده تقوی بفروش
سر بپای خمی انداز خود بها بفروش
سر بازار با جلوله خود را بفروش
یار چون جلوه کند چشم تماشا بفروش
دل شور دیده بدست بت رعنا بفروش
عقل و دین و دل خود را چو زلیخا بفروش
بر کی جنبش لب جان به تما بفروش

از پیله گرمی دوکان چه کشتی بار گران
فرو این خرده طامات خدارا بفروش

زنی شان چوله باد صبا گاه بکیش
خوشا تقوی گزین کور حریم کعبه کوش
پے استیخ و لما حاجت بود با تسو نشش
زیره کبنتی خود من بحسرت مردم از تلمیخی
کند در یک اشاره خون چندین بے گنه مردم

بلو حال پریشان من دیوانه بامویش
سر سجده بجاک او نهد در طاق برویش
که باشد سامری هم یک غلام چشم جادویش
خوشایف دزی زلفش گرمی بوسد لب و رویش
بناشد تیز در خون رختن تیغی چو ابرویش

باب می وضو کن گر هوای میکرده داری
 قبا شد جامه گل عنقه هر دم سرنگون دارد
 سله تو تیا که چشم خاک را بگذارد او
 بختی رام با آن بت دلم چون برهن گاه
 بجز آن سایه سرد خرامانش بعد او
 به پهلوی تنهادار و زهر یک استخوان کج
 بنان در چاه بابل گشت باروت از نجاتها

دگر نبودیم کن بنجاک پاک آن کویش
 صبارا شرم می آید بگلشن بر دباویش
 کنم در یوزه از باد صبا آید چو از سویش
 بنوی در میام عهد گر با زلف هند ویش
 بود هر راست قامت پابگل ز قد و جویش
 نشیند چون کسه با هجو سفا کی به پهلویش
 که از دستش نباید آنچه سازد چشم جادویش

بیت کوشوخ بود دست همسنگ بت آذر
 ندانم فرد میدارد چرا این شکوه از خویش

دوش بزم می پرستان بود و پیر میفروش
 با چنین زهد ریارد سوسه کعبه چون کنم
 بهمت رندی ز ناصح همت تقوی ز زند
 محاسب بردار دست از نام میدان نمان
 رنج غمیش بر بدست خو پے صیدم مده
 عقل خاف از مال مدیشی سله هدم بود
 راجه شاید ز تیغ ابرو که او یافتند
 نرگس مستانه او کاری بر هم نمود
 عیب کس ظاهرم نمودن بدترین عیب باست

گشتن بود و کنار رود و فصل گل بجوشش
 زیر خرقه پنهان دارم ز ناله بدوش
 آخر که پیر خرد در چاره کارم بکوشش
 دست من بگرفت در میخانه زنده باد دوش
 عمر با بگذشت کرد زلف توام حلقه بکوشش
 لیک چاره نیست از دست جنون تو بکوشش
 زیر بام قائل من نیست امشب آن خروشش
 یک نگاهش برده صد بار با تقوی از بوشش
 محاسب در دفتر زندان به که باشد عیب پوشش

لذت گفتار تو سله طوسی شکر است کن
 فرد را کرده است چون تصویر آینه خموش

ردیف الصاد

۲ غزل

بنیائتم چو درین طاعت ریا اخلاص
 بیفیض باد صافی ز خود چو بگذشتم

گذشتم از سر زهد که میت با اخلاص
 بما کشود مغان از ره دف اخلاص

ز سرنگونی عنقه بچرت افتادم + قناد کار بنیگین دے سیتزه پسند	که داشت پیش لب لعل تو چها خلاص که جوید از پیله هر جور خود ز ما خلاص
---	--

یناز مندی من بین که بهر تو چون فرد + شده است فرض یا غیار هم مرا خلاص	
---	--

صوفی صافے مآئده دیکر در رقص + راز سر بسته که نکشاد ملک را بر چرخ گر رسد نعره مستانه من نیست عجب تالبت بر لب جام آمده من هست بدور مردم و خاک من از شوق براه طلبت گردن خنج برین دوره رقص بود	ما مریدان چکنم گزند هم سر در رقص صوفیان را بکشاید هم بگیر در رقص آید افلاک ز پاکوبی من گردد رقص گشت از ذوق لبستا باده بساغر در رقص گر باد سیت که گردیده به سر در رقص با فلک هست همه انجم و اختر در رقص
---	---

رقص زهره دگر لے زاهد و رقصم دیکر کاید این فرد من از جلوه و لبر در رقص	
--	--

ردیف الضاد

عزل ۳

کراست آن خط سبز کراست آن عارض نصیب زاهد افسرده شب پرستی باو بیرک عشق من از کعبه آرزو چه کنم ز مصحف دگل و خورشید هر چه میگویم نه صبح عید و نه کعبه بعارضش ماند سوا و سوره و اللیل هست آن زلفش	خدا گواه که قرآن ما است آن عارض بر لے ما سحر و لگشا است آن عارض بجان کعبه پرستان بلا است آن عارض عبارتے است کز و عا است آن عارض فتم بکعبه که نور خدا است آن عارض مراد از قسم و الضحی است آن عارض
---	---

چرا ملاتم از عشق میکنی لے فرد + که دلفریب من و دلر با است آن عارض	
--	--

لے مار گیسوے ترا صد دین و ایمان در عوض فیروزی بختم کجا و نه بصد جان میدهم	گر لعل تو حمرنے زند ما ایم و صد جان در عوض یک گوشه کوسے ترا جنات رضوان در عوض
--	--

از آرزوی خنده ات آرد گلستان در عرض باشد آن جنس گران این جلد از ان در عرض	گر بلبش شید لے گل بنید رخ خوب ترا صبر و دل و دین و خرد گیره اگر بر یک ادا
---	--

جمیعت دل میکنم جانان نثار ت گرسبے
در دست فرود من دہی زلف پریشان عرض

<p>نے ز کفرم کار و نے از صورت ایمان عرض نے ز خورشیدم سر و نے از مہ تابان عرض مرد آزاد م نہ از جیب و نہ از دلمان عرض نے پئے سوز کسم نہ بر کسے احسان عرض ناصحا دیگر ندارم پیچ از پیمان عرض نیست سودے مرا با سنبل و ریگان عرض من ندارم بانے و میخانہ و زندان عرض کے برود انا به پیش مردم تاوان عرض</p>	<p>عاشق نبودم مر اجز حضرت جانان عرض روی یارم بزم افروز دل من بس بود جامہ عریانیم تشریف بلایم بس است آقا بم نور بخش خانہ و ویرانہ ام عهد من با حضرت جانان من باید درست کے توان آمد ز سنبل کار زلف عنبرین مشرب عشق است و صہبایم نگاہ یار بس از خرد عاشق نگر و دہر عقدہ مستمند</p>
---	---

باو شاہی ہست گر باشم گلے کوے تو
فرور اینود جز این دیگر رسوا مان عرض

ردیف الطاء

۲ غزل

راستی شیوہ این کج کلہا نشت غلط
جائے آن مایہ صد عیش جہا نشت غلط
یا من باختہ جان لطف من نشت غلط
رحم بر حال غریب از سپہا نشت غلط
چشم الطاف ازین خوش نگہا نشت غلط
این گمان من ازین موسیہا نشت غلط
حد از صحبت ما بنے گنہا نشت غلط
طلب راہ ز کم کردہ رہا نشت غلط

برگر ایان نظر باو شہا نشت غلط
جز خرابات کہ ہر یک و چشم جام خم است
آسکار است کہ باو الوسا نشت دلت
رخت دل را بسلاست ز چہ آئین بزم
بد نمود کہ بیک عشوہ او دل و آدم
سایہ پرورد آن زلف بسود از دگان
عاشق پاک نگاہیم حنہ را از نظرے
در رہ عشق کن پیروی بو الوسا ن

فرو برد و عده آن عهد فراموشی مناز
نغمه و آری و البته در بانست غلط

پیم از تو هم اگر خوس جفا بر یک نظر
و شسته گرموس زلفت را صبا بر یک نظر
باش یک چندے دگر با من بتا بر یک نظر
هست از به سر رقیب نام هو ابریک نظر
عهد طفل و شاه کے ماند کجا بر یک نظر
دیدے باخود اگر روزے ترا بر یک نظر
تا به محشر ماند این کج و بسا بر یک نظر

می تو اتم ماند بر عهد وفا بر یک نظر
بیقرار بهیای دل کے می شدے افزون عهد
منکہ در کیش برهن بس نو آ موزم هنوز
من بخودی پیچم از عنما برنگ گرد باد
طفل شاهانه مزاج نیست بر عهدت یقین
صبر دادن می توان دل را با مید وفا
نیست امید از خم نیلی مرا رنگ دگر

و عده ات شد باد شاه بر خلاف دبی ثبات
هست بر عهد خود این فرو گدا بر یک نظر

سردیف الظاء

مغزل

ناصحا دیگر کن تکرار و عطف
از تو کے رونق پذیر دکار و عطف
مازمی مستقیم تو مسر شمار و عطف
ماشتقان کے می برند آزار و عطف
رهن جام با دہ این و شمار و عطف
تا کجا شری کشد این کار و عطف

پر و ماغم کرد این گفتار و عطف
گر بهین و عطا است و کوی بکده
کے شوم و اعطاز تو صحبت پر آزار
نیست بر دیوانگان کلیف شیخ
دائم از یک عنزه سانی شود
ترسم از خشکی مغزت ناصحا

فرد اگر سوگند از زندگی نکرده
سرو خواهد گشت این بازار و عطف

زا اول ندانستم دل خود را چه بچفظ
دار و خدا از سنگدل این شیشه را بچفظ
باشد دگر سپید سر مقام و عطف

امروز از چه میکنم اندیشه با بچفظ
دل را بطفل شوخ فریاج سپرده ام
از دست محبت نتوان یافتن پناه

<p>خواهم که نامه بنویسی بسوسے من شایسته گزیده ایم بدر باینست چو سگ خاکم بیاد کردی و دل را شکسته تا چتر آسمان بر زمین سایه گسترست</p>	<p>تا حرز جان بود ز خط تو مرا بحفظ مار ابدار بر در دولت سر بحفظ ہستم من و دعاے توے دلربا بحفظ با و او جو و نازکت از ہر بلا بحفظ</p>
<p>در ویشم و دعاے تو ہر صبح و رداست از جان ہمیشہ ایم چو فرد گدا بحفظ</p>	
<p style="text-align: center;">دلیف العین ۲ منزل</p>	
<p>گشت زو سوز پروانہ بجان زار شمع جلوہ گل فتنہ ہا کردہ بجان عندلیب ایکہ ہمت بر فریب لعل او بندی خموش آتش عشقم فرو کے می شود از آب پند داغ آتش بر جبین داغ گئے رسمت نبود زادہ از آہ من دل سوختہ ایمن مشو</p>	<p>گشت آہ آتشین و گریہ آخر کار شمع آفت پروانہ گردید آتش خسار شمع کے شندی آفت پروانہ شد گفتار شمع کے فرو شد سوز دل از گریہا زار شمع آفت بر پامندو این آتشین دستار شمع سوخت جان صد ہزار این آہ آفتاب شمع</p>
<p>پیش توے سنے ر و احوال فروم روشنست از کف خاکستر پروانہ و اظہار شمع</p>	
<p>نقیسہ منع مرا می کند ز وجد و سماع بچنگ و عود منونے مگر و مد مطرب شاسم از روشش ناز و گردش چشمت بر آفتاب رخت ویدہ کے تو اتم درخت بعیب بوسے ریایکے داشت خر قہ ازہد چہ خوش صد کہ ہمیشہ نوم ز پرودہ عنیب</p>	<p>گر ادماغ بند پا درین حریم نزار کہ یا وہ گوئی ناصح مرا فرو و صدراع بیک قرار مانند جہان ازین اوضاع کہ سوخت تارنگا ہم ز تاب خط شعاع بخی خرمند بدروسے چنین کینہ متاع ملک پتھر بخ نمودہ ز زہرہ بزم سماع</p>
<p>بیکدوم سفرے از بدن کنس رجائے تو نیز بر سر فرو خود آہوت و دعاے</p>	

کریل الغین

عزل ۲

منی شود به شب تار من بکا اچسراغ
 بهر شبی که بناشی کنار انروزم
 به محفل که بناشد رخ تو بزم انروز
 شومی چو گرم تکلم چسراغ خاموشم
 بود بکشتن من استین فشاندن بس
 بسینه این دل افسرده ام چنان ماند

که بی فروغ بود بی تو صد هزار چراغ
 بود بسینه دل از سوز در کنس چراغ
 چراغ خسانه من باید چو بر هزار چراغ
 که پیش شمع رخت نیست در شمار چراغ
 که یک نسیم کند کار صد هزار چراغ
 نهند چون به کشت تار بر هزار چراغ

به پیش صبح رخس چون چراغ صبح بپیر
 بخنده می دهد لے فرو جان ز اچراغ

آشفته گشته است ز بوی صبا دماغ
 نازکم دست لے گل رعنا ترا دماغ
 در بزم او که گفت شب ز سوز من که خوت
 زلف که بود سایه فلک بر سرم بخواب
 در صحبت رخ تو بسر برو عمر با
 شکوه ز سر گرانی چشم تو چون کنم
 از یاده گوئی تو پر انگنده خاطر
 ز ابد خشک مغزی تو گریه تا چنند
 از آب مے علاج دماغ تو ان نمود
 سوز لے عالی بسر افتاده است
 غوغای عند لیب مرا مغز سر خورد
 مغز مرا بر تانده ازین شور عند لیب
 اکنون بجز نغان که ترا چاره نماند
 از هر بوی کل ز کشم نست صبا

ما و هو لے سیر چمن این کرا دماغ
 داری گران ترکمت با و صبا دماغ
 از گرمی فساد من شمع را دماغ
 کا مشب فزون ترست پریشان مر دماغ
 قربان کیسوی تو که دارد بجا دماغ
 محمور ناز هست تدارد چسرا دماغ
 در حیرت نگشت ترا نا صبا دماغ
 تا که ز آب دیده کنم تر ترا دماغ
 خشک از سر ریاست مرا ساقیا دماغ
 چون گنبد است پر ز صد امام دماغ
 طره ز گل نمود و شد در بلاد دماغ
 گل را چه سان بجا است ازین ناله دماغ
 آید بر لے ناله ولا از کجا دماغ
 نفع که بر هو است بسعیش کجا دماغ

چون کاسه متھی است مرا پر صد او داغ	تاب نولے بلبل شوریدہ سر کجا
	گرم آبخنان بکوسے کسے فودنت نام یک آبلہ شدم ز کف پائے تا داغ
رذیف الفاء	
۳۳ غزل	
<p>باز کستم بچنان شیدلے زلف شد بیاد استب زین یخماے زلف از درازیاہے امین شہماے زلف کس مبادا امین چین رسواے زلف قصہ ماو دل و سوداے زلف کو بکوا قلندہ عوزناے زلف شد برآن عارض ازین درجاے زلف</p>	<p>در سر من باز شد سودلے زلف انچہ از صبر و سکون میداشتم گشت کویہ قصہ ہاے عمر من ماو کوے یار و زنجیرے پیا عمر خطری بایدم کا خر شود دل ز شہرت با سلامت چون برم جلوہ احسنت بروز و شب یکے است</p>
<p>فرد حال دل چہ می پرسی ز من گم شد از من در شب یلدلے زلف</p>	
<p>اقتاد شور و شب بخلق از ہر دو باز و دو طرف آمد کیشدہ پیش من تیغ دو ابرو دو طرف گستردہ داسے بر من از ہر دو گیسو دو طرف بکشاکش بند قباز ہر دو پہلو دو طرف توان نمودلے زاہد بے عقل یک و دو طرف</p>	<p>بکشاد و از دو زلف خود آن تیغ چون بود طرف ترک پہا ہی کش من شوخ جفا اندیش من چون آہوے وحشی را مدہر چند از نام و سلے دارد دو عالم عقدہ ہا زین کسوت بالا تو بگذر ازین دنیا و دین یکسوئی جانان گل زین</p>
<p>نازم بزدر باز و سیں ہم از بسیار و از سیں لے فرد ملک دل گرفت از ہر دو باز و دو طرف</p>	
<p>گو یا کہ یاد کرد بتکرار حرف حرف می خواند با تامل بسیار حرف حرف سید پد بچنان بد گریار حرف حرف</p>	<p>از شوق خواند نامیہ ایغار حرف حرف سید پد سطر ہا و بسم بھی نمود پہچہ می نہاد وے باز می کشاد</p>

از سر نوشت خود بقیتم که نامم را	گوید که هست این همه بیکار حرف حرف
الحمد صد هزار بشکر آنه خوانده ایم	تا خوانده ایم نامم آن یار حرف حرف

چون وقت نامم خواندن او فردوسی بود
کرد این خطم مطالعه تا چار حرف حرف

ساریف القاف

مغزل

غم شده بالی من از بار عشق گرم شده تا ز تو باز احسن شیلون ز بنجیر دو بالا نمود بسکه ز همسایه خجالت کشم صبر دلم میرود از اختیاریار آه چگویم ز خط آن زگار دست بدار از سر بنظم طبیب آه ز افسون گری چشم او	دور کشیده است بن کار عشق یوسف مصر سیت خریدار عشق نالہ شبها سے گرفتار عشق آه ز آه من بیسمار عشق رو بسحر میت شب تار عشق سبزہ کوزرسته بگلزار عشق رو لبش فانا ورد از ار عشق ہچو من عیسے شدہ بیمار عشق
--	--

دور تر افتاد ز راه خرد
فردوسی گشت طلبگار عشق

ای ز علت خلق می آشام عشق ساقیا جامے کہ باز آرد شباب ما ایران محبت را بس است محتسب این بار در فصل بہار موسم گل موسم دیوانگی است ناصحی این آمد فصل بہار	من بدورت تا سنے نامکام عشق کے سوزد افسردگی ہنگام عشق طوق گردن حلفت ہلے وام عشق این من و میخانہ کو این جام عشق باز خواہم شد مگر بد نام عشق باز می آرد بن پیغام عشق
--	--

صبر و دین و دل چو در آغوش زنت
فردوسی خواهد شدن انجام عشق

ردیف الکاف

غزل ۲

جادو گئے نقتیل چالاک
 از حال منشس چو آگهی شد
 پیراہن خاک کوئے ادبس
 چون تو بہ کیم زہے کہ باشد
 تا صبح ہذاق رند شرب
 رجمے بن لے شکار افکن
 کے برس سخت جم نشیند
 جان چون بہر ز پیش چشمیت

از غم زہہ ہر ایکشت بے باک
 فرمود کہ حسن کم و جہان باک
 صد دامن و جیب گو شود چاک
 سر رشتہ جام از گستاک
 فرض ست ز چوب تاک مسواک
 بر بند سر ہر ہفتاک
 ہر کو بدرت نشست بر خاک
 ابرو سے تو ہست تیغ سفاک

بکشا از بسے دل او
 کہ عشق تو فرود ہست عنناک

ادبین گر گذر نکر دچہ باک
 چشم شوخش ز سر گر اینہما
 عشق واری اگر بنا لہ بساز
 کم مباد از من این و فاداری
 ہمت کن بجان نثار بہار
 عشق خود آگش کن ز نعمت

بگدا شہ نظر نکر دچہ باک
 سوے من گر نظر نکر دچہ باک
 دردش گر اثر نکر دچہ باک
 گر ز جور او حذر نکر دچہ باک
 یار گر ویدہ تر نکر دچہ باک
 ہمت از نامہ پز نکر دچہ باک

تو تو مرد و شناس تھی
 حرمت یار گر نکر دچہ باک

ردیف اللام

غزل ۸

مدتے شد کہ زد دست تو بچنگ من و دل

ہمدگر از ستم خویش بہ تنگ من و دل

<p>بسکه بگرفتہ نو شرمندہ نہ تنگم من دل کہ اسیر ہو سس تازہ خندم من دل از خزان برگ گل باخته زنگم من دل عقل و دین باخته از حسن فرنگم من دل</p>	<p>بر سر کوی تو شب دید بچنگم نا صح حیف گریز نگاہ تو پریشان گذرد گر صبا از تو پیامے نرساند چه عجب زین جوانان کلمہ پوش حذر کن ز ابله</p>
<p>فرد از خویش چلویم کہ بھسنگ رقیب شیشہ ماندہ بیک سپہلوے سنگم من و دل</p>	
<p>مایم و اگر زوے نقاے تو یار رسول سردادہ ام بکویے رضاے تو یار رسول دل دادہ ام بکویے وفاے تو یار رسول شاہان نظر بروے گلے تو یار رسول</p>	<p>جان میدہم بکویے قباے تو یار رسول لطیف کن و پیچ عنانم ز راه بخت اندیشہ بتان جہان نگذرد بمن دارند با بچوبستہ نما بر امیب لطف</p>
<p>فرد تو تا بچند درین مرز و بوم ہست دل می کشد بسوے سرے تو یار رسول</p>	
<p>گر لبش نبود بکام چون بر آید کام دل کنرمے روزے ز لوح سینہ خود نام دل اینگلین ما و دل این عشق خون آشام دل کز شراب عشق و نیا ر بختی در جام دل می برد باد صبا سوے کسیے پیغام دل اینقدر افز و دسود ایم جینا غام دل</p>	<p>بے جمال او مرا کے می شود آرام دل نقش نامش گریبویے بر دل شوریدہ ام عشق آسان می شمرم چون نماز ز اہلن از طاسمت ساقیا بیخورد ز حیرت ماندہ ام دل اگر امروز بالماند فردا میسر رود بس خرابیہا پے آبادی دل می کشم</p>
<p>گشتہ کے فرد در آغاز سوے جہان من ز دست تو نمئی بینم بیخرا بنجام دل</p>	
<p>جو بی آن ابروے خمدار ما دانیم و دل نیست یک کس محرم اسرار ما دانیم و دل پایہ آن سایہ دیوار ما دانیم و دل لطف این شیرینی گفتار ما دانیم و دل رمز ہائے نشہ سرشار ما دانیم و دل</p>	<p>لذت پیکان سیریا ما دانیم و دل راز ہا کا ندر شب و صلاش بجان من کشود رفتم در کویے زیر بام او معراج ما از جواب لب ترانی کام عاشق تلخ نیست در لب ساغر کہ دیدم راز اندر راز ہاست</p>

بے زلفی و بخت و آوازی و بزم
بہار و بہار و بہار و بہار

بہار و بہار

نکتہ ہے کہ لب پیر مغال بشنیدہ ایم ذوق تہاے کہ سرود و چنگ شب مید آیم ترجہ سازد نکست ریجان و ماغ عاشقان	یقت آن گوهر شہوار ما دانیم و دل نکتہ بازان پردہ ہر تار ما دانیم و دل بوسے خاک کو چہ تار ما دانیم و دل
---	---

بوسے ریجان در غور پیر ایش لے فروست نکتہ آن طبلہ عطر ما دانیم و دل	
--	--

لے ولم از رخ بجران آن دلبر منال خوب رویان کو کب حسن اندو تو بدر کمال دام برو و شان عنسیر موبزلفت در حے طاق ابرو سے تو محراب سجود حق پرست تا حبش را از سواد زلف خود بنواختی بر حد خود ہر کسے زو سکھ از حسن خویش اے خوشنایز و زبختے کو بر لے فتح باب مر جا صد مر جا بر خلق و خلق نیک تو لے جالت بر کمال صنعت صانع گواہ رو سے تو ناویدہ جان در راہ عشقت با ختم حال دل با تو چو گویم دلبر اینک آگہی ینستم نہایتہ آن مجلس قدس تو من ہر سر انگشت تو چون ناخن عقدہ کشت ماہ من از آفرینش حیرت افزا لے عقول غیرت افزا لے مہ و مہر اند گو زبان لے	میرسد آخر یکا مت زان لب شیرین نوال لے غلام ماہ رویت صد ہزار ان چون ہلال لے اسیر زلف مشکین تو صد ہجرون ہلال لے ہلال برویت را بندہ صد ہجرون ہلال بستم ہر تار مو سے شت جان صد ہلال تا ابد این دولت حسن ترا بنود زوال ہر سحر گہ میزند در مصحف رو سے تو فال لے برون زان حد کہ احصایش کند تو خیال دست قدرت را بنازم یا برین حسن جمال بر امیدے آنگہ روزے زندہ سازی در جمال نیست بے یاد تو آرام دے در تیج حال لیک عشقت در سرم آنگہ این فکر جمال عقدہ نبود کہ پذیرد ز لطفنت اخیال دلربا و جان فریب خلق از حسن جمال نیست آن مہر جان افزو ز ما را ایک مثال
---	---

و در را بنوازا کا خرنبدہ در گاہ شت از لطیف رحمت عام تو ہر حال قبائل	
--	--

آمدی خندان و میگونی کہ لے عاشق بنال مست می شب آمدی و بیخود از حیرت شام از سر زلفت چنان افزو و سودا در سرم	نال ما در دولت ناید ز شور من ہلال کاین بہ بیدار سیت یا در خواب یا در خیال بے خیال زلفت تو شد ما ندیم یکدم و وبال
---	--

<p>ایکہ واسطہ در دل خورشید از رویت چه پاک بر ہم و در ہم شود باز از دره بسته شود بوسه گر خواستم ناحق لب خود می گزی بے بت و چنانہ ہرگز یکدم آرام نیست پختہ شد سوسولے زلفت در سر من آنچنان تا کہ گردون را برین گردش بود وضع ثبات</p>	<p>گر کند از مهر رویت ماہ نو کسب کمال بر کشد گر یوسف من برقع از تو کج حال این لہم باید گزیدن در سزا میں سوال لے برہن گر چہ دارم صوفیانہ و جدو حال گردنم را گشت آزادی ازین حلقہ محال دولت عشق من حسن تو بار اے زوال</p>
--	---

<p>ینک کردی فرد گر تو بندہ حسنت شدی باد آغاز ترا بار خدا حسن المآل</p>	
---	--

<p>ترکے مگر شدہ است مرا شہر یار دل نشکفتہ بچو غنچہ تصویر ماندہ است ماتھے جوئے جفایش سخنیںم بتوانی ار پیام کسے صبار سان کے می شدی بزلف کس آوارہ نا صحا</p>	<p>چندین کہ بچراغ شدہ است این دیار دل در گشتم کیے ست خزان و بہار دل مار از دست خویش خرابت کار دل بینی اگر قتادہ بکوی عبا دل بویے اگر بدست خودم اختیار دل</p>
---	--

<p>لے فرد اعتماد بہر ہوس من نادانی ست تیکہ بقول و قوار دل</p>	
--	--

<p>در یاد تو ام جملہ مضمون رود از دل + گو در غم بچسب تو مرا خون رود از دل گیرم کہ کنم نالہ بعشقت مگر از ضعف سوز و بفلک خر من طاعات ملائک از نشتر خار منہ ات ضعف فزون شد نہ وعدہ وصل و نہ سلامے نہ پیامے</p>	<p>حیف ست ترا چون من محزون و داز دل کے داغ غم عشق تو پیرون رود از دل این فرض محال ست کہ پیرون رود از دل یک شعلہ آہم چو بگردون رود از دل چون غنچہ تصویر مرا خون رود از دل این درد خاق تو بگو چون رود از دل</p>
--	--

<p>لے فرد اگر نشتر عشق تو وہم در س دائم بہ یقین لیلے و مجنون رود از دل</p>	
---	--

<p>رہدیف المیم ۱۱۸ غزل</p>	
-------------------------------------	--

تا کے پیاد روی تو آہ و فغان کنم
دانم اگر بقطرہ اشکے نظر کنی
یا بم اگر اجازت کہے بہ پیش تو
باشد اگر ہولے خرید منت بیما
نبود اگر ز آمدنم بار خاطر ت
گر بگذرد بگلشن قدست نولے من

تا چند سوز عشق تو در دل بنان کنم
دریا ز خون دیدہ بکویت روان کنم
صد و استان ز درد فراق ت بیان کنم
بنشستہ ام براہ تو سودا بجان کنم
صد بار سجدہ بر سر آن آستان کنم
گلہانگ یار رسول اغنا فغان کنم

لے فرد اگر بہ آہ حسرتیم اثر شود
اینک ہزار آہ کہ ورد زبان کنم

ما عاشق سرگشتہ و شیدے مجھیم
خوبان جہان راست قدانند لیکن
بر لوح دلم صورت کس نقش نہ بندد
باتنخی ایام نہ اریک سرد کار
از غمہ فریبی نتوان بردول ما
تا ویدہ ما جلوہ گہ سرد قدوست

سودازدہ زلف چلیپا مجھیم
ما قمری سر و قد زیبا مجھیم
آئینہ حیران تماشا مجھیم
پروردہ کثیر بینی لبہاے مجھیم
خو کردہ الطاف و کرہاے مجھیم
آئینہ صفت محو سراپاے مجھیم

خاک در او سرمہ چشم است از آنرو
لے فرد نظر دوختہ بر پایے مجھیم

ما دادہ کشان مست از صہبایے مجھیم
دہیکدہ بر پلخے سر نہ نادیم
با ما سخن از خوبی شنشاد ہر آیند
بر خاستہ خاطر از حرم حرم و دیر
طوبی قد او جلوہ فروش نگہ ما ست

درے کش آن ساغر و میناے مجھیم
مخور ازان نرگس شہلاے مجھیم
ما شیفنہ قامت رعناے مجھیم
بنشستہ بر مین در بہ تنہاے مجھیم
ما بندہ آن حسن سراپاے مجھیم

لے فرد و گر مشک ختن بوسے نکر دیم
رفتہ از خود از زلف سمن سہاے مجھیم

تارے تو دیدیم ز گلگشت گذشتیم
یک گوشہ کوئے تو بہ از بہشت بہشت است

کوئے تو گزیدیم من از دشت گذشتیم
گر این دہم دست ازان بہشت گذشتیم

چون شمع سمرستی ماصرف نگدازست	آب از سر شوریده چو بگذشت گذشتیم
آرام ندیدیم درین طاس فلک فرد چون گوهر غلطان من ازین طشت گذشتیم	اضی الله عنه
آمد چو زلف یار در اندیشه قلم گردید تا ز نام تو رطبا للسان نشوق فریادمی شدی اگر آکه ز سر نوشت باشد صبر رخامه ام از آه دودناک	گردید شبکار رگ و ریشة قلم هر گام گریه باست چو من شیشه قلم بر سر زلف برو از ل تیشه قلم دارد سواد خوش بنظر بشه قلم
از دودمان عشق نباشد هرانکه فرد خامه سن	دارد ز جور او بسر اندیشه قلم بمنه قلم ۱۱
هر کجا باشم چو بلبل خانه زاد گلشنم یارب از دامان او دست خزان کوتاه بود بسکه سودای سر زلف تو در سر داشتم بسکه دل تنگم بصحن گلستان باید شدن	هر تو اسبخی من باشد بیاد گلشنم استاد فصل باشد بر مراد گلشنم زان بود از سنبل و ریحان سواد گلشنم دل کشا باشد مگر چون غنچه باد گلشنم
در همین درد سحر این مصرع فرد نیست هر کجا باشم چو بلبل خانه زاد گلشنم	
باده خوش گوار می خواهم نشسته بے شمار می خواهم گل و نسیمین مرا چه کار آید می خراشتم جگر ز ناخن عم چون کسے نشنو و فغان مرا پیخودم بسکه از خطر خسار تا بشویم عینار از دل و دل از دود آه شد پر زنگ می رود دل ز اختیار مرا من بدفع خار لے ساتی	که لب لعل یار می خواهم سستی از چشم یار می خواهم جلوه گلستان را می خواهم سینه رنگ بهار می خواهم دامن کوهسار می خواهم سبزه و لاله زار می خواهم گریه بے اختیار می خواهم شیشه بے عینار می خواهم یک نفس من قرار می خواهم مے ز دست نگار می خواهم

<p>فرد در چشم تنگ اهل زمان پاره ااعتباری خواهیم</p>	
<p>ما خود حدیث عشق نه از خویش را نمانده ایم گیرند درس عشق گرازا با عجب نیست دامان ما ز خار تعلق نگشت چاک جز مشقت خاک در کف دوران زمانمانند پایان نداشت عرصه بهجران و قصه ام</p>	<p>این سلسله بحضرت مجنون رسانده ایم ما خطا و س یار بنگار خوانده ایم تا آستین خویش ز عالم فشانده ایم چون نقش پابرا بگذارت مانده ایم صد بار این کیت قلم را جهانده ایم</p>
<p>پیر سوز گشت قصه ام لے فرد تا بدل این نخل آستین محبت نشانده ایم</p>	
<p>گو تنگ بجان لے صنم از خود لے تو آیم با دل شده گان این همه بیداد بسا عزیزت نگذارد که فرستم بتو قاصد دستم که کند پیرنگا تو خطا چون بر نقش کف پائے تو تا جبهه بسایم آه صفتم میرم از سایه ز وحشت</p>	<p>کے باز عشق رخ نیکو لے تو آیم بر خیزم و آرزو ده دل از کوس لے تو آیم خواهم که ز خود نیز بنان کوس لے تو آیم من در ره آن ناوک دلجو لے تو آیم پا ساختہ از سر بس کوس لے تو آیم سویت مگر از غنہ جاو لے تو آیم</p>
<p>از کوس تو چون فرد ز خود کس روم لے شوخ الابد از وقت بازو لے تو آیم</p>	
<p>گو تاب که چون آئینہ بر رو لے تو آیم شیرنی حرمم دہم ذوق خموشی یکسو لے من رہ نہد سو لے بت نام از سوز دل خویش چو قندیل الزام خاکم شدہ بر باد جز این نیست ہوا ہم خیزد بجان فتنہ و آشوب قیامت باشد کشش زلف تو ہر شب کہ کبوت گم کردہ رہم باد صبا کو کہ من از شوق</p>	<p>این بس کہ چو خورشید سر کوس لے تو آیم چون در سخن از لعل سخن گو لے تو آیم گردیدہ ز ہر سو لے دگر سو لے تو آیم پیوستہ بطق خم ابرو لے تو آیم ہمراہ صبا تا سرگیسو لے تو آیم گرد صفت قامت دلجو لے تو آیم آوارہ و آشفتم تر از سو لے تو آیم از خود چو روم سوی تو بر بس لے تو آیم</p>

منتخب
منتخب
منتخب

چون در صفت عارض دلجوئی تو ایتم	بر صفحہ ہستی رقم تازه نویسم
وارستگی فرود ترا و الی خود کرد آن رفت کہ بر خیزم دور کوئی تو ایتم	
لغنتی همچو صبا بوسے شمیم رقم چو پر کار بہر جا کہ رسیدم رقم چون دم صبح کہ یکبار دیدم رقم یک گل از گلشن ایام پندم رقم از لب لعل تو حرفے نشنیدم رقم وہ کہ یک جرعه ز لعلت پندم رقم	صبحدم آدم دروسے تو دیدم رقم جو سر کوئی تو ام جاسے تو ایتم چشم بر روسے تو بکشادم و از خویش شدم کردہ عریانیم از منت خارم فارغ ہمہ شوق آمدہ بودم مگر از جور قیب جان بلب آمدہ از ذوق لب نوش تو ام
	ہمچو فرود آمدہ بودم با سید درگے مخت ہاجر تو از لب کہ شنیدم رقم
زبان سرخوشیم و پروانہ از خوشیم مدہوش و ز خود رفتہ ز پیمانہ از خوشیم محو دل خود ہستم و دیوانہ از خوشیم دیوانہ ز جور دل نشزانہ از خوشیم	ایکینہ شمع رخ جانانہ از خوشیم تا بر لب لعل تو لب خویش نهادم چون ہست دلم خلوت آن یار پریر بگذاشت مراد غم و خود در پی اورفت
	آہم ز برونش ز خودے فرود چہ گویم آرزوہ ازین نسرہ مستانہ از خوشیم
یاد رپی آبادی ویرانہ از خوشیم مایہ نوا سنج بانانہ از خوشیم دوران طلب از خاک در خانہ از خوشیم مادر طلب آن دل بیگانہ از خوشیم زبان در سر آرائش کا شانہ از خوشیم	دلدادہ بویرانی این خانہ از خوشیم میلت سوے بلبل اگر از نغمہ سرائی گشت زبان در ز کہ شد سودہ ز پائے تو در ما از صحبت یاران نشود دل تلیہ ما باشد کہ کنی رحم سخن گر کہ چشم
	تا حشر تو ما پارہ شد از محبت لے فرود شرمندہ ازین شیوہ زندانہ از خوشیم
خود دست مراد من از انیم و از انم	با دست خطاب من باہر کہ سخن رانم

بسیار

یک نفس پوسے ازین باغ پندم رقم
تا آمد همچو صبا روسے تو دیدم رقم

تجربہ ہوا و ہوا و ہوا و ہوا
تجربہ ہوا و ہوا و ہوا و ہوا

تجربہ ہوا و ہوا و ہوا و ہوا
تجربہ ہوا و ہوا و ہوا و ہوا

<p>یاد می آمدن ز نام او هر لفظ که میخوانم در زهر که همی شنوم از لعل لبش آنم شوقش بودم در دل چون در تن من جانم</p>	<p>ز کسیت ز و صفت او هر حرف که میگویم در هر چه همی نگرم روزه خوش او بنیخ عشقتش بودم چون خون ساری بر گنبد لبش</p>
<p>خوش راه بجای بودم و از ره رند بهیا صد گریه بر اسلام صد خنده بر ایامم</p>	
<p>تا سراسر استخوان رسیده بزم مست در شکار ساغر عزم که هنوز است بوسه بلبم از ازل تا بجز در طربم زره کم نگردد از شنیم که فراق تو بس که در قبم</p>	<p>بسکه سر گرم ز زره طلبم دست بردار محنت از من لاف از پاک دامنی چه زخم من کهستم ز باد که شوقش جسم من گر چه زره زره شود از منش بوسه صبا بگو که بیا</p>
<p>فرو تا تویشا چشم کنم خاک از کوه یار میطلبم</p>	
<p>آواره زلف کیم بشدک کیسوی کیم من رفتم از خویشتن دیوانه ارد کیم من محو از خو کیم آشفته بوسه کیم رسوله عشق کیستم آواره کوه کیم من شمع بزم کیستم پروانه ارد کیم</p>	<p>دل را بسودا داده ام آشفته روی کیم دالم سر شوریده شالیسته سنگ جفا چون گل پریشان می شوم هر صبحم از نکت گاهی بصحر او گنگه در کوه سرگردان شدم از سوز دل هر شبید حواصرت گذارم کرده اند</p>
<p>سایه فرودارم گریه با هر صبح و شام از رخ عشق سایه کاش میدانستی آزرده از خو کیم</p>	
<p>همه تن فدای تویشم همه جلوه نیازم پروانه خودم من خود شمع جانگذارم به چمن بهار زنگم بدرون سینده آرام نه چو برق کاه سوزم که طیب چاره سازم چون نسیم صبحگاه می چمن جهان تو آرام</p>	<p>نه حرف می پرستم نه لب عشق نیازم نه بوسه صبحگاهم نه سوم شعله بازم نه عیار خاطر من نه صفای رخه خوابان نه دوسه در و مندم نه زور و دل جدایم گل باغ آسیتیم من همه خویشتن تا ایم</p>

بحرم خدا پرستم بشراب خانه مستم گئے شمع خالقان ہم گئے جملہ حسن نامم

نہ بخویش پاس بندم نہ بغیر مستندم
بجائیم و بروغ من فروبے نیازم

<p>ہر صبح تا کجا بغمت دیدہ تر کنتم ہر روز عمر چون گذرا ہم بسوزن تب تا چنبر درویم از مزہ خاک در تیب ہر لحظہ خون دل رود از چشم در کنار این است گرو فاسے تو با خشکان مسج صبرے بدل نماند و شب ہجر بسوزن راز پامال کردئی و ہمی خواہم از وفا ہجر است گردو لے من و در بند عشق کو فرستے کہ از دل گم گشتے لے جنون</p>	<p>ہر شام تا سبکے بدرت نالہ سر کنتم ہر شب بہ آہ و نالہ بگو چون بسیر کنتم تا چند جستجوے تو من در پار کنتم تاسکے ز خون دیدہ گل نوبہ پر کنتم امشب گمان مبر کہ پیرو دشین سحر کنتم کہ باشد اینکہ من برج او نظر پر کنتم آرا لیش کہت تو ز خون جگر کنتم بگذارے طیب کہت کہ در گھر کنتم گیرم نہ کہیں سراغ و خرد را خبر کنتم</p>
--	---

لے فرو آہ من بدستس گر اثر کنتم
صد آہ بر کشم کہ دلشس پر اثر کنتم

<p>بر در احمد گدائی کردہ ام بر درش تاجبہ سانی کردہ ام ہر آن بیگانہ عالم آشنا تا شدم خاک ریش چون نقش پا رہروان کعبے مقصود را گشتہ ام در خلق با برگ و نوا تا دل خود گم نمودم در ریش مہر پرداغ است از پیشانیم می ستایم پر تو حسن ترا تافت بر من تا رجشش طلعت فروبے لطفش نیاید هیچ کار</p>	<p>بیک بنگر من خدائی کردہ ام باو شاہی و رگدائی کردہ ام باو و عالم آشنائی کردہ ام عالی را رہنمائی کردہ ام رہبری و پیشوائی کردہ ام تا بگویشس پندائی کردہ ام بیک جہان را لریائی کردہ ام بر درش تاجبہ سانی کردہ ام نطق و اند خود ستائی کردہ ام درد و عالم روشنائی کردہ ام بارہا بخت آزمائی کردہ ام</p>
--	--

بکار خویش حیرانم ندانم از چه حیرانم نه جان را با بدن آنسه ز تن را الفت با جان نه با لطف کسے بسته از چشم کسے خسته بری از قید کفر و دین برون از بند هر آیین بنفشه وار ورتابم چو سنبل خود بخود پیچم	ز عمر سے محو سامانم ندانم و رچه سامانم بکوی عشق مہا نام ندانم از چه مہا نام خراب لطف جانا نام ندانم کیست جانا نام میرسن از کفر و ایمانم ندانم چیست ایمانم چو کیسوسے پریشا نام ندانم چون پریشا نام
--	---

نشانی من چہ می جوئی برون از خلوت و جلوت چو قمر و خویش می مانم ندانم با کہ می مانم	
--	--

چو قطره نے سرد پایم سرو پایے نیندالم بود بر یک روش از آمد در تنم چہ پیرسی بدست من بود عالم فلک بر پاست از حکم ازل را از من آغاز و سر انجام ابد از من	سراپا موج دریا یک سرو پایے نیندالم از بیجا تا با سخا یک سرو پایے نیندالم خود از عالم میرا یک سرو پایے نیندالم بهر یک رنگ پیدا یک سرو پایے نیندالم
---	--

نه سردارم نه پادارم چه می پرسی از وضع من که فردے سرو پایم سرو پایے نیندالم	
---	--

نه من سچو بوسے گل بہر گلزار میگروم نه من پیودہ گرد ہر درو دیوار میگروم نه من بیخود بوسے گل پے بہر خار میگروم شراب لعل نوشینش بود از خود چنان مارا لگاہ آن غزال وحشی من سحر با دارد ز زلف یار تا سر رشتہ در دست میدارم زد و کان ہجان جویم دل گم گشتہ خود را حجاب ہستی من تا نقاب روی جانا شد نشانش ہر کجا یا ہم روم از جذبہ عشقش تحریر حکایتنا سے سووے سر زلفش	غلام سرو آزادیم و قمری وار میگروم بیاد لذت طوف سریم یار میگروم بیاد روست رشک گل بہر گلزار میگروم کہ من ستانہ گرد خانہ خمار میگروم کہ از خود رفتہ چند نام کہ در کسار میگروم جنونے تازہ پیدا کردم و بی کار میگروم یرے یک متاع دل بہر بازار میگروم از خود دارستہ بہر در پے دیدار میگروم دے دیوانہ میدارم وے ہمشیا میگروم قلم دیوانہ می گرد وے ہمشیا میگروم
--	--

غلام آفتابم سرو زمان ہر روز در عالم بیاد او بزی گنبد و وار میگروم	
--	--

<p>چه جاسے طعنے ناصح چون شتار کم کردم چه گویم ما چه کالاسے درین باز ارم کردم شراب شوق او یارب عجب کیفیتے دارد ز سپرد پر سوایم که من در حلقه زندان ز خود رفتن بود مسلم که بر خیزم ز کوسه او چه بود از چار دیواری عناصر خلوت زندان مداغم محتسب کے برد دستار من بیخود</p>	<p>دستار چهار عالم مستی من بشمار کم کردم متاع صبر و دین و دل بیک دیدار کم کردم چنانم محمودیدارش که خود دیدار کم کردم ز دروئے کشیدم قشقه و ز ناز کم کردم نشستم تاراه آن پری رفتار کم کردم بستم چشم از عالم در دیوار کم کردم چه رہن می کنم اشب که من دستار کم کردم</p>
--	--

<p>ز حال دل چلویم فرو کرد پند یار ارم کہ دل در کوسے زلف آن بت عیار کم کردم بگوئے نایب کان جود مشکینش نمان دارد نہ پانہد بیا با تم نہ با کوسے سرد کارم نہ سے نے ساغر و نہ نشہ نہ آواز مینایم سرم را هست بازلف چلیپائی سر سودا صبا یا شانہ ام یادست مشاطہ منی دائم</p>	<p>ندے کے عطا کم دور تا تار میگردم بگرد نقش پاسے نایب مجنون و اریگردم نگاہ پاکبازانم بی چشم یار میگردم چون منصور از سر مستی بگرد و اریگردم کہ سرگردان کیسویم پے ہر تار میگردم</p>
--	---

<p>من از جام مجیبے تا کشیدم فرو یک چہ چو مولانا جلال لدین قلم در و اریگردم باسے بیا کہ رسم محبت گذاشتم عمریکہ صرف خدمت پیرمغان نشد تا در طریق بندگی ت پانہد ام لب بستہ از جواب کسے غنچہ سان خوش لغتے نہ داشتم کہ نثار تو کردے لے دل بنای ہستی من بے اساس بود</p>	<p>از عشق در گذاشتم و الفت گذاشتم سوے قفا ز یاری ہمت گذاشتم سر را برے سجدہ طاعت گذاشتم گوشے چو گل بون و حکایت گذاشتم جز وقت خوش کہ در رہ عملت گذاشتم بگذشتم از خود و در دولت گذاشتم</p>
---	--

<p>پر و انہ وار گرمی شمع تو سوخت لے فرو خاک گشتم و صحبت گذاشتم</p>	
---	--

مطرب غزلے برخوان کامشب طربے دارم
 ساتی قدحے کامشب ماہ عجبے دارم
 بنود عجب الرخیز و آنے ز شہیدانش
 زیباست اگر کلک ازینش کرے باشد
 شکر مزن لے ناصح من زین دل بشکسته
 گوشکی و حدیثاتی چشمی و تماشائی
 پیدا است ازین گزے کرد تربت من خیزد
 گو خاک درت گروم عشق تو جهان باشد
 از یارب شہدایم ہمایہ چہ می پرسی
 کفر است بیچخانہ حرنے زدن از تو بہ
 صد حیف اگر کو بد در محتسب شہرم
 بالیلی و عذرا لیش نسبت نتوان دادن
 عشقم اثرے دار و تا بر لب ہر عاقل
 بازم دو سہ ساعتہ کہ ہوش برد مارا

از طلعت روے او فرخندہ شبے دارم
 بزم طرب آرائی ترک عنے دارم
 کہ سوز فراق او در سینہ تہے دارم
 چون من سخن شیرین زان قند لے دارم
 چون شیشہ گران دوکان تنک طلبے دارم
 پنہم مد لے واعظ شاید سبے دارم
 کاندر لحد از عشقت ہر دم شغبے دارم
 در خاک تہ دل ہم حسن طلبے دارم
 شب خواب نمی آید در دل تبے دارم
 حاشا ز من لے ساتی چون من لے دارم
 کاندر بر خود امشب بنت العنبے دارم
 من پیش نظر پالے عالی لبے دارم
 چون نیس بسودایت مجنون لبے دارم
 کہ محتسب لے ساتی اندک ابلے دارم

فرد بجمی ہستم در خود عجبے دارم
 دل در گرو یاد شوخ عربے دارم

اگر گویم ز لعل یار گویم
 نہ منصورم سرے با دار گویم
 نہ از خود گویم و نہ از انا الحق
 چو گوشے نیست شنوائی ہجان بہ
 فغان بلبیل شوریدہ ہر صبح
 حکما پتہاے آزار دل خویش

حدیثے زان شکر گفتار گویم
 اگر گویم سر با زار گویم
 ولے حق گویم و اسرار گویم
 کہ کتر گویم و بسیار گویم
 بگوش گل بہر گلزار گویم
 بہر شب با درود یار گویم

سخن ستانہ می را اندھیم
 ترالے فرد چون ہتیار گویم

طرف چمن از ہولے بویت رفتم
 سوے گل نو بیاورد دیت رفتم

<p>برگشته پی صبا بگویت رفتم در خلوت دل به جستجویت رفتم از خویش گذشتم و بسویت رفتم</p>	<p>چون پیش خت نبود گل راروی در کوی زپای تو ندیدم نقشه در دل چو ز خویش تن حجاب دیدم</p>
<p>تا در سخن آمدی خموشم لے فرود کز خود ز اول گفتگویت رفتم</p>	
<p>چون نقش کف پا چو فتادیم غنودیم بر روی جهان چشم کشادیم غنودیم چون سایه بهر جا که ستادیم غنودیم</p>	<p>سر بر قدم یار نهادیم غنودیم بکشودن چشم چو حجاب عین فانیست استادن و غلطیدن ما کس چه شناسد</p>
<p>چون فرد و لصد ز می در صد تیغ چو موبان دل در خم گیسوی تو دادیم غنودیم</p>	
<p>سود از ده ام در سر پابندی خویشم دیوانه این عقل و خرد مندی خویشم آز رده دل از شیوه نوبندی خویشم حیران رخ احمد سهرندی خویشم</p>	<p>بازلفت در اندیشه پیوندی خویشم صبر و دل و دین داده خریدم جنون را پرورد محبت بکنار عثم از شوق آورد بر قص از ننگ زاهدین را</p>
<p>لے فرد چو ابر کس دم دل زنجار را باش یافته یار سر قندی خویشم</p>	
<p>که ز خمش را بجان منت پذیرم به چشم او مسگر صید حقیرم که من در حلقه زلفی اسیرم بجویم کشتی یارب گیرم مشکفته نیست گرد صد بار میرم چسان روشن شده بر تو ضمیرم عجب بنود من از غیرت چو میرم</p>	<p>کدام ابر و کمان زد و دوش تیرم پریشان بگذرد از من خدنگش وگر پابند زنجیرم مسازید تنای لب لغزش مرا کشت بیک امید اعجاز لبانت ترا سے شمع رو پروانه کردم لبت محو سیحانی با غیار</p>
<p>ترا سے ناز پرور این که آموخت که چون آهوز فرد خود کسی رم</p>	

بازلفت

نقش قدیم بکار خویشم	انقادہ براہ یار خویشم
بگذشتہ زکار و بار خویشم	تا عشق سپرد کار خویشم
آوارہ ازین دیار خویشم	تا گشت دلم خراب کار عشقتش
دیوانہ ام و بکار خویشم	از جیب دریدم چہ پرستی
بنشسته بر بگذر خویشم	در مانده ز باو پائی عمر
آئینہ روزگار خویشم	هر روز ز جلوہ دگرگون
بگرفت سرہ عنبر خویشم	در کوی تو ز آب پاشی اشک
طاووس صفت تبار خویشم	بیرنگی او بخود چو دیدم
سمنج بس سر مراد خویشم	جز آتش عشق او نباشد
دل دادم در شمسار خویشم	عمر کے صنم و فانکر وی
دارستہ ز ننگ عار خویشم	در عشق تو تا شدیم بد نام
بگذشتہ ز اعتبار خویشم	احوال منست جا کے عبرت
بے فکر ز خار زار خویشم	آزاد رفتی دور و جہانم
پہوستہ پہ ہمار خویشم	از گریہ چشم خون نشانی
شرمندہ ز چشم یار خویشم	ناگہ نگہم بترکس افتاد
چون دور ز گلزار خویشم	جان را بچہ رو گنم تستی
دل رفت ز اختیار خویشم	در دامن تو ان بصیر برداخت
لے ولے ز غمگسار خویشم	عشق است بلائے ناگمانی
نقد دل کم عیار خویشم	شرمندہ نمود از تبارش

صد جان بہنم تبار کے فرو
 آرزو دور شمار خویشم

مست ازے خوشگوار خویشم
 پاشیشہ دل بکار خویشم
 آورد جنون کنار خویشم
 بالفتہ یک از ہزار خویشم

مرد ہوش ز لعل یار خویشم
 صد سنگ ملامت از زندم
 تا چاک ز دم بچین و امان
 صد نالہ اگر کنم چو بلبلس

دل را که به بیوفای سپردم بگرفت دلم به چو راه صحرا را بچید و کش زدود آه بگردم و شکر مساز خویشم بویان ره شکار خویشم بیره سحر از غبار خویشم

خندان همه شب چو شمع لاله فرو
برگر پی زار زار خویشم

عزیمت که دل داده بدلداری خویشم صد بخ من میرسد از یاری خویشم چون مرغ قفس زادنم ز ره گلشن چون معنی بیگانه ز اندیشه یاران از یاد خدنگ نگه میر شکاری در کوه تو برداشته غوغای قیامت محتاج سرو پا هوس مستی من کرد فرصت نهد دست ازین چاک گریبان که بارکش منت کس مست سر من دارد گله از ناله من غیر ویگانه دل عید نگامش شد و جان نیز پیش رفت بمیاک زوم دست چو در گردن مینا	فرصت نهد دست از غوغای خویشم پاهال جفا باز و فاداری خویشم آراسته گلزار ز خونباری خویشم خو کرده و سپرد و ره بیکاری خویشم سرواده باز و بدل آزاری خویشم از شام عنت تا سحر از آری خویشم پایند همانی پی پا داری خویشم در پنجه محنت زستمگاری خویشم از بسکه سبکدوش از بے باری خویشم شتر منده ز نه سایه ازین زاری خویشم پیش آمد این جمله ز خود داری خویشم در میکده شتر منده ز سرشاری خویشم
--	--

برداشتن دست ز دل سهل تر آمد
لے فرودین عشق ز دوستواری خویشم

در عشق تو بیمار ز بیداری خویشم ناله بدلت جسم ازین بندگی من زه که در کمان و دل خود پیش نمودم سربار گران بود به تیغ تو چه تهمت تا خاک درش گشتم و در پایش رسیدم صد بار ز دستم قدح آن محتسب افکند	زیاد ز پیشم تو و بیماری خویشم خجالت زده از روی پرستاری خویشم از دل بدقت طعن سپرداری خویشم ختم گشته به پیشت ز گرانباری خویشم بر دوش نسیم ز سبکباری خویشم حیران بوسه سناکی سے خواری خویشم
--	--

<p>با توبه شکستیم چو او جام شکسته قربان خرد مندی و هوشیاری خوشیم</p>	<p>ما بجزودی خود نه ز آهخانه شنودیم از خود خرم نیست که از سوز تو چون رفت پروانه صفت سوخت دل خلق ز آه ناصح چکنم عذر ز توبه شکنها زاهد چه زنی لاف زگرداندن سبهم میخانه خراب است و من و پر مغان است گل گوش کن کند یا نکند ما بفنائیم صد غلغله افکند بجان من سرست خوشتر ز دم عیس و شیرین ز نبات است شد سلسله چنجان چون باز زلفت دل را ز تنای تو کردیم خرابه سر بر در و دیوار رقیب آه شکستیم صد صومعه از یک سنگت میسده باشد در پرده هر نعمه مطرب اثری هست بروم بجنس پیداری او جان عزیزم</p>
<p>چاکر و به چشم همه اهل نظر لے فرو چون گل جواهر همه از خواری خوشیم</p>	<p>افسانه نمود آن لب بیگانه شنودیم احوال دل خویش ز پروانه شنودیم در مجلس آن شمع چه افسانه شنودیم دل رفت ز لولوی که بیخانه شنودیم نام صنم خویش ز هر دانه شنودیم تا ذکر لبش از لب پیمان شنودیم این زمره از بلبل مستانه شنودیم آن را از که در مجلس زندانه شنودیم دشنام که گاه از لب جانانه شنودیم هو نیکی شبانگاه ز دیوانه شنودیم تا جای که کج بود بر آنه شنودیم آواز تو چون از در کاشانه شنودیم کز بام و درش لغزه مستانه شنودیم دیوانه شدم چون من فرزانه شنودیم از دین و دل و هوش چو بیخانه شنودیم</p>
<p>ما ازیم بخاموشی خود فرو که چون گوش یک حرف نگفتیم و صد افسانه شنودیم</p>	<p>از حسن بهر گوشه که افسانه شنیدیم در مشربم از باده کشتی توبه حرام است از دیو و حرم کار و لم بشدنی نیست از بجز دیهله خود است اینک اثر نیست واعظ اثری بیشتر از و عظم تو دارد</p>
<p>ذکر توبه کوچه و هر خانه شنیدیم فتویله مغان از لب پیمان شنیدیم این جمله کرامات بخجانه شنیدیم کز ناصح خود پند چو افسانه شنیدیم آن قلقل مینا که بیخانه شنیدیم</p>	<p>از حسن بهر گوشه که افسانه شنیدیم در مشربم از باده کشتی توبه حرام است از دیو و حرم کار و لم بشدنی نیست از بجز دیهله خود است اینک اثر نیست واعظ اثری بیشتر از و عظم تو دارد</p>

در مکتب غم سیاهی استا و شمر دم
پندادیم از خردت نیست که ناصح

هر طعنتر که از مردم بیگانه شنیدیم
فرزانه بختی همه ستانه شنیدیم

خونم چه دہی فرود شوری عشقم
این قصہ جو باہمت مردانہ شنیدیم

جناب آسا بدوش بادگر من باری بستم
دل من کے بدستم بود تا در کاری بستم
بخود کے آدم ثابت پرستی کردم لے ناصح
بصد خون جگر رونے کہ پلوش وے کردم
نہ من سپودہ و رکوش پس از کشن طیبہ بستم
نشد از خدمت آن ساربان یک سارہ مر سوز
وے گردست دایے فرستم و امان و صلش را
اگر دانستے از تربتم دامن نشان گذرد
سجان باغبان و بلبل و گل منتے می شد
پندیدیم جفا کے سنگ طعن خویش و بیگانه
سجان منت گز اینک مدے با نامہ اش تو
عبث پیوند مرگان گروہ ام تحت دل خود را

از عالم هر و چشم خویش تن کی باری بستم
پدل از یاد وصلش معنی و شوری بستم
من بخود چه می کردم اگر ز تار می بستم
حنّا از خون چشم خود بیای یار می بستم
ز خون خویش نقشے بردر و دیوار می بستم
دل و جان در رسم آن نافرین اری بستم
بتار گریہ ہائے دیدہ خوبساری بستم
ازین یک مشت خاک خویش اہ باری بستم
ترا اگر از گل نوطرہ بردستاری بستم
چو اول در بروے مردم اعیان اری بستم
کہ حسنے از خط او بردل بیمار می بستم
چو مردار پدیدر ہر تار زلف یار می بستم

اگر دانستے جور قامت بیل زین آفر
زدود آہ مردم رہ ویدار می بستم

تا جہاں تو در نظر داریم
ہر کجا نقش پاسے تو بینیم
ہمہ شب بردر تو سر بزینیم
نیست جز دیدنت ہولے در
پے بقصد و ہیج رہ یریم
از سر سوز من چشم می پریم
رہے تو دیدیم وز خود فرستیم

از برے تو دیدہ تر داریم
خاک از ہر دو دیدہ ہر دانیم
منکہ سوولے تو بسر داریم
آرزوے بدل اگر داریم
جز براہ تو گر گذر داریم
کے ز خود این مستد خبر داریم
خبر از خویش این قدر داریم

بچه کار آیدم منسدا تم
 عذرم از محاسب نامد شب
 چه و بد سنود پند بیم زیان
 دل جستی ز ناله ام می سوخت
 گر گریان بسوزوم چه عجب

ناله با نیکه بے اثر داریم
 منگه دامن زباده تر داریم
 که دل فایز از ضرر داریم
 چه قدر آه پرشرداریم
 سینه از عشق گرم تر داریم

کس بغیر یاد فرد من ز سید
 چه کنم آه بے اثر داریم

در بر خویش ماه میدارم
 عفو کن گر گناه میدارم
 آخر که چشم خون نشان رحمت
 تا برکے تو خلوتے باشد
 تا به پیرش بدف تو مرونے
 تا از گرده تو سر مه کنم
 پس بود بر درت چو سگ اندک
 کومن و کو نظاره اش نا صح
 از شب تا من چه می پرسی
 طاق ابرود نقش پائے کس
 باعث رحمت پس است همین
 چون نازم ز آستانه او
 مشک از بخت خویش میدارم
 من و این وسعت خزانه دل
 باو امیر است و من گدا چکنم
 غیبت جز بیخودی بیار خست
 خلوتے کو که خوا بخت آنجا
 خود فدای خودم بهر گامے

یا توئی اشتباه میدارم
 که برویت نگاه میدارم
 نامه خود سیاه میدارم
 دن سینه نگاه میدارم
 جابه آما جگه میدارم
 دیده بر شاہراہ میدارم
 گر سر عز و جاه میدارم
 اشک خود را گواه میدارم
 مه کنعان بچاه میدارم
 بتد و سجدہ گاه میدارم
 که هر تن نگاه میدارم
 در دولت پناه میدارم
 که در تن تنگیکه گاه میدارم
 شیخ و خانقاه میدارم
 هوس بزم شاه میدارم
 خواب اگر گاه گاه میدارم
 خانه دل تباہ میدارم
 تا بزم لوتراہ میدارم

درنت

دل همسایه باز خواهم سوخت
فردا اگر بچو آه میدارم

ز خود بیگانه گشتم تا بخویش آشنا گشتم
نگه گردیدم و غمازه شدم آینه گشتم
صباح گشتم غبار راه گشتم خاک گردیدم
نیش گشتم و کشتنم شدم خاک چمن گشتم
چو دستم کو تویی میداشت از زلفش صبا گشتم
زبان خامه گشتم نه شدم تا حزن او گشتم

زهر سو دیده بستم بسویش آشنا گشتم
بچندین رنگ گشتم تا برویش آشنا گشتم
خراش تا شدم صد ره بگویش آشنا گشتم
وماغ باغبان گشتم بسویش آشنا گشتم
زبان شاد گشتم مو بگویش آشنا گشتم
چو سوسن صد زبان با گفتگویش آشنا گشتم

کد این خوشی خوشی فردگان دلبر نیرازد
ز اول بر همین خوشی نکویش آشنا گشتم

چشم او خوریز و زلف او زین پر باد هم
له صبا از جنبش زلفش بیاشد آفتی
گر چنین خوبار خواهد ماند چشم از جوش دل
آنچه کرده سر زش جور است به تعلیم وفا
نغمه زارم پسند خاطر صیاد شد
بر امید رحم صیاد این نوا سنجی مکن
گاه از نگلشن بعر خود ندیده مشده
نیست این رگما برگ سر و آزاد چمن
زان نبای دل ز سیل شک میدارم نگاه
له که می پرسی ز احوال دل خون گشتم
جاس حیرت خلق را هستم ازین دیوانگی
بچو آن اشک که از چشم او افتاد و خشک شد
نالوا اینها من از خاطرش دورم نکت
عقل با من آنچه در عشق تو کرد از من میرس
می کنز او کوه و من از سینده دل را می گشتم

با که نام سریده استن ستم ره فریاد هم
خامه میل زو بدست مانی و پسته او هم
صد چمن له هم نوا خراهم نوا ایجاد هم
انچنین با من نکرده سلی استاد هم
گریه دار و هر حسره ناله ام صیاد هم
آفتی آرد بر رخ خوشش نوا فریاد هم
کاش چو با آستانه می شوی شمشاد هم
سر خطی ازین نگین صفا دارو این آزاد هم
بود منزل نگاه او این حسانه آباد هم
مدتے شد که ز رویه دیده برون افتاد هم
گاه بر لطف تو تازم نگاه بر سپیداد هم
بوده ام پیشش نظر رنتم کنون از یاد هم
بود دور نه یاد ده در کوهی او نسر یاد هم
رفت از دست من آخر سپر بی بنیاد هم
تیشه آخر زو بسرا از درون فریاد هم

جزو گس بر سر نیامد پر شش ز خم مرا
از شکست خاطر صیاد تر سم ورنه من
بر سر رسه فلندم مشت خاک خویش را
گر سگش بر پاره دل می شدی راضی ز من

رفتم از بسیاری بسمل مگر از یاد هم
می شکستم صد نفس گو باشد از فولا دم
می تواند گفت حال من بگویش یاد هم
می توان کردن بکوه او شب فریاد هم

میکنم فروریکن نامه خود را ز خون
نابدین حیلہ دل آن طفل سازم شاد هم

آمد ز بشت و بند جامه را بکشاد هم
لے گرفتار قدر و دیت گل و شمشاد هم
مینست در کلکش شکر تانقش لب بسته شود
گرد گر صیاد بوسه می بنفتم خویش را
بد بد و باد و صبا کوشند دور و مرا
نه ز بالا بیت دو بالا شد بلا بر خوش قدان
یاد از ان جمعیت دل بس پریشا نم نمود
بر زمین گرسایه می افتد بجایه می رسد
پندنا صبح سیلی اخوان و سنگ کو دوکان
زندگی پر جان شیرینش نشسته تلخ گاه
یک دم بے ز تعینت گشتد در کام او
بر پرستاران جفاکے سنگدل تانکے و چند

کاشش از بهر سلاسه خصم سپید هم
هر سحر در یاد تو مرغ گلستان زاد هم
میکنند و لبها بدندان مانی و بهر او هم
ولے بر ما باغبان ماست خود صیت او هم
می تواند گفت عالم پیش او فریاد هم
می شود خم در خرامت از هوا شمشاد هم
چند روز است این دل ویرانه بود آباد هم
ناصحا کن پیروی تا به بود افتاد هم
ولے گریه یا این همه باشد ز تو بیداد هم
همچون میکنند دل از سینه گرفتار هم
خضر را میرفت این آب حیات از یاد هم
از خدا ترس سے صنم باقیست روز و او هم

لے گو مارا خواجه و من کمترین بنده ات
یک نظر گاہے بحال تر و خانہ زاد هم

بهر خود همین یک کار کردم
یکبیره مژده از من کین جبین را
بسک سرگشته ام در چشم ناصح
پر بزمش از رقیبان جاندم
بسوسے گاشتنش بر یکبر خواست

که صرف خدمت شمار کردم
فدایک ابرو سے خدار کردم
که زهن جامے دستار کردم
سحر اشب پس دیوار کردم
بد و از دیدہ خونبار کردم

<p>نگه بر چشم بیمارش چو افتاد بجای گل سحر از یاد رویت ز بزمش رفتم و برداشتم دگر امروز جنگم باریت است بهر جا رفتم از خونریزی عشق</p>	<p>ز حیرت تکبیر بر دیوار کردم بگلشن در گر بیان خار کردم ز پهلوی رفیقان خار کردم عنا سے را کنون دیوار کردم نگارین هر دو دیوار کردم</p>
<p>مگر سحر است فردا ز نذر کلام که را منش من بدین گفتار کردم</p>	
<p>بشقت خسته عالم با که گویم اینی کو که پرسد حال زان ز سوسله شب و روزم چه پرسی چه پرسی از خطاب من که بگسیت وصال نشت فکر صبح و شام من از اندیشه موسی میمانت نه یک هدم که وقت جان سپردن</p>	<p>ز بخت در و با لم با که گویم بدرگاه که نام با که گویم توئی اندر خیالم با که گویم ترا محور جمالم با که گویم درین فکر محالم با که گویم چو موسی در شالم با که گویم بپرسد از و صالم با که گویم</p>
<p>ز حال فرد خود گلیم نه پرسی چما اندر ملالم با که گویم</p>	
<p>توئی در دیده و رویت ندیدم لبت آوازها عجز دار و مرا پیراهنت از گل عزیز است ز تار زلف تو در زنجیر و تابم بگفتی میتوان کندن خم از دل</p>	<p>باین تنهایی گویت ندیدم بسخت مردم این گویت ندیدم گلگ گایه باین گویت ندیدم چو موسی کشتم و بگویت ندیدم بتا این زور بازو گویت ندیدم</p>
<p>چه حسرتما که چندین عمر چون فرد همه خود دیدم و سویت ندیدم</p>	
<p>از خانقاه باز به میخانه میروم شرم آیدم ز پیر معان تو به چون کنم</p>	<p>مطرب بیا که سر خوش دستانه میروم چون من کیوس میگرد فرزانه میروم</p>

<p>پیمان شکسته بر سر پیمانہ میروم در کوی یار چون من دیوانہ میروم لطفی که من بجای من بیگانه میروم صد حیف گر زیاد تو روزانه میروم دز راه در غمت بصدا فسانہ میروم من ہم ز خاطر تو جو افسانہ میروم خوش باش درد کم که ازین خانه میروم بیخود بکوی زلف تو چون شانه میروم زین خانه من ز بخشش بخانه میروم شکر خدا که تا در کاشانه میروم</p>	<p>یار با محبت آید بچنگ من رسوا ایم ز شیون زنجیر میشود بهر تو عشق می کشدم بر در آفتاب عمریت شب با بکوی تو ام میروم و بس روے تو دیده جمله فراموش می کنم چون قصه مغرب که از یاد میروم بتنگ است که نسبت این دل بسوی من از دست عشق بسته گیسوی تو شدم صدر رخنه که در غار عم فرقتش بدل مار اگر مجلس قدس تو با نیست</p>
---	---

خلفی بد و در چشم تو گشتند باده مست
لے تو در من ز بزم تو فزانه میروم

<p>حرفی زرا از دل بزبان ہم نگفتیم عمریت که مزه در پاک تو رفتیم عمرم بر مهر روی و همانا که خفتیم تا از لبست حدیث سلامت شفتیم در رهگذر با سنگ کوی تو خفتیم</p>	<p>در سینه درد عشق تو چند ان نهفته ایم آلوده شد ز گرد اگر روی ما چه پاک زین خواب غفلتم همه رفیق است من را دشوار گشته است با لب که کار عشق با شد که از گرم فکنتی لغت با</p>
--	--

لطفی اگر پسند تو افتد ز نظر فرد
نازم بخویشتن که چه در با که شفقت ایم

<p>در راه روی مردم بیگانه بسته ایم فاغ دل و ز بند مکافات بسته ایم دل ریش و سینه ریش و جگر ریش بسته ایم ما خود دعالی مضطر و یا تیر بسته ایم</p>	<p>بای طلب شکسته بکنی نشسته ایم با من اگر سینه کند چرخ بد نهاد ریش بخون من چه برد کس که از ازل نتوان گرفت کوشه در امان ما بچرم</p>
---	---

لے شمسوار اسپ سوے تو خود بران
دورا است صید گاه تو در پر شکسته ایم

<p>سرتاپا فدا کے سر اپا کے نعمتیم آئینہ دار چہرہ زیب کے نعمتیم ماتر زبان و کام ز صہبائے نعمتیم تقویٰ بے با در دادہ بسودا کے نعمتیم از خویشش رفتہ ما بہ تنائے نعمتیم</p>	<p>آئینہ دار قامت رعنائے نعمتیم مازیر بار منت مسد فلک نیمتیم از شربت نبات کے ترش لبیم زاہر بزم ہستی خودم چہ میزنی خلق است گرد سر پہ غمخواری دم</p>
---	--

ما از گل پرستی بلبیل چہ کار فرود
 باست جام نعمت و شیدا کے نعمتیم

<p>را نہ پنہان آشکارا میکند خویشتن را خود تا شام میکند بے کندے جذبے لہا میکند عقدہ بے ناخن زدائی میکند بے زبان و لب سخنما میکند در و مستدان را دلدادا میکند ویدہ یعقوب مینا میکند یا وریہا باسیجا میکند قطرہ ہر ارشک دریا میکند جلوہ در چشم زلیخا میکند</p>	<p>پرودہ از روئے خود و اسکیکند در دو عالم کوس لانیجری زوم از من لے بیخود چہ می جونی ک نشان کار من بر جیلہ موقوف نیست پرودہ اندا ختم از حرف و صوت نیک میدا کم دولے در و دل گاہ پنہان در حجاب سپرہن بے لب اعجاز و ادا نفس می نمایم کثرت و وحدت بسم یوسم از گرمی بازار خویش</p>
--	---

فرود نظم من تماشا کردنی است
 بے زبان این جملہ انشامیکند

<p>سر خود را آشکارا کرده ام عشق را در کوچه رسوا کرده ام بلبلان راست و شیدا کرده ام بندہ خود صد زلیخا کرده ام</p>	<p>ہر دو عالم را کہ پیدا کرده ام بز جمال حسن افگندم نقاب پر توے بر گل ز حسن افگندہ ام شترہ داوم بصر از یوسفی</p>
---	---

شکوہ ہمسایہ ام دل تنگ کرد
 فرود اشب رو بصر کرده ام

چون بهم خامه و اوراق پریشان کردم دی بگلشن سخن زان لب خندان کردم میفروشم بنگاهت سر بازار جنون	بیت ابرو سے ترا مطلع دیوان کردم خاطر غنچه بهم بود پریشان کردم دل کہ بس جنس گران بود چہ از آن گوم
--	--

شعله درخمن هستی زدم لے فرد جو شمع
تا نظر بر رخ آن مهر درخشان کردم

ندامم خویش تن را در زمین و آسمان گویم نه حرف میزنم با کس نه خاموشم اگر خواهم نه از جام کسے ستم نه در ریخ خار استم نه اینجا و چنین باشم نه اینجا و چنان باشم بهر استی بهر استی بهر معنی بهر صورت نه من بے او نه او بے من نه من در غم نه او در غم نه من با او نه او با من که وصل جان و تن گوئی من و تو اندر من دست بر نمی کنی کنی کنی ازین کیفیت و وصلش نه تن آگه نه جان آفت	که بالا تر ز سخت و فوق من خود را نشان گویم ز را از خویش در آنے تبوصه داستان گویم نه بر او جم نه در پستم که از سود و زیان گویم ازین بالا اگر گفتن تو اتم آن چنان گویم بهر رنگ و بهر بوی هوید و او نهان گویم برون از گفتگوی ما و من باشد که آن گویم که اینجا عقل حیران است حیرانم چسان گویم چو جام دم زدن نبود چه از حرف و بیان گویم نه با قالب چنان رطبتش که او را همچو جان گویم
--	---

اللا لے فرد گر خواهی کہ فہمی این مہم را
بیا بنشین دے با من کہ با تو بے زبان گویم

برون از خویش تن یک بار رفتم بعشق او ز خود یک بار رفتم نه از خود بر در خسار رفتم ندیدم را ز دار خود و لے را لب لعلش چو در گفتن در آمد خرام ناز می سر سود بر بام رقیب آمد بدر بهر سرا غم ز ترس محتب با جام و مینا من از روسته معان زان شر مسام	بیک چشمک زدن بسیار رفتم خسرو همدار من از کار رفتم ز خود بگذشتم و سرشار رفتم انا الحق گفتسم و بردار رفتم ز ذوق او من از گفتار رفتم ز خود زان خوبی رفتم چو دیدم من پس دلوا رفتم چسجد بردار رفتم بکوس میگذه همیشه رفتم
--	---

چس کردم در ره پر خار رستم ز بند جبهه و دستار رستم بفت دول سر بازار رستم سبک چون سایه دیوار رستم	ز رسم و راه عشق آگه نبودم گذشتم از سر تقوی و فروشی بجان غوغای یوسف تا قلند بزیر بام او از ترس ایغار
--	--

میرسل ز کفر و اسلام من لے فرو
که من از سبجه و ز نار رستم

ما بره عشق ره بر آمدیم با چنین نیرنگی و این دلبری نے نیازم بیک از لطف قدیم ساقی صهبای عشقم بهر خلق گریه بر تنهای شها مکن ساقی صهبای عشقم کز کرم	ره روان را سایه کس تر آمدیم از قیاس و دوام بر تر آمدیم بندگان را بنده پرور آمدیم ما کف میسنا و ساغر آمدیم عاشقان را یار و یاور آمدیم بانے و میسنا و ساغر آمدیم
--	---

فرد با این عاشقی شناختی
ما ترا صد بار بر در آمدیم

گره از زلف تو افتاد بکارم چه کنم از خناسرخ چو آن ناخن پایت دیدم منکه دست از سر جان در غم عشقت شستم بهر تو مردم و خاک ره عشقت گشتم نامہ از خون دل خویشتن افشان کردم دست می لرزد و دواشک آید و از خویش روم پیش از و اس شدن چنجه دل عشق آمد صد هزاران چو منش عاشق پیدا هستند ایکه تو دور تیج باد گران میداری	لے که یک عقده کشا جز تو ندارم چه کنم بوش ز د خون دل و سینه فگارم چه کنم باز چون دامنست از دست گزارم چه کنم گر بگویت نزد باز غبارم چه کنم گر ز بسیند ازین حیلہ نگارم چه کنم حال خود چون بر آن شوخ نگارم چه کنم بر دے برگی من رنگ بهارم چه کنم گر نیارند ز قیامان بشما رم چه کنم من انسرده که در بیخ شمارم چه کنم
---	---

از بتان پیچیکے را مگزیدم لے فرو
بعد ازین ہم نمک لطف چویارم چه کنم

بچون خاک پیکر کند از تو گشته ایم

از کار خود گذشته بکار تو گشته ایم
عشقت همه هوس ز سر ما برون نکند
سودے عود و چاه بیک سو نمانده ایم
بر تکر کلاه شہان است جاے ما
عشق تو از سینه چه صدف بردن ما

وز رنگ دنام رفته و خوار تو گشته ایم
پروانہ نہ شمع عنبر تو گشته ایم
پامال و خاک را بگذارت تو گشته ایم
بر در گہ تو تا کہ عنبر تو گشته ایم
بر نقد جان و دل چون شار تو گشته ایم

تیرنگاہ کس بند دل ز فرو ما
کز تیغ ابروے تو نگار تو گشته ایم

شمع رویت را بدل پروانہ ام
عشق نگذار در ما گاہے بخویش
تا جنون پرورد ما را اور کبنا
ریختم در جام جسم عدشت خاک
عقل کے دانہ صلاح کار من
فہست رفتن سوے عقلم نماند
در سر من لے خرد جاے تو نیست
جام برکت ساتی سرست ناز
ز رو نم تا جلوہ فہمودہ
تا پسندیدی خرابا باد دل
وقت خوش آن کے فروٹے را کہ دان
پس در از عمر خضر کا سان ہونہ

تاب مویت را بجان دیوانہ ام
گو یا من عشق را جانانہ ام
از خود و از خلق ہم بیگانہ ام
دا و تا پسہ سفان پمانہ ام
من بکار خویش خود فرزانہ ام
عشق آمد میہان خانہ ام
عشق دارد منزلی در خانہ ام
برودہ ہوش از جلوہ مستانہ ام
آفتابے تاننت در ویرانہ ام
ر شک دار دجنت از ویرانہ ام
آگہی در مشرب زندانہ ام
رہ بسوے خلوت جانانہ ام

فرد کے می ترسم از سنگ جفا
من براہ عشق بس مروانہ ام

خوش آنکہ بجان مست پیمانہ او باشم
من بانکہ مستش دارم زازل پیمان
این جوش بہار از من کے دل بردے لبیل
عقلم بچہ کار آید دہم چون عشقش سر

رندانہ فتح نوش نجانہ او باشم
ستانہ اگر باشم ستانہ او باشم
دیوانہ اگر باشم دیوانہ او باشم
فرزانہ اگر باشم فرزانہ او باشم

<p>از خنده فریبها آتش نزنند شمع تا دورے وساغزور دور فلک باشد این عشق چنین دارد و گرج سلوہ نیزنگی بنود بچے لے دل زین جذب محبت تما باروز زنده پہلو آن شب که بدسوزی شاهای اوسم بنود گرجخت بود یارم پرہیزم از ان تقوی لے ز اہدیر حلقہ</p>	<p>پر روانہ اگر باشم پروانہ او باشم درے کش آن بر دم زندانہ او باشم یکچند دگر من ہم جانا نہ او باشم جا در دل او باشم بختا نہ او باشم گرد سر او گردم پروانہ او باشم کز جملہ گدایان سچانہ او باشم کز زہد ریایے خود بیگانہ او باشم</p>
---	--

لے فرد چه خوش باشد اور دل من باشد
من گے بد ریش گاہے در خانہ او باشم

<p>تیر ہمن دیرم نے اہل مناجاتم من برہمن دیرم یا اہل مناجاتم در خانقہ صوفی ہویت ز شوق من در میکدہ زندان عوقاے دگر دارم شمع حرم و دیرم ہم از ہمسہ بیرون در خلوت یکتای مایم کہ میسہ نام من دلبر خود کام یا عاشق بد نام آہ دل پروردم یا نغمہ داؤدم لے شیخ چہ می پرسی از را الزمان من</p>	<p>نہ شیخ حرم ہستم نہ پیر جنسہ اباتم یا شیخ حرم ہستم یا پیر جنسہ اباتم ور دیدہ غورہ بینان در خزقہ نشاماتم در صومعہ ز اہدور کسوت طاعتم شورسیت ز من ہر جا من عین کراماتم از جلوہ بو قلمون ہر نگاہ ہر فراتم یا عشق دل آشوبہم یا قبیلہ حاجاتم یا برق سر طورم یا ہوتے سادہ اتم ہم ظاہر و ہم باطن نشاوتہ امہ اتم</p>
--	--

ستانہ زخم جے لے فرد ہنسیہ نام
من صوفی صافی ام یارند خیر اباتم

<p>من زندقہ نوش سخانہ او باشم باز گس مست او دارم ز ازل سپان من پیش رخسہ کردم سو گند بزلف او باشم رخسہ دیدم کردم قسم مصحف ناصح چہ دہی پنہم از راہ خرد سندی</p>	<p>زندانہ اگر باشم ششم زندانہ او باشم ستانہ اگر باشم ستانہ او باشم دیوانہ اگر باشم دیوانہ او باشم پروانہ اگر باشم پروانہ او باشم فرزانہ اگر باشم فرزانہ او باشم</p>
---	---

لے فروہ آبادی کے تیس دلم سازد
درخانہ اگر باشم درخانہ او باشم

خود جلوہ معشوقم خود عشق منون سازم
من دامن و من دامن کس نیست چہ ہر ازم
در گنبد میانی تا غنفلہ اندازم
از بادہ خود مستم برستی خود نازم
بر جلوہ خود نازم نہ یار و نہ ابتازم
خود پیر خسر اباتم با عین پیر دازم

خود عاشق خود مستم دیوانہ جا بنازم
افسانہ خود با خود می گویم و می شنوم
در چشم تماشا می کردیم از ان جلوہ
کے ہست حریفان را از مستیم آگاہی
در خلوت یگرنگی کے نوشتم و می جو شتم
خود بادہ و خود جام خود میسکدہ خود سانی

لے فرو تماشا کن این طرز طرب از من
خود گویم و خود رقص خود جنگ خوش آوازم

ز دے کش زندانم ناکام خسر اباتم
من مست مے صافی از جام خسر اباتم
در کوے مخان دروے آشام خسر اباتم
من زند جان سوزم خود کام خسر اباتم
در گوش قلع نوشان پیغام خسر اباتم
من خوشی گو کردہ در دام خسر اباتم

من جو جو کرا خسر اباتم

ز دہر و شہد پیر نام خسر اباتم
و کجا رہ من بنوا جو کس میخ سانی
صد ز شہد الہا ایر خاک فنساریم
در ز قہ سالوسی از بادہ زوم آتش
صد قلقلہ افکنم در گوش بر رہنمائی
زادہ چہ زنی خسر اباتم سئے آلودہ

لے فرو بیک جرعه از ہوش ربا مارا
در مشرب زندانہ من خام خسر اباتم

بر فرو ز داز کرم این کلب کہ ویرانہ ام
من بپائش سرنم او بر سرم دست کرم
تر ز سیل دیدہ سازم کوچپائش دم بدم
ساربان را ندھدے در راہ و من از خود دم
اگر بسم اشتران در راہ سر خود را ختم
اگر دست شوقی صد جیب و گریبان زورم
اگر زاہ آتشیش رشک صد راین کنم

طیبہ

طاسی کوتا کہ از ان در عرب ماہ مجسم
بخت نہ میر کہ نہ در فعل قدسش رسم
شہد ز یک ز غنفلہ خود موسے پیر نیابرم
نہ گوید بارہا کہ سازم در تماشا از سرم پا
نہ در راہ سازم بجایانگ جس
نہ در ہنک در یکے گن آن وقت را
نہ در ہنک در دم پیرین زبان خاک شست

چاک سازم جامه بر تن در هوا سے بوسے او
 غازہ بر رو کشم از گرد آن وادی قدس
 گر بر اندازم بر محل بار خود گاہے ز ضعف
 نخلہاے بوستانش را چو قدس دلبران
 ہنر ہا ہر جا روان سازم ز جوش شک شوق
 کہ ز سر پاسازم از بہر طواف وادیش
 چون قدس چشم بردے گنبد عرش آستان
 کے شود یارب کہ رویم از مرہ خاک درش
 لے خوشا عیدیکہ میرم اندران یاغ جنان
 جذب عشق او شود گردت در راہ من

چشم را پیراہنے از خاک آن صحرا و ہم
 تو تیا سے چشم را بختم ز خاک آن حریم
 مست چون قصوی ہزاران نالہ از دل برستم
 در برو آغوش گیرم بہرست کین زلم
 چشمہ ہارار شک صد عمان و صد جیون کنم
 ہر دے صد پوسہ ہا بر خاک آن وادی زلم
 بر زمین خود را ز شوق از ادج محل افکنم
 آب پاشیما کنم از سیل شک چشم غم
 جسم خاکی را کفن از خاک آن وادی و ہم
 در دم از یک کاوشش مرگان بقصد میرم

چون زندگانی غلامی فردو ناکارہ مگر
 نہ ہر شب از مرہ جاے سگ کوے تو میرم
 نہ یک کس ہدم ونہ محرم را ز دل زارم
 گئی منشتہ در یک گوشہ خاموش در کویت
 رقیبان بادل شگفتہ با تو محو گل بازی
 چو بانگ نے ذراہ گوش تادل میریایندم

خود گدائے را ز اور یاد شاہے محترم
 پیاہنش گئی جاے اگر می بود میختم
 بہر شب با سگ کوے تو در خوش می گفتی
 بتار آہ این دروانہ ہاے اشک می گفتی
 من بگرفتہ ول چون غنچہ پر ہم وہ نشکتم
 ہر آن غوغا کہ شہما از سگ کوے می گفتی

از شب تا صبحدم با ہمدگر ہمراہی بودم
 با وی گفتی از فرد خود ہمراہی بہم گفتی

ما جان ترا محرم اسرار نمودیم
 تا ہیچکس آزاد ازین حلقہ نباشد
 تا سر نکشد گاہ ز فرمان تو شوخی
 زین جلوہ ہستی کہ نہادیم بچشم
 تا صغیر رخسار تو بر خلق کشودیم
 از طلعت روست تو نمودیم رخ صبح
 زان برق بختلی کہ نمودیم بروسے

سیماے ترا مطلع الزوار نمودیم
 کیسوی تو زین گونہ گردار نمودیم
 چون تیغ دو ابروے تو خمدار نمودیم
 بر باد و و صد خانہ خوار نمودیم
 صد دفتر پارینتہ کہ بیکار نمودیم
 پیرایہ موسے تو شب تار نمودیم
 یکساکتہ از ہستی دیدار نمودیم

در مصر چو خود را سر بازار نمودیم زین سوز دل طور خردار نمودیم چون در حلیا ز عکس خود اظهار نمودیم	صدر از دل خلق که از پرده بر افتاد از جلوه خرد سوز خود افسرده دلانرا کردیم دل آسته را آب ز چیرت
---	--

احوال دل خویش کو پیش کسی فرو
را از لیت که پوشیده ز اغیار نمودیم

رو بصحرای که داشتیم دارم دیدم دریا که داشتیم دارم آن لبت که داشتیم دارم ذوق صهبای که داشتیم دارم دل شیدا که داشتیم دارم آه شایها که داشتیم دارم جوش سودا که داشتیم دارم بند گیسای که داشتیم دارم	سر و سودا که داشتیم دارم کم نشد جوش گریه ام از وصل برینا مد ز لعل او کاسی در خوارم هنوز لای ساقی ناصحا حال من چرمی برسی لعن همسایه سود من نشد پسج سوزی ند اوز بنجیم سرم گوفلک بیخت در رهت خاکم
---	---

نصف

و گو از درش به تن دورم
دل به آنجا که داشتیم دارم

دیدم گریان که داشتیم دارم اشک و طوفان که داشتیم دارم دل پریشان که داشتیم دارم سینه بریان که داشتیم دارم دیدم عمان که داشتیم دارم فوج طفلان که داشتیم دارم جوش و طوفان که داشتیم دارم تن بجان که داشتیم دارم حمد و پیمان که داشتیم دارم ابر باران که داشتیم دارم	چشم حیران که داشتیم دارم ابر مژگان که داشتیم دارم من بود ای زلف مشکینش همچنان از خیال مهر رخس بر امید بزم لب او به گلبانی متاع جنون در فراتش ز سیل دیده هنوز بهر اعجاز آن لب لعاش عهد شکستی و من با تو مزه من نگشت خشک دے
--	--

جرس آسا بیا د آن محفل	دل نالان که داشتتم دارم
-----------------------	-------------------------

خلق در خواب و من بگویش فرد	آه و افغان که داشتتم دارم
----------------------------	---------------------------

کافر زلف تو ام سنبل و ریجان چه کنم لب تو آب حیات است باخته دلان قوت مر جان مرا هست چو یاقوت لب میدهم جان به تنای گدائی بدرت هوس خاک درت در سر هر تاجوریت کرد چون برهنم زلف تو ز تار بدوش پیش ز نیم جگر دول همه از آهم سوخت پیش ازین شد گرو باده چو دستار سرم آه و ناله کنم از ضبط عشقت لیکن روسی او سوی خود میکشد زلف بچوخت	بنده روی تو ام لاله خندان چه کنم منت خضر سپید چشمه حیوان چه کنم من عقیق مین و نعل بدخشان چه کنم حسرت جاه جم و تخت سلیمان چه کنم خواش بندگی و خدایت سلطان چه کنم کافر عشق تو ام حسرت ایمان چه کنم نخل از تیر تو ام خدمت زمان چه کنم باز سگ پیر مغان خدمت زندان چه کنم چاره خاموشی و دیده گریان چه کنم چاره کار خودی گبر و مسلمان چه کنم
--	---

عشق من فاش شد از گریه زارم که فرد	من باین پرده دری روی بجانان چه کنم
-----------------------------------	------------------------------------

نه صوفی ام نه پیر دیر نه زاهد نه ملایم چو ساقی جام گردانم بزم حضرت زندان نه تخت جم را باید نه تعلیم سلیمانی سرم باد افلاک این اولی پیر بیخانه غلام چشم ساقی ام که دارم مستی بیگانه من زند خمر باقی ز ناصح که بندیشتم ازین بیخانه عشقم فلک یک کاسه باشد خم و خمخانه باقی باد و این بزم خوش ساقی خم و خمخانه و ساقی همیشه تا بود باقی ملک ذوقهای بخشد این سرمستی فردم	مخازن بنده هستم برهن جام صمیم پی ساقی همیگردم خراب در دینایم مرا کوسه مغان باید که تا یکدم بیاسیم که بر خیزد به تعظیم اگر مستانه می آیم سلیمان دل خویشم بود در میکده جام سرے دارم و سیتها که نبود هیچ پروایم فداست مستی خویشم که می آشنایم همایم که مارتد آن به پیش او زود لمار از کشتایم سر خود را بدر گاه مغان هر صبح می سیام خم گردون بچویش آید چو بزم بیارایم
--	--

نه باز لطف سر دارم نه باروی کسے کارم
 نه اندر صومعه جایم نه در تخانه ماوایم
 حدیث عشق میگویم سخن از خویش میرانم
 بقاف عشق عنقایم بدام کس نمی آیم
 نه در قید خم ابرو نه پابند خط و خالم
 براه عشق می پویم معنی دانم چه می جویم
 زستی حرف میرانم مذاق خود بیند انم

نه کعبه را پرستارم که من از قید بیزارم
 نه از میخانه بیزارم نه کعبه را طلبکارم
 نه پر و لے کسے دارم نه در پندے گرفتارم
 نشان من چه می پرسی که من جانی دارم
 برون رسته ز هر لے سر با عشق میدارم
 حدیث عشق میگویم بود شوریده گفتارم
 برون از جسم و از جام محبت را خریدارم

درین بازار هستی می خرامم فروستانه
 نه همچون بیخودان گروم الا من مست بهیزارم

چنین چیرانی از چشم تو دیدم
 بنقصد دل درین بلذات مستی
 بیاد آن لب شیرین چو فرهاد
 پی صید و گریه تو میرفت
 تو ناوک می گفندی بر غزالان
 مگر شب تاخت بوج عشق بر من
 پس از مردن بگویت رفتم از جان
 لب لعل تو در کام رقیبان

ز زلفت این پریشانی کشیدم
 متاع جبر غم تو که خریدم
 چه تلخینها که در عشقت چشیدم
 من از غیرت بگویت می طلبیدم
 در آن میدان بهر سو میدویدم
 که آواز ور لے دل شنیدم
 باین بے طاقتی چندان دیدم
 من از حسرت لب خود میگریدم

چه می پرسی ز حال من که چون فرو
 ز در دو پاین حالت رسیدم

منکه آواره بیاد تو ز خاک و طغم
 حلقه زلف تو وارسته زهرتیدم کرد
 چرخ بالفرض اگر بزم وصال آید
 ایشان زادم و عمرم بگلستان بگذشت
 نو گرفتارم و آگه نیم از رسم قفس
 فردین و دل و جان و تن همه در دست

فارغم کرد چیمالت ز سرخویش تنم
 خبر من نیست چه رفقت برین جان و تنم
 به نثار تو ندانم چه به پشت فلکم
 هرست خانه ز جلیک ماوند انم چه کنم
 ای اسیران قفس ز اوندانم چه کنم
 هر گشتند از آتش که من لاف زخم

اگر دانسته سحری لب آن یار می بستم
 ز چشمش سحر آموزی از آنزد آرزو دارم
 سخن با غیر میگوئی و از غیرت نمی میرم
 بکوسه غیر نمی بینمت می میرم از حسرت
 چه بجز اوم اگر صورت نگرمی در دست میبویس
 ز سحر بابل افسونه چنان می خواندے بر تو
 رقیبان را به نیزه کس تو نازیدن نمی دادم
 چه تصویرے برت اختیار خویش می کردم
 ترا و قید فرمان آنچه خود میکرے چند آن
 چنان میکرے راست که نتوانی شکست از خود
 نگشته تا حاصل دست تو در گردن غنچه

ره هر گفتگویش با همه اغیار می بستم
 ز گامش راز سوسه غیر از دیدار می بستم
 که از افسون ترا لعل شکر گفتار می بستم
 ز جاودگی مگر بای تو از رفتار می بستم
 ز اینجوار نقشت بر در و دیوار می بستم
 دست را از جنجال صحبت اغیار می بستم
 من از افسون مغرب بازویت یار می بستم
 سر پایت ز کار دیگران یکبار می بستم
 که از تار رگ جان منت ز نار می بستم
 اگر ت از ریسمان خام در یکتار می بستم
 ز سحر سامی دست ترا زین کار می بستم

هیچ افسانه افسون اگر ارم نمی گشتی

در هستی برکے فرو خود ناچار می بستم

بے هوے تویک سرے ندیدم
 سو گند به آفتاب رویت
 سو گند شب در از مویت
 سو گند ادا و ناز و خویت
 سو گند بزلف مشکبویت
 سو گند خاک کویت
 جز بجز بشوق و آرزویت
 چون دل نکشدم بسویت

هتائے تو سر و کسے ندیدم
 همے تو دیگرے ندیدم
 مانند تو اخترے ندیدم
 با حسن تو همے ندیدم
 چون زلف تو عنبرے ندیدم
 چون درگه تو درے ندیدم
 در کوس تو رهبرے ندیدم
 کس همچو تو دلبرے ندیدم

سز گد و دینه کویت
 و الله که خوشترے ندیدم

دلے آشفته از مومے تو دارم
 تنای سحر کوسے تو دارم
 حکایتها ز گیسوسے تو دارم

سحر شوریده از روسے تو دارم
 غبار خویش از آن بر باد دارم
 چه گویم از شب هجرت که تا صبح

دله آشفته از مومے تو دارم
 تنای سحر کوسے تو دارم
 حکایتها ز گیسوسے تو دارم

حکایتها

<p>هولے سجدہ کوئے تو دارم شکایہا کہ از خوئے تو دارم گلہ از تیغ ابروئے تو دارم ایمدا از زور بازوئے تو دارم کہ جائزہ دیک پہلوئے تو دارم نگاہ دوخته سوئے تو دارم</p>	<p>عزیم سر زہر یک تن از ان است بصد دفتر گنجید گر تویم چدا افکند از پایت سرم را پہ پہلویت رسیدن تباب من نیست نیم من استخوان کج چو اغیار چو ز کس بر امیدم تو</p>
<p>بعشقت بچو فرد از خویش رفته سر شوریدہ در هوئے تو دارم</p>	
<p>آب گردی جگر مے دل سید اچہ کنم جملہ داوند وے عشرت دل را چہ کنم گوشہ بس بوم وسعت صحر اچہ کنم شکوہ از دست قضا پیش سیجا چہ کنم گلہ از جور کشیہاے خود اچہ کنم ساقیا جامے و شیشہ رصہ با چہ کنم</p>	<p>در بدر گشتہ ام از بہر نور سوا چہ کنم بادہ و مطرب و گلزار و لب آب روان سنگہ دل تنگ را سیر عم و کم حوصلہ ام بار منت کشم بہر یکے پنبہ داش نامہ درد دست نگرم چو دہندم در حشر دل چو بر وند و شکستہ لبنگ المشر</p>
<p>کار افتاد مرا بابت خود رے لے فرد کعبہ و صومعہ و دیو کلیسا چہ کنم</p>	
<p>تن خود را بلویت می گذارم میفشان دامن از خاک مزارم رسد تا کنش پاسے تو عنبارم سرم برداری و من بر نیارم اگر جائے دہی بر رکن دارم کہ از گبر و مسلمان شرمسارم کہ در یائے بہر یک قطره دارم کہ یارم از من و من زان یارم ترا در عاشقاننش چون شمارم</p>	<p>برویت جان خود را می سپارم چوید خو کردہ بادا من خویش نفس عورت شوم گر خاک را بہت تاہین خواہم کہ وقت پاسے بہت ہو لے سلطنت از سرم فلندم کہ کیش کفر و اسلام چہ پرسی تا شاکن بہ سیلاب شرمشکم تسل می دہم دل را بہر شمس ندیم کہ بہر م یارت لے فرد</p>

تا کار قنادر تو ز هر کار بماندیم
 ساقی دو سه جامے دگر از بادہ پر زور
 در مجلس نش تو بکار اندر قیبان
 نے وجہ نیم در بہت استادہ مرام
 چون شب بحریم حرمت راہ ندادند
 آوارہ زلفت نہ ہمیں برہمنا نند
 گوار نظر انداختہ چشمان تو مارا
 افسانہ بیخوابی ما برد بخوابش
 یک جرعه از شربت وصلت بخشیدتم
 عالم ہمہ خفتند یہ آرام ولے ماہ
 جان داوہ ز قید تو رہیدند قیبان
 این وعدہ فروداش قیامت بن آورد
 دستہ باہر لطف و بخش سوی خود اے شیخ
 بگرفت رہ خویش دل خریچے وصلش
 این حلقہ زلف تو عجب دام بلائست

تے شغل ز ہر کار بیکبار بماندیم
 در بزم تو ما عاقل و ہشیار بماندیم
 ما سایہ صفت پیش تو سکار بماندیم
 از ناز حیرام تو ز رفتار بماندیم
 ما برد در تو در پس دیوار بماندیم
 ما نیز بدین حلقہ زلف زنا رہا نماندیم
 ما در شکن گیسوے خوار بماندیم
 ما خواب بتہ کردہ و بیدار بماندیم
 ما جان بلب و تشنہ دیدار بماندیم
 در فکر از ان ترس بہار بماندیم
 از سختی جان آہ گرفتار بماندیم
 ما حشر درین حرمت دیدہ بماندیم
 بیرون در از کثرت اجینار بماندیم
 ما منتظر آمدن یار بماندیم
 ما بحر بشتق تو گرفتار بماندیم

دراز کار بماندیم

چون حال دل خویش بگویم کہ چون تو
 پیش لب لعل تو ز گفتار بماندیم

دستم بر عتقہ آید و خامہ بلرزہ سسم
 از سینہ آہ آید و از چشم خون دل
 آور وہ ام بیدیرخ زرد و اشک ساہ رخ
 کوتاہ دست و بخت سیاہ و ہوس چنان
 نتوان خیال روے تو کندن ز دل مگر
 بنو و عجب ز سوز من دل شکستہ
 فصل گل است و جوش بہار است ہر طرف
 دستار رہن بادہ ازین پیش شد کنون

خواہم اگر شکایت ہجران کنم رقم
 احوال خود چو بس رقم یاد می کنم
 مسکینم و جز این نہ بود سیم و نہ زرم
 بالاسے تو بلند برفقا تو چون رسم
 دل را ز جوہر شق تو از سینہ بر کنم
 کاغذ اگر بسوزد و ادر لب شکن دستلم
 ہان لے جنون کہ پروہ ناموس میدرم
 سن ار مغان بہ پیشیں مغان شمر قہ می ہم

<p>امروز از حلاوت اولب ہامی گزم لے پند ناشنو تو چرا می دہی قسم</p>	<p>آن بادہ رخت لعل لببت شب بکام من گفتم بفصل گل ندرہ سود پندے</p>
<p>لے دل اگر نمی شنوی پند فرد من رو از برم و گرنہ ز سوسے تو می لوم</p>	
<p>عشق نمی گذاردم تا بدر تو یا نسیم بار پیام خویشتن چون بصیر بانہم کے برسد بن جواب نامہ چون برہنہم من ز کدام دل امید از تو فی بروفا نسیم پہ کہ سر نیاز خود من بدر حسد انہم</p>	<p>بر سخن تو ناصحی گوشل دب چرا نسیم عیزت عشق کے کند محرم را از غیر را نامہ برے کہ میرود باز بن غیر سد جان و دلے کہ داشتم شد ز خجای تو خراب چند ز فکر عالمے بکنده باشد این دلم</p>
<p>فرد چه پند میدہی بہر علاج ریش من تن ہمہ ریش ریش شد پتہ کجا کجا نسیم</p>	
<p>وا از بخت سیہ تا سر زلفت رسیدم از کوسے تو تا بر لب بامت رسیدم بس جنس گران بود کہ ارزان بخشیدم ربخے نبود کان بغم تو نکشیدم از تا دک تولدت پیکان نہ چشیدم چون ماہی بے آب بر دسے تو تپیدم زرد ادم و این طرف متاعیکہ خریدم بس خون جگر خوردم و لبہا بگزیدم گر کہ در حرم حسرت گاہ دویدم زان چشمہ شیرین تو سلبے بخشیدم عمر نیست کہ من پردہ ناموس دیدم در میگدہ گر گوشہ عزلت بگزیدم لے سر و قد من بی سلامت چو گزیدم</p>	<p>از تو می طالع مسودے تو خریدم ہر چند باین بال شکستہ سپردیم از جان و دل خویش گزشتہ بگاہت تا خلوت جاہم شدہ منہ لکہ عشقت دور از رہ تیسر تو زبے بالی خویشم در حسرت آن آب حیات لب نوشت نقد دل خود داده بدست تو خورام ذکر لب لعلت چو ز اغیار شنیدم معذورہ ز شوق خودم از سوراہی نیست کو خضر کہ راہ لب نوش تو نماید رسولے تو از انک چہ اندیش نماید با کم نبود چونکہ ہو او خواہ مغناہم برابر وسے خود چین مزن از گفتمہ اغیار</p>
<p>لے فرد ازین صحبت نا جنس رسیدم</p>	<p>چون برہنہ دشمن ہمہ لاف ناتند</p>

<p>بدست یار مینا بود در برز میکه من بودم نه تن از شوق دل آگه نه دل ز راز جان افت جهان محو تماشا بود از رویش بند اتم ز تاب جعد مشکینش ز شب تا صبح لاله هم نگاهش با ده بے کیف و خنیش جام و لب مینا من و فکر دل آزادی و زلفش در گرفتاری ز ناز اوست یشرین خواب چشم خلق بر رویش بقفل من حیاشده هن ابرو کس او در نه چه سپهری ز حال عاشقان زاهد که شب سوزان</p>	<p>میندا تم چه صہبا بود در برز میکه من بودم سر پایا بخود میا بود در برز میکه من بودم کد امین مجلس آرا بود در برز میکه من بودم بہر سر جوش سودا بود در برز میکه من بودم زہر سو فتنہ بر پا بود در برز میکہ من بودم عجب حال دل ما بود در برز میکہ من بودم ز شب تا صبح دم وا بود در برز میکہ من بودم سر و شمشیر یکجا بود در برز میکہ من بودم بجای شمع دہما بود در برز میکہ من بودم</p>
--	---

بہر یک گوشہ چون فرود صد دیوانہ از زلفش
 زہر سو شور و غوغا بود در برز میکہ من بودم

<p>بہجت لے نگارم با کہ سازم بامید شب از روزم بسر شد چو دیدار جمال نشت کارم پیے آرام دل جاے ندم آرام بامید وفاے تو شب و روز دلم آرام بے رویش نگیرد</p>	<p>چو کس جرم تو ندم آرام با کہ سازم شب اختر می شمارم با کہ سازم بنا نشی گر بکارم با کہ سازم درت را اگر گزارم با کہ سازم رود در انتظارم با کہ سازم چونے پر و است یارم با کہ سازم</p>
--	--

چہ سازم و رو با خوبان عالم
 ز عشقش بیقرارم با کہ سازم

<p>چینشان دامن از خاک مزارم ینا ہ گر یہ شبہا بکارم مدہ لے قابض ارواح ز بزم برو از سوز ہجرت میگدازم بامیدیکہ بوسم گاہ پایت چسان بوسم لب آن سنگ دل را</p>	<p>مدہ بر باد این مشت عمارم بحال چشم خود زان گر یہ دارم کہ من خود جان بہر ش می سپارم ہمہ شب از غمت اختر مستارم بگویت خاک خود را میگدازم ز سنگین لعل دامن چون آرام</p>
--	--

چه کار آید لب اعجاز عیسی
که من جز عشق آزایی ندارم

ندارم دعوی عشقت ولیکن
بکوی تو چو زو خاکسارم

مالان چه بر سر بر که هستیم ندانیم
فریاد رسا از غم بجز تو بجانیم
بنهاده بدرگاه تو سر نهجوس گانیم
وقت است بجز ارگی من اگر آئی
در کوی تو صد چشمه روانست از چشم
در مانده و بیچاره ام لے چاره گرسن
تیرے برہان باز آبروے کمان دش

بے تاب ہر گام براہ کہ رو ایم
در کوی تو خون ماہی بے آب بیتانیم
ہر شب چوسنگ کوی تو در شور و فغانیم
کز دست غم بجز تو بیتاب و توانیم
لے مردک چشم بر لے تو چنانیم
در دو مرامی کشد و چارہ ندانیم
کز جان برہیم اسے کہ براہ تو پٹانیم

بت کست ہمہ عمد کہ با فرد بستی
پیمان شکن ما یوناسے تو ہما نیم

در چشم امیران جہان گر چه فقیریم
اندازہ مائیت کہ زندگی بگذاریم
لے ہمدنگن چون بشمار می ہمتیم
چانم سپر پیدازن و باز از سر حشریم
از ہر ہی عمر سبکسیر بہ تنگیم
ہر چند ز ما بردل ایثار عینا کیست
ہر قطہ ز غسل تن با چشمہ زخضر است
تیرے و گرسے حید فکن چون لب ما
لے شوخ عنان گیر دے تو سن خورا
پسند کہ از چشمہ شیرین لب تو

از دولت عشق تو ایسیریم
از میکدہ خیزیم و در صومعہ گیریم
گذار کہ مانیس بدام تو ایسیریم
چون سیف گنی تیر ز جان ہم پر تیریم
او تیز زوی دار دو ما خستہ و پیریم
صد شکر کہ چون آئینہ ما صاف ضمیریم
گر ما بہ تمنائے لب لعل تو میریم
ماندہ است ز جان تیرے و ما نشنہ تیریم
رفتن نتوان پائے رکاب تو کہ پیریم
سیراب شود خلق و ما شکر تیریم

گفتہ پذیر عذر و بدہ جا پذیر خویش
فرمود کہ گے عذر تو لے فرد پذیریم

یک آذرہ درد تو برمان نفروشم
نایاب تمنائے است من از آن نفروشم

چون در دل صد پاره من نام تو نقش است
آنی چو پی جلوه فروشی سر بازار
ریزند بدانان من ارتقا در دو عالم
لے شوخ چو آنی بجز پیداری و اما
ز ناز بدوش آید اگر دین طلب آن بت
بر آمده آدم لا جان تا که من امروز

یک پاره بصد ملک سلیمان نفروشم
از استی خود چیفت که دوکان نفروشم
گردی زورت در عوض آن نفروشم
من چون پی نظاره تو جان نفروشم
کافر شوم امروز چو ایمان نفروشم
طاعات بان روضه رضوان نفروشم

من بنده یک خواجہ ام لے فرو دل خویش
چون بوالہوسان باہمے خوبان نفروشم

عمر است دو جهان بدو کیسو فروشم
ابرو کے او اشارہ بحبان و دم نمود
در حلقہ بود زلف چو اقدام لے فقیہ
چون دیدمش چو برہمن آوارہ بتان
دیدم مدار زندگی خویش بر لبش
چون رشتہ ریحات من آن تاز زلف است

دینا و دین خود ہر با او فروشم
ہر دو بیک اشارہ ابرو فروشم
یک سو ناز و روزہ بکیسو فروشم
ناچار باتے دل بد خو فروشم
خود را بدست یار از ان رو فروشم
جان عزیز خویش بیک مو فروشم

بر نقد یک نگاہ تو چون فرو از دم
سرمایہ کہ بود بہ پہلو فروشم

دل کہ رفت از بر من از کہ مقامش پرسم
رفت تا عمر ز خود آنکہ گے دید رخس
من نا دیدہ ایسر از کہ نشانش جویم
عالی ہست ز لعل لب او بے خود دوست
رشتک می آیدم از گوش خود و زان لب غیر
بار تا در گہ خالصان درش نیست مرا
منکہ از خود روم از ذکر خرام نازش
ہوس سرو با بن بال شکستہ چہ کنم
بیک من نیز چو من گشت اسیر نقشش

وانکہ بر بود دم راز کہ نامش پرسم
من گم گشتہ سراغے ز کہ امش پرسم
از کہ احوال دل مانده بد اش پرسم
میگزم لب ز کہ از لذت جاش پرسم
چون ز کس زان لب شیرین کلامش پرسم
میبرم از غم ز کہ انداز سلامش پرسم
از کہے چون روش ناز خرامش پرسم
پر پرواز کجا تا کہ ز باش پرسم
جان بلب آمدہ آہ از کہ پیامش پرسم

کے تقابلاً رخ خود یار بر اندازد باز
گر رہ خلوت آن خواجہ ہندام بارے

باکہ از جلوہ آن ماہ تماشش پر
حال آن بارگہ از فرد غلاشش پر

فرد این مصرع جامی است بیان عشقم
نام آن ماہ ندانم ز کہ تماشش پر

بجان دیوانہ جانان خویشم
بیسو دلے سر زلفش خرامم
چہ سازم با عشق نے دل نہ جان ماند
کئی گریہ بجز سولیشس قرارے
زراہش تافس و خاشاک و ہم
بنفکر پوششے از خاک در آہش
ز نقش او کہ بر دل می کشم من
از روی او شہم شد غیرت روز
ز خوسے دبر انم نیست شکوہ
دل و جان بابت شوخی سپردم
ہد از پہلوے آن شیخ چون شمع
بہر نفشس تو در عالم نیامد
میخالی دے نہر ما بحالم
بس چون شمع گریان پیش رویش
ز دم گو سکے از حسن در مصر
خریدار متاع دل ندادم
چو سوسلی گہ باین گاہ بر طور
چہ نام از نگاہ شوخ چشمش
کشم چون بار این دلق ریائی
تفاطت مایہ جمعیتم بس
از ان جلوہ کہ کرد می بر دل من

غلام حضرت سلطان خویشم
ہنی تعمیر این زندان خویشم
خجل از خدمت سہمان خویشم
خراب دیدہ حیران خویشم
بکار بختیہ دامان خویشم
بر لے این تن عسریان خویشم
پئی آباد می ویران خویشم
فد لے آن مہ تا بان خویشم
بصد رخ از دل و از جان خویشم
سراپادشمن ایمان خویشم
ز خوسے دیدہ گریان خویشم
فد لے مجھ ز قرآن خویشم
کہ سرگردان پئی در مان خویشم
بجال چہرہ خندان خویشم
ز دل آوارہ کنعان خویشم
بر رخ از سردی دوکان خویشم
خراب جلوہ جانان خویشم
خراب فتنہ چشمان خویشم
تم خود ہست بار جان خویشم
پریشان از سرد سامان خویشم
فد لے خویشم و قربان خویشم

ندیدم خالی از ذکر تو نیست
چو فرد آشفته رودیوان خویشم

جز بلبل تو فریب از لب یاسے نخوریم
کے لعل درین فصل ہسائے نخوریم
جز بدست تو ز کس زخمہ تہائے نخوریم
تا ہر آبلہ کشتہ خائے نخوریم
سیلی تاکہ چو منصور زدائے نخوریم
خون دل تا بغم لالہ عذائے نخوریم
ماکہ دشنام ز نقد لب یاسے نخوریم
تا کہ تیرنگہ شامسوا لے نخوریم

ما بجز عشق تو گاہے عم کاری نخوریم
ناصواب است اگر مصالحت اندیشہ کنیم
چنگ سان ہر رگ من تار شد از عشق تو
قطع از پای ہوس کے شود این وادی عشق
بر لب از دعوی عشقت نتوان ہر زدن
این رہ صعب لیس کے شود از یاسے طلب
گوش کردن نتوان یک سخن تلخ رقیب
مرغ جان را ز بدن گاہ پریدن ندہم

تشنگی کے رود از زخمی ابرویش فرد
تا در آب از ان تیغ نگاری نخوریم

از زلفت تو تا اسیر دایم
تو باد شہی و ما غلامیم
ہر چہ کہ سوختیم خایم
ما از تو بجز ت کلامیم
ما ز ہر ہزار غم بجا میم
افتادہ ز صبح تا شب میم
درد و لب تو تلخ کایم
محروم ہنوز از سلامیم

بگذشتہ زنگ ہم ز نامیم
ما دعوی عاشقی نہ داریم
لے شمع دگر نسوز چہ
از راست گذر بگرد و ست
تریاق لب تو بار قیبان
بہ خود بدر تو چھوسایم
بیشترین رہناش کفر و نشا
صد بار زدیم دست بر سر

لے فرد چو بام یار روی
گری بفتان کہ زیر با میم

چون کشتہ احسرت سلامیم
مارفتہ ز خویش از ان خرامیم
استادہ ز صبح تا شب نامیم

کے در خور نامہ و پیلامیم
رفتی و رہ بود دل خرامت
بہ خود بحضور تو چو دیوار

<p>چون وانه در میان تسبیح خلفی ز لب تو باد مستند سیراب ز لعل تو جهان ایست</p>	<p>در حلقه تو دور از اما میم ما خون دل و جگر بجا میم ما خشک لبیم و تشنه کا میم</p>
<p>مادر همه عاشقانش لے فرو بیکار ز کار نامتسا میم</p>	
<p>ما صوفی خانقاه خویشیم بر جاده کس قدم نداریم از باده شوق خویش مستیم بر تاج شهبان نظر نداریم نه آیم فرو به پیش کس سر در میکده ام خجی بنا شد مدبوش می است بستیم در بند تو لے نے نباشیم جرعه کش ساغر محبت از سخنة دوسته یار فایغ</p>	<p>بر سنده عز و جاه خویشیم دیوانه از رسم و راه خویشیم هم بنده خویش و شاه خویشیم نازان همه بر کلاه خویشیم سر داده بسجده گاه خویشیم ساقی زمی نگاه خویشیم مست می صبحگاه خویشیم رقصان بصد آه خویشیم از پر تور و س ماه خویشیم در کف خود و پناه خویشیم</p>
<p>چون فرد که ز ندیا کبا زیم فایغ ز همه گناه خویشیم</p>	
<p>ز سحر مطرب جادوگر خود بکه حیرانم نفس شوریده و دل خسته و خاطر پریشانم ندانم جلوه حسن که ز دانتش سجز وارم گریبان چاک و دامن چاک و دست عم کبردم نمیدانم در ایم یا که نی یا بیل شنیدم کدام آشفته موا از سحر جلوه کرد دیوانه نمیدانم چو آواره می گردم بهر کوسه غلام خواجها یا خواجها ام یا عاشق مسکین</p>	<p>زند چون از خمه بر چنگک پید بر برگ جانم که بر این گنجت بر من این بلاها را نمیدانم که همچون شمع بزم کس سراپا سوخته جانم نمیدانم که در عشق که زمینان پاره دامانم من از بهر که می نالم بیاد کیست افغانم پریشان خاطر و آشفته دل بهر که می مانم بفشق کیست چندین شور گفتار پریشانم ایازم یا که محمودم که امین نام خود خوانم</p>

سر در پی تاج از زینما میم

غلام حضرت شاہم بہ نعمتہاے ادخوگر
چو فرد بندہ اش من ہم اسیر بند احسانم

تھے دارم کہ از لطفش اسیر بند احسانم
قبای عشق پوشیدم چہ باک از چاک امانم
بہر یک موسے زلفش جان من دل بستگی دارد
تکبند در دل شکستہ ام عکس ہر اپائش
ہزاران ہجو من داوند جان بر آستان تو
گرہ زد بوالموس بردا من پر نقد احسا ہنا
چو صید لاغرم دیدی نیفکندی من تیرے

بغشق دوست چندین شور و گفتار پریشانم
مبادا لے خرد دیگر گلو گیسو گر سیاہم
کہ جز تار سر زلفش دگر بنو درگ جانم
ازین آئینہ صد پارہ خود بس کہ حیرانم
مران از درگم من سینہ چون کیروزہ ہمام
باید نوالی من چنان بکشادہ دامانم
بہ جمع صید ہاسے تو ز غیرت میرود جانم

پیرا کندہ مشولے فرد از نظم پریشانم
کہ آخر رفتہ رفتہ جمع خواہد گشت دیوانم

نیست آن منزلت من کہ ز زندان باشم
منکہ باشم کہ بود صحبت ساتی ہوسم
پنجہ عشق زند چاک و خرد بچہ زند
مصلحت نیست کہ راز دل خود فاش کنم
آن قدر لطف من کن کہ بعشقت صنما
ورگدشتن ز رخت نیست مجال دل من
عقدہ عنقبہ دل کے ز صبا وا گرد وہ
کن اسیرم بچم زلفت پس ز تو بہ اگر
چون بہ مسجد روم از کوسے بتان لے زاہد
کہ زلفت ز چپ و راست جہازا گرفت
نام تو زلفش کلین دل من شد چہ عجب

اینقدر بس کہ ز دروے کشتن نشان باشم
لے خوشا بخت کہ از حلقہ بگوشان باشم
بہتر آنت کہ بے جیب و گریبان باشم
من بدر دل خود کے پی در مان باشم
این مبادا کہ ز خود کردہ پیشمان باشم
ہجو آئینہ مگر پیش تو حیران باشم
بے تو با گل چہ کنم گر بگشتان باشم
باز سود از وہ ز لطف پریشان باشم
نہو انم کہ جدا از درایمان باشم
حیف باشد کہ بعد تو سلمان باشم
گر من از دولت عشق تو سیلان باشم

ہوس وصل و ہم ہجر چو در راست ز عشق
فرداں پہ کہ قوی در رہ پیمان باشم

ہوسم نیست کہ در روضہ رضوان باشم
عزم بس کہ چو خاک رہ کیلان باشم

<p>یک دے بر سر کوشش که گدائی نگنشم کرده ام قیمت خود زده خاکی ز درشش رجه لے باد صبا زانکه پس از عمر دراز صاحب ملت عشقم بقتسم می گویم گل فشانست زخنده لب او همچو بسار کن اسپرم بجم زلف چو بعد از توبه</p>	<p>به ازان است که تا عمر سلیمان باشم او بفکرے که ازین پیش هم از ازان باشم گشته ام خاک که تا بر در جانان باشم جز درشش گر بپرستم نه مسلمان باشم من درین عهد چرخا خار بدلان باشم بی زلف دیگران باز پریشان باشم</p>
--	--

چشم دجو و نگه دلبر و زلفش و لکیر
 فرو تو درانی و دل چند نگهبان باشم

<p>تا که من بنده زلف و رخ جانان گشتم کار حسن و گران نام تو با من کرده است خلق از معجز لعل اند غلام تو و من از در خویش مرا نم چو پس از عمر و راز بزم زندان شد این مجلس و عظار زنجرت کرده صومعه از جلوه مستانه خراب بی نیاز از در هر شاه و گدایم امروز یار با چشم بیهست و لب بادیه چکان خدمت میکند و صحبت سانی و مغان سخت فرسوده ام از مطرب و سانی و مغان</p>	<p>طافه تر بر همین صاحب ایسان گشتم مصحف رفی تو نا دیده مسلمان گشتم ناشنیده سخن بنده فرمان گشتم یک نفسی گریه کوس تو همان گشتم صلواتی بودم و سر حلقه زندان گشتم زاهد بودم و از زمره مستان گشتم یافتم دولت عشق تو و سلطان گشتم جلوه کرد که از باره پرستان گشتم از خودم برد که از توبه و پشیمان گشتم ناصحا توبه زے کرده پشیمان گشتم</p>
--	--

یار و خلوت دل بود بدل جوئی فرو
 من براه طلبش بیده گردان گشتم

<p>نیکی امیر نونه هم بزم نه دیوان گشتم فیستم که نصف عهد و نه سلیمان گشتم با گدشته زره گبر و مسلمان گشتم چاشنی با طعمش هم مصحف رویت صفا کس چون بپوشد بسرو سامان بگدایت نبود</p>	<p>کمره بن بنده این در که سلطان گشتم بر سر کوسے کسے چون سنگ در بان گشتم فاغ از در و حرم بر در جانان گشتم شکر الله که من حافظ قرآن گشتم من درین جمع گردایان تو سلطان گشتم</p>
--	--

کافر زلف و خش گشته ام حیب مکن
 قدم از میکرده در کعبه نگر دید فزون
 گرچه من مولود ضعیف مگر از دولت عشق
 سوخته جان و نفس سوخته آتش در دل
 صنم بت شکنم قدر بتان را بشکست
 بر من آکیشم و ز نار من آن زلف تبتی است

ناصری بر من صاحب ایمان هستم
 محتسب تو به ز می کرده پیشان هستم
 محرم هر دل و هم از سلیمان هستم
 زنده در عشق تو من بیدار بجان هستم
 هند و ش تا شدم از قبله برستان هستم
 که منش بر من و بنده فرمان هستم

نیستم آصف و دیوان که شوم رتبه طلب
 فرد من هم پدرش چون ساکت زبان هستم

نه طاقت اینکه دل ز سوئے تو کشم
 صد پاره دلم ز عشق گردید و هنوز
 گر محنت عشق من نداری باور
 از بخت بیاه خود ندارم سحر

نه تاب و توان که باز کوی تو کشم
 خواهم چو آس بر تبار موسی تو کشم
 کو آنچه کشم بر پیشین روی تو کشم
 چون ریخ ز زلف مشکبوی تو کشم

از بهر رقیب در گذشتی از فرد
 این جور همیشه من ز خوئے تو کشم

ممن شد ما ز خود بیگانه ایم
 صد جفا باه ملامت می کشیم
 ناصحان تا چند پند از ترک عشق
 با کلاه کج دگر بر من بیاس
 حال از خود رفتگی از ما پرس
 جز پاهای خم نرو تا ریم سر
 زید با خسر تو رفیق من ایم
 تو یه خود بارها بشکسته ایم
 تا دل ما جلوه گاه یار است
 از صلاح کار خود بگذشتیم
 وارهان دیگر عنان اسپر

در سر و سودای کس دیوانه ایم
 بسکه در راه و قامر دانه ایم
 این قدر در کار خود فرزانه ایم
 عاشق آن جلوه سنا هانه ایم
 ما خراب تر کس ستانده ایم
 ما مرید پیر این میخانه ایم
 تا حرفت مجاس زندانه ایم
 زیر حکم گردش پیمانده ایم
 ما بیار ز خویشتن میخانه ایم
 محتسب بگذار ما دیوانه ایم
 ما فدای جلوه تر کانه ایم

روپوشان از بلاگردان خویش عذر خواب آرد بزمش چون بسیم می شنیدم قصه های عاشقی محتسب در می خوری معذور در پشت پایرتاج شاه می بینم	ایک تو شمع و ما پروانه ایم بهر خواب اورا مگر افسانه ایم عشق را امروز خود افسانه ایم کردم صبح ازل مستانه ایم تا غلام حضرت جانانه ایم
--	---

یار ما اندر دل است و ما چو شره
ایستاده بر دور کاشانه ایم

تصویر مستم دیوانه کو اورا بیند ام بجام غم غنچه افکند نموده جمال خود دل صد سخت من با اشک بیرون رفت از چشم بهر آن ان قامت رعنا گذشتند از نگاه من مسلمان بودم افتاده ام و در دام زنای خراب جنبش زلفی شده صبر و قرار من	چه تند پیر جنونم کان پیر و را بیند ام که آرد و این بلا من آن جفا خور ایند ام بسوی زلفش دیدم من آنسو را بیند ام که از من بر در دل آن سرود لجز را بیند ام ایسر گشتم و آن دام گیسو را بیند ام هنوز از جعد کشین یک سر و را بیند ام
--	---

تو انانی شده ز خصمت طلبی فردا ز پیری
دو زان یوسف گل پیر من یور ایند ام

تا غلامش شده ام خسرو عهد خویشم پاره ازل صد پاره نموده است بجای از خود دور بود تو به زنی وقت بهار جان بلب آمده از حسرت پیر نامش من چو شایسته نوش لب لعل تو نیم شرط طاعات حضور آمد من مجبورم	نیست جز بندگی پس من غمگینم بجینه اکنون چه زندان اوک و پریشم من درین کار خسرو مند زناصح بیشم بجیادت گئی یک سیر نیامد پیشم بره از تلخی دشنام خدا را اینشم بندگی چون کنم از فرقت او در اینشم
---	--

فرد در کلبه ام آن شاه تمان کے آید
اوسلیان زمان خود من درویشم

بناشد بر سر کس همچو غوغائی که من دارم تیره زده دار در نهان صد وادی ایمن	همیشه روز افزون باد سودای که من دارم بکنج این دل ویرانه صحرای که من دارم
--	---

بیک پیانه از درد میناے که من دارم
 مکن زاهد خیال خام صہبائے که من دارم
 بیوسم چون زبے آلود لبہائے که من دارم
 مغان بیزار میگردد ز نقولے که من دارم
 بود بس نشہ صفائی لبہائے که من دارم
 زندہ پہلو برو ز حشر مشہائے که من دارم

شراب کمنہ خخانه اگر دون نمی ازرد
 بکام ہر تنک ظرفے نمی ریزند یک قطره
 زمینخانہ لبوسے کعبہ گر آیم بگو تا صبح
 ز دورے چسان در حلقہ اورا و بنشینم
 ندراد طاقت این یادہ پر زور ہر زندے
 امید و وصل فو ا نیست زین طول شب بچرم

بسیا بنشین برین در با من لے فر و جہان فرما
 کہ بنود در جہان بہتر ازین جایگہ من دارم

خائے از باغ لویا صد گل بہستان ندیم
 من کہ یک لقمہ ز خوان تو بلقان ندیم
 بر تخیزم ز در پاک تو تا جہان ندیم
 چون کنم لے بیت من گر بتو ایمان ندیم
 دل چسان من بپس زلف پریشان ندیم
 از بہت جرعہ بصاد چشمہ حیوان ندیم

کوشہ کوے تو بار و خدہ رضوان ندیم
 نکتہ از حکمت لغلت بکسے کے گویم
 ہمت ہمست کہ گراہ بیز مت نہ بریم
 جان خراب تو و دل و طلبت سر گوان
 خاطر م تا کہ ہم بود نشد و اگر ہی
 مویہا میز نم و بسر دل و ریادارم

دل شوریدہ چہ می بود بکار لے فر و
 من چہ سازم بچین دل کہ بجائان ندیم

تشمیدہ بوسے زلف لویا نہ گشتہ ایم
 در ہم را ز عشق تو فرزانہ گشتہ ایم
 با ہم نمودہ ایم کہ فرزانہ گشتہ ایم
 ناکام ما ازین در میخانہ گشتہ ایم
 ما خود مرید سانی و پیمانہ گشتہ ایم
 تا ما عن سلام جنت لویا ترکانہ گشتہ ایم
 تا خاک آستانہ جسانانہ گشتہ ایم
 شہر مندہ ما ز مشرب زندانہ گشتہ ایم
 از چند سال بر در ہر خانہ گشتہ ایم

نادیدہ شمع رو سے تو پر و اشہ شمشہ ایم
 ہر چند ما ز حسن تو دیوانہ گشتہ ایم
 تشمیدہ گفتگو سے تو صد دفتر از بہت
 یک جنبش بہت شدہ کہ بکام ما
 پیمانہ زہد و در ز او ضاع رندی است
 از سر و داغ خواجگی افگندہ ام برو
 دارند چشم سرمہ جہانے ز خاک ما
 گاہے نگر و نگر سستت با نگاہ
 از فر و خویش ہیج نشانی نہ ایم

<p>من بعشق تو ز تنها عقل را گم کرده ام بدم و محرم ندارم تا بر بسند حال من تا چون قمری شد خم زلف تو طوق گردم جان براه او جدا رفت و دل دیده جدا دل ندارم بر سر بازار یوسف چون روم ره ندیدم در حرمش عقل کم اندیش را رفت او تا از برین آه بهر بستنجو</p>	<p>با که گویم کز غم تو من چها گم کرده ام تا ترا دیدم وجود خویش را گم کرده ام من ز سر سودک سر و باغها گم کرده ام در خیالش خویش راست را با گم کرده ام جنس نادیده چون دل بهام گم کرده ام زان خرد را در ره آن در با گم کرده ام دل جدا گم کرده ام دیده جدا گم کرده ام</p>
--	--

طعن بر فرد و من از بی خود بهاسک فقیه
 آنچه من گم کرده ام بهر خدا گم کرده ام

<p>گر ز فوسے دل خیر می داشتم عشق ما را تشنه یتر تو کرد دل که بر من چو کرد امر و زکاش کے شہسے بر باد حسا کم کو بکو بزم گشتے دلش از گریہ ام و در خرام ناز او لے بخت من</p>	<p>جاسے دل سسنگے در گری داشتم در زمین کے این بگر می داشتم پیش ازین از سینہ بر می داشتم راہ در کویش اگر می داشتم من ز اول ویدہ تر می داشتم زیر پایش کاش سر می داشتم</p>
---	---

خرد کے چشمے گشتی خون دل
 بر رخ او گر نظر سر می داشتم

<p>تا دیده ام زلف ترا من عاشق دیوانہ ام جرم بیگانه محبت چون نیستم از عاقلان کہ صوفی ام در خالفتہ کہ ز اہدم در صومعہ کہ شیخ اندر کعبہ و کہ پیر دیر بر ہمن کہ جلد مصحف در بغل کہ سر بریز پایے خم بگذشتہ از ہر نیک دید بگذشتہ راہ خرد کردہ فراموش نام خود آوارہ و بد نام شہر لے فرد می پرسی ز من یک چاک بیسم را سب</p>	<p>ز نجیب میدارم بیامن عاشق دیوانہ ام پند سکلہ ناصح عمر امن عاشق دیوانہ ام کہ ز ندہر میحنا ہنما من عاشق دیوانہ ام کہ سوئے خویشتم رہنما من عاشق دیوانہ ام ہستم ز ہر ملت جدا من عاشق دیوانہ ام گردم بشہر و کوچہ ہا من عاشق دیوانہ ام بیگانہ از ہر آشنا من عاشق دیوانہ ام صد جامہ ہا گردم قباسن عاشق دیوانہ ام</p>
--	--

پیشانی نیاز بکعبه که سوده ایم
 حمد خدا که غنیمت تو مقصود ما بنود
 عمر نیست تا بشوق هم آغوشی تو ما
 بر حال ما زبوا المورسان رحم پیش کن
 تا عکس روے تو بدل ما گئے منت
 وینا سربا که بغفلت بسر بریم
 صبح است و شوق محبت و ما دلش
 دیگر بیاد کس نکشودیم لب گئے

این شق سجدہ ہر در تو نمودہ ایم
 گر ما ہیج وصف کے راستودہ ایم
 دریا صفت کنارتنا کشتودہ ایم
 پیش از ہمہ جو عاشق روے تو بودہ ایم
 ما زنگ ہر ہوس ز دل خود زدودہ ایم
 گویا حباب دار بدریا عنودہ ایم
 غوغاے حشر بر سر و ما خود عنودہ ایم
 زان دم کہ ما حدیث لب تو شنودہ ایم

کفتم چو زود دل تو دادم بچندہ گفت
 تو خود ندادہ کہ دلت ما بودہ ایم

ز رہ سار قصمان ندانم در ہوسے کیستم
 خانہ دیگر بجز کوے ندارم بہر خود
 نیم جان چون صید ناوک خوردہ از ترنا پیا
 ہر سحر چہ رانکہ میدارم فنان و نالہ ما
 سر مئی آرم فرو بر ہر دست شاہ و گدا
 از قدم تا فرق غرق اشک گشتم ہچمان

چون صبا گروان بہر کو از ہر اسے کیستم
 چون سگ افتادہ در راہ و فاکے کیستم
 ریش ہر عضوے نشان تیر ہاسے کیستم
 عند لب نمہ سنج خوشنواے کیستم
 از دو عالم دست افشانہ گداسے کیستم
 تشنہ بہر یکدم آب لقاے کیستم

ز تو عمر آمد بیایان ہیج معلوم نشد
 عاشق زار کیم من مبتلاے کیستم

عشقم کہ گاہ از دل مجنون بر آمدم
 ہچون حباب گاہ روانم بر و آب
 چون آہ دردناک کہ از سوز سینہ
 گاہے بہت سانی دہر بہر سزمے
 خواص وار گاہ بدریا فرو شدم
 گاہے نہان بکسوت چون دچہر اندم
 گاہے ز حسن غازہ کشیدم پرے خویش

گاہے بگوہ از سر پر خون بر آمدم
 مانند کف کہ از لب جیحون بر آمدم
 ہم سوز بقی از دل محزون بر آمدم
 در جام صاف چون مے گلگون بر آمدم
 گاہے ز سحر چون در کنون بر آمدم
 گاہے زہر لباس کہ بیرون بر آمدم
 شیدک خویش گشتم و مفتون بر آمدم

از فکر نکتہ فہم چو مضمون برآمدم	گشتم گم نہان بسختی و فریب
کس را ایچھے بخلوت یکتا یم بنود	رازم پیرس فرد کہ من چون برآمدم
ز سوز ہجر رویت اشکبارم مبادا دامت گرد عنبارم رود بر باد روزے اصطبارم بہمد خود اگر بے اعتبارم بروے او اگر دریا ببارم بچشم عاشقان و الا ببارم	من آن شہم بہر مت مست بارم بخاک کشتہ خود اشک ہم ریزم گر این فصل بہار است و ہمین دل بجہ اللہ کہ خوے تو گرفتیم ز اشک او نگر دوواستش نم خود را اگر چہ رنگ خاندانم
نچہ ہم از در او فرود ہرگز	چو رنگ ہر چند راند چند بارم
گر چہ نزد یک شود اینکہ بخاک آئیم اشک از دیدہ خونبار بویت ریزم ہچنان از سر جان خاک در تو بیزم ننوام زرقیبان کہ گے بستیم بس بود گر بنوازی ز رسم بشدیم از لب لعل تو شوے بفلک آئیم ہر کہ یک بار کشی از دم تیغ تیزم	من نہ آنم کہ گے از در تو بر حیسزم نگذارم کہ عنایے زورت بر خیزم گر چہ زنجیر گرانم بدہ سختی شہ بولایے تو چنانم کہ باین جور و جفا حسرت بوسہ پایے تو نباشد جان نکتہ از دہنت گر بے سجا گویم زین تغافل کہ مرا میکشی لے جان عزیزم
فرد کو پیر شد عشق جوانی دارم	شاہ کام است ہنوز این قدم مہینم
در خیال رخ تو لعل و گہر میریزم آب در کوے تو از دیدہ تر میریزم آب از سر جو گذشت است از سر میریزم تا بذر لب نوش تو شکر میریزم در پس ہر سخن از شوق اثر میریزم	این قدر اشک کہ از خون جگر میریزم تا باز کوے تو صبا ذرہ خاک کی بنزد شبع سان اشک بہر مت ہمہ تن گردیم گشتہ ام شہرہ آفاق بشیرین سخن گو ہر لظم کہ افشا نہ ام از دولت عشق

از درت دور ته خاک سپردند مرا | در بخد زین غم خود خاک بسیر میریزم

آرزو مند پیام تو چنانم که چو فرد | نقد جان در ره قاصد بجز میریزم

شکوه لے شوخ زخوے تو کنم یا کنتم	نسبت جور بسببے تو کنتم یا کنتم
گوش بر آه من حسنه نبی یا نبی	نالہ ہا برسروکے تو کنتم یا کنتم
نگہی سوے من لے شوخ کنی یا کنی	گریہ زار بروے تو کنتم یا کنتم
در چمن پیش گل لے مطلع صبح صادق	ذکر از طلعت روے تو کنتم یا کنتم
بالشیم سحر لے غیرت سنبل ز زلف	شمہ ذکر ز بوے تو کنتم یا کنتم

فرد را صبح که راندی ز در خود زنجیا | شب خیال سرموے تو کنتم یا کنتم

نه شیخ حرم هستم و نه پیکر شستم	در عشق تو فارغ ز سر نار و شستم
در حسرت گویت که بهشت است ز خاکش	صد جنت فردوس بیک بار به شستم
کے میرود از طینت من درد تو تا مرگ	شد روز ازل ز غم عشق تو سر شستم
زان جلوہ کہ کردی صنما و حرم دل	من بر بہمن دید خود و سپر گشتم
بر بالمش پر کے شود آرام سرم را	خو کرده بکوے تو چو از بالمش شستم
از چشم کسے تا رسد ہیچ گزندت	پیش تو دل خویش جو اسپند پر شستم
تاورد بجز محنت و غم یک گل و باری	این خم محبت بدل خویش چو کشتم
یکبار جو بکے نوشت آن بت مغرور	ہر بار بصد شوق با و نامہ نوشتم

از خوبی اخلاق خود لے شوخ تو مکر | ہر چند من فرد و بشاق تو ز شتم

رذیف النون

۳۴ غزل

میں	میںدا غم کہ دیشک مدہ یارب بخواب من
کہ رفت از چشم من خواب زول شد صہر با	ترا تا صبح چہ افتادہ است گر من بر خطا رنتم
مرالہ پیار با عشقش بکار ناصواب من	

بنه فیده دستے لے سیجا تا بجا باشی
 چه می پرسی که گاهه دیدہ مارا بخواب خود
 نہ زمین لطف تو میدار و در قیابین کینه با زمین
 نیم در خدمت ناصح چنان گستاخ تا جنگم
 گره بر ابروے اختیار بدین می نشد ناگه
 مرا کمتر ز سنگ میدانی و صد فخر خود و اتم
 غرض از نام نام این است نامم یا تو باشد
 بکویت پاسانی باشم بهتر ز دارائی
 شده چون سر نو شتم در از آن بین سجده کویت
 همه جورش تحمل کردم آخر کشت این بهر ش

که بنضم می جمد از جاے خود از اضطراب من
 غلط افسانه باشد که بشنیدی از خواب من
 عتابے هم کنی گر بخش آید زین عتاب من
 که میدار و نگاه او نیز آداب جناب من
 کنی گر گوشه چشمی بر احوال خراب من
 بجد الله که شد در کمترین سنگ حساب من
 بدست نازکت رسنجه مده بهر جو اب من
 نمی خواهم کنی در بان خود یا سنگ خطاب من
 نشان بندگی گویا است عنوان کتاب من
 که افزون بود این آتش ز صیبر و تاب من

دل و نعت جگر بهر سنگ و بدیه آوروم
 نہ دست انداز شد لے فرد و همان در کتاب من

از زبان باو عشق تو چشیدن نتوان
 رشته الفت لے شوخ بر پیدن نتوان
 هر کس قائل خود و خود چشم دم قتل
 روز اول نہ بجای ماند ز جیب تارے
 بسته شد خون و لم بر سر مرگان کچه کنم
 هوس نام من خاک کشیدت چکنم
 هسته تریاق گوید سر زلفت تو لببت
 نه سوار از کرے گیر عنان یک نفس
 خور جعد تو گشتم چه کنم مشک تتر
 می شود مانع دیدار کشت سیل سر شک
 میکند سجده پیاسے تو ز سایه شمشاد
 در ره وصل تو هر شب روم از پای خیال
 جوش بود است که هر کوی چهره را سوا کرد

وز لببت نکته از گوش شنیدن نتوان
 گشتم خور گرام تو پیریدن نتوان
 می شوم کشته و بهیسات پیدن نتوان
 لے جنون بس خجلم بازوریدن نتوان
 گر ہی گشت بهر مو که چکیدن نتوان
 تا بکوسے تو چو از ضعف رسیدن نتوان
 آن به پیش آمد و این مهر یکیدن نتوان
 یا سمنده تو چو از ضعف دوریدن نتوان
 جز بزلفت تو چنین نفخ شنیدن نتوان
 جگرم خون شد ازین گریه که دیدن نتوان
 که ازین پایے گل مانده خمیدن نتوان
 خار رله بے کف پایے خلیدن نتوان
 عزت لے فردین عشق گزیدن نتوان

<p>درود تو لطف زندگانی من ستم پارو بے زبانی من بینی آنگه تو من ترانی من شور افند ز خوش بیانی من قصه من شنو زبانی من داستان غم نمانی من شب سگ تو ز پاسبانی من جوش ز دوشه جوانی من</p>	<p>لے غمت اصل شاد بانی من گشت روشن ز شمع و پروانه جذب عشق کند چو شتابت از لبش گر گنم حدیثی نقتل کس چه داند گذشت آنچه بین دائم آنر فسانه ز باشد راحت یافت و کرد آسایش این من و عشق ساقی و پیری</p>
<p>بچو آن مه که نیت امتیازش فرد پیدا انگشت ثانی من +</p>	
<p>یادم عیبه است این یا خود پیام یار من خود نسیم گلشن جان است یا باد مین یا شمیم زلف مشکین یا نسیم زان چمن یا صبا کے جان فر یا با بوسے خوب گلبدن</p>	<p>نکت باغ جهان یا هست بوسے پیر من بوسے جانی می ششم از نکت دم باوصبا لفظ ز مشک است این یا مزده و اصل نگار یا بوسے فصل گل بوده است یا باد مراد</p>
<p>رو را از خود بود آخر نیند ام چه بود یا مگر حرف کرم زان دایر غنچه وین</p>	
<p>خوشیدم ز ذره بود در حساب من من کیستم که جلوه نماید بجز اب من حرف بجز الف نبود در کتاب من ورد سر خار ندارد در شراب من دیدن بسوسے من بشکاهے جواب من دیگر گمان چو نیست ز عود شباب من کن آگم بلطف ز راه صواب من آمد بر چشمه دست تو از اضطراب من لے خجدا پسندوی و انتخاب من</p>	<p>من پر تو نجیبم و او آفتاب من + کے بگذر و خیال من خسته در دلش آه است هر نوشت من از نکت غمت ست نگاه ز کس ستانه تو ام استاده خم شدن به جواب سلام غیر در پیریم ز عشق مده پند ناصحا دانی اگر بر اه خطایم بعشق تو بتیاب لبکه بود مگر بنضم لے طیب ایر و سے او اشاره بدیوان فرد کرد</p>

بروے تو نگاہے کردن از من
 پیر ساقی بیک جامے من از من
 خمار خود پرستی درد سرداد
 تومی آئی و از خود می روم من
 چو خاک راه گردیدم به عشقت
 زمینے را که پایت نقش بندد
 ز آه شعله بار خویش خواهم
 گمراهی که ریزی در ره لطف
 چو ستم عند لب بوستانت
 سوختن قبا بکشادن از تو
 پسندی که بهار اشک سرمخ

بلایے بود کامد بر من از من
 نه جان جامخ بودند تن تن از من
 بجام خویش ساقی بشکن از من
 خرام ناز از تو رفتن از من
 خدارا بان میفشان دامن از من
 بود دامن زمره گان رفتن از من
 سر کوئے تو باشد امین از من
 بود در رشته جان سفتن از من
 مبادا خالیت این گلشن از من
 بود چاک دل و پیراهن از من
 بود رشک گلستان گلشن از من

چنان از خود را با فرد حسنین را
 که بیخ ما و من برابر کن از من *

تا که فلک سفله در جنگ بود با من
 چون آئینه میدارم من جلوه پیرنگی
 بر میره ز من باشد پوخته بیاد تو
 بر عکس خودش دیدم این آئینه دل با
 نازم با دلے او با جمله وفاے من
 وار در قیاسم حد شوخی و بیباکی
 بی قدر چنانم که رسای سنگدل بی عشقت

بے همی و صد جور لاله جنگ بود با من
 هر کس که بزم آید هم رنگ بود با من
 از من پیرش تا که دل تنگ بود با من
 دل صاف بود با او پر رنگ بود با من
 با او الهوسان صلح و در جنگ بود با من
 یار بچه گنه گروم کین رنگ بود با من
 پیش تو رفیق من هم رنگ بود با من

له فرد صفائی دل موز ز آینه
 که با پیرنگی یک رنگ بود با من

همی گویم تو عیسائی بی اعجاز زنده کن
 بوسه زلفت مشکین تو دست از جان افشانم
 پیس ترا اعجاز لب خودے مسح من

تو معشوقی و می زید ترا اقرار زنده کن
 باندانے که به دانی اذان انداز زنده کن
 وگر بار از بهجت خود مردم باز زنده کن

دم آخسر باینم قدم بهر عیادت نه غبار کشته بر حسرت اگر بوسه کف پایت بشتاقان تو از آرزو با جان بلب آمد	مرا از بوسه آن لب و مساز زنده کن بر غم آن رقیب خوشدل غماز زنده کن ز روی خود خدارا پرده برانداز زنده کن
---	--

همه از سر گزینهای حسن پر عذرت فرد
ز سحر عشوه چشمان افنون ساز زنده کن

از دست تو که گزین شب بستر که من بجاست تهنه ز هم آن خوشبیش بمن هر شب ز ناله بر سر جنم یکوی تو بر تیغ آزمائی خود چون کمر بست تیر تو از خطا بر قیسم نشانه زد او کرد چاک نامه ام از عکس زری خط تا داد آب تیغ تو بر تشنگان صفا	زینسان نکر و چاک گریبان سحر که من تنگ اینچنین کشید قبایش بر که من سایه داورس بگو که شد او پرده در که من کس اینچنین نکر و دل خود سپر که من آن بو ایوس نهاده بفره اک سر که من پاره جگر نکشت چنان نامه بر که من زیاد می کند لب زخم جگر که من
---	---

سر را بسجده میز نم که فرد در بدر
بینم که می رسی تو به آن ره بگذر که من

لای بادش زلف کس قصه ام بخوان آن مرده قدم تو کرد گل صبا بگفت آگاه شد چمن ز نوا های عنده لب سوسن بصد زبان و نهالان سر و باغ ز تم بسیر باغ چو از دل گرفتگی زان روز سر و سینه نورسته صبا از خویش رفته ایم همه آسختان که بس	میس زلف تو بکوش کس حال من رسان گل گفت این نوید تو در گوش بلبلان شد تازه ساز و برگ جوانان بوستان را نند نکست ز قد دست به باستان گردید از منج چمنم راه تو عیان گلهام و ما و بلبل کشید او باغبان کس را نمانده است سر یکدگر چنان
--	--

ما جمله بچو فرد بیا و تو مانده ایم
وقت است که گزیم گذری سو بیدان

من و اشک و آه هر دم که بلو و جویا و باران من و چشم خورشانی تو در و خولا خندان	تو بیا که با زینم تیغ موسم بهاران چه کنم زایر مرثگان نکتم چو اشکباران
--	--

عظیم ز روئے ناصح چه قدر ز دست عمدی
 جنگ و قرار مبهم همه پایمال جور است
 دل چاک چاک خود را چه قدر ز نوکنم من
 چه بلا است مشق تیرش بر پیش قیاده دیدم
 ز تو لے شکیب دشمن چه امید راحت جان
 چونانند تاب رفتن ز رهت عیار گشتم
 بکدام رفقه دوزم جگرے که گشت یاره
 بچه معذرت کنم رو سوئے محاسب ز خجالت
 صنما اگر خرامی تو بچاک کشتگانست
 نه چنان ز زلف سودا بس من است بیجان
 گذر از سر ز فویم که شود دل آرمیده
 من و خجالتی ز ناصح که گشتسته دیده مارا
 بفرق ماه رویش سحرم چه شام تیره
 من و تلخ کامی من تو و شربت لب تو
 بنود بگوشا و رادر و سبزه با بجنیش
 ز بنای دل چه پرسی که بر بود سیل شکم
 شده حلقه رو چشم دور کاب بهر پایست
 نه بهین شکیخ طره شکره دام راه مارا
 ز گدائی در او بفلک دماغ دارم
 سحرے صبا کتادی گرسه ز زلف و غنچه
 نه طریق غمز دانی نه گے و فاکه وعده

که شکست تو به من ز هوای گلغزاران
 شده از ره دل من گذر جفا شعاران
 که دے و چار سولیش هم چاک صد هزاران
 جگرے و صد نشانه بادے زیر باران
 که تلمطه نزاری تو بجال دوستداران
 که رسم به آستان تو بپاکه رگزاران
 که دل و جگر نمانده ز جفاے تو بیاران
 که بجز قرداغ باوه بودم چو باوه خواران
 بو فابرا روستے بد عاسے جان نثاران
 که میخ سحر نه بنید شب تیره روز گاران
 نتوان نمود بخیه دل چاک بمقار ان
 نه ادب نه هوش بر جامن و بره میکلان
 شب من چه تار باشد چو همین است و گاران
 بنواز که بجرعه که شوم ز کامکاران
 بطپیدگی است هر دم دل زار مقار ان
 بکنار آب باشد همه رخت و فگار ان
 بد میکه می گذشتی ز درم چو نه سواران
 که بخیج لب بگیرد دل و جان هوشیاران
 نه امید از امیرے نه طمع ز شهر یاران
 نشگفته ماندکے و ادل ما امیدواران
 بچه خوش کنند دل را بزم تو سو گواران

چو کتاد طبع یاران بود از کلامتے فرد
 غزنے دگر سر ایم که فریش بیاران

بود از درم گدائی هوسے بتا جداران
 بهم آمدند بر من پئی تمینت شکاران

تو اگر بناز پرسی سر و برگ خاکساران
 پی مشق می فکندی تو خندانگ نانه سویم

<p>چو سمند ناز را ندی سوے صید گاہ رفتی شب بشکان زلفت چه بلا سیاه باشد تو کجائی گریه آخسر همه نامہ سیاه است خ نست عزیزت گل تو بپر گل چه رفتی تو فکر بر میهمان و دل بسم نمودن چه عجب اگر بلغزد بره تو پایے نا صبح چه کند کسی بر نقش بجز اینکه جان بنازد زنگین و نام عنقا شده نقش در دل من نه چو شیخ سوزو گریه نه چو عندلیب ناله غم عشق اولی منہ چو نشاط از رقیبان سر عقده و انگشته ز خرد بدو چشمش دل من اسیر غم شد که چه اندامش دل بکنارہ لحد ہم چہ بود قرار اورا در گوش و زلف اورا بنود دے قراری</p>	<p>شده بسته رکابت سر جمله شہسواران کہ نگر دو آری روشن سحر سیاه کاران نظرے ز شست و شوی سوے آگہ کاران کہ بہار آفرینی تو یہ مجمع نگاران بسر خلاف گذر روز تو چند روز گاران کہ سپردہ اندامی بجا دل چند بقیراران نکنند گوش فسون ز کسین سیاه ماران کہ نامندہ غیر نامے بہ جان ز نامد اران نہ رقیب آگہ از من نہ کسی ز راز داران ہمہ تن ہنفتہ کرم بلباس سو گو اران ز مٹی نگہ ر پودہ دل صد چو ہوشیاران بکند زلف دیدم چو نشاط از شکاران بسکشن برید ہدیہ جگر جگر فکاران پچہ رو قرار گیر و دل و جان بقراران</p>
<p>تہ خاک در لحد ہم بنو و قرارم کے فود دل تا شکیب کردہ بخام ز برد باران</p>	
<p>حدیثے از لب لعل کہ رفتہ بر زبان من ز شوخی گریختگ من در آید نوجوان من ازین صید افغانان آہونگاہان سپہنہان چونے تا آشنا کے آن لب و ساز گزیدیم با حلقہ بگو شان حاجت تیر نگہ بنود</p>	<p>کہ شد تنگ شکر گویا ہمہ کام و دہان من سپر سازم دل بیتاب تا بیند تو ان من چہ سر ہتا کہ در دل برد جان تو ان من بسند خاطر ہم سایہ شد از من فغان من بجان منت اگر جان خواہد آن برومان من</p>
<p>بجال فود مسکین کے تقاضا پیشہ رحمت کن گرت پر سندا از من گویے از ہندگان من</p>	
<p>بیشق آیا کہ گفتہ از من و نام و نشان من شب تاریک غمیت نیست کس ز ہمران من</p>	<p>کہ این نا آشنا گریوید اشب میمان من بنا شد جز و رے کار و ان کس ہر زبان من</p>

<p>بہانے را بود انگشت در دندان زین نظم کمانے می کشی یا می کشی دلمے عالم را نہ لجنے از جگر دارم نہ از دل یا رہ یارب</p>	<p>مگر رفت از لب لعش حدیثے پر زبان من بہ قربان چنین وضع کش شمای تو جان من چہ خجالتہا زیتیر او چو گردنہا جان من</p>
--	--

<p>تو بر رستم رقیبان و درودی شکوہ جویش ندانستی کہ می شد زین بہانہ امتحان من</p>	<p>سے عذر خواہ عاصیان سے رحمتہ للعالمین سے زیر فرمانت قدر سے سحر بکم توقفا در ہجر ہر سے تو عالم جوشم تیرہ شد</p>
---	--

<p>سے عذر خواہ عاصیان سے رحمتہ للعالمین سے زیر فرمانت قدر سے سحر بکم توقفا در ہجر ہر سے تو عالم جوشم تیرہ شد</p>	<p>سر برد تو میزم کسے کن و عالم بہ بین سے دست تو دست خدا عالم ہمہ زیر نگیں کے آفتاب بخت من سر برد وزدا از زمین</p>
--	--

<p>من فرود ماح تو ام تو دلبر زیبای من بلے قدم رنجہ نما بشنو فغان این حزین</p>	<p>من فرود ماح تو ام تو دلبر زیبای من بلے قدم رنجہ نما بشنو فغان این حزین</p>
---	---

<p>سبک سہلے صبا بگذر ازین خاک مزار من با غوشے کگارم گر کند رنگین کتار من من و این خدایت پر مغان فصاحت ساقی پہ حشرت میر و آہوسے حرم از صید گاہ او تو در دست خرد زاهد ز سبھ عقدہ ہاداری من و خاک در میخانہ سپہر مغان زاهد بہر گامے ہزاران جان ترکان می پروازتن ز سر پا ساختہ سوسے حریم یار می آیم من از خاک عرب کحل الجواہر آرزو دارم</p>	<p>کہ وقف سر مرہ خلقے است امتشابین غبار من توان روئید بعد از مرگ لالہ از مراد من الہی تاقیامت با دین سان روزگار من بجو لانگاہ تو سن گر بنا زد شہسوار من بجھد اللہ کہ عشق آسان بن فرمود کار من ترا سرستی زہد و مہر البس این خمار من بشوخی می جہاندے چو طفلے سو ار من چہ می جوید رقیب از من نشان در رہگذار من از ان روزیکہ بر شکل عربے ارست یار من</p>
---	--

<p>تو سلطان جہانبانی و من فرود کدے تو چہ باشد گر نوازی از قدم خود دیار من</p>	<p>تو سلطان جہانبانی و من فرود کدے تو چہ باشد گر نوازی از قدم خود دیار من</p>
---	---

<p>لے جفلے تو مرا بہ زوقاے دگران غیرت عشق من این است کہ دیدن نتوان صبر تا چند از ان شربت قذلب تو چہ کنم گر بگریبان بہر من بچہ زرنج</p>	<p>حرف دشنام تو ام بہ زوعاے دگران طاق ابرے تو محراب وعاسے دگران درد من بہ نتوان شد ز دواے دگران چون بہ بنیم بدرت چاک قباسے دگران</p>
--	--

<p>خواهم از اشک کنم خاک درت گل که مباد گریه و لطف تو یارم بوفایت سو گند بامید کرے سر بدر کس نہ ستم زندگی چون نشو و عقدہ دشوار مرا دیدہ دریا کنم و خلوت دل بر فکتم از ادب دورم کو اغیار پیش گسلاخ میر و دیک و زور ماندگی خود بستم</p>	<p>قدمے ریخہ کنی تاب سراے دگر ان ہیج باکم بنو دگر جناسے دگر ان ہم جناسے تو مرا یہ کہ وفاے دگر ان لب لعل تو بود عقدہ کشاے دگر ان گر بگرد بسم گاہ ہوا سے دگر ان نا شکیم کتد این بخت رساے دگر ان کہ رسیدن نتوانیم سپاے دگر ان</p>
--	--

فرد چون باساک کوئے تو نہ بند و عدسے
 محنتم ست گدا یت ز گدایے دگر ان

<p>یارم از قامت بالا ست بلا سے دگر ان مدتی شد کہ بیا و تو ز خود رشت منم وقف ہر رہنگے کردہ ام این خاک زان گرد و دو جان ز تم از سر کویت نرم گردے از خاک در تو کہ بود پیر منم جان بلب آمدہ از حسرت لعل تو منم بر سر کوئے تو خاک شدہ پا مال رقیب صبر و دین و خرد و رساے ہمہ کم کردم کنم آئین چو بر آری بد عادت سے</p>	<p>در بلا یم من از بخت رساے دگر ان فتنہ غمگاہ تو ہوش رباے دگر ان تا بیکے تو رسم گاہ سپاے دگر ان گوشہ کوئے تو خوشتر دسر اے دگر ان بہ ز صد جامہ دید ماؤیتاے دگر ان تو ز قند لب خود مو شفاے دگر ان چند این دشمنی سے دوست برے دگر ان تا بسند تو شدہ کار زر اے دگر ان چہ کنیم گر تو نشوی مجھ و عسے دگر ان</p>
---	--

فرد چون سوخته از غیرت شمع حرمت
 کے توان دید در ان بزم تو جاے دگر ان

<p>مطر با آہنگ نو آغاز کن چند باشم ہدم نامحرمان از لب لعلش حدیث جانفزا نکتہ از ناہما سے زار من عرض حال ماندگان راہ عشق</p>	<p>لغیر او او وی نے ساز کن گوش من پیر از حدیث راز کن با من افسردہ خاطر ہا ز کن پیش او جانے دے دساز کن در حضور آن بت طنا ز کن</p>
--	--

<p>از لب جامے دے اعجاز کن صرف جان حاسد غماز کن</p>	<p>ساقیا تاکے غم دوران کشم اخگرے از آہ آتشبار من</p>
<p>فرد وار دست دیدار تو بر سر او جلوہ از ناز کن</p>	
<p>رے صاحب پر دفع خواب زن با من پیچو شراب ناب زن سنگ بر جمعیت اسباب زن آتش در جان شیخ و شتاب زن جامے از بہر فتح باب زن</p>	<p>ساقیا بر بخت خفتہ آب زن با زقیان چند باشی مست ناز تکیہ بر سامان نباشد کار عقل شیشہ ز تقویہ پیائے خم فلکن کار عشق بستمہ ماند تا بکے</p>
<p>فرد اگر و صلاش تمنا کردہ آب تکین بر دل بتیاب کن</p>	
<p>جام من پر از شراب ناب کن می بیار و فک دفع خواب کن خاک در جمعیت اسباب کن چارہ در دل بستاب کن آتش در جان شیخ و شتاب کن</p>	<p>ساقیا آہنگ دستخ باب کن در دست تاکے ازین رنج خسار آتش زن در خیال خام من مایہ صبر و قرار من بسیار غافلے افکن ز جوشش می بچرخ</p>
<p>تا توانی فرد و زآہ آتشین زہرہ خامان عشقش آب کن</p>	
<p>آگش کن از من و عشق من و احوال من شد تماشا گاہ عالم در عزم او حال من لے فذلے شیرب او جملہ جان و مال من کحل خاک شیربے و دیدہ اقبال من بر ہلال ابرو سے او هست ماہ و سال من</p>	<p>سرفرد لے باسے لولے پرک فرخ فال من شور شے ایچ عشقش در سر سو و ایم بسکہ دور افتادہ ام زان شہر رشک ہشت ذرہ از خاک کف پایش نشد گرفتہ چرخ و زلفش نباشد صبح و شام من و گر</p>
<p>فرد را تابندہ خود خواند ان شیرین سخن نیست غیر از گفتگویش ہیچ قیل و قال من</p>	

<p>بفارت برده هوش رقیبان لب لعل تو و نوش رقیبان سخنهای تو و گوش رقیبان تو از خود رفته مدد هوش رقیبان کر مهایت خطا پوش رقیبان فروزی شمع خاموش رقیبان بناوی دست بروش رقیبان</p>	<p>فروزمی تاز لب جوش رقیبان من و این تلخ کاینها عمر من و صد حسرت حرفی ز لعلت من و صد ناله و افسانه ز خویش بجسم عاشقی ریزند خونم سپند آتش غیرت از انم عبثت بهر شکست خاطر من</p>
---	--

بگویت فرد را ماندن از ان به
نشیند گاه بهدوش رقیبان

<p>نازیننی به چنین ناز نخواهد بود کس باین خوبی و این ساز نخواهد بود چون تو کس خانه برانداز نخواهد بود همچو سامان خدا ساز نخواهد بود که همان دردم این راز نخواهد بود با دل تمیس هم آواز نخواهد بود کس بعشاق تو و ساز نخواهد بود ز باغ خود بهر شهباز نخواهد بود و گرش طاق پر و از نخواهد بود آخر این عهد چو آغاز نخواهد بود یک صدم با همه پرواز نخواهد بود که در تو به دیگر باز نخواهد بود</p>	<p>کس باین حسن تو ابناء نخواهد بود چشم محمور و نگه شوخ و مژه تیر بلای زلف آشوب جانم و زخمت فتنه جان ساقیا با ده گلرنگ که ابراست و بهار گر همین ناله شهباست ز عشقت و انم ناقه لیلے اگر نیک درانی وارد بلبل قمری و نه گر چه فغان دارند آه از حال دلم بلبل و پروانه نشد آتشین نامه خود در بر بهد چه نهیم نگه سوسه ضیفان کنی دست شباب هم حسن خدا داد تو لے جلوه فروش زاهد از زهد ریاق تو بکن و با ده هوش</p>
--	--

دردت این است اگر زیستن فرد غریب
نی دوس لے لب اعجاز نخواهد بود

<p>لے من ترا رعیت و تو شهریار من وامان خود پیچ ز مشیت عیار من</p>	<p>آباد باز کن ز قدومت دیار من جانان ز لطف گر گذری بر مزار من</p>
---	---

<p>لے مر نور بخش دگر چہرہ بر فروز + یک صبح سوئے من نفسے از نسیم لطف من بندہ کینندہ تو خواجہ منی ناوم بہ بخت خویش کہ آخر بجز عشق خوشتر ز دوست دل من نیست وادے گرے بدل نشست مرا لے قبل از تو گرے ز کوسے تو بلند برده ام چہ پاک ہر سنگ پارہ ز درت ہست بخو طور</p>	<p>لے روئے تو فرخ وہ روزگار من لے آبروئے گلشن من وے بہار من می زبید از لطف تو باشی بجا من از سنگ آستان تو لوح فرار من جولانگہ سمند تو لے سوار من آگہ نہ ہنوز ز حال عنبار من آید اگر فرشتہ بطون مزار من آرام بخش جان و دل بیقرار من</p>
---	---

ہستیم فرو گشتہ تیسرنگاہ او
می بایدت کہ از فرہ روی مزار من

<p>لے بجا روپ درت مرثکان من بہر تو آمادہ گوش و چشم من صبر و عقل و ہوش و دین من توئی عارض تو مصحف اہل نیاز من</p>	<p>از بے لبت جسم و جان من محروریت دیدہ خیر ان من لے کہ رویت قبلہ ایمان من ابرویت بسم اللہ قرآن من</p>
---	--

انظم قوم نکستہ از لعل تو
حرکتے از ذکر لبت دیوان من

<p>صبا بان درو الاسلام ما برسان برنج درو سرم از خار باوہ کشب زصال درو کشان گاہ اگر مغان پرسد چو میکشان بزمن درد از قدح ریزند وے کہ پیر مغان بزمنے نیار اید بیکدہ گذری گرتو لے نسیم سحر مغان زخم چوئی صاف در سہو ریزد</p>	<p>بناک میگدہ از اسلام ما برسان نسیم سانی ما را اسلام ما برسان بہ حضرت کش زمتنا اسلام ما برسان زمین گل شدہ را اسلام ما برسان بجام ویشے و صبا اسلام ما برسان بساتی وے و مینا اسلام ما برسان خیم و سہو و خان اسلام ما برسان</p>
--	---

اگر بجلت زندان گذرئی لے قوم
چہ مجلس طرب افزا اسلام ما برسان

کز زلف تو مرا باز گرفتار جنون
 نیست جنس خرد امروز بشهر تو بکار
 گر همین فصل گل و جوش بهار است اسماں
 بسکه در عهد تو بگرفت جنون قدر و رواج
 و ام زنجیر بدیوانه چه راحت بخشد
 بر سر از هست مردانه گرفتسم کو ہے
 ز خست استم بسر مور ضعیفے داوند

اینک این کوے تو و ماؤ سر و کار جنون
 جان به بیعانه رسیدیم خسریا جنون
 ترسم لے عقل کشد تا یکجا کار جنون
 می فرد شتم دل خود را سر با ناز جنون
 صد سیایان که چو گامیت بهیما جنون
 ورنه کے عقل تو آند که کشد با جنون
 هستم اکنون من و این سنگ گرانبار جنون

عاقلان فرصتے از فکر جہانے دارند
 فرد ما را بگذازید بہ آزار جنون

گر یقینم شدی این خوے جفا پیش ازین
 میگرفتم ز تو پیمان کہ بخوابم آئی
 بامنت آنچه سخننا بمیان بودے کاش
 و اشراقده جو وابستہ لعل لبشت
 غنچه دل چو شکفتے ز نسیم سحری
 کرد بجز تو چنین بے سرو سامان ورنه
 عشقت افکند و رین و رطبه فریاد و فغان
 ترک عشق تو من ہیج بہ یغما نگذاشت
 مردون و زلیستنم هست بفرمان لبست
 چون بیکتانی تو هر دو جهانست گواہ

میگرفتم ز تو سو کند وفا پیش ازین
 گر گمان بردمی این بجز ترا پیش ازین
 می گرفتم ز تو عهدے بخدا پیش ازین
 تا یافتہ گر ہے لب بکشا پیش ازین
 گفتے حال دل خود ز صبا پیش ازین
 عقل و صبر و خردم بود بجا پیش ازین
 کے ولم بود چنین ناله سر اپیش ازین
 بود با ما دل دیوانہ ما پیش ازین
 باز پسند من جو وقتنا پیش ازین
 کار بر ہم مران از زلف تو پیش ازین

فرد چون دل بسر دی تم عشقش میخور
 نشدی مصالحت اندیش چرا پیش ازین

لے ہر نگہت تیرے ہر موے مرہ سوزن
 چون آہوے بس وحشی تیر تو رمد از من
 در ویکہ زبیز خمی وارد دل عننالم
 در بلع خر اسیدی چون لے گل رعنائیم

گر تیر زوی بروں ہم بخیمہ ز مرثکان زن
 می میرم ازین سخنے لے میر شکار افکن
 در صید است عیدے کے دید ز زخم تن
 زو جوش بہار تو در ہر چمن گلشن

لے غیرت گل از تو بلبل بنوا سنجی
در وصف لب لعلت شد جمله زبان سوسن

در شاه رة عشقش فایغ ز خطر میرود
بردارت دم بر خیز لے فرو چین اسن

چند روز از خویشتن بیکانه می باید شدن
عقل را در کار و بار خلق می باید گذاشت
حاجت شمع خرد در بارگاه عشق نیست
می زد از خانه دل آهوسے وحشی ماب
دولت گنجینه حسنش اگر خواهی دلا
میگرد با شد بد و در چشم مست او خراب
فصل گل اسالی می آید بعد جوشن لے مسیح
رہزنان بسیار در راه اند و خضرے ناپدید

کار عشق لے محاسب پیش آمده فرو مرا
دست بردار از من دوانه می باید شدن

چه باشم من که گویم دلبر ارجم بجایم کن
حد خود آن نمی بینم که در برم تو بنشینم
اگر مرگ و حیات من ز خود باور نمیداری
بگرم عشق گر من بند زلفت را نمی شایم
بامید و صالت یک دو دم جان در بدن ام
دل افسرده امن عنینچه پرده مرده را ماند

ز مدت آرزوے ناوک تو فو و میدارد
بسویش گوشه چشمی که لے ابرو کمانم کن

لے منزہ آستان قدس تو از عرض من
ترسم آلوده شود پایے نسیم کوے تو
خاک باد آن تن که بیجا ماند دور از راه تو
این تن خاکی چه باشد لائق در گاہ تو

خاک دور افتاده از راه ستاین جان تن
ورنه مشت خاک خود را کردی کویت وطن
از غبار آستان تو نشد اورا کفن
هست چون در راه تو جان نیز کمتر از بدن

زان لطافتها که دار و سایه بالاسے تو
 ناز کیسا ہے لب شیرین تو کرم چو ذکر
 قند پذیرم یکام جان زیاد نام تو
 جرعه در کام من لے چشمہ آب حیات
 اگر از حال دلے لے وارث علم نبی

سر بخاک تو نهاد از سایه شمشاد و چمن
 می بر و خلقے خلا و ہوا زین لطف سخن
 تلخ کامم گر چه از ہجر تو لے شیرین وہن
 کن سیب جانی بکار من ز بوسے پیر ہن
 کعبہ کن این دیر مارا لے خلیل بت شکن

بوسہ آن در نصیب لب نشو گو فرور
 از خیال جان زمرگان ہست شغل وقتن

نے زگم نے چشم کہ حیرانم اینچنین
 این عکس رفے کیست کہ تابا کنم اینچنین
 دل جلوہ گاہ کیست کہ تابا کنم اینچنین
 بے بر گیم چو نخل خسران دیدہ ام نمود
 دامن کشیدہ بگذرد از سایہ ام ہما
 با عم ذراع سینہ بود بشکنم قفس
 جو نخل خار دار زست از زمین من
 از گلشن زمانہ ندانم چہ دیدہ ام
 ابر بہار از مرہ ام غرق نخلت است
 یارب شبے بخواب حمال بگردنم
 رفے کہ تافت از لب بام امید من

نے سنبلم نہ زلف و پریشا نم اینچنین
 اشب کہ جلوہ کرد کہ حیرانم اینچنین
 سر تا قدم چو آئینہ حیرانم اینچنین
 در باغ و بہرے سرو ساکنم اینچنین
 من طرفہ یادگار ز وہمت انم اینچنین
 دادم قفس چنان و کشتا نم اینچنین
 گویا کہ سخن زیر منیلا نم اینچنین
 ہچون گل شگفتہ کہ خندانم اینچنین
 حیرانم اینکہ بہر چہ گر یا نم اینچنین
 زلف کہ دیدہ ام کہ پریشا نم اینچنین
 ہچون سحر کہ چاک گر یا نم اینچنین

گلبانگ عند لب کجا کو فغان فرد
 او در نولے شوق و با فغانم اینچنین

سردیف الواو

۲۱ غزل

ہمہ تن محو فغانم تنہ نا ہا یا ہو
 خود سنم یا بگنم تنہ نا ہا یا ہو

ہمچونے سوختہ جانم تنہ نا ہا یا ہو
 جلوہ گر کیست ندانم تنہ نا ہا یا ہو

<p>خود براه که ز وانم تنه نایا یا هو بنده پیرم تا نم تنه نایا یا هو همه تن تاب تو انم تنه نایا یا هو در پس پرده تنها نم تنه نایا یا هو بچو خورشید عیانم تنه نایا یا هو</p>	<p>رهنما بچو صد لے جسم حیرانم مشربم باوه پرستی است کجا تو به ز من مرزده باد البصیفان که ز فیض همت کس نه انست که در زیر دیم جنگ ریاب جلوه کرد در همه ذرات منم لایعی</p>
--	--

غافل از خویش نشانم تو کجایم جونی
 فرد من جان جهانم تنه نایا یا هو

<p>جان من بهر تو می میرم و میدانی تو دست بردار ز ندب میرم و میدانی تو ناتوان لب که چو تصویرم و میدانی تو خود ز لطف تو بزنجیرم و میدانی تو من خود آزرده ز تقدیرم و میدانی تو</p>	<p>از غم عشق تو دلگیرم و میدانی تو بگذر از رخ میجا و بحالم بگذار بار جبر اینقدر لے شوخ منه بر دل من چند تدبیر جنون من ازین سلسله پا ناصحا چند ملامت کنی از عشق مرا</p>
---	--

سرگذشت من سو دازده لے فرد پرس
 کار با طفلک و من پیرم و میدانی تو

<p>لے مبلکه وستان بر باد چشم تو تر کن چمن دار و نریا در چشم تو حیرت زده باشد بهزاد چشم تو یک خانه دل بنود آباد چشم تو چون صیدا اسپرشت صیاد چشم تو بنوشت مد قدرت این صا در چشم تو لے آفت دور انما ایجا در چشم تو شد شست بخانه بنیاد چشم تو آبه نتوان کردن نریا در چشم تو مکن بنوشتن آزا در چشم تو بنوخت لبس کویت افتاد چشم تو</p>	<p>تا چند توان دیدن بیداد چشم تو آهو به پریا با نهاصید تگه نازت ز نهار ز نقاشی خود دست کشد مانی تا رفت تو دار و سر مشق حشر بهیا آشوب دل او شد سر گرمی چشمانت تا مصرع قد تو شد منتخب و موزون از گردش چشمانت گردیده شب در وزم پیما نه سانی راهر گز بنود قد لے لے سر مده چشم توره بست بفریادم گیرم که ره با ساز و دام سر زلف تو بر فرد چه افسون خواند این سحر و چشم</p>
--	--

تو سرور جهانی و من از جان تو
 تو ترک صیدا فکری و دلریایم خلق
 خلق اند و آرزوی جانم و فکر عیش
 گلبازی و جوانی و عشق است و سیر باغ
 تو خواجه جهانی و عالم طفیل تست
 هرگز ندید روی قاتل بر در حشر
 تو خرد می و تخت تو دلهاست عاشقان
 حیرانم اینک حلقه بگوشش تو عالم اند
 ترکان و خلق و صید که و پیر عشوه با
 لے شوخ تا دل از من سکین روده
 ماؤ شکسته بالی و صد حسرتی بدل

بیم

تو سید زمانی و من در زمان تو
 من صید یک نگاه تو و نیم جان تو
 ماؤ سریشا هم این آستان تو
 ماؤ گل رخ تو و غنچه و بان تو
 صد چون من کینه ز کتر سگان تو
 هر کس که زنده گشت ز فیض بان تو
 عالم همه گدای تو و دوران تو
 یارب چه فتنه خواست از سر بیان تو
 ماؤ امیسا عاطفت ابروان تو
 ماؤ دل روده و این داستان تو
 زان لذت که هست به پیر کمان تو

تالیف او من که تخم زوزک تو
 فریاد است نوح صریده درین بندگان تو

در برش لے صبا خنجر عشق من بگو
 زان پیشتر که مرگ بند پنجه ام بگو
 ز نار زلف دست مرا زیر سنگ کرد
 می آید از تو نکست خوش در شام جان
 عمری گذشت تا ز دل آواره ام هنوز
 از هر طرف سخن چو برانی بزم او
 شوریده سرد گریه و دتا به پیر بزم
 و پس ترا سخن بود سازگار دل
 طوق غلامی تو چو قتر می بگردم
 آشفتنگی ز عقل بود در و مانع من
 ز نار دار حلقه زلف تو گشته ایم
 عیبه تملیح کامی من شربت چه سود

پیغام عنذ لیب بطرف چمن بگو
 با آن مسج از من درین کمن بگو
 در جلوه گاه آن صنم لے برهن بگو
 از گل نسیم بگذر و زان پیرهن بگو
 با شهر یار دل ز غریب با وطن بگو
 در ذکر دیگران سخن ز حال من بگو
 لے با د حال خسته و یس قرن بگو
 پاخواجسته مدینه بولے یمن بگو
 زین بندگی خبر بر سر و سخن بگو
 بر من سخن زتیس و از ان کو بکن بگو
 با آؤے جان من بر بهمن بگو
 حرفه بوصف آن لب شیرین سخن بگو

آباد مہت خانہ دل یا خراب شد
 نتوان زد ذکر لاله مراد رفقون گرفت
 روشن شدہ است گرتو کے شمع و لغ من
 عالیست کا عشق ز پر و لے ننگ نام
 آنجا کہ منشق تیغ زنی قاتل کند
 یکشاید عند لیب زبان گر بصف گل
 ابرو کمان من چور و دہر مشق تیر

لے آہ زان دیار من وزان وطن بگو
 افسانہ عند لیب ازان گلبدن بگو
 از رنگ زرد من بر آن سیم تن بگو
 افسانہ مرابرا بخش من بگو
 از حسرت سرم بر آن تیغ زن بگو
 حرفے ز نیار پیش گل و نشترن بگو
 از جوش خون من بر نادک فلن بگو

لے فرد گر ز من نتوانی حدیث راند
 بلے بہزم او سخن از خویشتن بگو

ورد و بادہ بخشی بہمکے نوش او
 شیرین لبان کہ شور حلاوت ہی زند
 پوشیدہ نیست حال پریشانیم ز دلف
 ترسم رسد بدامن پاک تو داغ خون
 رحمت بہ بیماری من لے صبا دے
 صد آفرین بہ پیشہ فرہادی کنم
 لب بستہ چون شدم بسخن او لے کشاد
 پروانہ راز گفتن سوز درون چہ سود

لے و لے بر کسے کہ بجا ماند ہوش او
 لب می گزند زان لب حلوا فروش او
 باشد کہ رفتہ رفتہ رسد تا بگویش او
 خونم بسہل ریز و عذر کن ز جوش او
 ز نقش گرفتہ است قراری بدوش او
 کہ سر زنش نمود سیکبار دوش او
 لے من فدے خوے خوش غیب پوش او
 لے شمع آگہی ز زبان خموش او

فرد تو شب بنالہ سپرد برد درت
 غوغاے سگ گمان تو شد بر خروش او

آہ ز تن بہت کعبہ قبلہ جان کو سے تو
 گر نماز صبح بگذارم بیاد رو سے تو
 حلقہ اوراد و سیمہ ز اہد ان اینک باد
 بر در ویر و حرم اہل نیا زان راجہ کار
 نظم آموز بہم باشد حدیث لعل تو
 قائم خم شدہ جو محراب ولیند انم ہنوز

کاش بہر جان و تن یک قبلہ بودے تو
 ہم نماز شام می خوانم بشوقی مو سے تو
 ماہی ران راہل ست این حلقہ کیو سے تو
 کہ بر من آستانت ایکہ من ہندو سے تو
 مطلع دیوان مارامی سزا برو سے تو
 ہیچ محراب نماز الا ہمین ابرو سے تو

<p>دزمزه می کرد می چاروب خاک کوے تو برو موسی را ز خود این غمزه جادوے تو</p>	<p>لے خوشار ورنیکه می پاشیده از دیده آب جلوه بصفت چه آلتشها که در دلمان زد</p>
<p>هر کس بهر نیاز خویش دارد قبضه قبله دین و دل فرد تو باشد سوے تو</p>	
<p>خواهم چو سگ همیشه بمانم بکوے تو میرم اگر بکوے تو هم رو بروے تو خالی سدم مباد و سود لے موے تو غرضم دگر بنود بجز جستجوے تو الا حدیث لعل تو و کفشکوے تو الایاد روے تو و ذوق بوے تو</p>	<p>مارا که هست روے ارادت بسوے تو تا زنده ام همیشه نسیم زیر پایے تو یارب بهیچگاه پریشانیم مباد گا ہے اگر بسوے گلستان گذر فتاد یک صبح با صبا نمودم حکایتے نگرفته ام بر لے تماشای گلے بدست</p>
<p>فرد ترا ز بهمت دیوانگی چه پاک ور و لبش چو نیست مگر بای دلوے تو</p>	
<p>هر کس را دیده سوے روے تو بر همین زنا دار از موے تو هست رفتار من از نیزوے تو روے تو یا موے تو یا خوے تو یاد رست یا بزم تو یا کوے تو هست اندر حلقه گیسوے تو در سر او نیست الا هوے تو بس بود یک گوشه ابروے تو عاکفان گوشه ابروے تو ترک من لے بر همین بندوے تو یوسف مصر از شمشیدی ایوے تو ای و لم در حلقه گیسوے تو</p>	<p>لے ز نام حسیق در قابوے تو گر سلمان بنده فرمانت سایه دارم نیست از همت دل بیخا بر دمی و گوئی که برو عین ازین ماو لے من هرگز مباد گردن گردن منرازان سر بسیر هر که هست از و امق و فرهاد و قیس دل بطاق کعبه کے گیر دستار کے بحراب حرم بندد دل کیست کاندزیت فرمان تو نیست همچو گل صد چاک کرد می پیرهن از همه سودار هانیدی مباد</p>
<p>تکیه میدار و چو بر بازوے تو</p>	<p>فرد را ز نال تو اینها چه پاک</p>

تاب نکه نیست چو در روسے تو
 منزل من بود سر کوسے تو
 باک ندارم ز جفاے رقیب
 باش پر زیر سرم گویم باد
 کومن چون گاه و کجا کوه عشق
 می روم از خود چو بیاد ورت
 رفے ارادت بکده آرام درست
 باد دراز عسمر بخضرے که او
 ایکه بتاراج دلم آمد می
 هر دو جهان حلفت بگوش تواند

پروه رویت شده کیسوسے تو
 شوق دلم برود بهر پهلوسے تو
 تازش من هست بخوشخوسے تو
 بس بودم تکیه بر بازوسے تو
 می کشم این بار به نیزوسے تو
 کے بتوان رفت سر کوسے تو
 نیست چو یک سلسله جز موسے تو
 راه نمانگشت بگیوسے تو
 رفت دلم پیش زمین سوسے تو
 طوق هم سلسله موسے تو

نگامت گل کے کندش تر دماغ
 فرو که آشفته شد از لبوسے تو

چون نگهدار کسے بچینه از چشم تو
 حیرت آینه عکس چشم حیرت فرود
 وی فقیه از حرمت می بزم برهم کرده بود
 بسلم کرد این نگامت کے کمان برینے من
 در تماشایے نگاهے مردم و کینت همان
 گردش روز و شبم از گردش چشمان تست
 بر امید یک نگاهت گشته ام چندین خراب
 مستی دیگر برنگ تازه می بچینی از چشم

بهر دل صد زخم آمد سینہ را از چشم تو
 حیرت اندر حیرت است آینه را از چشم تو
 آبرو شد محاسب دوشینہ را از چشم تو
 میرسد هر لحظه تیرے سینہ را از چشم تو
 می شناسم طرز چشم و کینہ را از چشم تو
 رو نمانده شهنشاد آوینہ را از چشم تو
 قطع کردم الفت و پرینہ را از چشم تو
 نیست نسبت با دوه و دوشینہ را از چشم تو

عشوہ اتا فر و مدرس را چنان از خود بود
 پاره کرد آن دفتر پارینہ را از چشم تو

ظل ہما بود مرا سایہ کیسوان او
 کرد پریشانی مرا زلف پریشانی او
 آفتاب دوران من چشم سیاہش شده

بہ ز سر سلطنت گوشہ آستان او
 خواب چشم رود ز کس حیران او
 کرد سیر روزن گردش چشمان او

از خط سبزش بهین مانه غلامیم و بس
خوش نگهان جهان گر چه نیکار افکن اند
هر زده ویش بسوز ماه بداع کلفت
پند کنون میدهی نامح وزین پیش رفت
چون لب زخم مراشت میسجا از اشک

هست دو عالم همه بنده فرمان او
یک همه زخمی تا و کبهرگان او
فوتنه ز رویش شب است آن میخ تابان او
جان و دل و دین و صبر جمله بقر بان او
بوسه بزخم زوال حسرت پیکان او

فرد نفستی در گنج غزل گشادی
بیت دو ابرو که تو مطلع دیوان او

منکه سر حلقه زندان جهاتم یا هو
ساعتی امروز سبوحیت بکام تر لیل
مطرب از سازدگر خواند ترانه تننا به
بیخود و بیخبر از هستی خوشیم یلی
من درین عالم مستی نشناسم خود را
دوش میگفت ریایم که چوستان بر خیز
چنین بودم و هم هشتم و هم خواهم بود
کم چه سازم که جز او نیست چشمم موجود
آب دریایم و یا عمر و یا نم یا چرخ

سر خوش از باوه آن پیر مغاتم یا هو
میدهد ذوق و گر کام و در با تم یا هو
دل بچوش آمد و من هم لغبتا نم یا هو
کین منم یا نه منم یا بلما نم یا هو
خود کیم قالب جان یا همسرا نم یا هو
پایه میکوب و میگوین همه آنم یا هو
از ازل تا با بد عین هماتم یا هو
نام و کس نقش دل و ورد ز بانم یا هو
در ره شوق کس بشیر روانم یا هو

فرد جز هو نبود ذکر من زنده و گر
زندم و عینم ازین پیچ هماتم یا هو

پنجو سگان تو نیم در خور میهان تو
ایکه تو خواجه من کین بنده ز بندگان تو
له سر خسر وان همه خاک ره حرمم تو
دل غچین من بود سکه نام نامسیت
سجده من بسوسه تو و کس نیاز و کوسه تو
بوسه در که تو نیست بیم تو چون کس هوس
در دم نزع آمدی عمر تو بس در از باد

بس بودم قلند کس نشسته من ز خوان تو
پیچ سگی نباشدت همچو من از سگان تو
منه لقمه ز کوسه لستت ایکه بلند شان تو
ایکه هزار جهان من با و فسله جان تو
قبله حاجتم بود کبسه آستان تو
منکه نیافتم هنوز منصب دوستان تو
ریز بکام تلخ من شربت از لبان تو

<p>وعدہ کن بہر کس نیست و فاپو خوے تو صرف ہمین نہ جان من بہت اسیر زلف تو کان گہر کین صنم گوشش مرا کہ مفلسم گم لغبت چنان خندم نیست نشان ہستم</p>	<p>تا کہ نگیرد از دروغ بیج کسے زبان تو دین و دل و شکیب و عقل ست ہر زبان تو تا کہ شوم خزینہ دار از لب درفشان تو نام و نشان من شدہ نام تو و نشان تو</p>
---	--

ایکہ ز حال فرد من میکنی پیشے کہ کیست
 بندہ از سگان تو یا سگ بندگان تو

<p>کار جمال دیگران ایکہ کند خیال تو پرودہ ز روے بر فلکن چہرہ خویشش انما روز مرا بسر شود در سر جستجوے تو سر و من از خرام ناز سایہ فلکن بگاشتم ساغر شکر زن دلا دولت عشق یافتی پایج کسے بکس نکرو آنچه تو کردہ بین روے ندیدہ جان من در رہ عشق سر نہاد باد ہوا اشمرودہ پند و نصیحت لے دلم + منصب عشق سہل نیست کار بصبر کن دلا عشق بہر کہ داغ کردہ مر فلک غلام اوست داغ غلامی تو شد سکہ شاہی جہان خلق بہر سد م ز تو من لعجب قتادہ ام</p>	<p>جس لوہ کنی چو نئے نقاب تا چہ کند جمال تو لے مہ و مہر آسمان ظل تو کو ظلال تو شب من و بستر علم جان من و خیال تو رشک بہشت تا شود باغ من از نہال تو روز فرون ہمیشہ باد دولت بے زوال تو می کشدم پیاس غیرتے سبب این ملال تو مردم و مقاصدے تکلف مرثوہ از وصال تو کار تو تا کجا کشد آخر ازین خصال تو کیست کہ تا برد باو این ہمہ حسب حال تو سکہ بر آسمان زندکے مہ من ہلال تو تاج سر شہان بود خاک در بلال تو تا چہ کہم بیان کہ نیست مثل تو مثال تو</p>
---	--

فرد بردن ز خلوت آ مجلس نش بر کشا
 تا کہ شود عیان بخلق فضل تو و کمال تو

<p>زلف تہ نہ داشتی گرا این بو آغاز دستگر لیت از تو زمین پس و گری چو من نیامی از روے تو داغ در دل ہمز عید حرم اند سر بر آہست</p>	<p>کے تدر ختن شدی سر مو ورنہ بہ بتے بنود این خو و ابستہ بندہ ہائے گیسو مہرا از کلفت نقاب بردو تا کردہ زہ کان ابرو</p>
---	---

زین پیش مگر بته بند داشت
 جو ز است غلام بارگاهش
 تا چند فانه باز شیرین
 افتد نظرش بگریه من
 گیرم چشم و که بدامن
 دیوانه لشتت یک جهان
 سوئے تو مرا اینک گزارد
 دارد چو رقیب بر پاهایت
 لے آب حیات من لب تو
 در حسرت ناوک تو تا که
 خرم چه دهمی ز حشر کاین روز

در کشتن حلق زور بازو
 زهره ز کینه چاکر او
 شیرین لب اوست کوهن کو
 زان اشک روانه کردم آنسو
 گریه چو صبا برد از ان کو
 بدنام همین منم بدین خو
 چون از در تو روم دگر سو
 بهناده سر عزم بزا نو
 مردم من تشنه بر لب جو
 در صید گمت دوم چو آهو
 دارد شب بجز من به پیلو

یک وعده کن از خطای راست
 با فرد خودی بت غلط گو

آرزوی جان زام یک نظر دیدار تو
 از سگان خود شمار و از غلامان مشرم
 گردش چشم تو صد میخانه را بر باد داد
 شد مسیحا مبتلا سے درد عشق از چشم تو
 جان بلب میدارم و لب میگرم از دست دل
 می شود بیمار در چشم تو بیمار تر
 آفرین بر این جگر داری که میدارد و دم
 شهر من شد شهر قیس ز جوشش سودا من
 این متاع جان و کالای دل من بازده
 تا چون دیگر نیفتد در عنت این دلخ دل
 خانه بول همچو کعبه بارگاه عام نیست
 نه همین تنها بر من بلکه شیخ کعبه هم

میده هم جان در تمنای مرخسار تو
 گر نیم من بروه شایسته باز از تو
 لب نیار ویر لب پیمان ز سرشار تو
 کس چه سازد چاره زین فتنه بیدار تو
 بر کدام امید این دل می کشد آزار تو
 سحر میدارد نگاه تر کس بیمار تو
 با چمنان دارد یقین از وعده هر بار تو
 ای که شهرت رشک بخدا از گریه باز آرد تو
 نیست گر چشم بنرخ یکسنگه در کار تو
 می برم بهر نمونه مستی از خمسردار تو
 خلوت حاصل است زاهد نیست اینجا بار تو
 شد زلف تو چون در حلقه ز ناز تو

حالی فرد خود چه می پرسی که میانند کجا
بروزت افتاده یاد رسایه دیوار تو

بالا تراست عالم قد بلند تو
کارت کیشده دور ز حد بلند تو
لے صد جو من اسپر بدم کند تو
چیدے نباشد آنکد نباشد به بند تو
تا گشت قدر ز لب تو شخند تو
پرورده شد ز آب لب همچو فت تو
واعظ ز وعظ مانده به حسرت پند تو
این هم بود چو عدده فرد لے چمند تو
تربیاک بوسه هم که برد آن گزند تو
انجم بود به مجر گردون سپند تو
خاک در تو هست و من مستمند تو
گره که سوده گشت ز نعل سمنند تو

سنجیده ایم رفت مهر از کند تو
لے قد سیان اسپر بدم کند تو
کشادگر ز زلف گره بهر صید کس
شد بس دراز سلسله موسی زلف تو
تلخ است کام بهر بیت شیرین دهن ز تو
سر سبز سبزه که بگره لبیت و میب
از لعل دل فریب تو ز یاد ز خود گذشت
دارم یقین که عهد تو گوشت اگر
از مار زلف گره برسانی بن گزند
لے مهر و ماه گرد سرت همچو ذره
گر صد هزار قفنه کشد سر ز حبیب جور
از بهر کشته تو به از چپایه پلایه است

اشعار فرد کرده نقل بیاض خویش
لے من فیدے خاطر نازک پسند تو

چه حسرتها کنم یارب در تشریف پیام او
که تو اند ز کس اور سیدن تا پیام او
که او هم تر زبان میدارد از شیرین زتام او
وسے ترسم که از قلم شود خونریز نام او
ولیکن از خذف کتر نماید با کلام او
ز دل داری بده یک جبهه شربت بجام او
کجا آن منصبم باشد که تا گیرم لکام او
چو از خود میروم یارب ز انداز سلام او
نباشد بنده دیگر چو این فرد و غلام او

مبارم آن حدے که آرد کس بر من سلام او
گر تیر بست سبے بز ناله و آهیکه من دارم
ندارد کو بکن تلخی ز شیرین کامی خسرو
بجان خود نمی ترسم من باز تیغ جفاے او
گهر از دولت لعاش همه شیرین دهن ریزند
دل از حسرت لعل لب تو نشنه می میرد
همین خواهم که بر خاکم رسد نعل سمنند تو
تناسے حدیثے از لب اللعاش چه میدارم
چمانے عاشق جانناز او خواهد شدن لیکن

گر ویدہ ایم دشمن خود در رضاے تو
 یارب مباد بپنج کسے آشناے تو
 ہرگز مباد نقش دل من سوا سے تو
 دلہاے عالمے است برہن اداے تو
 آور دتاں شیم شیم قبائے تو
 دستے بر آورند جو بہر دعاے تو
 باد ابقاے نام بفت اذبتاے تو
 در انتظار آن لب سحر نماے تو
 ہمزانویت نشستہ چو دیدم بجائے تو

بر خود کشم ہزار جفا در وفاے تو
 اشکم بیاد چشم تو از سر مرا گذشت
 صد آرزوست در دل خلق و مرا ہمین
 تہانہ من معاملہ بالو کر وہ ام +
 صد خرہ ہا چو جامہ گل چاک گشتہ است
 کن احترام خاک نشینان کوے خویش
 اقلیم حسن زیر نگیبت ہمیشہ باد
 قربانی نگاہ تو در اند چشم واہ
 سنے بدل نشست زنا ترسی رقیب

جام جہان نماے دلے بود و در
 بشکستہ دیدش بجریم سرکے تو

از دل کم گشتہ کروم بجز
 چون لوتکے دار دو لے از ناز بو
 از وہاں ست گویا گفت گوہ
 کے رو داغ عنایت زین شست و شو
 پیش تو جو رو پری را نیست رو
 رحمت حق باو بر آن راست گوہ
 پر تو روے تو بخشید آبروہ
 کہ پائے خم فتم کہ بر سپوہ
 بادہ می ریزد بجز بدم در گل بوہ
 ورنہ رہن سے شدے دستار اوہ

شب بزلت تو چو شانہ مو بویو
 گر چه بود ارد گل در بجان ہمہ
 جوہرے و زوی بودیا لفظہ
 گر ایم گور سخت سیل از چشم من
 شد بدور تو نہاں از چشم زان
 قامت اور اقیامت ہر کہ گفت
 ہیج وجہ عزت آئینہ نداشت
 ناصحا خاشس کہ از خود رفتگی
 تو بہ ازے چون کم کان منجیہ
 خرخر ز اہد بقول رعد نیست

فرود در محراب ابرویش مرو
 تاز خون چشم خود سازی وضو

ردیف الجماع
 اغزل

<p>حسن بے پروا عشق من نیاز آموخته آن او بهایک تعلیم جنون خود کرده بود پای تو بوسیدن و غلیظیدن و فرین پیت عشق تا پروانه را آموخت طرز سوختن نه سوارم تاخته چون سوے ترکستان سمنند گاه از خنده نمی پاشید بر لبش منک هندوے زلف تو لے بت همچنان هم بجان از رقیبان این بلاے تازه آمد بر سرم</p>	<p>بدنود عشق ترا کاین خوے ناز آموخته آنچه سهوش کرده بودم عشق باز آموخته سایه ام زان زلف در عس دراز آموخته شمع را هم از غمش سوز و گداز آموخته در دیار ترک رسم و راه تاز آموخته از که این طرز و ادا آن چاره ساز آموخته گر چه تن در کعبه ارکان نماز آموخته جو بے اندازه این سکین نواز آموخته</p>
---	--

فرد من زین پیش فتم نکتہ ہائے من نداشت
 از که امین اہل دل این فتم راز آموخته

<p>در دم عشق تو شمع تاز داغ آفروخته غارت دست جنون شد تا صحت پیر چسبیت بس پشیمان از خرد گشتم ازین دست جنون</p>	<p>ہر چہ بود از بختہ او خام بیکم سوخته مایہ صبرے کہ دل در مدے اندوخته پارہ کرد آنچه خرد اینک بحجیم دوخته</p>
---	--

آفتے فرد بر جان غریبان کرده است
 آنکہ چشم یار را جادو گری آموخته

<p>بر در کش نتوان نمودن ناله و فریاد و آہ تا ہنادم بر سر از خاک در جانان کلاہ پادشاہی می کنم از دولت عشق کہے یتر و شمشیرے ترا کند کس بصید چنانگی تا بطوف کہے کوے تو دل بہناده ام صبح و شام من ز زلف و درے تو باشد ملام</p>	<p>کاسمان از دوراہ و تالہ من شد سیاہ کتر از دربان چشم من نماید بادشاہ فوج طفلان گرد من ہستند ہر چون سپاہ زخم تازہ میزنی ہر روز از تیر نگاہ و پرو کعبہ را نامندہ تاول من ہیج راہ می کنم در آفتاب و ماہ و رویت اشتباہ</p>
---	--

چند از ہجر تو باشد کلبے تو تو تار
 شمع من بجای نبات گر فروزی گاہ گاہ

<p>ایکہ رفتن کہ جہان شدہ چہ قدر شوخ و چسپت و چالاکی</p>	<p>آفت صبر عاشقان شدہ ایکہ آشوب یک جہان شدہ</p>
--	--

چشم بد دور زین دو چشم سیاه زین دو محراب ابروان صنما صندل و سرمه جهان گردی	آفت جان مردمان شده دشمن زهد زاهدان شده چون من از خاک آستان شده
---	--

بر پسند تو فردی نازم
عاشق نازنین جوان شده

از لگا ہے صنما کار جهان ساختہ پیش زین غیر منت عاشق دلدادہ بنود فتنہ انگیز مشوا این قدر لے آفت و ہر یاد عہد کے کہ بیمار سم و قابو و ترا بر فگن پرودہ ز لوزخ تا ہمہ محو تو شوند فتنہ جان من آشوب جہانے شدہ	از من خستہ چه شد کہ نظر انداختہ این زمان از فتد ز بیاعلم افراختہ پرودہ از روے چرا بازا بر انداختہ اینک لے عہد فراموش یکہ پرواختہ طعنہ دیگر نزد مندم کہ حسرت و باختہ دل ز من پرودہ بقصد و گران تاختہ
---	--

عشق آن شمع شب از روز مگر گرد سیا
آتش در ولت لے فرد کہ بگداختہ

در ہر کہ نظر کردم جز روے تو روے نہ گر مشک کلاب عطر صندل و گل باشد در ہر دل و ہر دیدہ در ہر سر و ہر سینہ در شام و سحر جز تو رونق کہ دہد جانان ہر کہ از در تو خیزد بیچارہ کجا گذرد	ہر جا کہ گذر کردم جز کوے تو کوے نہ از ہر چہ شمیم من جز بوے تو بوے نہ موجود ترا دیدم جز بوے تو بوے نہ جز روے تو روے نہ جز بوے تو بوے نہ جز راہ تو راہے نہ جز سوے تو سوے نہ
--	---

ہر خس خودش بر کن از توے خودش پر کن
لے فرد غلام تو جز خوے تو خوے نہ

تاہ عشقش زدیم پیانہ با و آباد عشق را خانہ سرفرد بردم بگوشہ دل دشمن جان من شد این دل من لبا و جرسہ بکام ریخت	سر من ہست و کوے میخانہ کہ مرا گشت شمع کاشانہ بس بود عز لقم ز بیگانہ ز فتم از جان بیاد جانانہ می ز نم نغمہ ہاسے مستانہ
---	---

<p>هست سووم بیک نگاه کس وقت خوش باد عشق را که نمود و کز من بود شب به همسایه فرصت باد که غریب نواز و ادسرمایه بریشانی آخر که هجر راه دل می ترس از که نام من از خرابی دل بره او گذرشته ام از خود جای خارش بچشم آبله شد شب زمستی بیاد کوی منغان سوختم زان سر که باشم</p>	<p>گیر در جان من به بیجان فایغ از آشنا و بیگان عشق را گشته ایم افسانه می نوازی دیگرم ایانه شب برفش چو میزوم شان شمع را سوخت سوز پروانه خانه باشد ز عشق ویرانه گشته ام آشنا بیگان پانهدم بعشق مردانه در کعبه زویم زندانه در خموشی بگفت پروانه</p>
<p>دست پروا را که خرواز من فرد را عشق کرد و پروانه</p>	
<p>و بان است یار از نا گفته لب خود گزیدیم که در اندان او گذاری به بستان من که نسیم لب خویش را اذن اعجاز ده کز گوش من قابل در نبود</p>	<p>میان است یا موسی است گفته بدر چه وری هست نا گفته و لم همچنان ماندت گفته ندیدیم چون بخت خود خفته تلفتی کلام پذیرفت</p>
<p>برسد گر از حال فروم بگو اگر یک مشت خاک زورت رفته</p>	
<p>ای ز کوی تو عود جاو هم خانیا نسیم رو بکه آرم هم لب عقده کنشای را بکشای و امن پاک توینس لایه نکشم سر ز طاق ابرویرت</p>	<p>استان تو آب بر گاه هم ایکه در گاه تو پناه هم ایکه لطف تو عذر خواه هم از گناه من و گناه هم که در تنه سجده گاه هم</p>

نگم کن بحال مشتاقان
سوز از جلوه رخت یک بار
پادشاهان زور گمت نازند
از ره ناز و بے نیازها
سوز بجز تو سوخت بس دلها

ایکه بر روی تو زگه همه
دلبر انا مه سیاه همه
خاک تو کس کلاه همه
شیشه لب کسته بر آه همه
بس بلند است شور آه همه

فرد خود را تو از آن لطف

ما همه بنده و تو شاه همه

لے از لب لعل تو هر گوشه کستانه
گم کرده دل خویشم اندر خم زلف تو
هر کس به نهایت شهیدانی احسن تو
پیش تو بت آذر افکنده سر سجده
این حسن بلا خیزت شور بے عجبی وارد
از طلعت روی تو هر خانه پر سخانه
نگذاشته عشق تو یکدل سخن دمناری
خوار لب نوشت همیشه معنی گرد
ز نارای زلف تو با سحر چه بر دازد
فراغ غم عشق تو ز آباد و خرابم کرد
در عهد تو شمع و گل افق و ز بقدری
هر ذره سرگردان گردان سرت باشد
کم ماند شب و دل تو محوش کز خوابی

وز نر کس محورت هر کویچه سخانه
با خویش نماند از تو نه خویش و نه بیگانه
مجنون جمال تو هر عاقل و فرزانه
خوبان دو عالم را جانان توئی جانانه
هر کویچه و غوغائی از عاشق دیوانه
وز سلسله امویت عالم همه دیوانه
هر کس که همی بینم از بهر تو دیوانه
پروای پندار و از گردش سپانه
از اشک همی ریزد در یاد تو صد دانه
معموره شوق سست هر خانه و ویرانه
در سوز و فغان تو هر بلبل و پروانه
در طوف حرم باشد یا گرد و صغانه
ایتم و ز حجب سر تو صد دفتر انسانه

پروای جهان و دل فرد تو نیندازد

از سر قدی دارد در راه تو مردانه

لے از حسن عارض خود غارت گل کرده
تا صبا از طره تو بر دیو بوسه در چمن
فتنه بر پا کرده و رتبت اسلام و کفر

آفته در بوستان بر جان بلبل کرده
بس پریشان خاطر مجموع سبیل کرده
خلق را حلقه بگوش خود ز کاکل کرده

<p>از ننگه آتش افکنده در سیکده صد هزاران نیم بسیل پتجو من افتاده اند نقد جان بر کف جهان بردت استاده اند تا شکست از شان یک تار سر زلف تو شب</p>	<p>ساقی و می خوار را بیکار از مل کرده خانه با بر باد از خوی تغافل کرده در غم فرقت چه بیداد از تطاول کرده روزگار عالمی بر هم زکا کل کرده</p>
<p>فروما را چون از آن خویش میدانی تبا بهر کار او چرا چندین تامل کرده</p>	
<p>نیستم از قرب درگاه تو گر خورده وقت خوش آن شمع را کو سوخت پیش تو بیز لے کمان ابر و درگرم من از تیغ بجز</p>	<p>هستم از بازار حسنت کترین نوبره من ز هجرت سوختم چون شمع اندر پرده هستم از آماجگاهت صید ناوک خورده</p>
<p>ایکه وقت بذله بخشی فرور ابری که گیت از نمکدان لب لغت نمک پرورده</p>	
<p>بجز الله که خالی بود شب بر شش زیگانه لبش میگون و پالفران ننگه و چشم مستانه بندارم چه بزم آراست شب این محبت بدارم سگ و دربان او در خواب من باشم یا نیش زدست ما چه کار آید که خواجه تاش کس باشم دل افکار و جانم زار و یوسف بی بهما جنبه بجز دلق می آلوده من سکین بندارم اگر این ترک من ساقی است میدارم پس از چند چه چندم میدهی دستار من می اگر کردم</p>	<p>دل دیوانه را بود و ما بودیم و جانانه ز خود زخم من چون جلوه فرمود ترکانه که از شب تا سحر من بودم و ساقی و جانانه ز شب تا صبح میگفتم ز عشق خویش افسانه سره داریم هر سودا و دله داریم دیوانه روم گرم به ازارش چه پیش آرم به بیجانانه چه خواهم ساخت من این بارند زیر میخانانه نماند زاهد و شیخ و برهن با زفر زانانه شود صد خرقة رهمن می گر آباد است نخوانانه</p>
<p>از زلف خود بز بجزش کن و نشان برو خود علاجی بر این نبود بکار فرد دیوانه</p>	
<p>چو من صد علی لے شمع بر روی تو پروانه رفیقان گر که ماهی تو بشمارند روزانه جهان را ز راه بی نیازی کرده بر هم</p>	<p>سرت گرم ترا زین سوز و لمانیج پروانه من و از قطره های اشک لیلین لب تیغ صدوانه بیدارم کن دیگر من بر زلف خود شانانه</p>

بهر نعل سمند نازت لے جا یک سوار من
بنارت برده دلهما و دیگر کج کله کردی
ز جولان سمند ناز او گریے نما ناز دل
لب میگون ساقی رنجیت لے در کام تلخ من

دل و جانم فدایا زان چنان یک جلوہ مگر کاش
چه ماند از ما که می آئی و گر بر رسم شایانه
چه کوشم من پے آبادی این خانه ویرانه
آہی تا ابد آباد باد این بزم رندانہ

از دست ہر تار کے خود ہر شب نالہ و زاری
اگر تو عاشقی بخشین براہ یار مردانہ

گفتم این زلف سیاہ تست یا ما سیاہ
گفتم این ہنسا رہ ات خورشید بر روز من ست
گفتم اور این من و این خیمہ حیوان لبت
گفتمش دیدم رخت گفتم برین غزہ مشر
گفتمش لے ہر وہاہ من بگفتا بس خموش
گفتم گل را نسبتے بود بحسن روی من
گفتمش با لے دلم آباد کن لے بے وفا
گفت چندین نالوان و زرد گردیدی چرا
گفتم افتمی کاشش در چاہ زرخندان کسے

گفت بیجان است ما لے بر لبست یاد و آہ
گفت حیرانم کہ چیست کرد چون بر من نگاہ
گفت تو چون آمدی کا بیتا حاضر نیست آہ
جلوہ و گیر ہر زمانے دارم وہم جلوہ گاہ
دیدہ گاہے تو بیدار و کلفت ہم ہر وہاہ
گفتمش آ لے دل و جانم بد عوایت گواہ
گفت زین خوعالے را کردہ ام خانہ تباہ
گفتم از عشق خط سبز تو گشتم ہچو گاہ
گفت صدیوسف جمال قتادہ اندانچا چاہ

پیر خورده دید چون در صید گاہ خود مرا
گفت ناحق کشتہ شد امر روز و بیکناہ

گفتمش چیست رقیبان را بتو بنمود راہ
گفتمش گاہے پہ پہلو سے خود نشان لے
گفتمش بابوا ہوس کیسان نمودی بندہ را
گفتمش تا کے پسرا آید شب بیلے غم
گفت از مرگان بر دیان در گم گفتم چشم
چشم خون گریان و لب لالان و رنگ چہرہ زرد
عالے را سر پیش روی تو نم کشتہ است
گفت دانی چیست فرق اندر میان ما تو

گفت از نامجرمان بس دور میدارم نگاہ
گفت عاشق را بناید آرزو سے عز و جاہ
گفت قدر ہر کسے را خوب میدارم نگاہ
گفت امشب صبر کن گویم جو ایان بگاہ
گفت دانی چیست این در گفتم آری بچہ گاہ
وعوی حسن تر اہتر من اینو بود گواہ
کردہ تا بر سر خود از ادا ہا کج کلاہ
گفتمش من یک گدے در گمت تو بادشاہ

بود زیر سینه خط چون نمان چاه دقن
در شب تاریک زلفنا افتاد در دمن بجاه

اسیر زلف کس کرد جسم ناکرده
مرا بدر دو غم خویش مبتلا کرده
ره هزار بلاها از زلف واکرده
حواله جمله کارم به بیوف کرده
حق محبت نو آشنا دادا کرده
پاس خاطر آن شوخ در با کرده

مرا لے است که صد فتنه با ما کرده
ز قید سینه من خویش را رها کرده
دیر رانی جانم ز هر طرف بسته
بکار خویش فرو مانده وز بے خردی
حقوق صحبت دیرینم فرو بگذاشت
جداز پہلوی من گشت و سیدم یکبار

ایمید روزی همی است دور الاریب
سپرد چون آہی کار با خد کرده

ہزار رختہ با سلام و دین ما کرده
ز زلف خویش دلم کفر آشنا کرده
پاس غیر ما مورد بلا کرده
ہزار سرکہ یکبار زہیر پیا کرده
یک اشارہ دل علی جدا کرده
پاسے خویش چو از خون من جفا کرده
ز بوسے او بہمن آفتے صبا کرده
ہمہ تار و خستن غارت جفا کرده
ہر اینچہ کرد بہمن آفتے این دوا کرده
بنائے کفر دین خبانہ خارا کرده

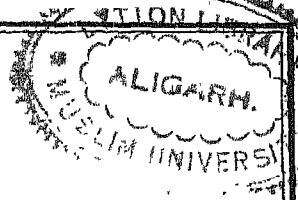
مرا ہے است کہ صد آفتے سپا کرده
ز دوسے خویش ہمہ صبر و ہوش من پرده
ہزار فتنہ و آشوب کرده بر جانم
بقتل گاہ شہیدان خود چو تو سن راند
برین صفائی تمشیر ابرویش نازم
نہادہ منت دیگر بجانم از کشتن
بقا است جامہ گل عنالیب نالان است
بر سخت خاک بنا فہ عمیر خاک درش
سیح من کہ بدوم ز بوسہ شربت داد
نکرده ترس و دل من زلف خویش سپر

شکامہ نمود ہیچ از رقیب لے خود
کہ ہرستم کہ بہمن کرده دل را کرده

تمشیر چنین مزن دو دستہ
بیرت سوے ہر یکہ جہتہ
یکبار ز جملہ قید دستہ

لے خلق زا بروے تو خستہ
آہو روئے نماند بے زخم
شد ہر کہ اسیر دام زلفت

<p>گر لے کہ بد امنی نشسته کو بر دور دولت نشسته باز لفت تو دل هر آنکه بسته</p>	<p>هرگز مفشان چو از مزارم خوش طالع آن سکندر عهد از هر دو جهان بریده دل را</p>
<p>کن صلح بفرود خود چو خسرو لے آرزوے دل شکسته</p>	
<p>که خاک من باب ے برشته مگر یا شد رگ جان جاسے برشته که دلهاسے جملنے را برشته</p>	<p>خوشاینگو سر نسته آن فرشته نزارد تاب سفتن گوهر اشک بند نام چه آتش هست عشقت</p>
<p>چو دوک لے فرود از جور رفیق رفیقان را بگیرد مرض رسته</p>	
<p>جان که دارم مایه آن خود کتر از بیجان عشق و حسن از جلوه نیز تکیم افسان پارسیا پارسیم رند بار ندان آشنا با آشنا بیگانه با بیگانه پیش من لے شیخ پر زین سحر صدانه همنشین و همراه نام بتر و محفانه لائق تشریف شاهان کے بود ویرانه چشم تو دار در مستی لغزش مستانه جرعه نوشی از مے تند ار کشد پیمان کار و بار خود سپردم بادل و یوان تا که از لفت کسے آید بکار شانه سر بلند آن سر که شد خاک در میان بگذر از هر مطلبی از بهمت مردانه</p>	<p>بزن آمد یوسفم با جلوه تر کانه نیکے را ببلیم نه شع را پروانه بار قیدی بر ستا بد جلوه اطلاق من خویش را بشناس تا ما را شناسی چون نم قطره اشکے که آید از دل عاشق برون پارسیا و رند و هم شاه و گد را از جزونیت ماه من نخواستی گر کلبه ام را شکوه نیست از خطا اتقاد بر من گر نگاہت عیب نیست حال من در آرزوے فعل خود پری که چیت چون نیامد از خسرو انجام کار من دست من دل صد چاک در سینہ نگدارم از ان حل مشکل میکند از یک قبح پیر معان عشق دشوار است لیکن تابود در صر واد</p>
<p>هر کسے از مومن و کافر بر لے میروند فرود را هم می برد عشقتن سوے جاتانه</p>	



سریف الیاء

غزل ۶۰

لبش یا چشمه حیوان نبودی
 گر آن منقشہ در دوران نبودی
 در اول عشق اگر آسان نبودی
 لب لبش اگر خندان نبودی
 ز جویش شک اگر طوفان نبودی
 الم بر جان مشتاقان نبودی
 نگہ را تنگ اگر دامن نبودی
 سرم گر گوے این میدان نبودی
 ز پند ناصح احسان نبودی
 کسے در خلق با ایمان نبودی
 بحال خوشستن گریان نبودی
 ز عشق من اگر چندان نبودی
 دل من این قدر ویران نبودی

مرا یا آرزوے جان نبودی
 ندیدی انقلابے روزگارم
 کہ بر سر میزدی این تیشہ عشق
 گل و شمع و سحر کے جلوہ کردی
 زو و آہ دل تا سینہ میخوت
 دے گرد کنارم جا گرتی
 ز بچین بہارش کردی شکر
 نخوردی سیلی از چوگان عشقش
 مراد یوانہ گزلفش نیکرد
 چو زلف کافرش میزد رہ دین
 اگر یک جلوہ اش میدید چشم
 نہان می بود گنج حسن عوفا
 ہاے زلفش اسایہ فلک ری

اگر ان مطلع ابرے تو فرد
 ندیدی صاحب یوان نبودی

تغافل شیوہ ایشان نبودی
 بعالم رشحہ باران نبودی
 اسیر زلف محبوبان نبودی
 چو جان را الفت جانان نبودی
 بدل ہر جفاکشان نبودی
 جفا خوے پر می رویان نبودی
 شیکستن پیمان نبودی

جفا کے کاش در خوبان نبودی
 دو چشم عاشق اگر گریان نبودی
 چہ خوش بودی کہ جان ناز پرور
 بہ پیوندی نگشتی آشنا دل
 توان صبر خود میداشت یا کاش
 دل عالم شدی دیوانہ اتش گر
 باین خوبان کہ دل را می گرفتند

<p>لبش را منتی بر جان نبودی چه کردی زگرگی رحیران نبودی اگر در و مرا در مان نبودی حکایات مرا پایان نبودی</p>	<p>چنین خونریز کوی چشمش نمی بود چشمش همسری کے می تو انست لبش کے شہرہ اعجاز می گشت اگر می بود عمر جساودانی</p>
<p>تومی بودی اگر سامان فرودم غریب و بے سرو سامان نبودی</p>	
<p>یہ بلبیل نامہ ہا ارشاد کردی کہ این ویرانہ را آباد کردی نہال سرور را آزاد کردی زمین از سبزہ ہا آباد کردی بلاؤ آفتی ایجاد کردی بجان من چہا بیداد کردی تختی سر شیوہ بہزاد کردی چون کے خدمت اتاد کردی</p>	<p>بگھارنگ و بوا مداد کردی دل غمگین مارا شاد کردی در افگندی یہ سنبیل پیچ و تابے سحر گاہے خسرا میدی ز خلوت ز تاب زلف و چشم فتنہ انگیز بر اعیانہ کہ عشقم بگفتی بہر رنگے کہ گشتی کج لوہ آرا چہ فہمی تدر در عشق ناصح</p>
<p>بہر خود و حجب رنگے نمودی کہ محو نالہ و فسر یاد کردی</p>	
<p>چراغ خلوت جاتم تو باشی اگر خود میرسا مانم تو باشی دولے درد پیمانم تو باشی فروغ روے ایسا نم تو باشی بہر دردیکہ پرسانم تو باشی عزیز منصر کنفانم تو باشی اگر از لطف در مانم تو باشی اگر خود ماہ کنفانم تو باشی بلک دل چو سلطانم تو باشی</p>	<p>خوشا گر ماہ ویرانم تو باشی خراب آباد دل ویران نگردد تو باشی محرم را از دل من بدیر و کعبہ کے آریم روگر فراغم گاہ ازان ہرگز بساوا بخوبان جہان کے دل فروشم بدر و خود چہ سازم با علابے جہان در چشم من تیرہ نگردد دل ویرانہ ام آباد گردد</p>

بسیر گل چه بکشاید ولم گر نثار تو کنم بخت دل خود چه باشد گر تو لے نخل امیدم	چمن آرایے بستانم تو باشی شبه گریار مها نم تو باشی سر و برگ گلستانم تو باشی
--	--

چہ ریب از جلوہ سبحان دہد فرد
اگر مدوح دیوانم تو باشی *

دل من چرخ و لطف تو نسیم سحری زین رخ و لب تو ان گفت کہ تو گلشن گری پاک نسبت کنم این حسن دلاویز ترا جامہ ام پارہ کند عشق بروزی صد بار خام عشقیم ویر پابندی تنگیم هنوز نامہ سوز چہ بندیم بہ بال ہد ہد دلتے شد کہ بامید سلائے برہت اگر از حال دل من نشدی لے نا صح سر من باد بہر گام فد لے قدمت اختہ اند ہمہ لالہ رخاں عالم ہد ہد این نامہ شویم بہ پر خویش میند تو چو اتان ہمہ خوب آند و لیکن بیجان چشم و گوشم چہ کند سیل لب رے کسے	لے خوشا صبح کہ سوے دل تنگم گذری خود گل و قد چہ باشد ز ہمہ خو بہتری چون بہ بیجانہ نیز زند فرشتہ و پری چند دست خروم محوسر بخینہ گری جذب تو کو کہ بیکبار کن پردہ در سی خواہم لے جان کہ تو ہم ہمہ ہد ہد پری خاک ملی بیزم و تو محو خیال دگری من ز خود رفتہ ام و تو ز جہان بے خبری لے نسیم سحری گر تو سلامم بہری تو بہ حسن از ہمہ بالائی و رشک تری نتوان کرد ازین بالی و پراین نامہ بری کہ یکا شانہ آدم تو چہ زینیا پسری کہ تو ام روح روانی و تو سمع و بصری
--	---

بند کن راہ کلہ جسیر در کامش ریز
فرد تا چہر کند نالہ ازین بے اثری

بارم از لب ہمہ قند و ہمہ لعل و ہمہ سے چشم منور و نگہ مست و کرشمہ آشوب بہ سجودم کرد چنان شب سے بزم و صلتش سوخستہ ہجر تو دل خستہ بدایغ د گرم از کہ پروانم و سازم بکہ یارب چہ کنم	دل چسان باز ستایم الہی از دی پر شکر قامت بالاش ہمہ تن چون فی خبرم نیست سحر کے شد و او رفتہ کی آتش چلہ دو ابو د بر ختم امین کی جلوہ روے تو دیدم صنادار ہمہ شی
--	--

بس غنیمت شمر این صحبت گل را بلبلی		نالامروز چرا از ستم بهمن و دوشی	
دست برداشته فرد تو ز بیماری دل		ورنه بر عمر ز قیاسان لب فابردی بے	
بچه امید بپر بدر پاک کسی	گر چه صد باره شود دل ز خدنگ کش	کز جیبا پانگزار و بسر خاک کسی	بسیح پروا کے ندارد ز دل چاک کسی
فتنه انگیز ز کیسو و بلا خیز است	گر یہ با بیند و گاہے بغلط ہم نہند	شوخ چشمی که ندارد و بیفاباک کسی	آستین بر مفره کویدہ متناک کسی
واشد عقده دل گر تو متنا داری		خیز و بر بند سر خویش بقراک کسی	
مار زلف سپیت واد لفظ و تو گزند		به نساز و به بحر از لعل تو تریاک کسی	
ایکے از رھے دل فرور سیل مہنی	بہر تابدقت بالاکے تو باری سایہ	بندہ حسن خدا داد تو و میں قرنی	ہیچاکس ہمسہر تو نیست بنا زک بدنی
بہتر از قدر و نبات است حدیث لب تو	تقد جانتد یکف بہ نثارت عشاق	ہم زبان تو کسے نیست بشیرین سخن	لے خوش آن دم کہ ز رخ بر زمین بر گنی
تا فتام ز حریم تو بصد مرحدہ دور	میدہ جلوه گل پیر ہن از عکس تن	ہر زمان می کشم دروغ پیا لوطنی	مرجالے گل رعنا کہ چہ زیندہ تنی
بر زبا ہنا است حدیث تو ندانم کہ چرا	برو این عشوہ ناز تو دستار و ہما	شور افگندہ در خلق ز غنچہ دہنی	لے نگاہ تو رم آموز غزال ختنی
جذبہ عشق تو شد در ہر گویت و در نہ		تو تو بندہ ہندی و تو شاہ مدنی	
لے بخوبی در دو عالم نیک منتظر آمدی	زا ہدان و صوفیان را رند مشرب سستی	در میان جملہ خوبان ماہ پیکر آمدی	مست پاکوبان چو با مینا و ساغر آمدی
صد ہزار انجان و دل باد انشار مقد	لے بقربان تو من با این قدر عتا و ناز	ایکے بر بہار خود در نزع بر سر آمدی	بر مرز اگت تکان با شور محشر آمدی
ایکے در یک جلوه یردی صبر از دلہاے خلق		کس چہ سازد بعد ازین گرا بار دیگر آمدی	

جان

از رخ خندان زدی در خمین گل آتش حاجت چندین ادا و ناز بهرین بنور	وز اداها غیرت بهماے آزر آمدی بر من سکین چو ابا فوج و لشکر آمدی
جان فایده مقدمتک خواجہ فرد غیب از کرم بنده نواز و بنده پرور آمدی	
چلوہ در خلوت جان ساختی تا پے صیدے ننگدی تا فوکا تا ز شانہ زلف را آراستی بر دل مورے کشادی نکتہ افکرے بر طور افگندی عشق تا فگندی عکس خود در آئینہ	گلخن مارا گلستان ساختی عالے را خانہ ویران ساختی صد ہزار ان دل پریشان ساختی مور را زار شک سلیمان ساختی سر ملہ چشم عزیزان ساختی دیدہ آئینہ حیران ساختی
فرد را از نیک نگاہ دلربا کترینے از عناد مان ساختی	
ایکے برسین عمل نیک جسز امی طلبی خوشی را کم کن و از راہ طلب پاسے بہ بند در طلب کم شدہ راہ بطلب چہ بری یا بسے پردہ چو در خلوت دل چلوہ گرت چون فتالہ ہمہ کم گشتن و بچو در نشان است یوسف تو کہ ہزاران است بچاہ کنعان ساعتے بہر خدا رنگ خودی را برزدان یار نزدیک ترست از رنگ جاننہ یا اللہ	شرم بادت ز خدا غیر خدا می طلبی گر سلیمانے تسلیم بہت امی طلبی قدے پیش نہ و بین کہ کر امی طلبی تو بہر کوچہ و بازار چو امی طلبی تو ز خود رفتہ نہ ایکہ فتامی طلبی تو بہر وادی و مہر مہر کج امی طلبی گر بہ آئینہ دل تو ز خدا می طلبی تو ز غفلت مگر از خویش جدا می طلبی
ناپست است متاع دولت کے فرد بہار شیخ چشمی کہ برین جنس بہامی طلبی	
در دول نیست ترا دم بچہت چہ زنی عشق بردست تو چون داغ ز آتش زینا تا ز سراپے ننازی سر این راہ بچوے	خون نگشتہ جگر تلاف ز محنت چہ زنی خیمہ در وادی ایمن ز کرامت چہ زنی بر خود از طے چنین مرحلہ تحت چہ زنی

منت از خلق چه سرمای دل میدانی	بر در خلق سرازه بهر و جاهت چه زنی
شاهبازا یکشایال بصید عنقا	چون کس بر سر خود دست زدهست چه زنی

که برون آمدی از حصرن هو آدینا
تیکه لے فرد بدیوار قناعت چه زنی

ایکه جان در راه عشقتم باخستی رایت تو بر فلک افراخستم شسوار من دو عالم بهر دست سر و آزا دچمن شد بندوات خلق را پیش تو کردم سرنگون منزل خود در دل تو ساختم من ترا گشتم چگشتی ز آن من محرم را ز دل دیوانه است مولیس تنهایی شهبای تو	مر جسم روانه کار لے ساختی بر در من تا که سر انداختی اسب در میدان تو هم باخستی قامت بالا چو بر افراختی بتغ ابرو در جهان چون باختی چون که دل از غم من پروراختی می نوازم هر کرا بنواختی عاشقا من بودم و نشناختی بوده ام من ز آنکه با من ساختی
---	--

فرد من بودم همان در پرده ات
چونکه ساز ماؤ من بنواختی

مخسب گر خوب بودی قیامت می شدی ناصری این لب که داری نیست چون لب لبان داشتی انداز دگر امروز چشم ساختم خوب شد گر خوب روی قسمت ناصح نشد ذره از در دے بودی اگر در دل ترا گر حالت نیست می بودی جلیس یوسفی خاک از راه کسے گر می شدی با دامن مشرب پیرمغان گر داشتی شیخ حرم	بر سر زندان مے نوشان چه آفت می شدی گر چنان بودی اثر هم در نصیحت می شدی آمدے زاهد اگر اینجا نصیحت می شدی ورنه امروزم ز پندش بس خجالت می شدی در دل پاک سیجا جابغر ت می شدی تا و جاهت در تو از تاثیر صحبت می شدی یابای کس بزم یار راهت می شدی گفتگو در می نماندی پاس محبت می شدی
---	--

جز کمال حسن پیشل و ندار و اعتبار
زاهد این بودی گرت فردم غلامت میشدی

<p>بگوے میگذرخشین اگر رند خسر اباتی به میخانه مروے زیر باجیب تلوے به آبے وضو کن گر حضور منع طبع داری امید و یاس کے گنجد بزم عشقبا ز یہا+</p>	<p>کہ باے اندرین حضرت نیندار و مناجاتی بیک جرعه نمی ارزند چون صدوق طامانی طہارت بایدت اول اگر از اہل حاجاتی فلا تفرح بپافات ولا تنجس بپایاتی</p>
---	---

ندام در کد امی ز مرہ خیزی فر و من فرد
 نہ رند بادہ پمانی نہ از اہل کراماتی

<p>دی گذشت از نظرم دلیرے آہور و ستی می خرامید بر لبے بت مرزا منشی فتنے ہوش ربکے زمن از نا ز خرام کردہ از چشم سیر شمر ہمہ خاک و سیاہ گرمی تاب لبت ہست بکام و گران محسب خردہ گیر از بکشم بادہ عشق غارت روم ز یک پر تو زونی فرمود راحت وصل تو و بخت دل شاد و قیب</p>	<p>شوخ چشمی و بلاے دل و مرزا منشی رتم از ہوش از قار خوش کیک و ششی تیسر ہوشے و بتاراج و لم ترک و ششی کردہ از زلف جہان را بفلکے جلشی جرعه ازین زورے بلب و رد و چششی کوز تو تلوے نیر و عیب من بادہ کشتی شام از زلف سیر کردہ برہن جلشی اگر یہ بر خویش کم چند من جو ششی</p>
--	---

فرد گاہ از لب لوش لوشد شیرین کام
 ہچنان تلخی ہجر است دمن زہر چششی

<p>از حسن رخت دار زلف تو پریشانی بے آئینہ چشم تو کہ بیت نتواند دید بنوعجب از زلفت گر روے ترا پوشد از خار تعلقھا وز گرد تعلقھا تا چند خرم آخرا این خون جگر از تو جسیم چو از عیسے در مان دلم گفتا از بہت عشق خود ہر جور تو انگیزم چشمان سیرت و لب بادہ چکان آری لخت دل خود و آدم زان در عوض بدی</p>	<p>لے آئینہ از ویت از زلف بچرانی زان چشم تو چون نرگس دارد سر حیرانی بر گنج بود دالم ملکے بہ نگبانی افشانده ام از عمرے این دامن عربانی خون دلم لے دیدہ تا چند بیفشانی بوسہ ز لب لعاشش می باید و نتوانی گردست دہد و صلت کہ گاہ بہ آسانی زود آ کہ بحمد اللہ امر و زبمانی آورد من لبکے تیر تو ہمہسانی</p>
---	---

شد آب مرا زهره از تشنگی تیرت
و خون دلم جو شے زان تیغ که میرانی

حال دلم از عشقتش چون گشت چه می پری
فرد آنچه کند آتش با پنبه تو میدانی

لے ترک چنین بر سر بیداد چیرانی
با دل شده گان تندی و تیزی بنو خلق
آخر کشد این عشق ترا بر سر خالم
شد زندگی لے سنگدل از کوه غمت تیغ
زین جلوه کینرنگی حسن لے بت زریبا
زین بوقلمون جلوه بهر رنگا سیرم
چون آنکه بر حسن و گر چند بنازی
آخر کند این ناله تو راه بگوشش

ویران کن هر حسنه آباد چیرانی
در کشتن عشاق چنین شاد چیرانی
زین حسن خود امروز تو پریاد چیرانی
شیرین دهناد شمن فرهاد چیرانی
غارتگر صبر دل بهزاد چیرانی
چندین لے صید دل آزاد چیرانی
چون مار ز گنج دگران شاد چیرانی
جان بر لب و دل تنگ ز فریاد چیرانی

از زود چه پرسی که چیرا عشق گرمیدی
خود گو که باین حسن پریراد چیرانی

جان بگریمت چون گذر یافتی
رفے بظلمات نکر دی گے
دو نیمه چشم زودت می شدی
جان نشدی خسته گرا ز تیر تو
روے بکوی تو نکر دی گے
خون جگر ز خیتی چشم اگر

از دل کم گشته خبر یافتی
ره بلبش خصم اگر یافتی
روز نگر بهر نظر یافتی
بینه برین ریش جگر یافتی
دل اگر این درد تو در یافتی
شهره این دیده تر یافتی

بارد اگر باز نمودی فدای
فرد اگر جان دگر یافتی

در پرده باین حسن خدا داد چیرانی
بر زاهد صد ساله در صومعه بستی
از ناز خرام تو ز خود رفته چون سرو
خود صید تو صیاد شد لے آهوی وحشی

با عاشق تسکین لے بیداد چیرانی
لے شوخ بهر بادوی زها د چیرانی
جانان لے لے برگی شمشاد چیرانی
از چشم بلا لے دل صیاد چیرانی

شبهان و تنهائی و یاد سر زلفت

آنگنده تو دورم زره یاد چهرائی

چون جز در تو نیست مرا بقدر حاجات

فارغ ز من بے خواجگه بغداد چهرائی

تو چشم انتظارم چو بخوابی در نیائی
چه زسد بخواب چون تو بخیال هم نیائی
بنو دلی که درش صفت ما تو در نیائی
همه سر بهای و هویت همه دل به آرزوئی
چو چمن چه آب و رسته که زخت بگل نداده
گه در قبای اطلس بلباس پادشاهی
بقیای کجکلا بان زره چاک تا بدامن
من و حسرت که مهری بلیت زخم ز بوسه

بچه رو گنمت که نقاب برکشائی
بکدام حیا جلوه تو به چشم من نمائی
بکدام جلوه گاهت که نه جلوه نمائی
همه لب بگلشکویت چه کسی که مهر کجائی
دل بلبی نباشد که نه از طرب کشائی
گه دلق صوف در بر تو بکسوت گدائی
زره شعله از رخ خود بلباس پارسائی
که مجلس رقیبان بجدیث در نیائی

چه کند چو فرودم کین که نه بنده تو گردم

بخدا که کس ندیدم چو تو در همه خدائی

صنما سزد و بخوبان چو بناز خود نمائی
چو بخا آقا ه رستم بر شیخ زره ندادند
چو بید رسد گذشتم همه قیل و قال دیدم
ره در چون گزتم سر راه من گرفتند
چو بیکره رسیدم ز لب معقان شنیدم

چه شود اگر برویم در وصل خود کشائی
که نه بر زمره ما تو بخت افت چهرائی
همه خویش من فروشی همه عقل آزمائی
که بجز برهن اینجا بنویسد سانسائی
که بیایه بزم زندان که تو مرد آشنائی

اگر از لب عرائی خنله تو یاد داری

بر من بخوان چو بلبل که تو فرد خوش نوائی

بیا تم قدری بیا بیا بیا بیا بیا بیا بیا
خوش بخت آنکه با تو این زندگی بسر برد
بس باشم که گاهه مانم شبی بکویت
من تو بزرگ شفت در کونک تو نماندم
بچون سگ تو بچایه غیر از ورت نزارم

قربان یک نگاهت صد عمر جاودائی
یا بر سرش بیانی یا پیشش خود بخوانی
کو حد من که روشی در بزم خود نشانی
رحمی که اوستا دم اینجا بنا توانی
صد بار گز سنم از کوسه خود برانی

افتاده زیر بامم تو بر نراز بامی
لے صیدا فتن من گامے دوسته بسویم

بتگر بخاکساران لے عرش آستانی
افتاده ام بکنجه در بندنا تو اتانی

فردت چه روی دارد تا برورت بالدا
او کم زوره و تو خورشید آستانی

رفتم از خود چو بکوسه تو رسیدم سحری
چون بپیرم بدر خویش بخاکم لب پیار
نخواهم نگه از مصحف رو بازگشتم
از در میگردم زاهد نخواهم برخواست
داد فرهاد ز خسر و که ستاند کس نیست
بشنود دفتر اغیار و دو حرف آهم
بید مجنون چمن همسر عشاق تو نیست
نخایه آه دم در چمن سینه بسوخت
نجل از پیرم نمانم ز چین حرم شراب
چشم از بنده پیوستان که نباشد عیب
می پر دوسه تو از شوق خود امشب جانم
من از ان صید گت مدفن خود ساخته ام
آه من سوخت مرا سینه و دل را بگدازت

لے ز کویت خبرے ماندونه از خود خبری
که مرا تا دم معشر زور است سدی
عهد دارم کنتم چشم بسوے دگری
جز در سپهر معان نیست مرا هیچ درمی
غیب خسر و چو درین شهر و گرد او گری
کنند گوشش و نه از نامه بخواند سطرعی
عاشقان تو ندانند سر بر برگ و بری
پیشتر زانکه ز مهر تو بر آمد و شری
لب بجام خود و چشم است بجام دگری
برگدانی چو کند شاه ز لطف نظر سی
رستم از منت هر نامه برور راهبری
گاه باشد که کنی بر سر خاکه گذری
چو کنم گر نکند و دل سنگت اثری

از در خویش مران یار که در فرود تو نیست
چسبند بجار و بی درگاه تو دیگر خبری

بته دارم دل آرائی بقامت رشک طوبائی
بچهره غیرت ماهی بلک و لبری شاهی
پرتخت دل سلیمانی بطلعت ماه کنعانی
ز عشوه فتنه بر جان ز غمزه رخسار ایمان
خیالش مونس شبها و یادش همدم تنها
بیزم زاهدان از سستی چشم و لب میگون

بتگر گفتار و گل رخسار و خوشن قنار و عنای
تو طلعت فلک جاہی نهالے سرو بالائی
بشهر حسن دیوانی بجانها کار فرمانی
نگه خونریز جاننازان ز لعل لب میجانی
طیب و در دو جان افزا بر دل بزم کرانی
خرد را آفتی تقوی ربانی باده بیانی

<p>ز سر تا پایا ہنر مندی بدرد عشق و اتانی بہر ملک و ہر شہرے و ہر کوی ہر جانی بلوئے ہنشین دیوانہ مسکین و شیرانی</p>	<p>سر اپا حسن و خوشخوی بقدر چون سرود لجوی سر زلفش نمود آوارہ ام چندا ننگہ میگردم از حال من اگر ذکرے بزم آن پری آید</p>
<p>بکار دیگران بس مصلحت اندیشی سرگرمی بامر فرد و خاموشی جفا کا لے و خود رانی</p>	
<p>روشن از شمع جمالت دو دمان ہاشمی از رخ تو نیک اختر آسمان ہاشمی بر جبین میداشت از نورت نشان ہاشمی شد قبا صد جامہ با زین اطمینان ہاشمی تا سرے افراخت این سرور و ان ہاشمی خیز بر ہر روز و شب دار د زمان ہاشمی تا خرا میدی تو از ناز لے جوان ہاشمی عرش ہم یک چہرہ سائے آستان ہاشمی یترہ بخت تابی لے ماہ شبان ہاشمی لے سرور سر مایہ بخش خان و ان ہاشمی شد و وبالا از قدر از ایت شان ہاشمی</p>	<p>لے ز روئے تو فروغ خاندان ہاشمی طلعت فروزی صبح جبینت آشکار شمع سر برگرفتمہ کافر وخت ایوان خلیل چہر میل آورد بہر تو گیمے تاز خلسد سر فرو بردند اصنام عرب از رفتش انجمنین دو لے ندیدہ چرخ از عہد بنا از نگاہے بردہ دین و دل ز پیران خلق لے بلا گردان در گاہ تو مہر و ماہ چرخ ہر کہ اشع شبستانی بخشش چون روز شد بر بختی تا بد خرابی دل کہ وارد یاد تو زان پید طو لے کہ در اعجاز میداری شاہ</p>
<p>پنجہ عم بک افشردہ دل فرد تو ترا رحم بر حال ضعیفان لے جوان ہاشمی</p>	
<p>باین نحوے کہ داری از کجائی تدا تم می کنی چون دلربائی کہ ہم یکتا بخوے بیوفائی بن نا آشنا چندین چہرانی سر اپا جلوہ شان خدائی چون امشب کہ زنجیرے بسائی بکیوے کہ چندین مبتلانی</p>	<p>نہ بیگانہ زمن نا آشنائی نہ اندر دل نہ در سینہ در آئی نہ بے مثلی ہمین در حسن و نازی پیت بیگانہ نام از ہر بیگانہ بت جان بخش و چشم تو جہان کش کجا دیدی دلا زلف سلسل از سودا فرد و رسو لے جہانی</p>

سمن و دعای شہا تو مجیب ہر دعا
عجب است گر نیرم کہ ز خونے در بانی
ہم شب سحر کنم من بفقان ز دور سینہ
بودم ز روزن دل ہمہ چشم تابیری
من دل بغم سپردہ تو مجیب و لٹوازی
تو چرا من رسیدی چو فغان من شنیدی
چو ز دست تو نباشد چہ علاج سو بخشد
تو بیا بیا خدرا ابنوا ازین گدارا

بنما بقدہ من یک جلوہ خدا فی
ستم است جملہ کارش ہمہ رسم ہوفانی
بامید آنکہ روزے در راستے کشائی
چونیم دکشائی سحرے بدل در آئی
چہ بود کہ بیدے رارہ صبر دل منائی
کہ بہختے رسیدم بدرت ازین گدائی
من و بستر مرصنا تو مسیح من کجائی
کہ بلب رسیدہ جانم زپت و غم جدائی

تپ غم بسوخت آخر ہمہ منفز استخوانم
قدے بسوے فرورم صنا بغمز ورائی

لے میجا کار عالم ساختی
منے وار و دجبان صید حرم
می فگندی کاش در بز مش صبا
بر رقیب سنگدل داری نظر
نالہ من نیست کم از بانگ سنا
سر بفرما کہیم و می پرسی کہ گیت

از من سگین چسرا پر داختی
اسپ تا در صید گاہے تاختی
نامہ در راہش چرا انداختی
اشک مارا اول نظر انداختی
از لب خود گو بلبم ننواختی
زہنے خود را نگرانشناختی

چون سگ اورا گشتی طبعی
فرود ناخج جان خود را پاختی

داوسانی می بدستم یلی
چشم دل از غیر بستم یلی
فارغم از پای بند دو جہان
پای در دامن شکستم لے حضور
ساقیا در دور چشم گشت تو
رفعتے در خاکساری یافتم
زیر بار منت ساتی نیسم

باز من تو بستم شکستم یلی
از سر چہ رسیدم بستم یلی
دل بدلفت یار بستم یلی
پرور ساتی شکستم یلی
بخود و بادہ پر بستم یلی
تا براہ بار بستم یلی
از نگاہ یار بستم یلی

ہمت من گری رفتار داشت	از سر کوشین جستم یللی
<p>فرد تا آن نور وحدت جلوہ کرد شمع دید و کعبہ ہستم یللی</p>	
<p>چہ سیتہا کہ چون می افکنم ہر چار ہست بر آرم گر بیاد بسال و از آرزو دستی بود چاک گر بیان مرا با دست پیونڈی ز تیغ ابرویت نمود کشتہ میگروم چوئی نیم خوشا آن شب کہ چون گیسو و شویشن خواب خوش باین کوتاہ آستین ہوس از بس پریشا نم نیار و تاب دیدن چشم من خورشید روشن را ز دست شاہ صد چاک است اشبا بن دل مارا</p>	<p>زند ہوشی نقد گاہے بچم کہ در سبودستی رسد در گردن مینا و گاہے در کدو دستی بینار و عشق تا بیکار بگذارم فرد دستی منہ بر تفسد شمشیر خود لے تند خود دستی حایل داشتم در گردن آن ماہر و دستی ندانم چون رسید یارب بر لطف مشکبو دستی بہنگام تماشا سازان گذارم پیش رودستی کہ با این کوتہی دار و ہر نفس موبودستی</p>
<p>شود از عرش برتر پایہ فروم بیک لطفش ہست من دہد گر از گرم یکبار او دستی</p>	
<p>لطفش اگر کاش دوامی شدی سهل بمن بود جفاے رفیق ریش مرا حاجت بخیسہ بنود شکوہ ز آہم نشدی کو بکو فاش ز نالہ نشدی راز من</p>	<p>درد و دم رو بشفامی شدی خویش اگر جملہ وفا می شدی مرہم لطفش چو دوامی شدی گر بدرش راہ مرا می شدی نامہ بر من چو صبا می شدی</p>
<p>از تو اگر بوسے وفا یافتی کے زورت فرد جدا می شدی</p>	
<p>سوز دم گرا ترے داشتی نالہ من گرا ترے داشتی بر سر خاکم گزے داشتی گریہ من گرا ترے داشتی آہ نثار قدش کردے</p>	<p>یار بن چشم تری داشتی یار ز حالم خبری داشتی ابراگر چشم تری داشتی یار بسدیم نظر تری داشتی دیدہ من گر گہری داشتی</p>

سز کشیدی بفلک آه من روح ز قالب نه پریدی اگر شیخ نکر دی جسم رواگر خوبتر از خسل نمودی به چشم باو گر آن یار نکر دی تزار میزوم آتش بدل عالمی	تا بدرت گر گذری داشتی نالاه من بال دیرے داشتی چون تو برهن پرے داشتی آه اگر برگ دیرے داشتی گر تپش من اثرے داشتی نالاه من گر شترے داشتی
---	--

جان زتن و درستی بردن
ز آمدنت گر شبکے داشتی

تا کے بغبت سازم در گوشه تنهایی عقلم چه کند از تو دعولے شناسائی شد ز کف دل آویزش خضره رسوائی تا عشق نشان داده از کوچه به بنای آواره زلفش راز بخیر چه به سازد تا از بر من رفتی دل می طیدم در بر مخرام بکوسے خود که خاک شهیدانت بر جان ضعیف من لے عشق چهار گوی	لے مایه آرام وقت است که باز آئی رغمے تو زده آتش در دفتر دانائی بچه بن و ننگم لے صبر و شکیبائی اندیشه ننگم شد خود بینی و خود را نی سویے بهنون کند بهر اعباس از سیحانی لے صبر و قرار من تا کے بخت را آئی صد فتنه بر انگیزد زین جیلوه رعنائی خصیت طالب است از من این تابے توانائی
--	---

از جاده سرستان برگیر کف خاک
لے فر و طبع داری گر سر رسد بنای

لے از سر زلف تو در هر سرے سودائی هر شب بدرت سر با در مان طالب زورت از لعل شکر یارت هر بزم پر از شورے صد خانه صوفی در عهد تو ویرانه حاجی بطوان اندر از شوق حریه تو دل تنگی عاشق را جز گوشه کوسے او شد چاره ز دست من لے عشق گرم و زما	وز حسن پر آشوبت هر گوشه رشید آئی هر روز بکوسے تو صد شورش دایه ای وز تر گس مسرت تو هر خانه اغوشانی آباد ز عشق تو هر حسنه و هر حسانی آواره و سرگردان چون عاشق بودی سویے نهد هرگز صد دعوت صحرائی لے تاب زبان من لے طاقیت و یارائی
---	--

دانشک نمز دست و دایه شکیبائی

<p>شوریده سر از مویت سنبل گلستانها هر سینه ز سوز تو آتشکده باشد تنها نه قیامت را هر کار بود بر هم در یاد لب و لهما جو مزه تازه من از پی وصل او تدبیر چه اندیشم</p>	<p>وز روی تو بلبل را هر لفظ نوها می هر چشم ز بسل خون طوفانی و دریائی صد فتنه با گرد و زین قامت عنائی و زباده عشق تو هر دست و مینائی کافقاده سر و کارم باد لب خود را می</p>
--	--

افکنده از خوبی شوئی به جهان عشق
 چون بنده ترا بنود فر و سل بت زبانی

<p>با چنین نازگر که سر و خرامان گذری ناز را با تو نیاز نیست بهنگام خرام خلق را کار و دو عالم هم سر بر هم گرد لعل جان بخش تو اینکجخت بعالم کوش منتی هست ز ناز تو بر ار باب نیاز جلوه حسن تو محتاج بز یور نبود ز اهدا ز شیوه آن طره هند و اندیش جرعه گر بکشی از لب لبشش ناصح بوسه پیر این یوسف پیر از مصر صبا چند باشی بدون تیر نگاه نازشش</p>	<p>بلبل از گل گذرد که بگلستان گذری وقت آنست که با ناز خرامان گذری بر سر بام چو باز لفت پریشان گذری فتنه چیز و چه سر خاک شهیدان گذری سر بر آید هر خلق که حسانان گذری حشر بر پاشود آندم که بسا مان گذری ترسم از خود گذری و ز سر ایمان گذری خود از آفتوبی گذری و ز سر ایمان گذری از معان گر طاف و او می کنعان گذری ترسم بے دل که بیک غمزه اثر ایمان گذری</p>
---	--

غمزه مردم کش و بجان ده و کیسری صید
 فرد از جان گذرد گر تو بدیشان گذری

<p>چه گویم بوصف کلام کس جنبان صبا شاخ سر و چین سلیمان باین شاهی جن و انس مده پندم از یاد او ناصح خایه نباشد باین ششام چه گوئی ز نفسل بهار لے صبا</p>	<p>که جان بخش باشد پیام کسی که یاد آیدم آن سلام کسی کمینده گدا و عسلا م کسی که دارد مرا زنده نام کسی که می خورده بودم ز جام کسی که نتواند بهائی ز دام کسی</p>
---	--

سواد سر زلفت و شام کسی رخودر فته ام از خرام کسی بود مطمع صبح بام کسی که دل پرده ناگشته رام کسی	بلا صبح نوروز با شدم را برقرار خود بکبک چندان نماز زد ویش برد غیرتے آفتاب بعثت آن صنم را برهن شدم
---	--

اگر فرد در عشق خدای استوز
که بخت برسد از تو خام کسی

تو که ماه سرد مری زگداز من چه دانی تو صنم که خود پیوستی ز نماز من چه دانی بخود آنچه ناز کردم گویا ز من چه دانی تو که نشنوی چو حرفتے ز دراز من چه دانی تو چرا ز من رسیدی تو ز از من چه دانی چو ز سوز من ندانی تو ز ما ز من چه دانی	تو چنان بنا ز محوسی که نیاز من چه دانی من و طاق ابروے تو که مرا است سجده گاه تو بنا ز مستی خود بلیم چو لب نهادی بتو حال خود چه گویم که حکایتے دراز است نه ز چشم میل اشکے نه بلب فغان و آه بعثت اگر نسوزم تو بگو چه چاره سازم
--	---

سر من فدای بایت چه بخاطر تو آمد
که بفر و خود گذشتی صنما ز من چه دانی

همسر گفتی پیام من نگفتی چه رنگ آمد که نام من نگفتی چرا از صبح و شام من نگفتی ز نظم بے نظام من نگفتی بزم او کلام من نگفتی ز تلخینهای کام من نگفتی ازین سودای خام من نگفتی با و از حال جسم من نگفتی ز رنگ زرد قام من نگفتی بگویش از قیام من نگفتی ازین درد مدام من نگفتی	صبا با او سلام من نگفتی چو می رسید نام من بصد لطف چو پیش سوے افسانه شنیدی باشعارش چو میل طبع دیدی نیارودی جو بے از پیام رقیبان را چو پیشین کام دیدی پیشی بچگان عشق آن شوخ چوے میر بخت در جام رقیبان بسیر گل و ش چون بود مانگ چو زکرا نچ و طوف کعبه رفیت ز بهایش که درمان مرضها است
--	--

<p>ز کار ناتمام من بگفتی سلام از مشام من بگفتی تنای مشام من بگفتی ز حال زیر بام من بگفتی سر حرف ز نام من بگفتی ز سر و خوشخام من بگفتی چرا کولیش مقام من بگفتی</p>	<p>چشم او که قتل عاشقان کرد بوی زلف مشکینش بصد شوق چو بوی زلف مشکینش شمیدی چو با او بر لب باش نشستی زیادش رفته گر بودم بزرگ بهار سینہ پر سوز و داغ چومی جبت او نشان منزل من</p>
---	---

کینه بنده ات شد فرودگاه
بحق او عنسلام من بگفتی

<p>شام من زلف مشکوے کسی من و دل میروم بکوے کسی گردش چشم فتنه جوے کسی لب من بہت و گفتگوے کسی من و گریہ ز تند خوے کسی گشتم آشفته تر ز بوے کسی لب تیرین و گفتگوے کسی ندید سودشت و شوے کسی شوق دیدار و جستجوے کسی بد و ماعظم نمود بوے کسی بمن خسته دل ز سوے کسی سر و نور ستار جوے کسی ہچو آئینہ رو بروے کسی</p>	<p>صبح عید من است روے کسی از خودم برد آرزوے کسی گردش روزگار من باشند سخن دوست میکشم تکرار بار قیام تلطف و اخلاق از پریشانیم چہ می پرسی قدر و قیمت گشت طوطی را بس کہ بمانم چشم چون بدراغ ولم کرد آوارہ کو بکو مارا چہ کشاید ولم ز نکبت گل دلتے ستد کہ قاصدے نامہ قامتم خشم ز بار عشق نمود می نسایم ز صافی طینت</p>
---	---

صبر ز آرام دل بپاید کرد
فرد تا در سر است بوے کسی

<p>آبشار من است و جوے کسی</p>	<p>چشم زار من است و روے کسی</p>
-------------------------------	---------------------------------

روزگار است و یاد روئے کسی دل من بہت و جستجوئے کسی از دل گم شدہ سراغے نیست چشم را مژدہ ز نور رسید نگ تا کے ز عاشقان لے شوخ	شب تار و خیال موئے کسی سر من بہت و خاک کوئے کسی جستہ ام بسکہ مو بوئے کسی در مشام رسید بوئے کسی چشم تو ر بخت آبروئے کسی
---	--

راہ خود گیسرنا صحا چون فرد
نکند کوشش گفتگوئے کے

حسن را از روئے خوبت گریہ دی یاد از پے مستخیر بنود حاجت افسون گری خوبرویان جہانت گرنی داوند دل در دلم زونا و کت چاکے کہ تدبیرش نہ بود نازم آن تارنگاہت را کہ میدار زنگاہ از رقیبان عشق را میگردی پنهان لے قامتت را سر و گفتم بس خجالت می کشم کیست یار بیک نامہ مارا این چنین دیوانہ کروا	آمدی از حسن کے این شیوہ غارتگری گردش چشم تو سازد کار سحر سامری کے تو انستی نمود از عشوہ کسں کبری گر نگر دی سوزن مژگان تو بچنیہ گری و فرنگل را بیک شیرازہ از ایشری شوخی دست و گریبان می کن پردہ وری زانکہ از طوبی بحسن قد صنم بالاتری ببخودم چندا نکہ نشناسم فرشتہ یاپری
--	--

صبر از دل کردہ بودم فرد چون دیدم باہ
این ادلے شوخی و این ناز و بندہ پروری

گرفتارم بلبش نازیشی سر و بستانی تے جلوہ فروشیے کاروان ناز و مہ پارہ شکر گفتار و پیشین لب بہ بالائینشکرامت حلاوت بخش کام تلخ کامان از شکر خندہ پریریز اوئے سراپا آفتے سر فتنہ دوران جولنے ناز بیکر چست و چالا کے جفا کاکے ز کاکل وام بردوشے شکار افکن تہنگاری جہان را یک تجلی زار از حسن لومی نیم	منور چہرہ زہرہ جبینی ماہ تابانی عزیز مہ حسن و شمع رونی ماہ کثانی و ہداز شربت اعجاز در ہر مردہ جانی حیات جاودانی بخش از چاہ ز خدائی پلاسے شوخ چشپی ترک عیاری و پالائی غزلے وحشی آہور می بر چیدہ دامانی تغافل پیشہ عاشق فراموشی فسون انی تہاشاے گلے می کردم و دیدم گلستانی
---	---

چرا دشوار نبود فرد را پیش تو خود داری
چو آئی بر سر تو خود لے ظالم بسامانی

جولے پاک طینت خوب روی
سواد او نلے شب از تار موی
سحر ساز سحر خیزان بروئی
نگندہ در جہانے ہائے وہوئی
نسیم از نو گرفتار شس ہوئی
گل اینلوفری بروے چوئی
ز پیش محتسب بیخود بکوئی
درم گر پردہ ساز در فوئی

ولم بر بود یا لے نیک خوئی
منور ساز روز از طلعت رو
نقاب از مو بروئی شب پرستان
رضئے محشرے در حلق آنجخت
بغارت بردہ آب و رنگ گھما
ز سبزہ برب چاہ ز خندان
از ابرویش سر ز اہد بسجدہ
چونام خویش بادا کاظم الغیظ

بیزمت چون رود فرد از کرم گاہ
نشستن را اشارہ کن بسوئی

بتے ز ہرہ جسمینی مر جالی
ز سر تا پایے ~~سے~~ ز زوالی
بکار جان فریبی با کمائی
بقامت نیشکر شیرین تقائی
بر عنائی گلے نازہ ہنسائی
نشستہ بر در حجرہ بلائی
گرفتہ ملک ہندستان بخائی
زر و خندان گلے فرخندہ فائی
بلاے صبر و راحت را و بانئی
بگذراند بکار لمحہ سائی
بپاس غیر او ہم در خیالی
زمن با صد عتاب و صد ملالی
بیسرت چون خیلے خوش خصائی

ز من بر بود دل ابرو ہلائی
ز باغ زندگانی رستہ تھلی
برسم دلبری کیتاے عمدے
لبش قدرے و گفتارش نہاتے
بر نیبائی چو یوسف بادشاہی
گس بر انجبین خال لبش یا
پرست آورده دلہائے جہانے
عذارش صفحہ از سورہ نور
ز جنبشہائے کیسو عاشقان را
تخافل پیشہ وعدہ فراموش
من اندیشہ اغیار و شبہا
نواز شہا جسے وارو بہ اغیار
بصورت یوسف مصر و جاہت

<p>سجائی که بد باخته است</p>	<p>چید باشد که لب غسل تو روئی</p>
<p>فراوشت مباد انام فروم که دازد از تو امید نوئی</p>	
<p>بر دلم نامهر بانی تابکی جان من این سخت جانی تابکی منت این زندگانی تابکی از وصال کامرانی تابکی نامه ام سله شوخ خوانی تابکی یتسر دیگر وار بانی تابکی از خدنگ من ترانی تابکی حسرت این میسائی تابکی برود دل پاسبانی تابکی مژه این جان فشانی تابکی مے بخورد در فکر مائی تابکی نکر عمر جاودانی تابکی بهمو عنقا بے نشانی تابکی انتظار بیتخ را بی تابکی گفت اندوه جوانی تابکی</p>	<p>لے بلاے ناگمانی تابکی عمر در هجرت بستر تا که برم در تمنای لب لعلت کشم یستم چون خضس بر عمر عتباو دفتر اغیار خواندی حرف حرف جان برون ناید ز ذوق زخم تو سینه های عاشقانت ریش ریش لخت ول بهر سگت دارم نگاه در گذشتم از بگببانی دل جان بلب آمد باسد دل خوش مغان فرمود با من نکته وصل یک دم دولت جاودیت بال همت بر کشاشه بازوار سر بگف دارند خلقه در همت داد پیرے فروشم ساعت</p>
<p>بهر مشق غمزه جانم بس بود جان فرد این جان ستانی تابکی</p>	
<p>لے کار حسن از تو دیده تیغ تماشای هر کس که پرسد از من گویم نام من تو بال شکر ریز با عینر همکلامی کوست قناد بر سر ما یکم و تیغ کامی این پاره های دل را دارم ازان گرامی</p>	<p>از رو فرغ صبحی در موسو ادشامی تا بر درت نشستم کم کرده نام هستم تلخ آیدم چو بنیم من بر امید میرم خوردم فریب و عشق شیرین بے گزیدم تا طعمه می توان شد بهر سگ تو زنی</p>

تغلیق

<p>لے دعوت شب من ہے ورد صبحگام ہم نہ پیک و نہ نیسے نہ ہد ہدے نہ آہے نتوان گئے رہائی از بندگی این در ترسم کہ سرد گرد بازارے فروشان خاموش از جوایم لے غنچہ لب چرائی از جب سہ و عمامہ تاکے بزی رباری</p>	<p>حاشا دگر بنا شد جز یاد اسم سامی ہجر تو کشت مارا از رخ بجے پیامی چون سر نوشت من شد این سر خطلامی مگذر بکوے زندان مستانہ گزرامی رد کن سلام بر من ناخوش گرا از سلامی تا چند پایے در گل در کوے نیکنامی</p>
<p>پیر ضعیف کشتی تالیب تہ چہ کاری کس چون ترا پذیرد لے فرد در غلامی</p>	
<p>بر دایمان بگور وے رسول عربی دولت صبح ازل روے رسول عربی تا بگوشت است مرا حلقہ ز تار زلفش مایہ دلبری ماہ رخاں خونی بس ز تہ پیرہن یوسف و گلہاے چمن زا ہدان را بود ارتیکہ بز و طلعت</p>	<p>سر و سوداؤ من و ہوے رسول عربی رونق شام ابد موے رسول عربی من این سلسلہ موے رسول عربی دلفریباست ہمہ خوے رسول عربی ہمہ پارینہ شد از لب رسول عربی نازشم ہست بازوے رسول عربی</p>
<p>قمری سر و نیم فرد کہ باشم و رباع عاشق برتد دلجوے رسول عربی</p>	
<p>بے نشانے کہ از و نام و نشان کمی طلبی مطلع نور ازل غیر جمالش نبوی من عاصی ہوس مجلس قدسش چہ کنم جلوہ ناکردہ فلندہ بجان غلغلہ دفتر معجز علیے کہ جز افسانہ نماند</p>	<p>بنگر آئینہ روے رسول عربی ہست چیرگیل میں شیفتمہ زین بواجبی چون ز پاکان بود این فکر و رش بے ادبی می درخشد جمالش ز رخ مطالبی باز شد تازہ بہمد تو ز اعجاز لبی</p>
<p>بخت بیدار گریے فرد تواداری این شب عمر بسر کن بدر پاک نبی</p>	
<p>بمشق خود مراد پوانہ کردی چو برافروختی شمع رخ خویش</p>	<p>چہ کردی کہ خودم بیگانہ کردی جہانے را چو من پروانہ کردی</p>

فگندی از سرم بار خرو را
 ز عمر داشتیم پیمان تقوی
 بناک زهد و بزم می گساران
 ربودی دل ز غم و بیان عالم
 ستم کردی برندان که لگات
 دلم را از شک صد حجت نمودی
 خردم کردم و دیوانه گشتم
 بگفتی باریت بان را از عشقم
 همیشه خانه حسن تو آباد
 چه کردی با من لے مقصود عالم
 چه کردی خسانه آباد دلم را

بکارم همت مردانه کردی
 همه بر باد یک پیمان کردی
 خراب از جلوه مستانه کردی
 خسر ام نا چون ترکانه کردی
 شکست چند صد خجانه کردی
 گذر چون اندرین کافانه کردی
 چه سحرے بر من فرزانه کردی
 جفاے بر من لے جانانه کردی
 هزاران خان و مان پیرانه کردی
 مرا از دو جهان بیگانه کردی
 بعشق خویشتم ویرانه کردی

شدا کنون جائے طعن ہو شمشدان
 عبت و مراد یوانه کردی

چه دریا بد ترا فکرم که در عقلم بینی
 جهانے جان بلب از حسرت یک نکته از تو
 چه تدر دیده تا بیند جمال با کمال تو
 ندار و تا حدیث مجلس نس توره گوشے
 برون ز فم دو هم و صلح بجران کاسنجان هستی

چه داند ترا تو جانم که جان از تو دانی
 چه فخر کس کمال تو که در هر وصف یکتائی
 که چشم اهل نبینش راست از داد تو بینائی
 چه داند گوش این رمزیکه چون آینه نشوئی
 میند انم چرا هر کس بعشق نشت سودائی

سحرے زمین بواجب کالے لفر و خویش هم بکشتا
 گفت از پرده بیرون آو باشے شمع هر مجالی

که ترا بگفت جانان که برون ز خلوت آئی
 که گرفت دامن تو که کشید سو خویشت
 نه همین منم غلامت همه حلق بنده است
 بیخمال و رینائی نه بدیده جائے داری
 تو کس نداشت رایے که نهان چو گنج بودی

سرا بجن نشینی دل عالم ربائی
 که باین حدیکه داری تو بدام کس نیائی
 چون از عالم ما چه کسی و از کجائی
 دل خلق چون ربودی پے صید جان چرایی
 کشش که داد اذنت که تو پرده بر کشائی

ز منت نشان که داده بدلم که جلوه کردی
که رساند تا باینجا که لفر و رونمایی

کس ندیدم صنما همچو تو یک سیم تنی
عین لب لاله رخ و چهره خندان چون گل
ورد بان تو زبان پاره گفتد مصری
نیست زینا گل رعنا پے تشبیه تبت
کامیاب از دهن تنگ تو کس چون گردد
خون دل نافه تا تا از مشکین جدت
در سخن قند که شیشه بین و هنان میریزند
پایه بیرون مندا لے دل که بستی رونے
خصر را سهل بود طے سوا وظلمات

تر کسی چشم و سہی قامت و ناز کبدنی
نیشکر قامت و طوبے قد و سر و سہنی
لبت از سبزہ خط طوطی شکر شکنی
که بر است از ورق گل بہ تبت پیرہنی
کس ندیدہ است بجز نام نشان و ہنی
لے بہر تار سر زلف تو بستی ختنی
نیست پیش لب نوشت بحساب سخن
در خم زلف کسے یا کہ بچساہ دقنی
لیک دشوار بود از تو سراغ و ہنی

جان بلب فرود بگویت شد و سہا پر وانی
عیب نبود چو پرسی ز عزیب الیٰ عینی

آگاہ ز سوز دل سوزان شدہ باشی
تا با سر زلف تو مرا گشت سرو کار
چون کلبہ و دیر است ہمہ سیر کہ تو
بر ایچو من صید ضعیف کہ زدی تیر
بہر سونگہ حیرت تو میسد و و امروز
لے دل کہ دگر رفتی و ہندم نشیدی
بو کردی و بگذاشتی لے سگ کہ دل من

بر تر تم لے ستم کہ گریان شدہ باشی
سود لے مر او پیدہ پریشان شدہ باشی
آشوب ہمہ گرو مسلمان شدہ باشی
از مردن من سخت پشیمان شدہ باشی
لے دیدہ مگر بر لے حیران شدہ باشی
دیوانہ آن زلف پریشان شدہ باشی
آزرہ مگر زین دل بریان شدہ باشی

چون بار دگر عزم دل شد و نگر دی
لے بچیدہ ازین خانہ ویران شدہ باشی

ایا طیبی مرضت ہجر آلم تعدنی فلیک علی
اگر بدنام کہ خواہی آمد تبرت من تو گاہ گاہے
چونیت بے تو قرا جام زیاد و سے تو زندہ مانم

قنادہ ہستم بہتر عزم زنا توانی چو نقش قالی
الیا حترقت بنا ر عشقاک دست ہجر افلا ابالی
فانت قلبی انت روحی و فی نوادی و فی خیالی

<p>بجز تو شاه و گزندم بجز در تو در سے ندانم جیب روحی اینس قلبی سواک لیس من لیس جگر ز بحر تو خون ناب است و دل گداز است نه با جمال تو چمن اینی نه بدر و غور بشید نیم وزه</p>	<p>ایک نسعی و منکتے جو ان سالن ایک سواالی وجودم از تو ظهورم از تو لونی معاد و تو هم آلی دموع عینی و ما صدری و لیس سخنی علیک طالی فار ازینا سواک احد ابلانظیر و لا میثالی</p>
---	---

<p>بخاک کوسے تو ارققاده بر آستان تو سر نهاده من بیفوز مفاز فر و من یتال بنا منالی</p>	<p>نساء اقبال ۳۴</p>
--	----------------------

<p>از من بدلت خمار تا کے از بے اثری آه یار ب لے ابر کرم کجائی آخه لے نو گل باغ زندگانی لعل تو بکام خسلق و مارا</p>	<p>بر خاک منت گذارتاکی بر شیشه دل عبا رتاکی بر تربت من گذارتاکی در گلشن من بهار تاکی این در دسرا از خمار تاکی</p>
--	---

<p>لے نور نزلے چشم امید بر چشم و کنی گذارتاکی</p>	
--	--

<p>چون شوو جبریل در بان مکانت یا علی این ینگویم کہ استم میمانت یا علی که توان خود را شمر و از دوستانت یا علی لوح محفوظ است از قرآن و صفت آیتے هر دو ه چرخ و رطون حریمت روز و شب آسمان از وسعت درگاه تو یک گوشه عرش پا انداز پیش رفت ایوان تو ابجد آموز از دبستان تو باشد عقل کل رشح از فیض علمت جمله علم مکانات لے وجودت باعث ایجا کجملکانات دیده را اینلے حق کن از کرم یا بو تراب قرب و درگاه تو دارم آرزو یا سیدی</p>	<p>عرش و کرسی خود زمین آسمانت یا علی ریزه چینی طعمه جوئی ام ز خوانت یا علی فخر من این بس کہ هستم از سنگات یا علی نیست ممکن از بشره اوراک شانت یا علی کعبه اهل صفا بس آستانت یا علی پر تو سے باشد دو عالم از جهانت یا علی باغ رضوان یک چمن از بوستانت یا علی باب علم مصطفی هست از نشانت یا علی آدم و کن ملک یک نکته دانت یا علی ذره ذره بهره مند از فیض جانت یا علی سره چشم است خاک آستانت یا علی گو گنگارم و لے هستم از آنت یا علی</p>
--	---

فرد مسکین از غلامانت شایانم
تاز قید تن بر آیم مدح خوانت یا علی

ماه رخسار من بر از یب کس کیستی
برگ خزان رسیده ام ظلمت هجر دیده ام
دست تو رخ شد چرا خون دل که رخ کیستی
تازه نو پاک دامنت گرد رسیده از کجا
حلقه بگوش و صید تو کیست که نیت در جهان
کار بگیریم قناد تا تو بکار دیگر می
سرور وان و شیخ من غنچه دهان و ترک من

کشته حسرت تو ام شمع مزار کیستی
چشم و چراغ کیستی تازه بهار کیستی
فتنه جان کیستی یار نگار کیستی
تا سر زلف و دامنت چو زلف بهار کیستی
باز بدوش دام زلف بهر شکار کیستی
تو که بکار من نه باز بکار کیستی
شعله بخر منم زدی لاله عذار کیستی

فرد بقامتش قسم راست بگو که محرم
گریه چسرا پیاے سرو عاشق زار کیستی

شورش آورد جنون و سعت صحرا مدوی
لے خرد زود بیا از درکاشانه که دوش
جان بلب آمد و شد صبر و شکنجایی من
دل بسو و سله کسے میرود امشب از دست
گشت بیداری شب باعث بیماری من
گریه با کردم و سیراب نشدم ز عدم

حاک دامان مدوی سلسله پامدوی
عشق طرحے دیگر انداخت خدا را مدوی
در و سامان دیگر کرد مسیحا مدوی
چو دیشکین مددے زلف چلیپا مدوی
چشم حیران مددے زنگس شهلا مدوی
سیل طوفان مدوی شورش دریا مدوی

چندکے شوخ زما بر زده دامان گذری
حاک از راه تو شد فرد و خدا را مدوی

نے مست خراباتم نے عاشق مشیدانی
در خانه زدم آتش حیران و بر نیاتم
گفتم بدلم بنشین کاین خانه خراب نشدت
مردیم ز بالینم بر چینه طبیب اکنون
لے فرد پریشانی تا چند پیا بگزین

داریم نمان دروی اندر دل بهر جانی
نے دامن صحرائے گشته پنهانی
گفتا که منی آیم در خانه یغنائی
سوئے نکلند ما را این طسرس میجائی
یک کلبه احزانی از عالم یکتائی

تمام شد دفتر اول

اعلان عام

دیاجاتا ہے کہ شایقین دیوان فروخوش آئیں
اور اس نعمت بہیدل کے حاصل کرنے میں تعویق نہ کریں کیونکہ
اتفاقات سے ایسا مبارک وقت آگیا ہو کہ حسین دیوان فرد کا دفتر
اول طبع ہو گیا ہو اور شایقین حضرت کی ہدایت کی تمنا پوری ہو گئی
اس لئے مناسب ہے کہ جہاں تک جلد ممکن ہو اپنی مراد کے حاصل کرنے میں
کوشش کریں دیوان فرد جیسی متبرک کامل کتاب کی قیمت
مبلغ تین روپیہ علاوہ محصول ڈاک بالکل کم خریداران کی
کثرت سے دیوان ہاتھوں ہاتھ نکلا جاتا ہے اگر آپ حضرات
غفلت کریں گے تو مفت میں حاصل ہونے والی دولت ہاتھ سے اٹھ جائے گی
دفتر نمنا پچھلوری ضلع منٹھہرہ جیلانیہ
المشرفین

محمد حسین منیر

ف ۲۲
۱۵

ف ۸۹۱۵۰۱۲۱

This book is due on the date
last stamped. A fine of 1 anna
will be charged for each day the
book is kept over time.

--

۱۰۳۲

